خوبصورت

بشریٰ رحمٰن

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے نا؟ کہ ہاتھ سے قیمتی گلدان گر کر ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔ رملی نے گھونگھٹ کیا ہٹایا۔اس کے خوابوں کا گلدان چھنک سے ٹوٹا اور پاؤں میں گر کر کرچی کرچی ہو گیا اور جو ___ مارے گھبراہٹ کے آدمی ان کرچیوں پر پاؤں رکھ دے تو تلوے بھی لہولہان ہو جاتے ہیں۔

پر قیمتی گلدان کے غم میں اپنا لہو سستا لگتا ہے۔

رملی نے اپنی ہتھیلیوں کو دیکھا جو مہندی کے گہرے عنابی رنگ میں ڈوبی لال گلال ہو رہی تھیں یہ مہندی نہیں۔سچ مچ کا لہو ہے اس نے سوچا۔۔

پھر اس نے چاہا۔کھرچ کر سارا رنگ اتار دے اور اپنی ہتھیلیاں صاف ستھری کر لے ___ سفید سفید ___ گوری گوری ___ جیسے شادی سے ایک دن پہلے تک ہوا کرتی تھیں۔

دراصل وہ مہندی کے رنگ کو نہیں کھرچنا چاہتی تھی بلکہ اپنی زندگی کے کورے کاغذ پر لگی ہوئی تقدیر کی مہر مٹانا چاہتی تھی۔ایک دم سے ___

مگر تقدیر کی مہر حساب کا سوال تو ہوتی نہیں کہ ذرا سی غلطی پر ربڑ اٹھا کر مٹا دیا جائے تقدیر بہت سوچ سمجھ کر مہر لگاتی ہے۔پھر دنیا میں کوئی ہاتھ اس مہر کو مٹا نہیں سکتے۔اپنے نفس پر جبر کیا ہوتا ہے؟

گھڑی کے ایک پل میں اسے پتہ چل گیا

جذبات چھپانے کا سلیقہ آتے آتے آتا ہے۔۔۔۔۔

یہ کیا مذاق ہے کہ تقدیر چاہتی ہے۔ایک ہی رات میں عورت تجربات کے پل صراط سے گزر جائے اور رات بھی وہ ___

جو پوری جوانی کی اساس ہے۔اس ایک رات پہ عورت اپنا حسن اور جوانی لٹا دیتی ہے۔یہی

ایک رات اس کی زندگی کی کتاب میں سنہرے حروف میں لکھی رہ جاتی ہے۔ باقی سب کچھ وقت کے ساتھ ساتھ دھندلا جاتا ہے۔

افوہ!

اسے سب شاعروں اور ادیبوں پر بے تحاشہ غصہ آیا۔ جو اس رات کے حق میں رطب اللسان ہیں ـــــ

اس کی زندگی کی یہ بدصورت ترین اور بھیانک ترین رات بن گئی تھی۔

اس نے معاذ کا چہرہ دیکھتے ہی آنکھیں تو بند کر لی تھیں مگر دل کی چیخوں پر ہاتھ نہیں رکھ سکتی تھی۔ دل برابر واویلا کر رہا تھا اور کان باہر کی آوازیں سننے سے عاری ہو گئے تھے۔ پتہ نہیں معاذ نے کیا کچھ کیا ہو گا؟ ـــــ معاملات تک پہنچتے پہنچتے اس نے کس طرح راہ ہموار کی ہو گی؟ ـــــ اس کے تن پر تو صرف زیوروں کا بوجھ رہ گیا تھا۔ ایک ایک گہنا لوہے کا بن گیا اور لوہا بھی ایسا جو آگ میں تپ رہا ہو۔ جان کنی کے عالم میں ہی پہلی رات گزر گئی

صبح بے حد مکروہ تھی۔ معاذ کے چہرے کی طرح

صبح اٹھتے ہی نظر بھی تو اس کے چہرے پر پڑی تھی۔ وہ اس کے قریب بے سدھ سو رہا تھا۔ کیسے سو رہا تھا، اس نے غور نہیں کیا ـــــ اس کی نظر تو چہرے میں الجھ گئی تھی۔

یا اللہ یہ بدصورت انسان میری قسمت میں لکھ دیا گیا ہے؟ تیری اتنی بڑی اور اتنی خوبصورت دنیا میں کیا میرے لیے یہی مرد تھا ـــــ؟ میں نے کیا قصور کیا تھا کہ مجھے سیاہ رات کے آنچل میں باندھ دیا گیا ہے۔

سونیا نے رخصتی سے ذرا پہلے اس کے کان میں آ کر کہا تھا۔

اری ذرا دل کڑا کر کے اپنے دولہا کو دیکھنا۔ ایسا نہ ہو کہ خوف کے مارے بے ہوش ہو جائے اور اس کی ساری رات پنکھا جھلنے میں بیت جائے ـــــ اس نے سمجھا سونیا مذاق کر رہی ہے ـــــ سونیا کو مبالغہ آمیز مذاق کرنے کی ہمیشہ عادت تھی۔ کیونکہ اس نے گھر میں ہمیشہ اس قسم کے فقرے سنے تھے:

رملی جیسی حسین لڑکی کے لیے دولہا کہاں سے آئے گا؟

اے ایسا شخص تو ہو جو اس کے قریب بیٹھا اچھا لگے۔

اسے اپنے بہن بھائیوں اور والدین سے یہی توقع تھی کہ کسی ایسے شخص سے اس کا بیاہ

رچائیں گے جو نہ صرف اس کے پاس بیٹھا ہوا اچھا لگے بلکہ اس کے دل کو بھی اچھا لگے۔

ویسے تو ہر خوبصورت لڑکی کے لاشعور میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کا دولہا اس سے زیادہ خوبصورت نہ ہو تاکہ زندگی بھر وہی حاوی رہے مگر ایسے مکروہ صورت دولہا کی تمنا کون کر سکتا ہے جیسا معاذ تھا۔

چلو جی۔ رنگ تو برداشت ہو جاتا ہے۔ ویسے بھی مرد تو سانولے سلونے ہی اچھے لگتے ہیں۔ معاذ کا رنگ سانولا نہیں سیاہی مائل تھا اور رملی کے قریب بیٹھا ہوا ایک دم کالا لگتا تھا۔ صرف رنگ کی بات نہیں تھی۔ اس کے چہرے پر چیچک کے داغ بھی تھے۔

رملی کو ابکائی آ گئی ـــــ جیسے سیاہ مٹی کے اوپر بارش کے قطرے گرے ہوں۔ کیسی جاہل اور گنوار ماں کا بیٹا تھا۔ ایسے زمانے میں جب کہ طبی امداد کے مرکز چھوٹے چھوٹے سے قصبے میں بھی کھل گئے ہیں۔ اس کی ماں نے بچپن میں اسے چیچک کا ٹیکہ نہیں لگوایا تھا اور اسے دیکھو۔ چیچک جیسے موذی مرض کے وار سے بچ گیا۔

وہ نفاست سے پلی ہوئی لڑکی ـــــ

اپنی چار بہنوں میں سب سے چھوٹی تھی اور سب سے لاڈلی بھی تھی۔

تین بہنوں کی بہت پہلے شادی ہو گئی تھی۔ درمیان میں دو بھائی تھے وہ بھی بیاہے گئے تھے۔

وہ بی۔ اے کر کے گھر بیٹھی تھی۔ سب بہنوں میں حسین تھی۔ اپنا بہت خیال رکھتی تھی۔ چہرہ ہمیشہ بیسن سے دھوتی۔ رات کو کریم کی جگہ دودھ کی بالائی چہرے اور گردن پر لگاتی تھی۔ ہاتھوں پر کئی قسم کے لوشن استعمال کرتی۔ نتیجتاً اس کے ہاتھ چہرے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو گئے تھے۔

ذرا کی ذرا بازار سے ہو کر آتی تو چہرے پر فوراً ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارتی تاکہ بازار کا گندا گردا چہرے کے مساموں سے نکل جائے اور آنکھیں بھی صاف ہو جائیں لمبی پلکوں پر کیسٹرائیل لگایا کرتی۔ ہونٹ ٹماٹر سے صاف کرتی۔ نہاتے وقت پانی میں خوشبو ملا لیتی ------- بہت پیار تھا اسے اپنے وجود اور چہرے سے ------- اور اپنا اس طرح خیال رکھتی جس طرح گلاب کے پودے کا خیال رکھتے ہیں ـــــ اس تروتازہ گلاب کے لیے وہ کسی پرکشش آفاقی شہزادے کا انتظار کر رہی تھی جس کے شبستان میں وہ اپنے تن کا فانوس روشن کرنا چاہتی تھی۔ اس نے اگلے زمانے کی شہزادیوں کے قصے سن رکھے تھے کہ کس طرح جری اور جیالے شہزادے ان کے حسن کی دھوم سن کر ان کے دربار میں حاضر ہوتے تھے پھر شہزادی کی کڑی شرطیں

پوری کر کے اس کے حق دار بن بیٹھتے تھے۔

لیکن رملی نے تو کوئی کڑی شرط نہ رکھی تھی۔

اسے تو بس اپنے خوابوں کا شہزادہ درکار تھا جسے دیکھ کر آنکھوں کو ٹھنڈک اور کلیجے کو تسکین پہنچے۔

پر ابا جان نے یہ کیا کیا____؟

اندھیرا کنواں لا کے اس کے گلے میں لٹکا دیا۔

ابا جی دبئی سے واپس آئے تو معاذ کی تعریفیں کرتے ہوئے نہ تھکتے تھے۔ نیکی، شرافت اور لیاقت کا ہر تصور معاذ کے ساتھ باندھ رہے تھے۔ اٹھتے بیٹھتے وہ اس کا یوں ذکر کرتے، جیسے بھیڑیوں کی نگری میں انہوں نے پہلا انسان دیکھا ہے۔ ہوا یوں تھا کہ ابا جی نے دبئی سے لے کر لاہور تک کا سفر معاذ کے ساتھ کیا تھا۔ معاذ سرکاری طور پر دو سال کے لیے یورپ گیا ہوا تھا اور اب اپنی ذہانت کے سرٹیفکیٹ لے کر واپس آ رہا تھا اور ابا جی دبئی سے اپنا کاروباری ٹرپ لگا کے واپس آ رہے تھے۔ رملی کے بڑے بھائی کا دبئی میں ایک بہت بڑا جنرل اسٹور تھا۔ دوسرے بھائی کا اسٹور شارجہ میں تھا اور ابا جی دونوں بیٹوں کی سرپرستی کرنے کے لیے مسلسل سفر میں رہتے تھے۔ ابا جی اس عمر میں سفر کرتے نہیں تھکتے تھے۔ خوب گھومنے پھرنے کے رسیا تھے____ بھانت بھانت کے لوگوں سے ملتے____ اور ہر زمین کی خوشبو سونگھتے____ ابا جی بڑے مردم شناس تھے۔ ان کی آنکھوں میں ایک پیمانہ فٹ تھا۔ دیکھتے ہی انسان کو پہچان لیتے____ ایک دم سے پسند کرتے یا ناپسند کرتے۔ خاندان والوں کو ان کی یہ عادت پسند نہیں تھی۔ اسی لیے امی جان مصلحت کی ایک ایسی چادر بن گئی تھیں جو وقت بے وقت ابا جی پر تن جاتی____

معاذ اور ابا جی کراچی ایک ساتھ ہی اترے____ اور لاہور کے لیے ایک ہی فلائیٹ پکڑی____

اس ذرا سی رفاقت میں ابا جی نے گویا معاذ کے سارے محاسن دیکھ لیے۔ لاہور آنے کے بعد بھی اسے اس کے دفتر جا کر کئی بار مل چکے تھے آخر ان کے گہرے انس کا اثر کچھ نہ کچھ تو ادھر بھی ہونا تھا۔ ایک ماہ بعد معاذ کی والدہ ملنے کے لیے آ گئیں بس ایسی تھیں جیسی گاؤں کی سیدھی سادی عورتیں ہوتی ہیں۔ نہ شہر والوں کا سا حلیہ، نہ شہر والوں کی سی مکار ادائیں اور پھر دو چار ملاقاتوں کے بعد وہ حرف مدعا زبان پر لے آئیں یعنی انہوں نے معاذ کے لیے رملی کو مانگ لیا۔ رملی کے لیے یہ کوئی نئی بات نہیں تھی جسے جو بھی دیکھتا تھا طلب کر لیتا تھا۔ بڑی آپا کے دیور نے دیکھا تو رشتہ

مانگ لیا۔منجھلی آپا کی جٹھانی کو پسند آ گئی وہ اپنے بھائی کے لیے مانگنے چل دیں۔چھوٹی آپا کی خالہ ساس کا دل اس پر ریجھ گیا اور اپنے بیٹے کے کوائف گنوانے لگیں۔رشتے داروں کے علاوہ محلے کے لوگ بھی اسے پسند کرتے تھے۔ایک تو اس کی صورت میں ملاحت تھی، اس پر عادتیں بہت اچھی، بہت دھیمی اور میٹھی طبیعت تھی۔ہر وقت مسکراتی رہتی ____ ہر ایک سے خوش اخلاقی سے پیش آتی۔اور پھر ان کا خاندان بھی تو بڑا وضعدار تھا۔ابا جی بڑے دین دار اور متقی بزرگ تھے۔ان کے خاندان کی کوئی بات کبھی باہر نہ نکلی تھی۔بڑی تینوں لڑکیاں جن گھروں میں گئی تھیں، وہ ان کے گن گاتے تھے۔بھابیاں دونوں غیر ہی تھیں مگر خاندان میں یوں رچ بس گئی تھیں، جیسے گھی میں شکر ____ بڑے دونوں بھائی گو دوسرے ملکوں میں کاروبار کرتے تھے مگر ابا جی کو اپنا قبلہ و کعبہ سمجھتے تھے اور امی ____ تو چاٹی کے اندر گھومنے والی مدھانی تھیں۔جتنا گھماؤ، مکھن اتنا زیادہ نکلے ____ ان کا گھرانہ لڑائی جھگڑے اور باہمی تنازعوں کے الفاظ سے آشنا نہیں تھا۔اس لیے سب کے چہروں پر طمانیت کا ایک نور برستا تھا۔

جو بھی ان کے گھر میں آتا۔پورے گھرانے کا مداح ہو جاتا۔

رملیٰ کو معاذ کا رشتہ مانگنے پر تعجب نہیں ہوا تھا۔

اس کو معلوم تھا اس پر چودھویں کا روپ آ کر ٹھہر گیا ہے اور وہ ستاروں سے گندھی ہوئی لڑی ہے جسے ہر کوئی اپنے گلے میں ڈال لینا چاہتا ہے۔

لیکن وہ یہ ضرور سوچتی کہ وہ کون خوش قسمت ہوگا، جس کو وہ اپنا تن من سونپ سکے گی کیونکہ اسکے پاس روپ کا اتنا بڑا خزانہ تھا کہ وہ دنیا کی امیر ترین عورت تھی اور عمر کے اس دہانے پر کھڑی تھی جہاں بے شمار ہاتھ آگے بڑھتے ہیں پھر ایک تنومند اور خوبصورت ہاتھ لپک کر پکڑ لیتا ہے اور وہی زندگی کا ساتھی بھی بن جاتا ہے۔

ابا جی نے تو سوچنے کا موقع ہی نہیں دیا۔

معاذ کی امی کو صاف کہہ دیا:

معاذ جیسے لڑکے کے لیے انکار کر کے میں کفرانِ نعمت نہیں کر سکتا۔رملیٰ آپ کی بیٹی ہے۔ جس دن دل چاہے لے جایئے۔

انہوں نے منگنی کی انگوٹھی پہنانا چاہی تو ابا جی بولے:

انگوٹھیاں پہنانا دنیا داری کی رسم ہے۔ہماری زبان پر اعتبار کیجئے اور جب مناسب لگے

شادی کی تاریخ رکھ لیجئے۔

معاذ کی ایک ہی بڑی بہن تھی جو بیاہ کر امریکہ چلی گئی تھی۔اب ماں کو بیٹے کی شادی کا بڑا ارمان تھا۔اس لیے اس نے اپنی بیٹی کو خط لکھ کر اس کے آنے کی بابت دریافت کر لیا اور پھر تین مہینے کے بعد کی تاریخ شادی کے لیے مانگ لی۔

دونوں گھروں میں شادی کی تیاریاں ہونے لگیں۔

پہلے تو رملیٰ کا دل مچلا کہ وہ اپنے ہونے والے دولہا کو دیکھے ____ نہیں ____ بلکہ اس کا دل چاہتا کہ وہ اپنا آپ اس کو دکھائے۔اس کے احساس کے پر جلائے دیکھے تو وہ بسمل کیسے ہوتا ہے ____

مگر پھر اس نے سوچا ____ کوئی بات نہیں۔یہ قیامت کا نظارہ اسی رات سہی ____

ہاں: البتہ اپنے دولہا کی ایک جھلک دیکھنے کو دل بڑا مچلتا۔ابا جی اور سارے گھر والے اسے مل چکے تھے اور اس کی تعریفیں کرتے نہ تھکتے تھے۔پتہ نہیں اس میں کیا بات تھی ____؟

لیکن عجیب بات یہ ہوئی کہ کسی نے رملیٰ سے اس کا عندیہ نہیں مانگا اور نہ ہی اسے لڑکا دکھانے کی ضرورت محسوس کی۔

ہاں ایک رات اس نے امی اور ابا کو باتیں کرتے سن لیا تھا۔پتہ نہیں امی نے کیا کہا تھا جس کے جواب میں ابا جی بولے:

مرد کا حسن اس کا کردار اور کیرئیر ہوتا ہے۔ایک شریف النفس اور اچھے مرتبے والا ایک ہزار حسین اور بے کار نوجوانوں سے بہتر ہوتا ہے۔اور تم جانتی ہو اس عمر میں معاذ جس پوسٹ پر ہے اس تک پہنچنے کے لیے ساری عمر ناک رگڑنی پڑتی ہے۔اس میں اور آگے بڑھنے کی صلاحیت ہے۔ دیکھنا تو ایک دن کتنا بڑا اور مفید آدمی بن جائے گا۔

ہاں ____ امی کی آواز بہت آہستہ تھی:

آپ ٹھیک کہتے ہیں۔حسن مرد کا ہو یا عورت کا۔چند دن کی خوشبو کی طرح ہوتا ہے۔

عورت میں بھی اگر شرم و حیا اور اطاعت و وفا نہ ہو تو کیسی بھی حسین عورت کیوں نہ ہو، مرد کا دل اس سے متنفر ہو جاتا ہے۔

تم بالکل ٹھیک کہتی ہو۔ابا جی مسکرائے:

اپنی بچیوں کو بھی سکھاؤ۔

اللہ ان کو اپنی امان میں رکھے۔ اب تک تو بڑی لڑکیوں کی طرف سے کوئی شکایت نہیں آئی۔
تو تسلی رکھو۔ انشاء اللہ چھوٹی بھی نبھائے گی۔

رملیٰ کا دل دھڑک اٹھا۔

ہماری بیٹیاں ماشاء اللہ سمجھدار ہیں۔ ابا جی پھر بولے ان میں اتنا شعور ہے کہ انسان کے اندر کا حسن تلاش کر سکیں۔

رملیٰ ذرا لاڈلی ہے نا؟

کوئی بات نہیں۔ لاڈ تو صرف ماں باپ کے گھر ہوتا ہے۔

ابا جی نے کہا:

اپنے گھر جاتے ہی یہ بھی سیانی ہو جائے گی۔

میری رملیٰ بڑی ذہین بچی ہے اور مجھے امید ہے وہ سب سے زیادہ خوش رہے گی۔ ابا جی بولتے گئے۔

معاذ میں ظاہری حسن نہیں ہے مگر وہ باطنی حسن سے مالا مال ہے۔ دیکھنا تو دونوں تمہیں کس قدر خوش نظر آئیں گے۔

رملیٰ کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا۔ اسے اندازہ ہو گیا کہ اس کا ہونے والا شوہر خوبصورت نہیں ہے۔

کچھ دن اس کا دل بجھا بجھا رہا۔ بیاہ کے نام پہ جو دل میں ہل چل مچی ہوئی تھی، وہ ہونا تھی مگر شادی کے دن قریب آ رہے تھے وہ جہانِ وہم و گمان میں اسیر ہو گئی تھی۔ اتفاق ہی کی بات ہے۔ ایک روز معاذ گھر آیا تھا اور کافی دیر بیٹھا رہا مگر وہ اس روز اپنی سہیلی کی سالگرہ پارٹی میں گئی ہوئی تھی اور رات کو واپس لوٹی۔ کاش گھر میں ہوتی تو اپنے تجسس کی آگ بجھا لیتی۔

پھر لرز کر سوچتی کہ دیکھنے سے کیا فائدہ ہوتا ____؟

انکار کرنے کی تو اس میں ہمت نہیں تھی۔ اس دن ابا جی کتنے وثوق سے کہہ رہے تھے کہ ہماری لڑکیوں میں لچک ہے۔ ہر قسم کے حالات میں نبھاہ کر لیتی ہیں۔

امی نے یہ معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا۔ جب بھی بازار جاتی سب مردوں کو بڑے غور سے دیکھتی۔ جو ذرا کم شکل ہوتے، ان کو تو کئی بار دیکھتی اور سوچتی کیا اس کا دولہا ایسا ہو گا ____

یا ویسا ہو گا ____؟

اور پھر یہ سوچ کر دل کو تسلی دے لیتی کہ لوگ کہتے ہیں مرد کو زیادہ خوبصورت نہیں ہونا چاہیے۔ اگر خوبصورت عورت کے ساتھ مرد بھی خوبصورت ہو تو لوگ مرد کو زیادہ دیکھنے لگتے ہیں۔

عورت کا حسن اس وقت نمایاں ہوتا ہے جب اس کے پہلو میں عام سی شکل و صورت کا مرد جا رہا ہو۔

اس بات پر اسے اطمینان سا ہو گیا کہ وہ اپنے شوہر سے ہر حال میں زیادہ خوبصورت ہے۔

سانولا ہو گا ____ کالا ہو گا ____ آنکھیں چھوٹی ہوں گی یا ناک چپٹی ہو گی۔۔۔۔۔

بس اس سے آگے وہ بدصورتی کا کوئی معیار قائم نہ رکھ سکتی۔ پھر ایک سانولا سلونا سا۔۔ من موہنا آدمی اس نے تصور میں بسا لیا تھا۔

مگر شادی کی رات جب پچھلے پہر کی نشے میں جھومتی ہوئی گھڑیوں پر زینہ زینہ قدم دھرتے چپکے سے وہ اس کمرے میں آ گیا ____ اور اس نے گھونگھٹ ہٹایا۔۔۔ تو رملیٰ نے سر جھکا لیا۔

معاذ نے اس کی ٹھوڑی کو پکڑ کر اس کا چہرہ اٹھانا چاہا تو کئی دنوں کا تجسس جاگ اٹھا۔ رملیٰ نے بے اختیار ہو کر آنکھیں کھول دیں۔۔۔۔۔ کھولتے ہی یوں آنکھیں بند کر لیں جیسے انجانے میں کوئی بھیانک دیو دیکھ لیا ہو۔ سر جھکتا گیا۔ دل بیٹھتا گیا۔۔۔ حتیٰ کہ رنج اور صدمے سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

وہ مسکرا رہا تھا۔

تلے کی اچکن اور سفید عمامے میں اس کا کالا رنگ اور بھی دمک رہا تھا اور سفید سفید دانت واقعی دیو کے دانتوں کی طرح چمک رہے تھے اور سیاہ چہرے پر کالی کالی کٹوریاں سی دور دور بکھری ہوئی تھیں۔ اسے بے اختیار ابکائیاں آنے لگیں۔

اس کے بعد وہ کچھ بھی نہ دیکھ سکی۔

آنکھیں کھولنے کو دل ہی نہیں چاہا۔

اس رات کو وہ اپنی کھلی آنکھوں سے نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

لڑکی جوان ہوتی ہے تو سارے خواب ایک ہی آدمی کے ساتھ وابستہ کر لیتی ہے۔ اپنی خوبصورت جوانی کا آخری موتی بھی اس پر سے وار دینا چاہتی ہے۔ کیا کیا نہیں سوچتی اس رات کے بارے میں؟

پر کبھی ایسا ہوا ہے ____؟ کہ سیج اسے پھانسی کا تختہ لگی ہو۔ پہلی رات کی سرگوشیاں خنجر اور بھالے بن کر لگتی رہی ہوں اور سہاگ کا سنگم اسے موت کی آخری سیڑھی لگا ہو۔

ایسا ہی ہوا____؟

ایسا ہونا تھا۔

اپنا آپ اس ایک رات کے حوالے کرتے ہوئے وہ روحانی کرب سے گزری اپنے روئیں روئیں کی آہ و بکا سنی۔ مگر کچھ بھی نہ کر سکی۔

یہ ظلم والدین نے تقدیر کے پردے میں کیا تھا____

وہ کسے دوش دیتی____؟

صبح خلاف توقع اس کی نیند جلد کھل گئی پہلو میں بے خبر سوئے ہوئے معاذ کو دیکھا تو منہ سے بے اختیار معاذ اللہ نکل گیا۔ صبح کو وہ کچھ اور بھی کریہہ نظر آ رہا تھا۔ بستر سے نکل گئی دوڑ کر غسل خانے میں گھس گئی۔ اندر سے کنڈی لگائی اور پانی کے سارے نل کھول دیئے پانی شور مچاتا ہوا فرش پر گرنے لگا۔ بعض اوقات پانی کا بے ضرر شور کتنا اچھا لگتا ہے۔ اس کا جی چاہ رہا تھا۔ اس شور کے ساتھ مل کر وہ بھی چیخے چلائے حتیٰ کہ دل کا سارا غبار نکل جائے۔ اس نے بال کھولے اور جلدی سے چھوں چھوں کرتے نل کے نیچے بیٹھ گئی۔

تیز تیز بہتا پانی بدن پر گرا تو یوں لگا جیسے یہ بھی ہتھوڑے برسا رہا ہے۔ آنکھوں سے نیر بہنے لگے۔

پتہ نہیں اسے رونا کیوں آ رہا تھا۔

آخر ہر لڑکی کو اس کی مرضی کا شوہر تو نہیں ملتا۔

مگر یہ کیسا احساسِ زیاں تھا____؟

جیسے مدتوں سے ایک قیمتی شے سنبھال کر رکھی ہوئی تھی۔ آج اچانک کہیں گر کر کھو گئی____

بے وقوف!

اس نے کئی بار اپنے دل کو سمجھایا۔

روتی رہی۔۔۔۔۔۔۔اور نہاتی رہی۔۔۔۔۔حتیٰ کہ ایک گھنٹہ گزر گیا۔ پھر دروازے پہ ہلکی سی تھاپ پڑی۔

اسے یوں لگا معاذ اٹھ گیا ہے۔ آخری بار اس نے بدن پر صابن لگایا۔ کئی بار وہ پہلے بھی صابن لگا چکی تھی۔ پتہ نہیں کیا دھونا چاہتی تھی۔ اچھی طرح نل کے نیچے بیٹھ کر پانی بہایا۔ اور پھر سارے نلکے بند کر دیئے۔ ایک دم غسل خانے میں سناٹا چھا گیا۔ معاذ کو پتہ چل گیا کہ وہ باہر آ رہی ہے۔ جسم خشک کیا تو یاد آیا۔ اس نے جلدی میں نئے کپڑے تو غسل خانے میں رکھے نہیں تھے۔ اسی

لیے وہی رات والا ڈریسنگ گاؤن پہن لیا۔ گیلے بالوں کو تولیے سے خشک کرتی باہر نکل آئی۔ سامنے ہی معاذ چائے کا ٹرے میز پر رکھے بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔ اسے دیکھتے ہی معاذ نے اخبار پھینک دیا اور کھڑا ہو گیا۔

رملیٰ نے نظریں چرا کر اپنا آپ بچا کر نکل جانا چاہا مگر وہ اس کے بالکل قریب آ گیا۔ دونوں ہاتھوں سے رملیٰ کی کمر تھام لی۔ اس کے ہاتھ بے حد گرم تھے اور رملیٰ ٹھنڈی برف ہو رہی تھی۔ شاید زیادہ دیر تک پانی میں بیٹھی رہی تھی۔

اتنی دیر لگا دی تم نے۔ میں تو گھبرا گیا تھا۔ اس نے رملیٰ کے گیلے بال چوم کر کہا____

آپ کا خیال تھا میں پانی میں ڈوب گئی ہوں۔۔۔۔۔؟

(کاش ڈوب جاتی)

نہیں____ وہ مدہوشی سے ہنسا:

میں نے سوچا تم خوابوں میں ڈوب گئی ہو۔ نہاتے نہاتے سو گئی ہو۔۔۔۔۔۔۔ رات میں نے تمہیں بہت جگایا تھا نا؟ اسی خوف سے دروازہ کھٹکھٹا دیا____

رملیٰ نے کچھ نہیں کہا۔

کہنا چاہتی تھی۔ اس پانی میں اپنے تمام خواب بہا دینا چاہتی تھی۔ اس لیے تیز و تند دھاروں کے آگے بیٹھی رہی۔۔۔۔

وہ خاموشی سے آئینے کے آگے کھڑی ہو گئی۔

تولیہ اٹھایا بال خشک کرنے کے لیے تو معاذ نے اس کے ہاتھ سے تولیہ لے لیا اور دھیرے دھیرے اس کے بال خشک کرنے لگا۔ وہ اتنے پیار سے رملیٰ کے بال سہلا رہا تھا کہ رملیٰ کے دل میں گدی گدی سی ہو رہی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ معاذ کے ہاتھ سے تولیہ چھین کر دھکا دے دے۔ مگر سن کھڑی رہی۔ نگاہ اٹھا کے شیشے کی جانب نہیں دیکھا۔۔۔۔۔۔ مبادا معاذ کے چہرے پر نظر پڑ جائے اور وہ اس کے ماتھے پر ناگواری کی لہر دیکھ لے۔

معاذ نے جب اس کے بال خشک کر دیے تو کنگھا اٹھا کر بولا:

سلجھا دوں بال____؟

نہیں____ نیچی نظروں سے ہی رملیٰ نے کنگھا اس کے ہاتھ سے لے لیا اور بولی:

آپ میرے بال توڑ دیں گے____!

نہیں توڑوں گا۔ معاذ نے آہستہ سے اسے اپنے بازوؤں میں لے لیا اور نرم سا دباؤ ڈال کر بولا:

اتنے خوبصورت بال ہیں تمھارے____ انہیں بھلا کون کافر توڑ سکتا ہے۔ میرا جی چاہتا ہے میں تمہیں تم سے چھین لوں۔ آخر تمہاری کسی چیز پر تمہارا ابھی قبضہ کیوں ہو؟

معاذ نے یہ کہہ کر آنکھیں بند کر لیں گویا اس کی معطر خوشبو میں کھو جانا چاہتا ہو۔۔۔

یہی الفاظ۔۔۔۔۔۔۔ بالکل یہی الفاظ۔۔۔۔۔۔۔ رملیٰ نے ہمیشہ سننے کی تمنا کی تھی۔

دیوانے کو والہانہ پن کی سٹیج پر لا کر اس کا سودائی پن چاہا تھا۔

کئی سالوں سے ان سیاہ بالوں کو آنولے اور سیکا کائی سے دھو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ اس سیاہ ریشمی جال میں اپنے شہزادے کے چہرے کو پھنسانا چاہا تھا۔

اب وہ خود ان بالوں پر اپنا چہرہ رگڑ رہا تھا۔ کیسا پاگل لگ رہا تھا____ کتنا برا لگ رہا تھا____

تمہیں زور سے نہیں پکڑتا۔ تم ٹوٹ جاؤ گی۔۔۔۔۔ کیسی نازک ہو تم۔۔۔۔۔۔ جیسے کانچ کی بنی ہو۔۔۔۔ بھئی اتنی نازک لڑکیاں کہاں پہ بنتی ہیں____؟

اپنے ملک میں رہ کے پتہ بھی نہیں چلا____ اس نے رملیٰ کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔

ایسی خوبصورت انگلیاں۔۔۔۔۔۔۔ ایسا روپ۔۔۔۔ پھر اتنا حجاب سب ہی کہتے تھے۔ لڑکی بہت شرمیلی ہے۔ مگر مجھے یقین نہ آتا تھا۔ اس زمانے میں____؟

اس نے رملیٰ کا چہرہ اٹھانا چاہا تو اس نے ٹھوڑی سینے کے ساتھ لگا لی۔ وہ زور سے ہنس پڑا____

کبھی زبردستی نہیں کروں گا۔ ڈر لگتا ہے____ ٹوٹ جاؤ گی تم____ ہوں۔

(اور رات تم نے کیا کیا تھا، بدصورت بھیڑیے)

رملیٰ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ دل چاہا دھکا دے کر اسے دور گرا دے اور یہاں سے دور نکل جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معاذ کے کالے کالے ہاتھ اس کے گرد لوہے کی زنجیر کی طرح کانپ رہے تھے۔ وہ پاگلوں کی طرح اسے تک رہا تھا۔ اس کی آنکھوں کی وحشت سے رملیٰ کو ڈر آ رہا تھا____

کاش____

کاش____ اے کاش۔اس نے سوچا_____
یہ میرا پسندیدہ شہزادہ ہوتا تب------تب میں اس کے ہاتھوں میں موم کی طرح گھل اٹھتی--------ریت کی طرح بکھر جاتی_____
تب اس نے دل ہی دل میں_____ مرجانے کی تمنا کی_____
تب وہ بے بسی کی سب سے خوبصورت تصویر بن گئی_____

ایک مہینہ گزر گیا_____
معاذ کی امی بہت اچھی تھیں۔دلہن کو دیکھ کر جیتی تھیں۔ رملیٰ اپنے کڑھتے دل کو مناتی،ان کے پاس جا کر بیٹھ جاتی۔ان کے چھوٹے چھوٹے کام کرنے لگتی اور ان سے گھنٹوں معاذ کی بچپن کی باتیں سنتی۔معاذ جس سے اسے کوئی دلچسپی نہ تھی۔جس کے قریب آتے ہی اسے ابکائیاں آنے لگتیں۔جسے نظر بھر کر دیکھنے کا اس میں حوصلہ نہیں تھا۔جس کی ہر بات کا جواب وہ یوں دیتی جیسے آنکھیں بند کر کے گلے میں کوئی چیخ دبانا چاہتی ہو۔ایک مہینے کی گھٹن اس کے چہرے سے نمایاں ہو رہی تھی۔چہرہ اتر گیا تھا۔جیسے چاند کسی ندی میں اتر جائے۔آنکھوں کے گرد حلقے پڑ گئے تھے۔کچھ کھانے پینے کو جی نہیں چاہتا تھا۔سارا دن تو وہ اپنی ساس کے ساتھ گزار دیتی۔شام کو اکثر ملنے جلنے والے آ جاتے مگر رات کے وہ چند پہر_____ جو اسے معاذ کے ساتھ تنہائی میں گزارنے پڑتے،سولی پر لٹکا دیتے_____ روز رات کو اپنے بستر پر گرتے ہی مر جاتی اور پھر صبح اسے دنیا والوں کو جی کر دکھانا ہوتا۔اس کی چپ چپ کیفیت_____ اس کی کھوئی کھوئی ہیت اور اس کی زرد زرد رنگت کو اس کی ساس پہچاننے کی کوشش کرتی۔سنگھار سے عاری چہرہ دیکھ کر بڑی محبت سے سنگھار کی اہمیت پر لیکچر دیتی۔

سیانی تھی_____
جانتی تھی۔شادی کے بعد جلدی جلدی نئے موڑ آتے ہیں۔دلہنوں نے کئی بھید چرائے ہوتے ہیں۔جانے یہ اس کی طبیعت کا کون سا موڑ ہے_____!

آ گیا سامنے یہ موڑ_____ جب ایک روز مچھلی تلنے کے دوران رملیٰ بے اختیار ابکائیاں کرنے لگی۔وہ تو ڈر گئی۔ایک دم کہ جو نفرت اس نے دل میں چھپا رکھی ہے۔غالباً ظاہر ہونے لگی ہے۔مگر معاذ کی امی نے مسکرا کر معاملہ سنبھال لیا۔

گھبراؤ نہیں_____ ایسا ہی ہوتا ہے۔

پھر وہ خود ہی شرما گئیں۔

دوسری بار سکنجبین کا گلاس تھامے اسکے کمرے میں آئیں اور کہنے لگیں:

اس میں میں نے نمک بھی ملا دیا ہے۔ گھونٹ گھونٹ کر کے پیو۔ اچھا لگے گا۔

جب الٹیاں زیادہ آئیں تو نمک اور پانی کا استعمال زیادہ کر دیتے ہیں۔

اسے سکنجبین اتنا اچھا لگا کہ گھونٹ گھونٹ پینے کی بجائے غٹ غٹ کر کے پی گئی۔

کیسا مزہ آیا____ کتنا سکون ملا____!

پر کیا فائدہ____؟

دو منٹ بعد سارا سکنجبین پھر باہر____!

شام تک رو رو کر اس کا برا حال ہو گیا تھا۔ جب معاذ دفتر سے گھر آیا تو اس کی ماں نے فوراً لیڈی ڈاکٹر لانے کو کہا۔ تب رملیٰ کی سمجھ میں کچھ کچھ آنے لگا۔

لیڈی ڈاکٹر نے مسکرا کر تائید کی تو رملیٰ نے بے بسی سے آنکھیں جھکا دیں۔ اسی وقت معاذ کے اندھیرے چہرے پر ایک چمکدار ستارہ طلوع ہوا۔ اور بے جی تو بسم اللہ، بسم اللہ کا ورد کرنے لگیں۔

رملیٰ کی تو جان پر بن رہی تھی۔ سارا پنجر ہی گویا الٹ پلٹ ہو گیا تھا۔ مگر سوچ رہی تھی یہ کیسے لوگ ہیں۔

یہ کیا بیماری ہے____؟

وہ تو صبح سے ہلکان ہو گئی۔ ایک قطرہ پانی کا اندر نہ ٹھہرا اور لوگ آس پاس خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔۔۔۔۔۔ اسے بیمار دیکھ کر مسرور ہو رہے تھے۔۔۔۔ واہ میرے مولیٰ تیری دنیا کے رنگ عجب ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اس کی طبیعت الٹ گئی تھی مگر پتہ نہیں کیا ہوا کہ بستر پر گری تو یوں لگا اب کبھی نہ اٹھ سکے گی۔ وہ چیخیں جو گلے میں دبائی تھیں، کسی اور صورت میں نکل رہی تھیں۔ جذبات کی گھٹن نے بھی راہ دیکھ لی تھی۔ کچھ کھایا پیا اندر ٹھہرتا نہیں تھا۔ ایسا لگتا تھا اس کا سارا سسٹم اس سے باغی ہو گیا ہے۔ یا اس کی بے زبانی کے بدلے لے رہا ہے۔

نتیجہ ایک ہفتے کے اندر اندر اسے ڈی ہائیڈریشن ہو گیا۔ ڈاکٹر نے فوراً ہسپتال میں داخلے کا مشورہ دیا۔ وہ ہسپتال پہنچا دی گئی۔ اسے کچھ ہوش نہ رہا________ آنکھیں بند تھیں اور جسم بے جان۔

صرف چند آوازیں سن رہی تھی____ اگر وہ اسے ہسپتال میں لے جانے کی بجائے مقتل میں بھی لے جاتے تو اسے کوئی دکھ نہ ہوتا۔ وہ تو جی جان سے گزر جانا چاہتی تھی۔ اور اس پر یہ غم____ کہ خوابوں کے بند جھروکے پر____ ایک نیا وجود دستک دے رہا تھا۔

ہسپتال میں اس کی بے حد دیکھ بھال کی گئی____

ایک ہفتے میں ہی اس کی طبیعت سنبھل گئی۔ مگر ڈاکٹروں کے کہنے پر اسے دو ماہ ہسپتال میں ہی رہنا پڑا۔ معاذ نے پرائیویٹ وارڈ میں ایک خوبصورت کمرہ لے دیا تھا۔ جس کی کھڑکیاں پھولوں والے صحن کی طرف کھلتی تھیں۔ ایک نرس مستقل طور پر اس کے پاس موجود رہتی تھی جو ہمہ وقت اس کا دل بہلاتی رہتی اور کبھی کبھی مسکرا کر کہتی ۔۔۔۔۔۔ آپ کے شوہر آپ کو بہت چاہتے ہیں۔۔۔

رملیٰ آنکھیں بند کر لیتی۔

پھر کہتی____ دیوانے ہیں آپ کے۔۔۔۔ آپ سوئی رہتی ہیں وہ دیوانوں کی طرح آپ کو دیکھتے رہتے ہیں۔

اگر میں کہوں، جگا دوں____؟ تو کہتے ہیں:

نہیں۔اسے سونے دو۔یہ بہت نازک ہے۔

یہ سن کر رملیٰ بے اختیار رونے لگتی۔

اس کے خوابوں کی نزاکت ٹوٹ گئی تھی۔

کون جانے وہ کتنی سخت جان ہوگئی تھی۔۔

آپ کو بھی ان سے اتنا ہی پیار ہے؟

تو رملیٰ کا دل مٹھی میں آجاتا_____ اسے ایسا لگتا جیسے نرس اس کا مذاق اڑا رہی ہے اور صاف کہہ رہی ہے کہ تم جیسی سندر ناری پر اس کا مرمٹنا کوئی عجیب بات نہیں۔مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ تم بھی اس کریہہ المنظر آدمی سے پیار کرتی ہو۔اسے اپنا دین دھرم سمجھ بیٹھی ہو۔کیا تمہیں کوئی اور نہ ملا تھا پیار کرنے کو_____ سر پر سجانے کو_____ کیا تمہارے والدین کی نزدیک کی نظر کمزور تھی_____

آپ پر رشک آتا ہے_____

بالآخر نرس کہتی تو وہ حیرت اور غصے سے نرس کی جانب دیکھنے لگتی۔اس کا دل چاہتا وہ نرس سے کہے:

تم لے لو میرا شوہر_____ خدا کے واسطے کہیں لے جاؤ اسے_____ تمہارے ساتھ اس کا جوڑ بھی ہے۔تم بھی کالی ہو۔یہ بھی کالا ہے۔ایک ساتھ رہتے ہوئے اچھے لگو گے اور رشک والی کون سی بات ہے۔ہر بدصورت آدمی اپنی خوبصورت بیوی کو چاہتا ہے_____

اور اس کے پاس چاہنے کے علاوہ کون سا راستہ ہے؟

مگر رملیٰ یہ سب سوچ کر بے زاری سے منہ پھیر لیتی۔

جب وہ آتے ہیں تو آپ ان سے باتیں کیوں نہیں کرتیں؟

نرس مسکراتی ہوئی پھر گفتگو کا آغاز کر دیتی:

وہ کچھ شرمندہ شرمندہ اداس اداس لگتے ہیں۔

(اسے شرمندہ اور اداس لگنا چاہیے)

دیکھیں نا_____؟ نرس اس کے قریب بیٹھ کر اس کے بال درست کرنے لگتی_____ ایسا تو ہوتا ہی ہے۔شادی کا بنیادی مقصد یہی ہوتا ہے کہ بچہ ہو۔جن عورتوں کا شادی کے بعد بچہ نہیں ہوجاتا۔وہ بھی پریشان رہتی ہیں۔میں تو ساری رات یہی تماشا ہسپتال میں دیکھتی ہوں اور اللہ کی

قدرت پہ حیران ہوتی ہوں اور جس کو فوراً بچہ ٹھہر جائے وہ بھی آپ کی طرح ہلکان سی ہوجاتی ہے۔مگر آپ ایسا کریں کہ ایک بچہ پیدا کرنے کے بعد دو چار سال آرام کریں۔بچہ تو والدین کی محبت کو مضبوط کرتا ہے۔

رملیٰ کھینچ کر ایک لمبی آہ خارج کرتی۔

آپ بہت حسین ہیں۔نرس آہستہ سے کہتی، ایک بچہ پیدا کرنے سے ذرا بھی فرق نہیں پڑے گا۔

پھر ہسپتال کی چیدہ چیدہ خبریں سنانے کے بعد کہتی:

آج شام جب آپ کے شوہر آئیں نا؟ تو ان سے ہنس ہنس کر باتیں کیجئے۔بہت پریشان لگتے ہیں وہ_____

اس پر رملیٰ کرب سے مسکراتی۔

اسی لیے آنے پر میں جان بوجھ کر باہر چلی جاتی ہوں۔

رملیٰ جانتی تھی۔

معاذ کے آتے ہی نرس کوئی بہانہ کر کے باہر ضرور نکل جاتی اور اس کے جانے سے پانچ منٹ پہلے آجاتی تھی۔یہ دیکھنے کے لیے کہ وہ کس موڈ میں جا رہا ہے۔

باقی جتنے بھی وزیٹر آتے ان کے پاس بیٹھی رہتی۔ان کی تواضع کرتی۔انہیں پھل اور مٹھائی پیش کرتی۔

وہ ہسپتال میں کیا آئی تھی، مہربانوں اور عزیزوں کا تانتا بندھا رہتا۔کوئی شام ایسی نہ جاتی جب کوئی اسے پوچھنے نہ آتا۔پہلا ایک ہفتہ امی جان اس کے ساتھ رہی تھیں۔پھر ابا جی کو ہائی بلڈ پریشر کی تکلیف ہوگئی تھی تو انہیں گھر جانا پڑا تھا۔دوسرا ہفتہ معاذ کی بے جی اس کے پاس رہتی تھیں۔تیسرا ہفتہ بڑی آپا جان جن کا نام طوبیٰ تھا۔انہوں نے اس کے ساتھ گزارا۔پھر خضریٰ آپا آگئی تھیں۔کسریٰ آپا جن سے اس کی بڑی دوستی تھی، وہ آ کر نہ رہ سکتی تھیں کہ خود اسی عالم میں تھیں۔

کئی سسرالی رشتے دار مزاج پرسی کو آچکے تھے سب ہی خوب ہنس ہنس کر اسے تسلی دیتے اور زندگی کے نئے تجربوں کے بارے میں بتایا کرتے۔

یوں شام اچھی خاصی گزر جاتی۔

معاذ روز شام کو آتا تھا۔خوب صورت پھول لے کر_____ اور آتے ہی تازہ پھول کمرے

میں سجا دیتا۔ اکثر اس کی موجودگی میں بھی لوگ آتے رہتے اور وہ ہنس ہنس کر ان کی پذیرائی کرتا رہتا۔ گپ لگتی رہتی۔

اور جو کبھی اس کا کوئی جگری یار آ کر شرارت سے کہتا:

یار کیا کر دیا اس لڑکی کو ____!

تو رملیٰ کا کلیجہ کٹ جاتا ____ افسوس ____ ایک انتہائی ناپسندیدہ شخص کے ہاتھوں وہ اس حال کو پہنچ گئی تھی۔

کبھی کبھی جب معاذ اکیلا ہوتا تو بڑی آہستگی سے بستر پر بیٹھ جاتا۔ اس کے ٹھنڈے ہاتھ تھام لیتا اور کہتا:

رملیٰ ____ آئی ایم سوری جان ____

اس کی آواز بے تاب جذبوں سے بوجھل ہوتی۔ اس کے لہجے میں عشق کا رس ہوتا اس کے ہاتھوں کی ایک ایک پور بولتی ____ ایک گرم، تیز اور شدید ہوا اس کی سانسوں سے پھوٹنے لگتی ____ ایسی ہوا جو شرم و حیا ____ انا و خودداری کے ننھے ننھے پودے اکھیڑ کر رکھ دیتی ہے ____ جو پاگل آندھیوں کا پیش خیمہ بن جاتی ہے ____ جس میں دو متوالے سمٹ کر ایک بگولہ بن جاتے ہیں ____ مگر رملیٰ آنکھیں بند کر لیتی ____ پھر اپنا بازو اپنے پھڑکتے پپوٹوں پر رکھ لیتی ____ اور زار و قطار رونا شروع کر دیتی ____

کتنا پیارا انداز تھا اس کے اعتراف جنوں کا ____ کتنی تپش تھی اس کی دھیمی دھیمی بوجھل بوجھل، گیلی گیلی آواز میں ------ کتنی گرمی تھی اس کے احساس میں ____؟

مگر کاش یہ اس کا پسندیدہ آدمی ہوتا۔ اس کے خیالی شہزادے کے روپ میں یوں مچل سا سامنے آ بیٹھتا ____ تو وہ مچل کر اس کی گود میں منہ چھپا لیتی اور کہتی ____ یہ کیا کر رہے ہو پاگل آدمی ____ دیوانے ____

مجھے توڑو ------ پھوڑو ------ عورت اپنے محبوب کے ہاتھوں ٹوٹنا پھوٹنا چاہتی ہے۔ بکھرنا۔ بگڑنا چاہتی ہے ____ منتشر ہونا چاہتی ہے ____ مٹ مٹ کے بننا چاہتی ہے ____ خرد کی ہر دیوار جنون کی ضرب سے توڑ دو ____ اور جذبے کا ہر وار مجھ پر آزماؤ ------ میں سخت زمین ہوں ------ مجھ سے نرمی نہیں برتو ____ آگ جلاؤ مجھ پر ____ اور پھر ہل چلاؤ مجھ پر ____ تاکہ میں تمہیں نئی فصل دے سکوں ---

مگر وہ کچھ نہیں کہتی تھی ------ بس روتی رہتی۔

معاذ جانتا تھا کہ وہ رو رہی ہوگی۔

اس لیے اس کا بازو نہیں ہٹاتا تھا۔ وہ اس کی گم صم آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ جب آنسوؤں کی پہلی بوچھاڑ شیشے کی طرح اس کے چہرے پر ادھر ادھر بکھر جاتی تو وہ خود بازو ہٹا کے آنکھیں صاف کر لیتی۔

اب تم ٹھیک ہو جان ____؟

وہ آہستہ سے پوچھتا جیسے تازہ پھولوں کو سونگھ رہا ہو۔

جی ____ وہ بھی رندھے ہوئے گلے سے آواز کھینچ کر نکالتی۔

بالکل ٹھیک ہو ____؟

جی ____

خوش ہو ____؟

جی ____

بہادر بنو ____ وہ اس کے گال تھپتھپاتا۔

تو وہ آنکھیں موند کر مسکرانے کی کوشش کرتی۔

(بہادر ہی تو بن کر جی رہی ہوں)

دیکھو میں وعدہ کرتا ہوں تمہیں بار بار نہیں توڑوں گا ---- نہیں پھوڑوں گا ---- اس پر رملیٰ پھر رونے لگتی۔

بچہ تو اللہ کی طرف سے ایک نعمت ہوتا ہے اس لیے میں بچہ ضائع کروانے کے حق میں نہیں ہوں۔ یہ تکلیف سہہ لو تم ------ آئندہ ------ آئندہ --

رملیٰ ذرا کی ذرا پلکوں کا جھروکا وا کر کے اس کے چہرے کی طرف دیکھتی ------ اور ہمہ تن گوش ہو جاتی ____

آئندہ جب تک تم نہ کہو گی ------ جب تک اجازت نہ دو گی ------ بس ایک بچہ کافی ہوتا ہے نا ____؟

وہ اس سے یوں پوچھتا جیسے وہ بڑی تجربہ کار ہو۔ تو وہ منہ دوسری طرف پھیر لیتی۔

معاذ سمجھتا وہ شرما گئی ہے۔

پھر پوچھتا:

میں جاؤں اب____

وہ کبھی نہیں کہتی تھی۔ تم نہ جاؤ۔ میرے سرہانے بیٹھو۔ میرے چہرے پر پھول مارو۔

رملی ہمیشہ چاہتی تھی۔ معاذ چلا جائے۔ کہیں اس کے چہرے پر لکھی نفرت پڑھ نہ لے ڈرتی تھی۔

اور پھر وہ اس کی پیشانی چوم کر چلا جاتا۔ کیسے گرم گرم ہونٹ لگتے اس کے۔۔۔۔۔۔ جیسے زندگی کی حرارت انڈیل رہے ہوں۔

لیکن کاش یہ ہونٹ خوبصورت بھی ہوتے۔

معاذ نے کئی بار اس سے پوچھا تھا کہ وہ رات کو اس کے پاس ٹھہر جائے۔ مگر رملی نے ہمیشہ سختی سے منع کر دیا تھا اور اس کی مخالفت تو بے جی نے بھی کی تھی۔ دانا تھیں۔ جانتی تھیں۔ نیا ولولہ ہے۔ رات کو اس کا ٹھہرنا ٹھیک نہیں۔

معاذ چلا جاتا تو رملی اپنے کمرے کی چھت کو تکا کرتی۔ دل کی طرح کمرہ بھی خالی خالی لگتا۔

وہ کتنا اپنے دل کو مناتی____ جھکاتی____ مگر وہ تو معاذ سے دور۔۔۔۔۔۔ اور دور بھاگ جانا چاہتی۔۔۔۔

کبھی کبھی رملی کا جی چاہتا کہ وہ مر جائے____

ایک روز اس نے نرس کو قریب بلا کر پوچھا:

سسٹر! اس بیماری میں لوگ مر بھی جاتے ہیں؟

کس بیماری میں____؟ نرس نے پوچھا۔

یہی جو مجھے ہے؟

اس پر نرس قہقہہ لگا کر ہنسی اور بولی:

ارے یہ کوئی بیماری ہے۔ PREGNANCY کوئی بیماری نہیں ہوتی۔ یہ تو انسانی METBOLISM میں ایک تبدیلی ہے اور تبدیلی کے کچھ ردِعمل ہوتے ہیں جو طبیعت کی خرابی کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں اور یہ علامتیں عارضی ہوتی ہیں۔ دنیا کی لاکھوں کروڑوں عورتیں روزانہ ان تجربوں سے گزرتی ہیں۔

پھر میں بستر پر کیوں پڑ گئی ہوں۔

بعض عورتوں کو پہلی مرتبہ ذرا زیادہ تکلیف ہو جاتی ہے۔ اگر معدہ کھانے پینے کی چیزیں قبول نہ کرے یا الٹیاں آنے لگیں تو ظاہر ہے جسم کا پانی اور طاقت ضائع ہونے لگتے ہیں مگر فوراً ہی طبی امداد پہنچانے سے عورتیں بالکل ٹھیک ہو جاتی ہیں۔ اب دیکھیں نا؟ آپ پہلے سے کتنی بہتر ہیں۔ چہرہ بھی کتنا بارونق ہو گیا ہے۔ کھا پی بھی رہی ہیں۔ خوراک ہضم ہو رہی ہے۔ اگلے مہینے انشاءاللہ بالکل نارمل ہو جائیں گی۔

تمہیں یقین ہے سسٹر____؟

ہاں ہاں____ عام طور پر شروع کے تین مہینے طبیعت خراب رہتی ہے۔ رفتہ رفتہ سب ٹھیک ہو جاتا ہے اور کسی کو پورے نو مہینے ایسی تکلیف رہے تو بچے کی پیدائش کے بعد فوراً ٹھیک ہو جاتی ہے۔ مگر اب تو حیرت انگیز دوائیاں ایجاد ہو چکی ہیں۔

تو اس کا مطلب ہے میرے مرنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ غیر ارادی طور پر رملی کے منہ سے نکل گیا۔

اس پر نرس دوبارہ ہنسنے لگی۔

آپ کو وہم کیوں ہو گیا ہے۔ بی بی آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔

پھر وہ اس کے قریب بیٹھ کر اچھی اچھی باتیں کرنے لگی۔ رملی نے ذرا بھی دلچسپی نہیں لی تو وہ بولی:

جب پہلی بار بچہ پیدا ہونے والا ہو تو بعض عورتیں وہم میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ یہ بھی ایک قدرتی بات ہے۔ ان پر قنوطیت چھا جاتی ہے اور رات کو بھیانک اور بے معنی خواب آنے لگتے ہیں مگر یہ قنوطیت بھی ایک قدرتی سا عمل ہے۔ آپ تو پڑھی لکھی ہیں۔ آپ کو صورت حال کا اچھی طرح علم ہونا چاہیے۔ آج کل آپ اچھی اچھی کتابیں پڑھا کریں۔ پیاری پیاری باتیں سوچا کریں۔ آپ کی منفی سوچ کا اثر بچے کی ذہنی نشوونما پر پڑ سکتا ہے اور نہیں تو آپ اپنے بچے کی صورت کو تصور میں لانے کی کوشش کریں۔

اونہہ

رملی نے کروٹ بدل لی۔

اونہہ____ پتہ نہیں کس کی شکل کا بچہ ہو گا۔ اگر ہو بہو اپنے باپ پر ہوا تو۔۔۔۔۔ افوہ____ پھر وہ کیسے برداشت کر سکے گی اس بچے کو____ کتنی کراہت محسوس ہو گی اسے۔ اپنے

بچے سے ____ شوہر کی نفرت تو چپ کے پردے میں چھپ گئی ہے۔ بچے کی نفرت کیسے چھپے گی ____ ؟ کیا اپنے بچے کا گلا اپنے ہاتھوں سے گھونٹا جا سکے گا؟ اور شومئی قسمت سے اگر وہ لڑکی ہوئی تو ____ ؟

پھر کتنی دیر تک لیٹی وہ زندگی اور موت کے بارے میں سوچتی رہی ------ اس طرح بھری بہار میں حسن کی چادر اوڑھ کر اس کو مر جانا بہت دلکش اور بہت رومانٹک لگ رہا تھا ----

لوگ کس قدر افسوس کریں گے ____ کہیں گے اس بے چاری نے دنیا میں کچھ نہ دیکھا ----- افسوس صد افسوس -----

مگر پھر اپنی سوچ پر اسے خود ہی بے تحاشا رونا آنے لگا۔

کہ یہ اس کے جینے کے دن تھے۔ اُسے زندگی سے پیار تھا۔ اس نے کسی کا کیا بگاڑا تھا۔ مگر افسوس۔ اگر وہ مر گئی تو اس کی قیمتی زندگی ضائع ہو جائے گی۔ کس کے کارن جائے گی یہ زندگی ____ ؟

کیا وہ صرف ایک بدصورت انسان کے کارن جان سے کھیل جائے گی؟

ایک دن بعد اسے ہسپتال سے چھٹی ملنے والی تھی۔ اس شام بے جی پہلے آ گئی تھیں۔ انہوں نے آتے ہی اس کی پیشانی چومی اور کہنے لگیں:

دوہٹی! کل تمہیں چھٹی ملنے والی ہے۔ لاؤ تمہارا فالتو سامان سمیٹ دوں بلکہ غیر ضروری چیزیں آج ہی گھر لے جاؤں ____

بے جی رملیٰ کو ہمیشہ دوہٹی (دولہن) ہی کہتی تھیں۔ اس کا نام نہیں لیتی تھیں اور جب وہ اسے دوہٹی کہتیں تو رملیٰ کے دل پر آرے چلنے لگتے۔ اس نے کبھی ذہنی طور پر اپنے آپ کو دولہن محسوس نہیں کیا تھا۔ اسے یوں محسوس ہوتا جیسے وہ ابھی تک سبز غلافوں میں چھپی بند کلی ہے۔ کوئی شے ہے جو اسے گلاب نہیں بننے دے رہی ____ کوئی کالا پردہ ہے جو اس کی چاند چاند زندگی کے آگے آ گیا ہے ____

دولہن ارمانوں سے لدی ہوئی ایک پالکی ہوتی ہے ____ یا ____ مدھر کا ایسا جام مسکرائے تو چھلکتا ہے۔ گنگنائے تو چھلکتا ہے ____ ٹھمکے تو چھلکتا ہے ____ ڈگمگائے تو چھلکتا ہے ____ غرض اٹھتے بیٹھتے چھلکتا ہے ____ مگر وہ تو سیپی میں بند ہوئی پڑی تھی۔ کم نصیبی یہ تھی۔ قدرت اس پر اپنا عمل پھونک رہی تھی ____

بے جی ہر روز گھر سے اس کے لیے مزے دار کھانے اور تازہ پھل بھیجا کرتی تھیں۔ اس کے کمرے میں کھانے پینے کی اتنی چیزیں اور اتنے برتن اکٹھے ہو گئے تھے کہ کمرہ اچھا خاصا ڈائننگ روم بن گیا تھا۔ وہ اٹھ کر یہ سب چیزیں سمیٹنے لگیں تو رملیٰ نے آہستہ سے ان کا بازو پکڑ لیا اور بولی:

بے جی! میں کچھ دنوں کے لیے اپنی امی کے ہاں چلی جاؤں ____ ؟

بے جی نے اپنی زمانہ شناس نظریں اٹھا کر رملیٰ کے چہرے کو غور سے دیکھا اور پھر مسکرا دی۔ وہ بھی یہی چاہتی تھیں کہ کچھ دن رملیٰ معاذ سے دور ہی رہے۔

ہاں ----- ہاں ----- پیار سے انہوں نے رملیٰ کا نازک ہاتھ تھام لیا اور کہنے

لگیں جاؤ کچھ دن اپنی امی کے ہاں رہ آؤ۔۔۔۔ اور دیکھو وہاں آرام کرنا۔ بد پرہیزی نہ کرنا ____

نہیں کروں گی بے جی ________ اس اجازت سے کھل اٹھی۔

تھوڑے دن اور تکلیف کے ہیں اور آج کل گرمی بھی زیادہ ہے۔ انشاءاللہ دو مہینے بعد ایسی کوئی تکلیف نہیں رہے گی ____

ٹھیک ہے بے جی۔ رملیٰ انکساری سے بولی، امی کو آج فون کر دیجئے گا۔ آ کر مجھے لے جائیں ____

کر دوں گی۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر اس کے کپڑے سمیٹتے ہوئے بولیں:

یہ میلے کپڑے سارے مجھے دے دے۔ میں دھلوا کر تجھے بھیج دوں گی۔ اور گھر سے جو نیا سامان منگوانا ہو، وہ بھی بتا دے۔ کل معاذ کے ہاتھ بھیج دوں گی۔

جونہی بے جی نے معاذ کا نام لیا۔ وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ رملیٰ کے چہرے پر بشاشت دیکھ کر کھل اٹھا۔

رملیٰ کو چھٹی مل گئی بے جی ____؟

ہاں ____ کل صبح ____ مگر رملیٰ پہلے اپنی امی کے گھر جائے گی۔

معاذ کا چہرہ پہلے بجھا ____ پھر جلنے لگا۔ گھوم کر رملیٰ کی طرف مڑ گیا۔ وہ نظریں جھکائے کھڑی تھی۔ اسے بہت غور سے دیکھ کر بولا:

جیسے رملیٰ کی خوشی ____

رملیٰ نے اسی لمحے سوچا ________ کاش تمہاری صورت بھی اتنی اچھی ہوتی جتنا اچھا تمہارا دل ہے۔

آج امی تمہیں دیکھنے آئیں گی؟

پتہ نہیں۔ رملیٰ نے بہت آہستہ سے کہا۔

میں جا کے فون کر دوں گی۔ بے جی نے سارے برتن اکٹھے کر لیے تھے اور جانے کو تیار ہو گئیں تھیں۔

نہیں۔۔۔۔۔۔ بے جی میں کل صبح دفتر سے جلدی آ جاؤں گا اور خود ہی رملیٰ کو چھوڑ آؤں گا۔ بہرحال اطلاع تو انہیں دینی پڑے گی نا؟

ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا بیٹا مجھے نیچے تلک چھوڑ آؤ۔ پھر تم ووہٹی کے پاس بیٹھنا۔

معاذ نے آگے بڑھ کر کپڑوں والا اٹیچی اور برتنوں والی ٹوکری اٹھا لی۔ بے جی نے کالی فلاسک ہاتھ میں پکڑ لی۔ آگے بڑھ کر رملیٰ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور جاتے جاتے بھی فالتو چیزیں اٹھاتی گئیں۔

رملیٰ ان کے بوڑھے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔ بے جی ضعیف تھیں۔ ساٹھ سال کی عمر ہو گی۔ سر کے سارے بال سفید تھے۔ مگر جسمانی طور پر تنومند تھیں۔ ان کے بوڑھے ہاتھ دیکھنے میں بڑے پراعتماد اور مضبوط نظر آتے۔ کام کرتے وقت ذرا نہیں کانپتے تھے بے جی نے رملیٰ کو خود بتایا تھا کہ وہ بتیس سال کی عمر میں بیوہ ہو گئیں تھیں۔ ان کا شوہر زمینوں کے بٹوارے میں مارا گیا تھا۔ اس وقت ان کے دو بچے تھے۔ منزہ اور معاذ ____ پھر دشمنیوں کے چکر بڑھتے ہی رہے۔ انہوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ حتیٰ کہ راتوں کو بندوق کندھے سے لگا کر کھیتوں کی حفاظت کی۔ دونوں بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوانے کے لیے شہر آ گئیں۔ شہر میں رہنے کے لیے پیسوں کی ضرورت تھی۔ کبھی زمینوں کی آمدنی سے گزارا ہو جاتا اور کبھی کسی کڑے وقت میں کوئی قطعۂ زمین بیچ دیا کرتیں۔ یہ کوٹھی جو انہوں نے چھاؤنی میں خریدی تھی، بڑی کشادہ اور آرام دہ تھی۔ گو پرانے طرز کی تھی۔ اس کو رفتہ رفتہ جدید ڈیزائن میں ڈھال لیا تھا۔ یہیں دونوں بچوں کو رکھ کر پڑھایا۔ منزہ نے ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کر کے پہلے ہسپتال میں ملازمت کر لی تھی۔ پھر اپنے ایک ہم پیشہ سے شادی کر کے یو۔ ایس۔ اے چلی گئی تھی۔ معاذ کو انہوں نے سی۔ اے کرایا تھا۔ دو سال کے لیے یورپ گیا تھا اور اب سید گروپ آف کمپنیز کا فنانشل ایڈوائزر ہو گیا تھا۔ اپنی نیک نامی، ذہانت اور قابلیت کی وجہ سے تعلیم ختم کرتے ہی ملک میں اسے ملازمت مل گئی تھی۔ بے جی خوش رہتی تھیں۔ کبھی کسی کو برا نہیں کہتی تھیں۔ ہمیشہ کہتی تھیں کہ ان کی خوش اخلاقی سے دشمن بھی موم ہو جاتے ہیں اور ہمت کرنے سے ہر مشکل حل ہو جاتی ہے۔ ان کی ساری زندگی ہمت و جرات کی بے مثال کہانی تھی۔ معاذ ان کا ادب ہی نہیں کرتا تھا ان سے عشق بھی کرتا تھا۔ سارا گھر ان کی مرضی پر چھوڑا ہوا تھا مگر کسی کو بھی جبر یا گھٹن کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ رملیٰ نے بہت کوشش کی کہ وہ ماں سے بھی نفرت کرے لیکن بے جی اتنی میٹھی اتنی ٹھنڈی اور اتنی پرمغز تھیں کہ وہ ان سے نفرت کرنے کا کوئی جواز پیدا نہ کر سکی۔

نہ تو وہ کبھی فالتو بات کرتیں، نہ اپنی زندگی کا ایک پل بھی ضائع کرتیں۔ پانچ وقت کی

نمازوں کے علاوہ رات کو تہجد کے لیے بھی اٹھا کرتیں۔ انہوں نے شہر والے گھر میں بھی بھینس رکھ چھوڑی تھی۔ کہتی تھیں زمینداروں سے دیسی گھی اور خالص دودھ کی لت چھوٹتی نہیں۔ علی الصبح بھینس کا دودھ خود نکالتیں۔ البتہ شام کو ملازم دودھ دوہ کر لاتا تھا۔ کیونکہ اس وقت وہ مغرب کی نماز پڑھا کرتیں۔

بے جی ___ آپ آرام بھی کیا کریں۔

آرام ___ وہ اپنی سکڑی ہوئی آنکھیں پوری کھول کر رملی کی طرف دیکھتیں۔ آرام کیا ہوتا ہے وو ہٹی ___ مجھے ہمیشہ کام میں آرام اور سکھ ملا ہے، دیکھو نا اگر تم کوئی بھی مشین خرید لو، کتنی بھی قیمتی کیوں نہ ہو، اگر اسے استعمال نہیں کرو گی، باندھ کے رکھ چھوڑو گی تو کیا اسے زنگ نہیں لگ جائے گا۔ پڑی پڑی بے کار ہو جائے گی۔ یہی حال انسانی جسم کی مشینری کا ہے۔ اگر بستر پر بیٹھ کر کھانے لگ گئی تو چربی چڑھ جائے گی۔ وزن بڑھ جائے گا۔ یہ عمر عارضوں کی عمر ہے۔ میرا بلڈ پریشر لو رہتا ہے۔ جنہوں نے زندگی بھر سل سینے پر رکھی ہو، آخری عمر میں ان کا بلڈ پریشر لو ہو جاتا ہے۔ کام میں لگی رہوں تو سب بھول جاتی ہوں ورنہ بس ڈاکٹروں کے چکر میں پڑی رہوں گی۔ جب تک دم ہے کام کروں گی ------ اللہ اسی طرح چلتے ہاتھ پاؤں کے ساتھ اٹھا لے تو بہت اچھا ہے۔ کبھی دھرتی پہ بوجھ نہ بنائے خدا ------ یہاں سے جاتے ہی آرام کا وقت شروع ہو جائے گا ------ ہاں قبر میں تو قیامت تک آرام ہی کرنا ہے۔

پھر تھوڑی دیر چپ رہ کر بولیں:

تم ہی نے سنبھالنا ہے یہ گھر ___ یہ بکھیڑے ___ عورت بے چاری کی تو ساری زندگی یہی سوچتے گزر جاتی ہے کہ آج کیا پکے گا۔ وہی ایک سے کام ___ وہی صدیوں پرانے بکھیڑے ------ تھوڑے دن عیش کر لو، ہنس کھیل لو ------ ابھی میں کر سکتی ہوں پھر سنبھالتی رہنا اپنا گھر گرہستی ---

میرا یہ مطلب نہیں تھا بے جی۔ رملی شرمندہ سی ہو گئی۔

ارے میں جانتی ہوں تمہارا کیا مطلب تھا؟ میں بھی ایسی تھی۔ تمہاری طرح ---- شروع شروع میں شادی اور بچوں سے ہمیشہ متنفر رہتی تھی۔ معاذ کے ابا جی کو بچوں کا بہت شوق تھا۔ دو بچے اوپر تلے ہو گئے تو میں چلانے لگی۔ اللہ کا نیک بندہ چپ کر گیا۔ پھر نہیں کہا مجھے اور بچے چاہییں ___ ہائے کیا معلوم تھا اتنا ذرا سا ساتھ ہے ---

یہ کہتے کہتے بے جی کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ انہوں نے چھری ہاتھ سے رکھ دی اور دوپٹے کے کونے سے اپنی گیلی آنکھیں صاف کر کے بولیں:

مجھے گھر کے کاموں سے چڑ تھی۔ پھر ایسا بوجھ آ پڑا کہ گھر داری کے علاوہ زمینداری بھی کرنا پڑی اور وہ نسل در نسل مقدمات چل رہے تھے، ان کو بھی بھگتنا پڑا ------- خیر جانے دو ------ میں کیا پرانے قصے لے بیٹھی۔

ہاں ایک بات ضرور کہوں گی۔ بڑی آن سے زندگی بتائی ہے میں نے ___ کسی عزیز رشتے دار کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا۔ اللہ نے مجھے اس خودداری اور صبر کا اجر بھی دیا ہے۔ سلامت رہیں میرے بچے۔ میرے اشارے کو حکم مانتے ہیں۔

پھر وہ اس کی طرف دیکھ کر بولیں:

تم کیا سر جھاڑ منہ پھاڑ بنی بیٹھی ہو۔ اٹھو ------ اٹھ کر ہاتھ منہ دھو لو۔ کپڑے بدلو۔ سنگھار کرو۔ معاذ کے آنے کا وقت ہو گیا ہے۔

رملی کے ان کے آگے بحث اور جرح نہیں کرتی تھی۔ وہ جان گئی تھی کہ ایک زمانے سے ٹکرانے والی یہ عورت بڑی محترم ہے۔ مگر بے جی کے لیے احترام ___ معاذ کے لیے محبت کا کوئی نرم گوشہ تو پیدا نہیں کر سکا۔ وہ اٹھ کر جانے لگی تو اسے دیکھ کر کھل اٹھیں:

سدا سہاگن رہو۔ جگ جگ خوشیاں دیکھو ___ اپنے شوہر کی چھاؤں میں پھلو پھولو ___ اللہ تمہیں گرم ہوا سے محفوظ رکھے۔

وہ اندر چلی گئی۔ مگر بے جی کی دعائیں اس کا پیچھا کرتی رہیں۔ گھڑی بھر کو ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے کے آگے رک کر اس نے اپنا سراپا دیکھا اور دل میں سوچا:

بے جی اسے دعائیں دے رہی تھیں یا اپنے بیٹے کو۔

کتنا خوبصورت انداز تھا بیٹے کو دعا دینے کا۔

آخر اس بیٹے کے سوا ان کے پاس کیا تھا ___؟

ایک مکروہ صورت ___ بدزیب اور بھدا بیٹا ___ ان کی کل کائنات تھا۔

جس کے لیے وہ ڈھونڈ ڈھونڈ کے چاند جیسی دلہن لائی تھیں۔ مائیں خود غرض ہوتی ہیں۔ انہیں اپنے بیٹے کی صورت تو نظر نہیں آئی۔ اگر وہ معمولی شکل و صورت کی لڑکی سے معاذ کی شادی کر دیتیں تو بھی کام چل جاتا۔ معاذ کے ساتھ بیٹھی ہوئی ایک ایورج لڑکی بھی خوبصورت لگ سکتی

تھی۔ یہ ظلم انہوں نے رملیٰ کے ساتھ کیوں کیا ____؟

لیکن رملیٰ بی! تم بھول رہی ہو۔

یہ ظلم تمہارے ساتھ بے جی نے نہیں کیا، تقدیر نے کیا ہے۔

تو کیا کروں ____

اس نے سنگھار کرتے کرتے سوچا ____ کس طرح اپنے دل کو مناؤں کس طرح اپنے جذبات سے ہاتھا پائی کروں۔

وہ قریب آتا ہے تو نفرت کی ایک گھٹا سارے اعصاب پر چھا جاتی ہے۔۔۔

بے جی اپنے وجود کی خوشبو چھوڑ کر معاذ کے ساتھ باہر نکل گئیں تو رملیٰ نے ہسپتال کی کھڑکی میں کھڑے ہو کر باہر کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔

دنیا کا وہی چلن رہتا ہے ____

زندگیاں بنتی اور بگڑتی رہتی ہیں ____

پتہ نہیں اس کی زندگی کا کیا انجام ہوگا ____

امی جان کے گھر آ کے رملیٰ کو بڑا سکون ملا۔ ماں کا گھر ہی ایسا ہوتا ہے۔ عورت جس عمر میں بھی ____ جن حالات میں بھی ماں کے گھر آتی ہے۔ بے فکری کے احساس سے چور ہو جاتی ہے۔ مگر رملیٰ تو محض معاذ سے دور رہنے کے لیے آئی تھی اور اب اس کے میکے رہنے پر کسی کو اعتراض بھی نہ تھا۔ اس کی کوکھ بوجھل تھی۔ شادی کا موتی کوکھ کی سیپ میں اتر جائے تو دنیا والے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ ان کے خیال میں بات بن جاتی ہے۔

یوں بھی رملیٰ دو مہینے ہسپتال میں رہ کر آئی تھی۔ سب جانتے تھے۔ پریشانی کاٹ چکی ہے اس لیے اسے اب آرام کی ضرورت ہے۔ ایسے میں امی جان بھی یہی سوچ رہی تھیں کہ کچھ دن ادھر رہ لے لیکن اب تو اسے یہاں آئے بھی ایک مہینہ ہو گیا تھا۔ مگر وہ جانے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

یوں معاذ تقریباً ہر روز شام کو اسے دیکھنے آتا تھا۔ تین چار مرتبہ بے جی آئی تھیں۔ اسے خوش و خرم دیکھ کر کھل اٹھی تھیں۔

اگر کسی روز معاذ نہ آ سکتا تو فون کر کے اس کی خیریت دریافت کر لیتا۔ اس روز وہ اپنی کسی سہیلی کے ساتھ فلم دیکھنے چلی جاتی۔ ویسے سارا دن لیٹی کتابیں اور رسالے پڑھا کرتی۔ کتابیں پڑھنا اس کی پرانی ہابی تھی۔ لیکن اب بس اتنا فرق پڑ گیا تھا کہ کوئی رومانٹک دل لوٹ لینے والی کہانی پڑھ کر وہ خواب نہیں دیکھتی تھی۔ بلکہ تکیہ منہ پر رکھ کر رونے لگتی۔

شام معاذ کے آنے سے پہلے جان بوجھ کر آ کے ٹی وی لاؤنج میں بیٹھ جاتی تا کہ معاذ کو تنہائی میں ملنے کا موقع نہ مل سکے۔

معاذ وہیں بیٹھا رہتا۔ کبھی کبھی ساری بہنیں آ جاتیں۔ بہنوئی بھی آ جاتے۔ بہنیں معاذ سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگتیں۔ چھوٹے بچے اردگرد شور مچاتے رہتے۔ معاذ ہنس ہنس کر سب سے باتیں کرتا رہتا۔ اس کے پاس دنیا جہاں کی اتنی معلومات تھیں اور وہ جدید ٹیکنالوجی کے بارے میں اس

قدر جانتا تھا کہ ادھر کوئی شخص بات شروع کرتا اور ادھر یہ فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیتا۔ اس لیے گھر کے سب لوگ اس کی ذہانت سے متاثر نظر آتے تھے۔

رملیٰ دل ہی دل میں کڑھتی رہتی ـــــــــــــ اور کہتی کاش یہ لوگ جان سکیں۔ زندگی ذہانت یا فصاحت و بلاغت کے ساتھ نہیں گزر سکتی۔ زندگی کے کچھ اور تقاضے بھی ہیں۔ محفل میں بیٹھا ہوا معاذ اسے ہر شخص سے کمتر لگتا۔ چپکے چپکے وہ ہر آئے گئے سے اس کا موازنہ کرتی رہتی اور جب دل میں برچھی اتر جاتی تو منہ پھیر کر ٹیلی ویژن دیکھنے لگتی۔ ایسا نہیں کہ ـــــ وہ اس کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آئی تھی بس ذرا لیے دیے میں رہتی جسے گھر والے روایتی شرم وحیا پر محمول کر رہے تھے۔ ویسے جب وہ کھانا کھا کے جانے لگتا تو وہ اسے باہر تک چھوڑنے جاتی۔ خدا حافظ کہہ کر اندر آجاتی۔

اس روز جب وہ اسے باہر چھوڑنے جا رہی تھی تو لابی میں پہنچتے پہنچتے وہ بالکل اکیلی رہ گئی شاید امی جان کا فون آ گیا تھا۔ اور اباجی خبرنامہ سننے کو بیٹھے رہ گئے تھے۔ باہر نکل کر اس نے دیکھا۔ وہ معاذ کے ساتھ اکیلی کھڑی ہے۔ اسے خوف آنے لگا ـــــــ اپنے شوہر کے ساتھ تنہا رہ جانے پر اس کا دل دھڑکا ـــــ اسی وقت معاذ نے آگے بڑھ کر اس کی کمر میں ہاتھ ڈال دیا اور محبت بھرے لہجے میں بولا۔

گھر کب چلو گی رملیٰ ـــــ؟

اس کے چھونے سے رملیٰ یوں تڑپ کر الگ ہوئی جیسے اسے بچھو نے کاٹ لیا ہو۔ پھر اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا کہ اندر سے تو کوئی نہیں آ رہا تھا۔ یوں اس کی بات بن گئی۔ معاذ نے سمجھا کہ میکے کی وجہ سے جھجک رہی ہے۔

مگر رملیٰ نے جب اپنا آپ چھڑا لیا۔ تو اسے یوں محسوس ہوا اس کی کمر کے اردگرد الاؤ سے سلگ رہے ہیں۔ پتہ نہیں معاذ کے ہاتھ ہمیشہ اتنے گرم کیوں ہوتے تھے۔ جیسے اس کے ہاتھوں میں انگیٹھیاں سی جل رہی ہوں۔

تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔ معاذ نے پھر پوچھا۔

اب تمہارے بغیر وہاں نہیں رہا جاتا۔ کب چلو گی ـــــ؟ اب تو تمہاری طبیعت بالکل ٹھیک ہو گئی ہے۔

(طبیعت ٹھیک ہے۔ دل ٹھیک نہیں ہے۔)

مگر اپنی آوازوں سے بچنے کے لیے بولی۔

جب آپ کہیں ـــــ

ابھی چلو ـــــ

ابھی ـــــ؟ رملیٰ پھر اندر مڑ کر دیکھا اور ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولی۔

ابھی ٹھیک نہیں لگتا ـــــ سب لوگ ـــــ کیا کہیں گے ـــــ؟

اچھا ـــــ اچھا وہ ہنس کر موٹر میں جا بیٹھا۔ سب لوگ بھلا کیا کہیں گے؟ ـــــ مگر خیر تم قرینے سے جانا چاہتی ہو تو اسی طرح سہی ـــــ کل شام کو میں تمہیں لے جاؤں گا۔

رملیٰ نے صرف اثبات میں سر ہلایا۔

وہ رملیٰ کی طرف والہانہ انداز سے دیکھ کر بولا۔

ایک پہاڑ سی رات اور سہی ـــــ تمہارے بغیر گزار لوں گا۔

بات خوبصورت تھی۔ رملیٰ نے نظر اٹھا کر اس کا چہرہ دیکھنا چاہا تو سیاہ رنگ میں صرف اس کے چمکتے ہوئے دانت نظر آ رہے تھے۔

افوہ!

رملیٰ کا جی پھر الٹ پلٹ ہونے لگا۔ پھر ابکائی کی سی کیفیت پیدا ہوئی ـــــــــ اس کے جانے کے بعد ـــــ اندر جانے کی بجائے وہ وہیں پام کے گملوں کے پاس بیٹھ گئی۔

پھر رات آ گئی تھی۔ وہی رات جس سے رملیٰ کو خوف آتا تھا۔ اسے یوں لگتا تھا۔ رات ایک لمبے دانتوں والی سیاہ جادوگرنی ہے جو اپنے ہاتھوں کی جگہ برچھیاں اور بھالے لٹکائے آتی ہے اور اس کے احساس کی ایک ایک قبا چاک کر ڈالتی ہے۔ اسے نوچتی کھسوٹتی ہے۔ زخمی کر دیتی ہے۔

کپڑے بدل کر وہ اپنے بستر پر بیٹھ گئی۔

آج شام معاذ اس کو لے آیا تھا۔ بے جی نے اس کے لیے مزید کھانے پکائے تھے۔ کچھ دوست بھی آ گئے تھے۔ دس بجے تک کھانے کی میز پر گپ شپ ہو رہی تھی۔ اب معاذ کچھ مہمانوں کو چھوڑنے گیا تھا اور وہ تھکاوٹ کا عذر کر کے اپنے کمرے میں آ گئی تھی۔ اس کا سوٹ کیس ابھی تک سامنے کونے میں پڑا تھا۔ اور اس کے اوپر اس کا وینٹی بوکس VANITY BOX رکھا تھا۔ یہاں آنے سے پہلے اس نے گلابی رنگ کا موتیوں کی جھالروں والا سوٹ پہنا تھا۔ اور قرینے سے میک اپ بھی کیا تھا۔ وہ جانتی تھی بے جی اس کی سونی صورت پسند نہیں کرتی تھیں۔ اور اب سونے کا لباس تبدیل کر کے اپنے بستر پر آ بیٹھی تھی۔

اس کا بیڈروم بے حد صاف تھا۔ ہر شے چمچما رہی تھی۔ حتیٰ کہ ڈریسنگ ٹیبل کی ایک ایک شیشی چمک رہی تھی۔ اسے اچھی طرح یاد تھا جس روز وہ ہسپتال گئی تھی۔ یہاں کی ہر چیز بکھری ہوئی تھی۔ یوں بھی ڈریسنگ ٹیبل کو قرینے سے سجانے کی اسے عادت نہیں تھی۔ اب تو شیشہ نگینے کی طرح چمک رہا تھا۔ الماری کھول کر دیکھی تو سب کپڑے سلیقے سے لگے تھے۔ اسے کپڑوں کی الماریوں میں تہہ لگا کے قرینے سے رکھنے کی عادت نہ تھی۔ اسی بات پر وہ امی سے کئی بار ڈانٹ کھا چکی تھی۔ کپڑوں کے گولے بنا کر اندر گھساتی رہتی اور ایک دن جب کوئی خاص کپڑا ڈھونڈنے کے لیے اندر ہاتھ ڈالتی تو سارے گولے نیچے گرنے شروع ہو جاتے۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر اب اس الماری کے ہر خانے میں کپڑے بڑی خوبصورتی سے لگے تھے۔

کیا یہ سب بے جی نے کیا ہے؟

اس نے دل میں سوچا۔۔۔۔۔۔۔ نہیں اس کے دل میں آواز آئی۔ بے جی کبھی کپڑوں کی الماریوں کو ہاتھ نہیں لگاتیں۔ بے جی اپنے کپڑے صندوق میں رکھتی تھیں۔ شاید یہ کام معاذ کا تھا۔ معاذ ہی نے کمرے میں بڑے خوبصورت پھول سجائے تھے۔ گلاب کی کچھ پتیاں اس کے تکیے پر بکھری تھیں۔ اس نے بیڈ کور اٹھایا تو وہ یوں ٹیڑھی میڑھی ہوئیں جیسے انہوں نے انگڑائی لے کر سانس لی ہو۔ پتیوں کی ترتیب پر غور کر کے رملیٰ نے انہیں دیکھنا چاہا تو اس کی سمجھ میں صاف آ گیا۔ گلاب کی پتیوں سے تکیے پر رملیٰ لکھا تھا____

کس کس طرح وہ اسے لبھا رہا تھا۔

اس نے ٹھنڈی سانس چھوڑ کر سامنے دیکھا تو پلنگ کے عین سامنے دیوار پر ایک خوبصورت گول مٹول بچے کی تصویر لٹک رہی تھی۔ یہ تصویر کمرے میں اضافہ تھی۔ اور تصویر بھی بالکل پلنگ کے سامنے لگائی تھی۔ تاکہ اٹھتے بیٹھتے اس پر نظر پڑتی رہے۔ اسے بھی معلوم ہوگا کہ ان دنوں میں عورت جس کو زیادہ دیکھتی ہے۔ بچے کی شبیہہ اسی پر چلی جاتی ہے۔ جس کے بارے میں زیادہ سوچتی ہے۔ بچہ اس کا عکس بن جاتا ہے۔ رملیٰ کو جھرجھری آ گئی۔

وہ سارا دن تو معاذ کے بارے میں سوچتی تھی۔ مگر یہ سوچ منفی انداز کی تھی۔ جس میں نفرت کے سوا کچھ نہ تھا۔

رملیٰ کو معاذ پر ترس آیا جس نے ایک حسین ترین بچے کی تصویر لا کر سامنے لٹکا دی تھی۔ چاہتا ہوگا اس کا بچہ خوبصورت ہو۔ اس کی طرح مگر وہ صورت نہ ہو____ اسی خوف سے تو رملیٰ نے کبھی معاذ کا چہرہ غور سے نہیں دیکھا تھا۔ ایک اچٹتی سی نگاہ ڈالتی اور چرا لیتی۔

کبھی کبھی وہ سوچتی اگر اس کے لڑکی پیدا ہوگئی اور اس کی ساری صورت معاذ پر چلی گئی تو کیا ہوگا____؟ نہیں نہیں۔۔۔۔۔۔۔ وہ لرز جاتی۔ اگر لڑکی کی صورت معاذ پر چلی گئی تو وہ راتوں رات اس کا گلا گھونٹ دے گی۔

مگر کیا ایسا ممکن ہو سکے گا____؟

رملیٰ کی نظریں بے تابانہ سارے کمرے کا جائزہ رہی تھیں۔

پورے کمرے کا ماحول بڑا پراسرار اور رومانٹک ہو رہا تھا۔ ہر شے صاف ستھری تھی۔ پھولوں کی ہلکی ہلکی خوشبو جذبات کو چھیڑ رہی تھی____

اردگرد کتنا حسن تھا____؟

خاص طور پر بستر_____

اس پر گلابی رنگ کی پرنٹڈ ریشمی چادر بچھی تھی۔ جس پر جا بجا دل بنا تھا جس میں ایک تیر پیوست تھا_____ معاذ کے خیالات رومانٹک تھے۔ وہ زندگی میں خوبصورتیاں پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا_____

مگر کاش_____ اے کاش وہ خود بھی اتنا خوبصورت ہوتا_____؟

وہ بیٹھی اپنے باغی جذبوں سے لڑ رہی تھی کہ معاذ آ گیا۔ اس کو دیکھتے ہی رملی پر پھر گھبراہٹ طاری ہوگئی۔ وہ سلیپنگ سوٹ اٹھا کر غسل خانے میں گیا تو رملی بے اختیار اٹھ کر اپنے سوٹ کیس کے پاس جا بیٹھی اور کپڑے نکال کر الماریوں میں جمانے لگی۔

یہ کیا کر رہی ہو جان_____

معاذ نے آ کر اس کا بازو پکڑ لیا۔

تم یہ مشقت نہ کرو۔ صبح میں لٹکا دوں گا۔

مگر یہ مشقت نہیں ہے۔ میرا کام ہے۔۔

ابھی نہیں_____ اس نے رملی کو پکڑ کر بستر پر بٹھا دیا۔ تم کام اس وقت کیا کرو جب میں گھر میں نہیں ہوتا۔

رملی خاموش ہوگئی۔

معاذ نے اس کے کپڑے دوبارہ وہیں رکھ دیے۔

رملی کا دل ڈوبنے لگا۔ وہ خاموشی سے بستر پر دراز ہوگئی۔ اور سوچنے لگی قید کی اس رات سے کیسے بچا جائے؟ پورے تین مہینے وہ معاذ سے دور رہی تھی۔ اور تین مہینے عافیت سے گزر گئے تھے۔ مگر آج کی رات سے اسے پھر ڈر آ رہا تھا۔

اپنے تھوڑے سے کام ختم کر کے معاذ اس کے پاس آ گیا۔ مسکرا کر اسے دیکھا اور پھر پلنگ پر بیٹھ گیا۔

رملی نے آنکھیں موند لیں۔

اذیت کا وہی لمحہ اس کے قریب آ کھڑا ہوا تھا۔ پچھلی ایک سو پچاس راتوں سے وہ اس لمحے سے تھرتھرا رہی تھی۔

اس کو معلوم تھا۔ یہ لمحہ تقدیر کا پرتو ہے۔ اس کو مغلوب کر لے گا۔ اس کو مغلوب کر لے گا اس کو

مغلوب کر لے گا۔ اپنے سارے وجود کو خالی کر کے ذرا سی دیر کو احساس کے برزخ میں رکنا پڑے گا۔ اپنے من کو اپنے تن سے جدا کرنا پڑے گا۔ دو حصوں میں بٹ جانا پڑے گا۔ تن کسی ناپسندیدہ شخص کے حوالے کرنا ہی جی جان سے گزر جانا ہے۔ پہلے بھی کئی مرتبہ اس نے اپنے تن کی گٹھڑی خالی کر دی تھی۔ روح اور احساس کو نکال کر خالی خول معاذ کے حوالے کر دیا تھا۔ خالی خول میں جب تخلیق کا موتی ڈال کر معاذ نے اس کے تن کو بوجھل کر دیا تو اسے اپنے وجود سے بھی گھن آنے لگی۔ توبہ توبہ_____ کسی ایسے شخص کی محبت کا بار اٹھانا جس سے تم نفرت کرتے ہو۔ اس کی خلوت کا امین بن جانا جسے دیکھنے کو جی نہ چاہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نیند میں تو ایک روح اپنے آپ نکل جاتی ہے۔ مگر جاگتے میں اپنی روح کا نکالنا کس قدر کٹھن کام ہے۔

ان جانکسل لمحوں سے پہلے بھی کئی بار گزر ری تھی۔

مگر آج پھر_____

جب معاذ اس کے قریب لیٹا تو اس نے کہا۔

پلیز بتی بجھا دیں۔

بجھا دوں گا بتی۔ پہلے تم سے کچھ باتیں کر لوں_____ اتنے دنوں کے بعد آئی ہو۔

نہیں نہیں، وہ تلخی سے بولی۔

پہلے بتی بجھا دیں۔ مجھے روشنی اچھی نہیں لگتی۔

عجیب بات ہے۔ معاذ نے اٹھ کر بتی بجھا دی۔

پھر آ کر لیٹ گیا۔

اور مدھ بھری آواز میں بولا۔

اتنی خوبصورت لڑکی کی خلوت میسر ہو اور آدمی اس کی صورت دیکھنے سے محروم رہے۔ یہ ظلم تم کیوں کرتی ہو_____؟

رملی خاموش رہی۔

میں تمہارے ساتھ باتیں کرتے وقت تمہاری صورت دیکھنا چاہتا ہوں۔۔

مجھے اندھیرے میں باتیں کرنا اچھا لگتا ہے۔

رملی نے اپنا بازو آنکھوں سے ہٹا کر جواب دیا۔

مگر تم اندھیرے میں بھی کب باتیں کرتی ہو؟ تم تو گم صم ہو جاتی ہو۔

رملیٰ چپ ہو گئی۔

سو گئی ہو ــــــ؟

نہیں تو ـــــــــــ

پھر کیا بات ہے ــــــ؟

سن رہی ہوں۔ مجھے سننا اچھا لگتا ہے۔

سننے والے بھی ہنکارہ بھرتے ہیں۔

آپ سنائیں نا؟ ــــــ

معاذ نے اس کی طرف منہ موڑ لیا۔

رملیٰ کا دم سینے میں گھٹنے لگا۔

اس کا بازو مضبوط تھا۔ فولاد کی طرح ــــــ ہاتھ گرم تھا آگ کی طرح ــــــ سانس خوشبو دار تھی سوندھی مٹی کی طرح ــــــ اس کے اندر سے ایک تڑپا دینے والی آنچ آ رہی تھی ــــــ مگر رملیٰ کا ہاتھ اس کے چہرے سے چھو گیا ـــــــ وہی گڑھے ـــــ وہی اونچا نیچا چہرہ ـــــــ ننھی منھی کالی کالی کٹوریاں ـــــ

رملیٰ کا تن مردہ ہو گیا ـــــ

اسے یوں لگا۔ ڈریکولا رفتہ رفتہ اس کے قریب آ رہا ہے ـــــــ اپنے لمبے دانت اس نے اس کی گردن میں گاڑ دیئے ہیں ـــــــ اور اس کا لہو پی رہا ہے ــــــ

وہ اب مری کہ ــــــ تب مری ــــــ

صبح اٹھی تو یوں لگا پیاس کے صحرا میں وہ تنہا کھڑی ہے۔

پانی، پانی، پانی ــــــ

جذبات کے تپتے الاؤ محبت کا پانی مانگ رہے ہیں۔ چاروں طرف سوکھی ریت کے بگولے ہیں۔ اور دور کھڑا آسمان ــــــ ایسے میں ایک مکروہ صورت آدمی پانی کا پیالہ لے کر کبھی ادھر سے نکل آتا ہے۔ کبھی ادھر سے ــــــ

اتنی شدید پیاس کے باوجود کہ خواہشوں کے کنول ہونٹوں کی طرح مرجھائے جا رہے ہیں اس بدبودار آدمی سے پانی لے کر پینے کو دل نہیں چاہتا ــــــ

اور اسی بدبودار آدمی نے اس کی رضا و رغبت دیکھے بغیر اس کے تن کو اپنے رشتے میں باندھ لیا تھا۔ انسانی رشتوں کی جڑ اس کے اندر پروان چڑھ رہی تھی ـــــــ اسے اپنے پھولے ہوئے جسم سے گھن آنے لگی۔ جس مرد کو عورت پیار نہ کر سکے اس کے بچے کا بوجھ کیونکر برداشت کر سکتی ہے اور پھر اس کے بچے کو کیسے پال سکتی ہے؟ ــــــ

جس کی صورت دیکھنے کو دل نہ چاہے ــــــ اس کی تنہائیوں کی امانت اٹھائے پھرنا اور صبح کے وقت اپنی پیاسی روح کو تڑپتا اور کلھستا دیکھنا ــــــ اور دنیا کو ہنس ہنس کر دکھانا۔

اس سے بڑی بددیانتی اور کیا ہو گی؟

ہسپتال سے آنے کے بعد آج پھر اس کی طبیعت کسلمندی ہو گئی تھی۔ اس لیے وہ نہا دھو کر صاف ستھرے کپڑے پہن کر باہر آ گئی معاذ تو صبح آٹھ بجے ہی دفتر چلا گیا تھا۔

بے جی نے اسے دیکھ کر اپنی عینک اتار دی اور بولیں۔

وہٹی ناشتے میں کیا لو گی ــــــ؟

جی نہیں چاہ رہا بے جی ــــــ یہ کہہ کر وہ دھپ سے کرسی پر بیٹھ گئی اور تازہ اخبار ہاتھ میں پکڑ لیا۔ بے جی فرش پر بیٹھی میلی نواڑ کے گولے بنا رہی تھیں۔ اس کو وہیں چھوڑا۔ اٹھ کر نل پر ہاتھ

دھوئے پھر رملیٰ کے قریب ہی کرسی پر آ کر بیٹھ گئیں اور کہنے لگیں۔

زردسی رنگت ہو رہی ہے تیری ______ ویسے تو ان دنوں میں رنگ زرد ہو ہی جاتا ہے مگر تو کچھ کھاتی بھی تو نہیں ______؟

کھاتی تو ہوں بے.جی۔

کیا کھاتی ہے؟ رات میں نے دیکھ لیا تھا۔ پودینے کی چٹنی سے ذرا سے روٹی کھائی تھی۔

بے.جی مجھے کچھ اچھا نہیں لگتا۔

ہاں میں جانتی ہوں۔ پتہ نہیں یہ موئی طبیعت کب سنبھلے گی۔ طاقت کی گولیاں کھا رہی ہو نا؟ ______

جی ہاں۔

اب خیر سے پانچواں لگا ہے۔ طبیعت ٹھیک ہو جانی چاہیے۔

رملیٰ چپ رہی۔

ایسا کرو ٹھنڈا دودھ پی لو۔

پی لوں گی بے.جی۔

میں لا دیتی ہوں۔

آپ بیٹھیں ______ رملیٰ کھڑی ہو گئی۔ میں خود ہی فرج میں سے لے آؤں گی۔

ارے نہیں تم بیٹھو۔ اخبار دیکھو۔ بے.جی جلدی سے کھڑی ہو گئیں۔

اف کتنی چاق و چوبند ہیں۔ رملیٰ نے سوچا ______ جب کہ کاہلی کے مارے اس کا اٹھنا محال ہے۔ یہ اگلے وقتوں کے لوگ بھی کتنے برکتوں والے ہوتے ہیں۔

بے.جی ٹھنڈے ٹھار دودھ کا گلاس لے آئیں ساتھ ایک سیب بھی اٹھا لائیں۔

خالی معدے دودھ نہ پیو۔ اس طرح پیٹ میں نفخ پیدا ہوتی ہے۔

تو پہلے سیب کھا لو۔

رملیٰ نے دونوں چیزیں پکڑ لیں۔

چھری نہیں لائی میں ______ دانتوں سے کاٹ کر کھاؤ یہ موئی نئی نسل ہر کام میں چھری کانٹا استعمال کرنے لگی ہے۔ اسی لیے تو سب کے دانت کمزور ہو گئے ہیں۔ تم سیب دانتوں سے کاٹ کر کھایا کرو، تمہارے دانت بہت خوبصورت ہیں۔ ان کی حفاظت کیا کرو۔ دیکھو ______ مجھے دیکھو

______ میرے دانت اب تک محفوظ ہیں۔ اور مضبوط ہیں۔

یہ کس طرح ہوا بے.جی ______ رملیٰ نے سیب میں دانت گاڑ کے پوچھا۔

باسی روٹی کھانے سے ______

جی ______

ہاں ہاں ______ میں صبح کا ناشتہ ہمیشہ باسی روٹی سے کرتی ہوں۔ باسی روٹی کو بہت چبانا پڑتا ہے۔ چبانے سے دانتوں اور مسوڑھوں کی ورزش ہوتی رہتی ہے۔ میں صبح کو تھوڑا سا مکھن اور باسی روٹی کھاتی ہوں اس کے بعد دودھ یا چھاچھ پی لیتی ہوں۔ سارا دن کچھ کھانے کی حاجت نہیں رہتی۔ ہاں بڑھاپا ہے اگر درمیان میں کمزوری محسوس ہو تو کوئی پھل وغیرہ یا بسکٹ لے لیتی ہوں۔ کھانا صرف شام کو کھاتی ہوں۔ رات کا کھانا دیر سے نہیں کھانا چاہیے۔ کھانا سونے سے پہلے ہضم ہو جانا چاہیے۔ بس یہ ہے میری صحت کا راز ______

بے.جی ______ باسی روٹی کے علاوہ اور کونسی چیزیں دانتوں کو مضبوط کرتی ہیں۔

بے.جی نے رملیٰ کے دانتوں کی تعریف کی تو اسے واقعی اپنے دانتوں کی بقا کا خیال آ گیا۔

سخت چیزیں کھانی چاہییں۔ مثلاً گنا۔ گنڈیریاں، چنے، مکئی کا بھٹہ ______ رملیٰ ہنسنے لگی۔

یہ چیزیں تو ہر کوئی کھاتا ہے بے.جی۔

ہر کوئی نہیں کھاتا دوہتی ______!

بے.جی پھر اٹھ کر نواڑ کے پاس جا بیٹھیں۔

آج کل بچے ڈبل روٹی سے ناشتہ کرتے ہیں۔ پراٹھا اور دہی پسند نہیں کرتے ______ رات کی روٹی کھانا تو معیوب سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ حکماء کہتے ہیں۔ باسی روٹی معدے کو معتدل کر دیتی ہے۔ اور گنڈیریاں، چنے کون پسند کرتے ہیں۔ بچے تو چیونگم چاکلیٹ، ٹافیاں گولیاں پسند کرتے ہیں۔

اس پر رملیٰ پھر ہنسنے لگی۔

چاکلیٹ اور چیونگم اس کی بھی کمزوری تھی۔

پورا سیب کھا چکنے کے بعد اس نے دودھ کا گلاس اٹھا لیا اور گھونٹ گھونٹ پینے لگی۔

بے.جی نے احتیاطاً دودھ میں ایک چمچ روح افزا کا ڈال دیا تھا۔ جس سے دودھ کا ذائقہ بہت اچھا ہو گیا تھا۔

بے جی کتنی عقلمند ہیں۔ وہ دل میں سوچنے لگی۔ یہ سارے گُر جانتی ہیں۔

بے جی ____ وہ کرسی گھسیٹ کر ان کے قریب چلی گئی۔

یہ کیا کر رہی ہیں آپ ____؟

دور بیٹھو ووہٹی ____ انہوں نے ہاتھ سے اس کو روکا۔

یہ میلی نواڑ ہے۔ کہیں اس کی بھڑ اس سے تمہیں چھینکیں نہ آنے لگیں۔ میں نے سارے پلنگ ادھڑوا لیے ہیں۔ سردی شروع ہونے والی ہے۔ موسم بدلنے سے پہلے پہلے سارے نواڑ دھلوا کے پلنگ پھر سے بنوالوں گی۔ مجھے میلے بستر اور میلی مسہریاں پسند نہیں ہیں۔

رملیٰ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو دھوپ میں چار پانچ مسہریوں کے کٹہرے ایک دوسرے میں پھنسے کھڑے تھے۔ انہیں غور سے دیکھنے لگی تو دور ایک جھولا نما چیز بھی نظر آئی۔

وہ کیا ہے بے جی ____؟ اس نے بے اختیار پوچھ لیا۔

تو بے جی مسکرانے لگیں۔

ابھی تجھے دکھانا نہیں چاہتی تھی۔ مگر اب تو نے پوچھ ہی لیا ہے۔ تو بتائے دیتی ہوں۔ یہ میرے معاذ کا جھولا ہے۔

معاذ کا جھولا ہے ____؟

رملیٰ نے حیرت سے دہرایا۔ اور آپ نے ابھی تک سنبھال کر رکھا ہوا ہے۔

کیا صدیاں گزر گئی ہیں ووہٹی ____؟ بے جی نے مڑ کر رملیٰ کے حیران چہرے کو دیکھا۔

خیر سے میرا معاذ بھی تیس برس کا ہے۔ تیس برس تو خواب کی طرح گزر گئے۔ اس جھولے میں وہ صرف ایک ہی سال سویا تھا۔ جب چلنے لگا تو اس کے قریب بھی نہیں جاتا تھا۔ ایاز صاحب نے یہ جھولا بڑے ارمانوں سے بنوا کر دیا تھا۔ مستری کو بلوا کر گھر میں بٹھا لیا تھا۔ ساگوان کی لکڑی منگوا کر دی تھی۔ سارے جھولے پر چاندی کے گھونگھرو لگوائے تھے۔ خالص ریشم کی ڈوریاں لگوائیں۔

رملیٰ اٹھ کر اس جھولے کے پاس چلی گئی۔ چاندی کے گھونگھرو کالے ہو چکے تھے اور ریشم کی ڈوریاں اپنی اصلی رنگت کھو چکی تھیں۔

جھولا ویسے بہت خوبصورت تھا۔ گو رنگ و روغن اکھڑا ہوا تھا۔ رملیٰ ہاتھ سے چھو کر اسے ہلانے لگی اور تصور میں ایک چھوٹے بچے کو اس میں جھولتا دیکھنے لگی۔ اسی وقت اسے خیال آیا کہ

جب معاذ پیدا ہوا ہو گا تو یقیناً اور بچوں کی طرح خوبصورت اور صحت مند ہو گا۔ سب اسے چمکارتے ہوں گے۔ پیار کرتے ہوں گے۔ اس کا دل چاہا وہ بے جی سے پوچھے۔

بے جی معاذ کو چیچک کب نکلی تھی ____؟ اس کا رنگ کالا کیسے ہو گیا؟

کیا اس جھولے میں پڑے پڑے یا ____

لیکن بے جی خود ہی اس کے قریب آ گئیں اور وہ ایسا بے ہودہ سوال کرنے سے بچ گئی۔

بے جی کی بوڑھی آنکھوں میں ایک انوکھی چمک پیدا ہوئی اور چہرے کی ہر لکیر مسکرانے لگی۔

وہ ایک میلا کپڑا اٹھا کر جھولا جھاڑنے لگیں۔۔۔۔۔۔۔۔ جھاڑتے ہوئے بولیں۔

یہ جھولا میں نے سنبھال کر رکھ دیا تھا۔ اور سوچا تھا معاذ کے بچے کو دوں گی۔ اللہ کا شکر ہے اس نے یہ دن دکھایا۔ اب میرا پوتا خیر سے اس جھولے میں جھولے گا۔ آج میں نے اسے اسٹور سے نکلوایا ہے۔ ملازم کسی مستری کو بلانے گیا ہے وہ اس کی مرمت کر کے اس پر نیا رنگ و روغن کرے گا۔ نئی ڈوریاں ڈالے گا اور چاندی کے گھونگھرو بھی پالش کروائے جائیں گے۔ پھر میں اپنے پوتے کے لیے نیا اور خوبصورت بستر بنواؤں گی اور اس کی پیدائش تک اس جھولے کو اپنے کمرے میں رکھ چھوڑوں گی۔۔۔۔

ووہٹی ____ ایک دم لہجہ بدل کر بولیں! میں اپنے پوتے کو اپنے کمرے میں سلاؤں گی۔ کیا خبر وہ رات کو روتا رہے اور تم اٹھ ہی نہ سکو۔

اس پر رملیٰ کو پھر بے تحاشہ ہنسی آ گئی۔ اسے بے جی بالکل شیخ چلی نظر آنے لگیں۔ لیکن ہنس کر کہنے لگی۔

بے جی ____ آپ اتنے وثوق سے پوتا پوتا کہہ رہی ہیں۔ اگر پوتی ہو گئی تو ____؟

تو کیا ہے ____ مجھے پوتی سات لڑکوں کے برابر ہو گی۔ میری بھی تو پہلوٹھی کی لڑکی ہی ہوئی تھی۔ مگر۔۔۔۔۔۔ اس کا چہرہ غور سے دیکھ کر بولیں۔

تیرا چہرہ اور قرائن کہہ رہے ہیں کہ انشاءاللہ تیرے لڑکا ہو گا۔ ایسا چاند سا ____ میرے معاذ جیسا ____

کھڑے کھڑے رملیٰ کے دل میں ٹیس اٹھی۔

ہر عورت اپنے بچے کو چاند سا کہتی ہے۔ پتہ نہیں اس کا بچہ کیسا ہو گا؟ جس کے لیے اس کے دل میں ابھی تک کوئی نرم گرم گوشہ نہیں بن سکا تھا۔ ایسے لگتا تھا اس کا دل مر گیا ہے۔ اور کبھی وہ دل

میں دعا کرتی کاش ڈلیوری کے وقت وہ مرجائے۔ پتہ نہیں زندہ رہنے کی خواہش معدوم کیوں ہوتی جارہی تھی اس کے اندر____

رات کو بھی اکثر بھیانک خواب دیکھتی____ اور ڈر کر اٹھ جاتی۔

دھیرے دھیرے اندر کی جانب کھسکنے لگی تو بے جی نے پوچھا____ کہاں جارہی ہو وہٹی____؟

وہ جواب دینے کی بجائے وہیں کرسی پر بیٹھ گئی۔ ٹانگوں میں سے جان نکلی جارہی تھی۔

بے جی____ تھوڑی دیر بعد رملیٰ نے زور لگا کر کہا۔

کبھی کبھی میں سوچتی ہوں۔ پتہ نہیں میں اتنی اچھی ماں بن سکوں گی یا نہیں جتنی اچھی ماں آپ ہیں------

لے اور سن____

بے جی پلٹ کر بولیں۔

نیکوں کی اولاد نیک ہوتی ہے۔ جس دن میں نے تیری ماں کو دیکھا تھا۔ بسم اللہ کہا تھا اور تیرا باپ____ واہ واہ____ سبحان اللہ____ اللہ کا نیک بندہ ہے۔ میں نے تو گھر آتے ہی معاذ سے کہہ دیا تھا اللہ نے بڑے بھلے مانس لوگوں سے ملا دیا ہے اور ایک لڑکی بھی ہے ان کی چاندسی____ میں تو جھولی پھیلا دوں گی ان کے آگے____ معاذ نے مجھے منع بھی کیا۔ بولا ماں اس طرح ٹھیک نہیں لگتا۔ چند دن کی تو ملاقات ہے۔ حاجی صاحب کیا سوچیں گے۔؟ اور جو میں اس کی سنتی تو تو آج یہاں ہوتی؟____ وہٹی یاد رکھنا! والدین کو دیکھ کر لڑکی یا لڑکے کا رشتہ طے کرنا چاہیے۔ لڑکی کے اندر اس کی ماں بولتی ہے۔ اچھے گھرانوں کی لڑکیاں ہر قسم کے حالات میں گزارا کر لیتی ہیں۔ کوئی بات اپنی منشاء کے خلاف بھی ہو جائے تو پی جاتی ہیں۔ زمانے کو تماشا نہیں دکھاتیں____ میں نے اللہ سے جیسا گھرانہ مانگا تھا۔ اللہ نے مجھے ویسا دے دیا۔

رملیٰ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

(ماں باپ کی لاج نبھاؤں یا اپنے دل کی سنوں)

میں تو دن رات تیرے والدین کو دعائیں دیتی ہوں۔ جنھوں نے تیری جیسی نیک سیرت لڑکی ہمیں دے دی____

رملیٰ کھڑی ہوگئی۔

تم بھی انشاء اللہ ویسی ہی ماں بنوگی۔ ابھی تو خود بچی ہو۔

رملیٰ نے اپنے آنسو پلکوں پر روکے اور کانپتی آواز میں صرف اتنا کہا۔

بے جی____ میرے خیال میں آپ خود ایک آئیڈیل ماں ہیں۔ اللہ ایسی ماں ہر ایک کو دے۔

اور پھر ہولے ہولے قدم دھرتی اپنے کمرے میں آ گئی۔ گیلے بال خشک ہو گئے تھے۔ ان کو چھو کر جو شیشے سے آنکھ ملائی تو پلکوں میں پھنسے ہوئے کئی آنسو ادھر ادھر لڑھک گئے----------

ابا جی نے کہا تھا۔

ہماری لڑکیوں میں لچک ہے۔ ہر قسم کے حالات میں ڈھل جاتی ہیں۔

بے جی کہتی ہیں۔

تو نیکوں کی اولاد ہے۔ تیری تربیت میں کھوٹ نہیں------

دل کہتا ہے۔ بھاگ جا یہاں سے____ بھاگ جا____ ایک زندگی اور وہ بھی اتنی قیمتی____ ایک دل اور اس کو یوں ساری عمر تڑپتا دیکھوں گی----------- اور زندگی کی انمول راتیں____ ایک کالے دیو کی نذر کرتی رہوں گی۔

اف خدایا:

وہ بے جان ہو کر اپنے بستر پر گر گئی۔

اس روز صبح ہی صبح امی کا فون آ گیا۔ انہوں نے بتایا کہ کسریٰ باجی کے میاں کا راولپنڈی ٹرانسفر ہو گیا ہے۔ پرسوں وہ لوگ جا رہے ہیں اور کل امی جان نے سارے خاندان کو بلایا ہے کھانے پر تم بے جی اور معاذ بھی آ جانا_____

رملیٰ نے یہ سنتے ہی بے جی کو بتا دیا۔ معاذ اس وقت دفتر گیا ہوا تھا۔ بے جی خوش دلی سے بولیں۔

ضرور چلوں گی۔

پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر جیسے انہیں کچھ یاد آ گیا۔ کہنے لگیں۔

وہ بٹی: تم تو جانتی ہو۔ میں رات کا کھانا تو شام کے چھ بجے ہی کھا لیتی ہوں۔ دیر سے کھانا کھاؤں تو مجھ سے عشاء کی نماز نہیں پڑھی جاتی۔ اور دعوتوں میں لوگ عام طور پر دیر سے کھانا کھاتے ہیں۔

ہاں میں جانتی ہوں رملیٰ نے مسکرا کر کہا۔

بس مجھے وہاں کھانا کھانے پر مجبور نہ کرنا۔ ویسے میرا دل بہت چاہ رہا ہے جانے کو_____ اس بہانے تمہاری امی اور بہنوں سے بھی ملاقات ہو جائے گی۔ کسریٰ تو ویسے بھی مجھے بہت اچھی لگتی ہے۔

ہاں کسریٰ باجی ہر ایک کو اچھی لگتی تھیں۔

کسریٰ باجی رملیٰ سے تین سال بڑی تھیں اور دو سال پہلے ان کی شادی ہوئی تھی۔

پہلے سال ایک بیٹی ہوئی تھی اور ان دنوں پھر امید سے تھیں۔ بیزار تھیں اور حد درجہ تنگ_____ ان کے شوہر اتنے ہی رنگین مزاج اور زندہ دل تھے۔ آج یہاں تو کل وہاں انہیں گھومنے پھرنے میں بہت مزہ آتا تھا۔ بینک میں ملازم تھے۔ نام شاندار جمال اور دیکھنے میں بڑی شاندار پرسنلٹی رکھتے تھے۔ کسریٰ باجی اپنی ساری بہنوں میں کم رو تھیں۔ بڑی دونوں بہنیں طوبیٰ آپا اور

خضریٰ آپا بہت حسین تھیں۔ ان دونوں کے شوہر بس مناسب ہی تھے۔ خوش اخلاق اور سلیقہ مندی کی وجہ سے وہ دونوں اپنے اپنے گھر میں خوش تھیں۔ دونوں کے شوہر کاروباری تھے۔ کسریٰ باجی کا قد بھی چھوٹا تھا۔ اور رنگ بھی سانولا تھا۔ سب کہتے تھے یہ اپنی ایک پھوپھی پہ چلی گئی ہے۔

مگر صورت سے پھو باجی نے جو مار کھائی تھی اسے مزاج میں پورا کر دکھایا تھا۔ ایسی خوش مزاج شیریں گفتار اور سگھڑ ہنرمند تھیں کہ راہ جاتوں کا دل موہ لیتیں۔ سب کہتے تھے اپنی اچھی عادتوں کی وجہ سے پھو باجی اپنے گھر میں راج کریں گی۔ انہیں لوگوں کو دیوانہ بنانا آتا ہے۔ اور واقعی انہیں ایسا خوبرو بانکا چھبیلا دولہا ملا تھا سب دیکھ کر دنگ رہ گئے تھے۔

رملیٰ کو خاص طور پر شان بھائی بہت پسند آئے تھے۔ واہ واہ_____ کیا قد و قامت تھی جیسے کھجور کا سیدھا سالم اور سدا بہار درخت_____

کھلاڑیوں جیسی چوڑی چھاتی_____ صاف رنگت اور خوبصورت بال_____ بالکل کسی انگریزی فلم کے ہیرو لگتے۔ اور پھر ایسے شگفتہ مزاج کہ ہنسا ہنسا کر پیٹ میں بل ڈال دیتے۔ رملیٰ اور شان بھائی کی بڑی جلدی دوستی ہو گئی تھی۔ اسے تنگ بھی بہت کرتے اور پیار بھی بہت کرتے۔

پیار تو رملیٰ کو پھو باجی بھی بہت کرتی تھیں۔ شادی سے پہلے بھی دونوں ایک جان دو قالب تھیں۔ کیونکہ دونوں کا فرق بہت کم تھا اور بڑی دونوں بہنوں کی شادی کے بعد دونوں کو اکٹھے رہنے کا بہت موقع ملا تھا۔ ان کی شادی ہوئی تو بھی ذرا ذرا سی بات لے کر رملیٰ پھو باجی کے ہاں دوڑ پڑتی_____ مگر اب پھو باجی اپنی مصیبتوں میں پڑ گئی تھیں اور وہ ان کا مذاق اڑاتے اڑاتے خود پھنس گئی تھی۔

کئی دنوں سے سوچ رہی تھی پھو باجی کے ہاں جائے اور دل کا بوجھ ہلکا کر کے آئے مگر ان کی ٹرانسفر کی خبر سنی تو آزردہ ہو گئی۔ بڑی دونوں بہنیں اسی شہر میں رہتی تھیں اور ظاہر ہے پھو باجی خود کتنی سوگوار ہوں گی_____؟

رملیٰ اندر آ کر اپنے کپڑوں کی الماری کھول کر کھڑی ہو گئی یہ دیکھنے کے لیے کہ رات کو کون سے کپڑے پہن کر جائے گی۔ ساتھ ہی ساتھ سوچ رہی تھی اے کاش معاذ اس کے ساتھ نہ جائے وہاں سارا خاندان اکٹھا ہو گا۔ جب لوگ اسے معاذ کے ساتھ دیکھتے تو اسے بہت شرم آتی جی چاہتا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

اس کے بعض رشتہ دار جن کو وہ گھاس نہیں ڈالتی تھی۔ بڑی طنزیہ نظروں سے دیکھتے تھے اور

بات کرتے وقت کوئی کچوکا لگا دیتے تھے۔ وہ اندر ہی اندر ٹوٹ پھوٹ کر رہ جاتی ______

شام کو معاذ آیا تو رملیٰ نے آہستہ سے امی جان کا پیغام دے دیا۔ خوش ہو کر بولا۔

ضرور چلیں گے۔ کسریٰ باجی تو میری فیورٹ سالی ہے۔ ان سے ملنے جاؤں گا ______

کتنے بجے چلیں گے؟

میں ذرا چائے پی لوں۔ اور نہا دھو کر کپڑے بدل لوں۔

(اونہہ ۔۔۔۔۔۔ رملیٰ نے اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا کر کہا۔ جیسے کپڑے بدل کر اور نہا دھو کر تمہارا روپ ہی بدل جائے گا)

اتنی دیر میں تم تو تیار ہو جاؤ اور کیا بے جی بھی جا رہی ہیں؟

جی ہاں ____ امی نے کہا تھا انہیں ضرور لائیں اور وہ بھی جانا چاہتی ہیں۔

کیا وہ اتنی دیر بیٹھ سکیں گی؟ ____

کیوں نہیں بیٹھیں گی ۔۔۔۔۔۔۔ وہ تو اپنی خوشی سے جا رہی ہیں۔

تو ٹھیک ہے۔ مجھے چائے دے کر تم جاؤ۔ تیاری شروع کرو۔

معاذ باہر نکل کر برآمدے میں بیٹھ گیا۔

بے جی پہلے ہی سفید چکن کی قمیض، سفید سلک کی شلوار اور ملتانی کشیدے کا سفید دوپٹہ اوڑھے ٹرالی پر چائے کا سامان لگائے بیٹھی تھیں۔ معاذ تھوڑی دیر کے لیے وہاں بیٹھ گیا۔ بے جی کے ساتھ گپ شپ لگائی۔ پھر چائے پی کر اندر آ گیا۔ دیکھا تو رملیٰ تیار ہو چکی تھی۔ میکے جانا ہو تو یہ لڑکیاں کتنی جلدی تیار ہوتی ہیں۔ معاذ نے اس کی طرف دیکھ کر سوچا۔

آج اس نے گلابی رنگ کی پرنٹڈ ساڑھی پہنی تھی۔ اور اس کو اپنے پیٹ کے اردگرد اس طرح لپیٹا تھا کہ پیٹ نمایاں نہ ہو ____ لیکن پیٹ پھر بھی چغلی کھا رہا تھا۔ آج کل اسے کوئی قمیض پوری نہ آتی تھی ____ ساڑھی کو یوں لپیٹنے سے اس کے بھرے بھرے کولہے نمایاں ہو گئے تھے۔ چہرے پر ایک آسمانی چھب تھی۔ جو تخلیق کے ان لمحوں میں عورت کا مقدر بن جاتی ہے۔ آنکھیں چمک رہی تھیں۔ مگر ہونٹوں پر سوز تھا۔

ٹھہری ٹھہری ____ اداس اداس ____ گم صم ____ بیزار سی ____ اکھڑی ہوئی ____ مگر سنوری ہوئی ____ وہ عجیب طرح خوبصورت لگ رہی تھی۔

معاذ اس کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا اور حیرت سے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے بولا۔

میک اپ نہیں کرو گی ____؟

رملیٰ نے منہ پھیر کر کہا۔

اچھا نہیں لگتا ۔۔۔۔۔۔۔

کیا میں یا میک اپ ____؟

رملیٰ لرز گئی۔ اس نے آنکھیں جھکا لیں۔ کہیں آنکھیں تو سارا راز فاش نہیں کر رہیں۔

مجھے آج کل خوشبو اچھی نہیں لگتی ۔۔۔۔۔۔۔۔ لپ اسٹک کی خوشبو، پاؤڈر کی خوشبو یا ۔۔۔۔۔۔ ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کی خوشبو ۔۔۔۔۔۔ کولون ۔۔۔۔۔۔ پرفیوم ۔۔۔۔۔۔ ہر چیز ۔۔۔۔۔۔۔

ہر چیز میں کہیں میں شامل تو نہیں ____ معاذ شوخی سے اس کے رخسار چھو کر بولا ۔۔۔۔۔۔۔

رملیٰ ایک دم خاموش ہو گئی۔

وہ اور قریب آیا تو وہ پیچھے ہٹ گئی۔

میں بھی برا لگتا ہوں ۔۔۔۔۔۔؟

نہیں ۔۔۔۔۔۔۔ وہ گھبرا کر جلدی سے بولی ۔۔۔۔۔ مگر یہ خوشبو ۔۔۔۔۔۔ جو آپ لگاتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔ یہ سگریٹ کی خوشبو، آفٹر شیو کی خوشبو ۔۔۔۔۔۔۔ بس ہر قسم کی خوشبو سے وحشت ہوتی ہے۔

تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا مجھے ____ معاذ پیار سے بولا، یہ تو ایک قدرتی تبدیلی ہے آج سے میں خوشبو لگانا بند کر دوں گا ۔۔۔۔۔

نہیں نہیں آپ سب کچھ کریں گے مگر مجھے ____

پھر وہ کہتے کہتے رک گئی۔

یہ کیا کہنے چلی تھی وہ ____ ۔۔۔۔۔۔

مگر مجھے ہاتھ نہ لگائیں بس ____ معاذ نے فقرہ پورا کر دیا اور پھر زور زور سے ہنسنے لگا۔ (کیسا واہیات لگ رہا تھا ہنستا ہوا)

بھئی کیوں ہاتھ نہ لگاؤں ____؟

وہ آگے بڑھ آیا اور اس کا بازو تھام لیا ۔۔۔۔۔

اس قدر خوبصورت ہو رہی ہو تم آج کل ____ کہ جی چاہتا ہے تم پر سے قربان ہو جاؤں

____

(کاش ہو جاؤ)

اس قدر روپ ہے تم پر آج کل کہ نظر بھر کر نہیں دیکھتا۔ کہیں نظر نہ لگ جائے ______ (کہیں نظر بٹو کی بھی نظر لگی ہے)

جانتی ہو تم پر میرے بچے کا روپ آ رہا ہے ______

رملی کا جی چاہا کہ کھلکھلا کر ہنس دے ______ بھلا ایک بدصورت آدمی کے بچے کا روپ اتنا نکھرا ہوا کیسے ہو سکتا ہے۔

معاذ اسے شرماتا دیکھ کر ذرا شوخ ہونا چاہتا تھا۔ اس پر رملی نے جلدی سے کہا۔

سات بج گئے ہیں ذرا جلدی کریں ''پلیز''

اوہ سات بج گئے ____ یہ کہہ کر معاذ نے رملی کو چھوڑا اور غسل خانے کی طرف رخ کیا۔

اور رملی اپنے دل میں کروٹیں لینے والی نفرت اور چہرے سے ظاہر ہونے والی اذیت کو جیسے تھپکیاں دے دے کر سلانے لگی۔ ورنہ سسکتے ہوئے امی کے ہاں جانے پر اپنے دل اور دماغ کو راضی کرنے لگی۔

رملی اپنے منہ پر تکیہ رکھے یوں لیٹی تھی۔ جیسے آنکھوں کے گرد ہر روشنی بجھا کر وہ اندھیروں میں منہ چھپا لینا چاہتی ہو۔

شادی شدہ زندگی کی سب راتیں اپنے اختیار میں نہیں ہوتیں لیکن جب ان میں اپنی رضا اور خوشی شامل نہ ہو تو یہ راتیں قبر کی راتیں بن جاتی ہیں ______ آہ ____

''رات کیا آتی ہے مجھ پر کہ عذاب آتا ہے،،

وہ لیٹی ہوئی یہی سوچ رہی تھی۔ کبھی کبھی کوئی بے اختیار سا آنسو لڑھک کر کان کی کٹوری میں آ جاتا تھا کان ذرا سا ٹیڑھا کر کے جیسے وہ نکال دیتی۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ پیٹ پر رکھے ہوئے تھے اپنے پیٹ کا ابھار اور سختی صاف محسوس ہو رہی تھی۔ اور کبھی کبھی ہاتھ کے دباؤ کے نیچے ذرا سی جنبش ہوتی تھی تو وہ چونک جاتی ______ ڈر جاتی ______

یہ جنبش ____

یہ جنبش ____

اس کے خون کی شریانوں میں نہ رم جھم کا سماں پیدا کرتی نہ اس کے احساس پر پھولوں اور کلیوں کی بارش ہونے لگتی۔ اس وقت وہ تصور میں اپنے بچے کو مجسم کرنا چاہتی ____

ایسا نہیں کہ اس نے نومولود دیکھے نہیں تھے۔ اپنی تین بہنوں اور دو بھائیوں کے بچے دیکھے تھے۔ ان کو اٹھایا تھا۔ ان کو کھلایا تھا۔ اس نے بچوں سے بیزاری کا اظہار کبھی نہیں کیا تھا۔ بلکہ خوشبودار چمکیلے ______ لچکیلے بچے اسے اچھے لگتے تھے۔ مگر پتہ نہیں کیوں اس کا اپنا بچہ اس کے تصور کے بازوؤں میں نہیں آتا تھا۔ بچے کی شبیہہ دیکھنے کے لیے آنکھیں بند کر کے اپنے دل میں غوطہ لگاتی تو معاذ کا چہرہ سامنے آ جاتا۔ اف اللہ ____ اسے ابکائی آنے لگتی۔

عجیب دور سے گزر رہی تھی۔

اور پھر جس رات معاذ وصل اور دیوانگی کو یکجا کر دیتا۔ صبح اس کی طبیعت بہت خراب ہو جاتی

وہ سوچتی کہ کب تک ____ آ کر کب تک ____ وہ تن کے لٹنے پر من کی آہ و بکا سنتی رہے گی۔
یہ لٹنا نہیں ہے۔اس کا دماغ کہتا۔
یہ شادی شدہ زندگی کا حسن ہے اور عین شرع کے مطابق ہے۔
تب اسے کوئی جائے قرار نہ ملتی بس یونہی تکیہ منہ پر رکھ کر چہرے کو اندھیری غار میں چھپا لیتی۔آنکھیں موند لیتی ------اور اندر باہر کی آوازوں سے چھپ جاتی۔
اتنے میں بے جی اسے پکارتی ہوئی اندر آ گئیں۔
اے ووہٹی----------اے ووہٹی------
اس نے پھر بھی تکیہ منہ سے نہیں ہٹایا تو زور سے بولیں۔
کیسی ہو ووہٹی ____ طبیعت زیادہ خراب تو نہیں ____؟
جی نہیں---------وہ خیالوں سے نکلی اور تکیہ دور پھینک کر اٹھ بیٹھی۔
پھر اس طرح کیوں لیٹی ہو ____؟
بس---------سستی سی ہو رہی ہے۔وہ اپنے لمبے بال لپیٹنے لگی۔
تمہاری امی کا فون آیا ہے۔تم سے بات کرنا چاہتی ہیں--
اچھا ____
وہ جلدی سے کھڑی ہوگئی۔سلیپر پہنے اور اپنی قمیض درست کرتی ہوئی باہر بھاگی۔
کیا بات ہے تمہاری آواز کچھ بھاری ہو رہی ہے۔
امی نے چھوٹتے ہی سوال کیا۔
سو رہی تھی امی اور کچھ نہیں ____
ابھی تک سو رہی تھیں ____؟امی کے لہجے میں سرزنش تھی۔
جی ____ رملیٰ نے شرمندگی سے ہنس کر کہا۔
صبح صبح اٹھا کرو۔اور نماز پڑھا کرو۔کیا نماز پڑھنے کی عادت چھوٹ گئی ہے۔؟
اچھا امی--------رملیٰ نے بس اتنا کہا۔
کیا کہتی ہوگی تمہاری ساس۔
امی وہ کچھ نہیں کہتیں۔بہت اچھی ہیں ____
بہت اچھی ہیں تبھی تو تم نو بجے تک سو رہی تھیں۔

رملیٰ دکھ سے مسکرائی۔اب وہ کیا بتاتی کہ وہ تو پچھلی رات سے جاگ رہی ہے۔
اچھا آپ بتائیں امی آپ کیسی ہیں۔ابا جی کیسے ہیں؟ ____
سب ٹھیک ہیں۔امی بولیں۔
میں آج شام کو پنڈی جا رہی ہوں۔
خیریت تو ہے ____؟
ہاں ____ خیریت تو ہے۔شان کا فون آیا تھا۔کبریٰ کو تکلیف ہو رہی ہے۔اس نے وہاں جا کر گھر کو سیٹ کرنے میں مشقت کی ہوگی۔اس لیے قبل از وقت تکلیف شروع ہوگئی ہے۔
شان نے اسے ہسپتال میں تو داخل کرا دیا ہے۔مگر وہاں اس کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں۔
سوچا ہے میں چند دنوں کے لیے چلی جاؤں۔
ہاں امی: آپ ضرور چلی جائیں ____
رملیٰ نے جلدی سے کہا۔پھوباجی کی بچی بھی چھوٹی ہے۔اگر وہ ہسپتال میں ہیں۔تو اسے کون دیکھے گا۔
تمہاری طبیعت کیسی ہے اب ____؟
میں تو بالکل ٹھیک ہوں امی۔
تم بھی ذرا احتیاط کیا کرو۔
جی اچھا امی ____
اچھا خدا حافظ ____ وہاں سے تمہیں فون کروں گی۔
امی ____ رملیٰ ایک دم بولی۔
میرا بھی پنڈی جانے کو جی چاہتا ہے۔
امی نے کوئی جواب نہیں دیا تو بولی۔
پھوباجی کے لیے دل اداس ہو رہا ہے۔
ٹھیک ہے پہلے مجھے جانے دو۔میں وہاں کے حالات دیکھ آؤں-------پھر تم معاذ اور بے جی سے مشورہ کرنا۔اگر انہوں نے اجازت دے دی تو ایک ہفتے کے لیے آ جانا۔نئی نئی شادی میں یوں ہر وقت گھر سے دور رہنا ٹھیک نہیں ہوتا۔
امی جان ____ انہی کی اجازت سے تو آؤں گی۔اگر یہ لوگ اجازت نہیں دیں گے تو

نہیں آؤں گی۔

ہاں۔۔۔۔۔۔۔پھر ٹھیک ہے۔اچھا بیٹا خدا حافظ ____

خدا حافظ امی ____

رملیٰ اپنے پاؤں گھسیٹتی ہوئی آئی اور غسل خانے میں چلی گئی۔نہادھو کر باہر نکلی تو طبیعت کافی بشاش ہو چکی تھی۔ ناشتہ کرنے کے بعد بے جی کے پاس ہی بیٹھ گئی۔اور انہیں امی جان کے فون کے بارے میں تفصیلات بتانے لگی۔مگر ابھی پنڈی جانے کی بات نہیں کی۔

تیسرے دن امی جان کا فون پنڈی سے آ گیا۔انہوں نے بتایا کہ کسریٰ باجی کے ہاں تیسری بیٹی پیدا ہوئی ہے۔اسی وقت رملیٰ کا دل چاہا کہ جا کر پھوباجی کے پاس چلی جائے۔

ایک ہفتے بعد جب پھوباجی ہسپتال سے گھر آ گئیں تو اس نے فون پر ان سے بات کی۔اور اپنی خواہش کا اظہار کیا۔تو پھوباجی بولیں۔

رمو خدا کی قسم آج کل تیری بہت ضرورت ہے۔آ جا ____ امی بھی آج کل میں واپس جانے کا سوچ رہی ہیں۔

رملیٰ اب اس انتظار میں رہنے لگی کہ پہلے بے جی سے بات کرے۔

پھر ایک دن موقع مل ہی گیا۔چپکے سے ان کے پاس جا بیٹھی اور کہنے لگی۔۔

بے جی ____ بے جی ____ اگر آپ اجازت دیں تو میں چند دنوں کے لیے پنڈی چلی جاؤں پھوباجی کی بیٹی پیدا ہوئی ہے۔امی جان واپس آ گئی ہیں اور وہ آج کل اکیلی ہیں۔انہوں نے مجھے بلایا ہے۔

بے جی نے حسبِ عادت عینک اتار کر پہلے اس کی طرف غور سے دیکھا اس کی آنکھوں کی التجا پڑھی اور بولیں۔

معاذ آئے تو اس سے بات کرنا۔

بے جی پلیز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔رملیٰ نے مچل کر کہا۔ پہلے آپ ہاں کہہ دیں نا؟ پھر میں معاذ سے پوچھ لوں گی۔

دیوانی ہوئی ہے لڑکی،شوہر کی بجائے مجھ سے پوچھ رہی ہے۔

نہیں بے جی ____ میں تو آپ سے پوچھوں گی۔ان سے مجھے ڈر لگتا ہے۔

کیا وہ ڈراتا ہے تجھے ____؟

نہیں ____ رملیٰ ہنس پڑی۔ایسے ہی اگر انہوں نے انکار کر دیا تو پھر میں کچھ بھی نہ کہہ سکوں گی۔

اے بیویاں ہزاروں باتیں منوا لیتی ہیں۔تو اتنی سی بات بھی نہیں منوا سکتی۔

نہیں بے جی ____ رملیٰ نے قریب ہو کر ان کا بازو پکڑ لیا۔ پہلے آپ اجازت دے دیں نا؟

میری طرف سے تو اجازت ہے۔بے جی ہنس کر بولیں۔چلی جاؤ چند دنوں کے لیے۔

ہائے بے جی ____ آپ کتنی اچھی ہیں ____ رملیٰ نے ان کے کندھے پر سر رکھ دیا۔

بے جی ہنسنے لگیں۔

دو ہٹی ہوش کر کچھ دنوں میں تو بچے کی ماں بننے والی ہے۔

ہاں ____ مگر بے جی ____ رملیٰ بے خیالی میں بولی۔شام کو معاذ آئیں گے نا؟ تو پہلے آپ بات کریں گی۔

کیوں ____؟

بس بے جی شرم آتی ہے۔وہ کہیں گے۔ابھی ایک مہینہ امی کے گھر رہ کے آئی ہے اور اب ____۔

ہاں کہے گا تو وہ ٹھیک۔تو ہی اس بات کا جواب دے لینا۔

ہائے بے جی ____ اگر آپ بات نہیں کریں گی تو میں رو دوں گی۔

وہ سچ مچ رو پڑی۔

پگلی ____ کر دوں گی بات ____ مگر اپنے شوہر سے شرم نہیں کرنی چاہیے۔ایک ہی تو رشتہ ایسا ہے۔جس سے ہر قسم کی بات ہو سکتی ہے۔

(آپ نہیں جانتی بے جی ____ اسی رشتے میں کھائیاں اور کھڈ حائل ہو جائیں تو بہت بے جان رشتہ ہو جاتا ہے)

شام کو معاذ دفتر سے آیا تو بے جی وہیں برآمدے میں بیٹھی تھیں۔اسے وہیں روک لیا۔رملیٰ اور بیویوں کے برعکس دل سے چاہا کرتی تھی کہ معاذ دفتر سے آتے ہی پہلے اپنی ماں کے پاس رک جایا کرے۔اسے اس کا والہانہ پن اچھا نہیں لگتا تھا۔حالانکہ اس کی کزنز اور سہیلیاں اکثر اس بات کی شکایت کرتی تھیں کہ ان کے شوہر پہلے ماں کے حضور حاضری دیتے ہیں اور یہ بات انہیں

بہت بری لگتی ہے۔وہ حیران ہوتی تھی کہ وہ اس بات سے کیوں جلتی ہیں؟ جب کہ اسے بے جی معاذ سے کہیں زیادہ اچھی لگتی ہیں اور وہ چاہتی تھی معاذ اپنا زیادہ وقت بے جی کے ساتھ ہی گزارے۔وہ اپنے بیڈروم میں آتا تو رملیٰ کی جان پہ بن جاتی۔

اب جو بے جی نے باہر روک لیا تو خوش ہوگئی۔آج تو انہوں نے پنڈی جانے کی بات بھی کرنا تھی۔بہرحال ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد بے جی قرینے سے بولیں۔

اے تو نے سنا تیری سالی کے بیٹی پیدا ہوئی ہے۔

ہاں معاذ بولا۔رملیٰ نے بتایا تھا۔

تو نے مبارک باد دی۔

رملیٰ نے جو فون کر دیا تھا۔

تم بھی کسی روز بات کر لیتے۔

کر لوں گا۔

رملیٰ تو خود جانا چاہتی ہے مبارک باد دینے کے لیے۔

آپ سے کس نے کہا۔

خود ہی پوچھ رہی تھی۔

پھر آپ نے کیا کہا۔

میں نے اجازت دے دی۔

دے دی اجازت ____ معاذ کے لہجے کی حیرت نمایاں تھی۔

ہاں:

بے جی اس حالت میں وہ سفر کرے گی ____؟

ابھی کوئی حرج نہیں۔۔۔۔۔۔۔بے جی نے بے پروائی سے کہا۔

مگر۔۔۔۔۔۔۔آپ۔۔۔۔۔۔۔اسے اپنے پاس رکھیں نا؟ ہر جمعرات کو وہ میکے چلی جاتی ہے۔اس طرح تو اسے گھر رہنے کی عادت نہیں پڑے گی۔

سب پڑھ جائے گی۔بچہ ہونے کی دیر ہے۔بچہ زنجیر ہوتا ہے۔ساری دنیا سے ماں کو کاٹ کر اپنے ساتھ باندھ لیتا ہے۔ابھی بے چاری فارغ ہے۔تو چار دن عیش کیوں نہ کر لے۔

مگر بے جی ____ آپ اس کی عادتیں خراب کر رہی ہیں۔اسے گھر کے کاموں کی عادت

ڈالیں۔

کام ہی کتنا ہے ____؟ ابھی اس کے ہنسنے کھیلنے کے دن ہیں۔دو چار بچے ہو گئے تو زندگی بھر ان کے بکھیڑوں میں پڑی رہے گی۔

بعد میں اس کی غیر ذمہ دارانہ حرکتوں کا گلہ مجھ سے نہ کریں۔

کیوں کروں گی ____؟ لڑکی شریف طبیعت کی ہے۔رفتہ رفتہ سب سکھا لوں گی۔

بہرحال شروع میں سختی کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔آپ تو ساس لگتی نہیں؟

میں کیوں لگوں روایتی ساس ____ بیٹی بنا کر لائی ہوں اسے ____ میری کون سی زیادہ اولاد ہے۔تیرے بعد وہی ہے جو کچھ ہے۔میں اسے آزردہ نہیں دیکھ سکتی۔وہ اونچے گھرانے کی بچی ہے۔میں اس سے کسی گھٹیا حرکت کی توقع نہیں رکھ سکتی۔میرا بہت ادب کرتی ہے۔تیرا بھی لحاظ کرتی ہے۔اجازت کے بغیر گھر سے قدم باہر نہیں نکالتی۔کیوں خواہ مخواہ سختی کروں ____؟

اندر لیٹی لیٹی رملیٰ دل مسوس کر رہ گئی ____

ہائے ____ یہی ایک بات اسے مار رہی تھی ____ کہ وہ حاجی صاحب کی بیٹی ہے

تھوڑی دیر ماں بیٹا ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔

رملیٰ جان بوجھ کر غسل خانے میں چلی گئی۔جب واپس آئی تو معاذ کمرے میں آ چکا تھا۔رملیٰ نے اس سے نظر نہیں ملائی تو وہ خود ہی مسکرا کر بولا۔

تو بے جی کو رام کر لیا ہے تم نے بالا ہی بالا ____

رملیٰ بڑی شائستگی سے ہنس پڑی۔

اجازت تو آپ سے بھی لینا تھی۔

وہ اس کے قریب آ گیا۔اس کے کالے کالے ہاتھ دیکھتے ہی رملیٰ ادھر ادھر بچنے کا بہانہ ڈھونڈنے لگی۔مگر اس نے اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ لیا اور پوچھنے لگا۔

تمہارا دل نہیں لگتا یہاں؟

یہ بات نہیں ہے۔وہ اس کے چہرے سے چہرہ پرے ہٹا کر بولی۔

پھوبا جی نے فون کیا تھا۔مجھے بلایا ہے۔کہہ رہی تھیں۔۔۔۔۔۔۔پھر تم خود مصروف ۔۔۔۔۔۔۔ہو جاؤ گی۔چند دن آ کر میرے پاس رہ جاؤ۔

ہاں ____ معاذ ہنسا ____ اچھا جواز ہے۔اور بڑے پیار سے دھیرے سے اس کے

پیٹ کو چھوا۔

اللہ کرے تم جلدی مصروف ہو جاؤ۔تمہارے پاؤں میں ایسی کئی زنجیریں پڑ جائیں۔اور تم کبھی بھی کہیں نہ جا سکو۔

رملیٰ نے اپنا آپ چھڑایا اور آ کر پلنگ پر بیٹھ گئی اور غور سے اپنے پاؤں دیکھنے لگی۔پتہ نہیں موٹے ہو گئے تھے یا سوجن آ گئی تھی۔عجیب حلیہ ہو رہا تھا۔جیسے سارے جسم میں ہولے ہولے پھونک بھر رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔ایسے میں لوگ عورت کو خوبصورت کیوں کہتے ہیں۔کیسے احمق لوگ ہیں۔

تو کب جانا چاہتی ہو____؟

معاذ بھی اس کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔اس میں سے ایک عجیب سی گرم بھاپ نکل رہی تھی۔جسے خوشبو بھی نہیں کہا جا سکتا۔گو پچھلے دنوں رملیٰ کو ہر قسم کی خوشبوئیں بری لگتی تھیں۔مگر اب ایک دم طبیعت سنبھل گئی تھی اس کی نظر بے اختیار ڈریسنگ ٹیبل کی طرف اٹھ گئی۔وہاں بے شمار خوشبو سے بھری شیشیاں پڑی تھیں۔۔۔۔۔۔۔پتہ نہیں وہ کون سی خوشبو استعمال کرتا تھا۔اس کے پاس ہمیشہ ایک مدھری سی خوشبو رہتی تھی۔

(ہائے اچھی خوشبوئیں استعمال کرنے سے کہیں صورت کا گھناؤنا پن بدلا ہے____؟)

جب آپ بھیج دیں____؟

یعنی میں بھیج دوں____؟

اس نے رملیٰ کے کندھے پر اپنا مضبوط بازو رکھا اور بولا۔

قیامت ہے جو ہووے مدعی کا ہم سفر غالب
وہ کافر کہ خدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھ سے

مجھے اتنے مشکل شعروں کا مطلب نہیں آتا____

رملیٰ نے چڑ کر کہا۔

تمہیں تو کسی شے کا مطلب نہیں آتا۔معاذ کی آواز میں گلے ہی گلے تھے۔

رملیٰ خاموش ہو گئی۔

اس کا چپک کر بیٹھنا بھی برا لگ رہا تھا۔

پھر معاذ خود ہی بولا۔اگر تم اس ہفتے رک جاؤ تو اگلے ویک اینڈ پر میں خود تمہیں چھوڑ آؤں گا

آپ۔۔۔۔۔آپ کیسے۔۔۔۔۔۔۔الفاظ رملیٰ کے گلے میں اٹک گئے۔

مجھے بھی ایک دفتری کام سے جانا ہے۔اپنی موٹر پر جاؤں گا۔تمہیں بحفاظت پہنچا دوں گا بلکہ دو دن تمہارے پاس رہ لوں گا۔اگر تم گوارا کرو تو۔۔۔۔۔۔۔یا اجازت دو تو۔۔۔۔۔۔

رملیٰ نے ڈرتے ڈرتے اس کا چہرہ دیکھا____وہاں وہی اماوس کی کالی رات تہہ در تہہ بچھی ہوئی تھی۔کڑوا سا گھونٹ نگل کر بولی۔

"جس طرح آپ کی مرضی"

رملیٰ____تم ضد کیوں نہیں کرتی ہو؟____

کیا ضد کروں____؟

مثلاً اپنی کوئی بات منوانے کے لیے۔۔۔۔لڑو۔۔۔۔جھگڑو۔۔۔۔۔چیخو۔۔۔۔چلاؤ۔۔۔۔۔مجھے کوسو۔۔۔۔۔۔اس طرح باتیں منوا کے عورتیں مردوں کو اپنی محبت کا یقین دلاتی ہیں۔جو عورت اپنے شوہر سے نہیں لڑتی____وہ اپنے استحقاق کو نہیں پہچانتی۔یا پھر۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے نہیں آتا____وہ دلگیری سی آواز میں بولی۔۔

یا لڑنا چاہتی ہو____؟

آپ اتنے اچھے ہیں۔ہر بات کو مان لیتے ہیں تو میں کیوں لڑوں____اس نے پہلی بار بات بنائی۔

کبھی کبھی مجھے یوں لگتا ہے۔تم ہنسنا نہیں چاہتی ہو۔۔۔۔۔۔بولنا نہیں چاہتی ہو اور۔۔۔۔۔۔اور پیار کرنا نہیں چاہتی ہو____۔۔۔۔۔

ایک بڑی سی برچھی رملیٰ کے کلیجے کے پار اتر گئی۔

کتنا چھپایا من کا بھید____دل تو ندیا جتنا گہرا ہے____پر چہرہ آئینہ بن جاتا ہے۔

چہرے کو کن بادلوں میں چھپاؤں۔۔۔۔۔۔کہ برسات کا دھواں باہر نہ نکلے۔۔۔۔۔اتنی دراڑیں کیسے چھپاؤں کیسے بتاؤں کہ جینے کو بھی جی نہیں چاہتا۔۔۔۔

رملیٰ نے گردن جھکا لی۔آنکھوں میں کڑوے کڑوے آنسو آیا ہی چاہتے تھے۔گلے میں گو

لے سے لٹک رہے تھے۔تن لرزنے لگا تھا____

ضدیں تو محبت کرواتی ہیں______

ضدیں تو لاڈ کا بہروپ ہوتی ہیں۔

ظالم مجھے تو سیاہ ناگ نے ڈس رکھا ہے____ سبز زہر کی اسیر ہو گئی ہوں____ کیسے کہوں کہ پھنیر سانپ کے آگے مسکرایا نہیں جاتا____

ٹوٹے دل کی کرچیاں چن کر چل تو پڑی ہوں۔ پر کرچیوں کا کیسا ساتھ____!

لگتا ہے بکھر جائیں گی۔۔۔۔ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔۔۔یا مجھے ہی ذرہ ذرہ کر دیں گی۔

پہاڑ ایسا لمبا جیون_____

کیسے بیتے گا یہ جوگ۔۔۔۔۔۔۔

اندھیرے کنویں کے کنارے بیٹھ کر۔۔۔۔۔۔۔مایوسیوں کے کنکر پھینکنے سے جیون کا راستہ طے ہو جاتا ہے؟

کہاں جا کے کھولوں اپنے تلملاتے ارمانوں کی گٹھڑی۔۔۔۔۔تمہارے ساتھ میرا تن راضی نہیں____ من شانت نہیں____

میری زبان قفل ابجد کی طرح ہر بار تمہارے تکلم سے جدا ہو جاتی ہے____ کیا کروں گی۔۔۔۔۔کیا کروں گی۔۔۔۔ ببول کی شاخ سے لٹکی رہوں گی ۔۔۔۔۔یا۔۔۔تپتی ریت پر گر کر دم توڑ دوں گی____

چاروں اور گہرا سناٹا ہے۔۔۔۔۔۔

اوہو! تم تو سوچ میں گڑ گئیں۔۔۔۔۔میں تو یونہی تمہیں چھیڑ رہا تھا____

معاذ خود ہی شرمندہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔

بے جی کہتی ہیں پہلے پہل ایسا ہی ہوتا ہے۔لڑکیوں کا دل سسرال میں نہیں لگتا____ پھر آہستہ آہستہ وہ مانوس ہو جاتی ہیں۔

ٹھیک ہے نا؟ وہ ہنسا تو رملیٰ کو زبردستی مسکرانے کا حوصلہ ہوا۔

تم اپنی تیاری کو چھوڑو____ اگلی جمعرات کو انشاءاللہ چلیں گے____

تمہارے ساتھ سفر کروں گی____ یہ زندگی کا سفر کافی نہ تھا____ سفر میں سفر کیوں____ دکھ میں دکھ کے گرداب کیوں____؟

کوئی پڑاؤ۔۔۔۔۔۔کوئی چھایا تو ملے۔

آج رملیٰ پہلے کی طرح چہک رہی ہے ____

شان بھائی نے نیپکن سے ہاتھ پونچھتے ہوئے کہا۔ تو رملیٰ چونک گئی۔

اس وقت کھانے کی میز پر شان بھائی، کسریٰ باجی اور رملیٰ بیٹھے ہوئے تھے سامنے ٹی وی پر ایک دلچسپ پروگرام چل رہا تھا۔

رملیٰ نے سرخ دھاریوں والا لائلہ کا سوٹ پہنا ہوا تھا اور میک اپ بھی کافی گہرا تھا۔ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔

رملیٰ تو ہمیشہ خوشباش رہتی ہے ____ کسریٰ باجی نے جلدی سے کہا۔

نہیں ____ میں پچھلے دو دن سے نوٹ کرتا رہا ہوں۔ اس کا شوہر ساتھ تھا تو یہ بڑی سہمی سکڑی، گم صم، اور کھردری کھردری سی نظر آ رہی تھی۔ بہت کم ہنستی تھی غور سے کوئی بات نہیں سنتی تھی۔

رملیٰ نے نظریں جھکا لیں۔

نہیں یہ آپ کا محض خیال ہے۔ کسریٰ باجی نے پھر اسے سنبھالا دیا۔ مجھے تو ہمیشہ جیسی ہی دکھائی دے رہی تھی۔ ہاں نئی نئی شادی ہوئی ہو تو شوہر کے سامنے ہنسی مذاق کرتے ہوئے ذرا جھجک سی محسوس ہوتی ہے۔ اور پھر یہ ہم سب سے چھوٹی ہے اس لیے شرمائی سی رہتی ہے۔

کیوں رملیٰ ____؟ شان بھائی نے براہِ راست سوال کر ڈالا۔

میرا خیال درست ہے یا تمہاری بہن کا ____؟

رملیٰ نے سر نہیں اٹھایا بلکہ نمک دانی اٹھا کر مالٹے کی قاشوں پر نمک چھڑکنے لگی۔ اسے معلوم تھا شان بھائی سو فیصد درست کہہ رہے ہیں۔ جب تک معاذ راولپنڈی میں رہا۔ وہ سخت بیزار رہی۔ اصل میں اس کو معاذ کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہوئے ____ آتے جاتے ہوئے بہت شرم آتی تھی۔ وہ یہ سب اپنے دل پر جبر کر کے کرتی تھی۔ لاہور سے لے کر پنڈی تک معاذ اس کے ساتھ میٹھی

میٹھی باتیں اور ہنسی مذاق کرتا آیا تھا۔ راستے میں اس کا بہت خیال رکھا۔ جگہ جگہ رک کر کھانے پینے کی پوچھتا رہا۔ اسے لطیفے بھی سنائے ____ ہنسانے کی کوشش کرتا رہا ____ جب ذرا سڑک خالی ہوتی تو گیئر چھوڑ کر اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیتا ____ مگر رملیٰ کیا کرتی۔ اس کی سب حرکتیں اچھی لگتی تھیں۔ بس اس کی صورت بری لگتی تھی۔۔۔۔۔۔۔ جب جی برابر دکھ رہا ہو تو کسی محبت بھری کارروائی کا کیا جواب دیا جا سکتا ہے؟ سفر میں معاذ اور بھی رومانٹک ہو گیا تھا۔ دو دن کسریٰ باجی کے ہاں رہا۔ اور ہر وقت اس کے ساتھ نتھی رہا۔ رملیٰ کو ہمہ وقت میک اپ میں ہی رہنا پڑا۔ کیونکہ معاذ کو بنی سنوری عورت بہت پسند تھی۔ محبت میں وہ والہانہ پن کا قائل تھا۔ بعض باتوں میں انتہا پسند تھا۔ کھانا کھاتے وقت پہلے اس کی پلیٹ میں ڈالتا۔ سیب چھیل لیتا تو پہلی قاش اس کی پلیٹ میں رکھ دیتا۔ وہ پانی کا گلاس اٹھاتی تو جھٹ جگ اٹھا کے پانی اس کے گلاس میں انڈیل دیتا۔ رملیٰ خوش ہونے کی بجائے ان باتوں سے چڑ جاتی اور بیزاری کی ایک مستقل لکیر اس کی پیشانی پر نظر آنے لگی تھی۔

آج دوپہر معاذ اپنا کام ختم کر کے چلا گیا تھا۔ اور جاتے وقت اس نے رملیٰ کا ہاتھ تھام کر کہا تھا۔

تم کب آؤ گی رملیٰ ____؟

ارے ____ پھوبا جی اچھی گھڑی کی طرح اندر سے نکل آئیں اور بولیں۔

ابھی دو دن تو ہوئے اسے آئے ____ اور واپسی کا پوچھا جا رہا ہے ____ اتنی بے اعتباری ہے معاذ بھائی ____؟

تو معاذ نے شرمندہ ہو کر رملیٰ کا ہاتھ چھوڑ دیا اور ہنستے ہوئے کہنے لگا۔

یہ تو میرا فرض ہے کہ اس کا پروگرام پوچھ کر جاؤں۔

بس ____ بس ____ پھوبا جی نے معاذ کا بازو پکڑ کر کہا۔ اب آپ جائیں معاذ بھائی اب جو ہمارا فرض ہوگا ہم ادا کریں گے۔ میں تو کم از کم ایک مہینہ اسے اپنے پاس رکھوں گی۔

ایک مہینہ ____ معاذ نے حیرت سے کہا ____ پھر شرارت سے بولا۔

ایسے میں شادی کر کے کسی غریب پر عنایت کرنے کی کیا ضرورت تھی ____؟

اور آپ کا کیسے گزارا ہو رہا تھا اس کے بنا؟

اس پر رملیٰ نے سر جھکا لیا۔ اور وہ دونوں ہنسنے لگے۔

جب تو ہو رہا تھا گزارا پھوپا جی۔۔۔۔۔۔۔اب کی بات کریں۔

ٹھیک ہے۔ جب رملیٰ نے آنا ہوگا۔ ہم آپ کو فون کر دیں گے۔

اچھا رملیٰ۔ اس نے رملیٰ کی طرف پر امید نظروں سے دیکھ کر کہا۔ دشمنوں کے جھانسے میں نہ آ جانا____ دو دلوں کو یہ دنیا ملنے بھی نہیں دیتی____

اس پر سب کے سب کھلکھلا کر ہنس دیئے۔

اور ہاں وہ موٹر میں بیٹھتا ہوا بولا۔

بے جی کا دھیان رکھنا وہ تمہارے بغیر زیادہ دن اکیلی نہ رہ سکیں گی۔

دیکھو____ اب دوسری چال چل رہا ہے____ اور آپ جو ہیں ان کے پاس____ اگر میرے ساتھ بات چل سکتی تو وہ بہو کیوں لاتیں____؟

یہ تو ٹھیک ہے۔ کسریٰ نے جواب دیا____ پھر فوراً بولی

اب چھ مہینے میں ہی اتنا حق ملکیت نہ جتائیں معاذ بھائی____ آپ تو بلا شرکت غیرے اس کے مالک بن بیٹھے ہیں۔ کچھ ہمارا بھی حق ہے۔ بھیج دوں گی جب دل چاہے گا۔۔۔۔

میں فون کرتا رہوں گا رملیٰ____

معاذ نے موٹر میں بیٹھ کر کہا____

رملیٰ نے صرف اثبات میں سر ہلایا۔

پروگرام بنتے ہی مجھے بتا دینا۔ لینے آ جاؤں گا۔

ہم پہنچا دیں گے بابا____ اب جا بھی چکو____ کسریٰ نے مصنوعی خفگی سے کہا۔

بھئی بڑا ظالم سماج ہے۔ معاذ نے مسکراتے ہوئے موٹر سٹارٹ کی۔۔۔۔

اس وقت ضروری ہو گیا تھا کہ رملیٰ ایک نظر اس کو دیکھے اور مسکرا کر خدا حافظ کہے۔

مگر حلق میں نفرت کی تلواریں لٹک رہی ہوں تو آدمی کیسے مسکرا سکتا ہے____؟

پر رملیٰ اس پل صراط سے بھی گزر گئی۔

نظر اٹھا کر معاذ کو دیکھا____ معاذ اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کتنی التجائیں تھیں ان آنکھوں میں____ جو کالی دیوار میں دو سفید گولیوں کی طرح دھنسی ہوئی تھیں۔ رملیٰ کا دل چاہا کہ وہ ان آنکھوں کو پھوڑ دے۔ مگر وہ مسکرائی____ مسکرا کر اس نے خدا حافظ کہا____ ہاتھ ہلایا اور اندر آ گئی۔

اور واقعی معاذ کے چلے جانے سے گویا اس کے دل کا بوجھ اتر گیا تھا۔ ایک بھوت کا سایا اس پر سے ہٹ گیا تھا۔ ہلکی پھلکی اور خوش باش لگ رہی تھی۔ دوپہر کو خوب سوئی اٹھ کر گرم پانی سے نہائی۔۔۔۔۔ اچھے سے کپڑے نکال کر پہنے____ قرینے سے لپ سٹک لگائی اور کسریٰ باجی کے کمرے میں بچیوں کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

پنڈی میں کافی سردی تھی اور یہ سردی اسے اچھی لگ رہی تھی۔

اور اب جب کھانا کھانے کے بعد شان بھائی نے اسے ٹوکا تو اسے خیال آیا کہ واقعی معاذ کے جانے کے بعد سے اب تک وہ کافی چہک رہی ہے۔ مگر کیا کرتی اتنے دنوں کی گھٹن بھی تو نکالنا تھی۔

اپنی اپنی جگہ آپ دونوں کا خیال درست ہے۔ میں چہک ضرور رہی ہوں مگر معاذ کے جانے سے نہیں۔۔۔۔۔۔۔ آج میں نے جی بھر کر آرام کیا ہے۔ شاید آب و ہوا کی تبدیلی سے میری طبیعت پر خوشگوار اثر پڑا ہے۔ بہت دنوں بعد میں اپنے آپ کو صحت مند محسوس کر رہی ہوں۔

خیر____ شان بھائی____ پڈنگ کھاتے ہوئے بولے۔ مجھے مغالطہ ہوا ہوگا۔ مگر میں نے یہ تبدیلی محسوس کی۔

شان تمہیں تو ہمیشہ مغالطے ہوتے رہتے ہیں۔ کسریٰ باجی نے ہنس کر کہا۔

ہاں۔۔۔۔۔۔۔ جیسے دیکھا میں نے رملیٰ کو اور شادی تم سے کر لی____

کسریٰ باجی ہنسنے لگیں۔ ابھی وہ کچھ کہہ نہ پائی تھیں کہ کمرے سے چھوٹی بچی کے رونے کی آواز آئی۔ وہ اٹھ کر بیڈ روم کی طرف دوڑیں____

کھانا ختم ہو گیا تھا____ نوکر برتن اٹھانے لگا۔ رملیٰ چاقو کی نوک سے مالٹوں کے چھلکے چھیدنے لگی۔

ہاں____ تو رملیٰ بیگم____ شان بھائی نے ہاں کو ذرا لمبا کر کے کہا۔

کیسی گزر رہی ہے____؟

بڑی اچھی گزر رہی ہے۔

کیسی لگی شادی____؟

اس پر رملیٰ ہنسنے لگی۔

شادی کوئی لگا کرتی ہے۔ شادی تو ہو جاتی ہے۔

پھر بھی نئے تجربات کیسے لگ رہے ہیں۔

رملیٰ جانتی تھی کہ اب شان بھائی کی باری ہے۔اپنی شادی سے پہلے وہ جی بھر کے انہیں تنگ کرتی رہی تھی اور اب وہ اسے چھیڑ چھیڑ کے لامعنی سوالات کر کے خوب بدلے لیں گے۔

میری ساس بہت نفیس قسم کی خاتون ہیں یعنی ان سے ملنے کے بعد میں حیران ہو کر سوچا کرتی ہوں کیا ایسے لوگ بھی اس دنیا میں موجود ہیں۔اور شاید ان ہی کے دم سے یہ دنیا اچھی جگہ بنی ہوئی ہے۔

اچھا تو ساس کی وجہ سے یہ شادی چل رہی ہے۔

جی_____ رملیٰ نے چونک کر خوف زدہ انداز میں شان بھائی کی طرف دیکھا۔

تمہارا معاذ کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں تھا۔تمہارے ساتھ بیٹھا ہوا یوں لگتا ہے جیسے نازک اندام پری کے ساتھ بھیانک دیو آ بیٹھا ہو۔

ایک گرداب سا رملیٰ کے حلق میں بن گیا کہ بولنے کے سارے راستے مسدود ہو گئے۔بڑی مشکلوں سے اپنے آپ کو آمادہ کر کے یہاں لائی تھی اور شام ہی سے ہر خیال بھلا کر خوش رہنے کی کوشش کر رہی تھی۔کیسا اوچھا وار کیا تھا شان بھائی نے_____ ساری خوشیاں آنسو بن کر حلق میں ٹپک رہی تھیں_____ رملیٰ اپنے حلق کا گولا نگل کر کوئی جواب دینا چاہتی تھی کہ کسریٰ باجی لوٹ آئیں انہوں نے گود میں اپنی نومولود بچی کو اٹھا رکھا تھا۔

انہوں نے بیٹھتے ہی ہلکا سا دھواں رملیٰ کے چہرے پر دیکھا_____ اور ایک سفاکی سی شان کے چہرے پر_____ مگر موقع کو سنبھالتے ہوئے_____ بچی کو چمکار کر بولیں۔

خالہ کے پاس جائے گی_____؟

رملیٰ نے خود ہی ہاتھ بڑھا کر بچی کو اٹھا لیا۔

رملیٰ اس وقت بچی اٹھانے کے موڈ میں ہرگز نہ تھی۔اس نے بھی گفتگو کو نیا موڈ دینے کے لیے عافیت اسی میں جانی_____ لیکن جب اناڑی پن سے بچی کو اٹھایا تو کسریٰ باجی بولیں_____

ذرا ٹھیک سے اٹھا_____ تھوڑے دنوں بعد تجھے اپنا بچہ اٹھانا ہوگا۔بلکہ اسے زیادہ تر اپنے پاس رکھا کرو۔تاکہ تم بھی بچہ پالنے کا سلیقہ سیکھ لو۔

رملیٰ شرما کر ہنسنے لگی۔پھر بولی۔

آپ کی یہ بیٹی بہت پیاری ہے۔کس پہ ہے؟

مجھ پر ہے_____ شان بھائی بڑی شان سے بولے۔

ظاہر ہے خوبصورت اور لائق بچہ ہمیشہ باپ پر ہوتا ہے_____ کسریٰ باجی نے چوٹ کی۔

نام کیا رکھا ہے پھوبا جی_____؟ رملیٰ نے پھر پوچھا۔

تم سوچو نا_____؟

ابھی تک آپ نے سوچا ہی نہیں_____ ------

امی جب تک یہاں رہیں نئے نئے نام تجویز کرتی رہیں۔بڑی بیٹی کا نام زینب ہے میں تو اس کے ساتھ ملا کر نام رکھنا چاہتی تھی۔مگر امی نے کہا ہے۔لڑکیوں کا قافیہ ردیف نہیں ملانا چاہیے پھر لڑکیاں ہی پیدا ہونے لگتی ہیں اور آج کل کے زمانے میں تو بس دو لڑکیاں ہی کافی ہیں۔

بس جی_____ شان بھائی بولے_____ پیدا ہی دو کریں گے۔

ارے بیٹا نہیں چاہیے آپ کو_____ رملیٰ نے حیرت سے کہا۔۔

بس بس_____ شان بھائی بیزاری سے بولے۔لڑکے کی آرزو میں کہیں یہ لڑکیوں کی لائن نہ لگا دے۔

کسریٰ باجی ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گئیں۔

کسریٰ باجی کی پہلی بیٹی بالکل کسریٰ باجی پہ تھی۔سانولی، سلونی، مستعد ادا اور خوش ادا قریب ہی قالین پر کھیل رہی تھی۔

زینو: تم جا کے سو جاؤ بیٹا_____

کسریٰ باجی موضوع بدلنے کے لیے اپنی بیٹی سے مخاطب ہوئیں۔

پھر رملیٰ کی طرف دیکھ کر بولیں۔۔

تم آئی ہوئی ہو۔۔۔۔۔۔۔کوئی خوبصورت سا نام سوچو نا_____

جب تک نام نہیں ملتا آپ اسے لاڈلی بلایا کریں۔

ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔کسریٰ باجی نے مسکرا کر بچی رملیٰ کے ہاتھ سے لے لی۔

رملیٰ: تیرا ذہن اتنی جلدی کیسے کام کرتا ہے_____؟

اس کا ذہن صرف شوہر کے زیر سایہ کام کرنا بند کر دیتا ہے۔

شان بھائی نے پھر چوٹ کی۔

کیوں ____؟ کسریٰ باجی نے پوچھا۔

گرہن لگ جاتا ہے۔

اس پر پہلے تو کسریٰ باجی زور سے ہنسیں۔ پھر انہوں نے شان بھائی کو گھورا کہ ایسی بات کیوں کہی انہوں نے ____؟

پھر بچی سنبھال کر کھڑی ہوگئیں اور بولیں۔

اچھا بھئی اب تم سالی بہنوئی ایک دوسرے پروار کرو۔ میں بچیوں کو سلا کر آتی ہوں۔

کسریٰ باجی کی طبیعت ابھی ٹھیک نہیں ہوئی تھی بچی آپریشن سے ہوئی تھی اور چونکہ پریمچور تھی اس لیے تنگ بہت کرتی تھی کوئی اچھی آیا بھی نہ مل سکی تھی۔ اس لیے کسریٰ باجی کی مت ماری رہتی۔ ابھی بڑی بیٹی زینب صرف پونے دو سال کی ہوئی تھی اور لاڈلی کے آنے سے زینب اور زیادہ ضدی اور چڑچڑی ہوگئی تھی۔ رملیٰ کو کسریٰ باجی کی حالت پر اور زیادہ ترس آتا۔ وہ تو شان بھائی اتنے خوش مزاج اور وسیع القلب واقع ہوئے تھے ورنہ سارا دن جو گھر میں چوں چوں ہوتی رہتی تھی اسے کون برداشت کرسکتا تھا؟____

صبح ناشتے کی میز پر عموماً رملیٰ اور شان بھائی ہوتے تھے۔ کسریٰ باجی آتیں بھی تو ملازم کو جلدی جلدی ہدایات دے کر بھاگ جاتیں۔ اسی وقت لاڈلی کو دودھ پلانا ہوتا یا نیپکن بدلنا ہوتا۔ ایک رات رملیٰ سے بولیں۔

رمو: تو صبح صبح اٹھ جاتی ہے۔ اپنے دولہا بھائی کو ناشتہ کروا دیا کرنا ____

کیا میں اپنے ہاتھ سے ان کے منہ میں نوالے ڈالوں ____؟

نہیں پگلی: ان کی عادت ہے۔ کھانے کی میز پر اکیلے نہیں بیٹھتے۔ میں رات کو خانسامے کو سب کچھ سمجھا دیتی ہوں۔ مگر تو ذرا ان کے ساتھ بیٹھ جایا کر۔

روز ہی تو ساتھ بیٹھ جاتی ہوں۔

مگر تو مجھے پکارتی رہتی ہے۔

تو آپ بھی آجایا کریں نا؟

لاڈلی مجھے ساری رات جگاتی ہے۔ صبح چھ بجے زینب کے دودھ پینے کا وقت ہوتا ہے۔ اٹھ کر کچن میں جاتی ہوں۔ بوتل بنا کے لاتی ہوں۔ اسے پلا کر دوبارہ سلا دیتی ہوں۔ اس وقت لاڈلی سو رہی ہو تو میں بھی جلدی سے سو جاتی ہوں۔ بس یہی دو تین گھنٹے ملتے ہیں مجھے سونے کے لیے ____ پھر سارا دن کہاں سونے کی فرصت ملتی ہے۔

رملیٰ نے دیکھا۔ کسریٰ باجی کی آنکھوں کے گرد حلقے پڑ گئے تھے۔ رنگ تو پہلے ہی سانولا تھا۔ اب اور مرجھا گیا تھا۔ پیٹ لٹک آیا تھا۔ بال الجھے ہوئے تھے۔ کیسی بھدی اور تھکی تھکی لگ رہی تھیں۔ توبہ ہے۔ دو بچیوں میں ہی عورت کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔ کیسی ملیح اور کڑکڑاتی جوانی تھی ان کی ____ چہرے پر اتنا نمک تھا کہ آنکھ ہٹانے کو دل نہ چاہتا۔ دل ہی دل میں رملیٰ کو ان کے اس طرح لٹ جانے کا بہت افسوس ہوا۔ غصے سے بولی۔

رات کو شان بھائی کو جگایا کرو۔ آخر ان کا بھی کچھ فرض ہے ____

کسریٰ باجی معنی خیز انداز میں مسکرائیں۔

ابھی تجھے پتہ نہیں کہ شوہر کیا ہوتا ہے۔ شوہر بس ایک ہی فرض ادا کرنے عورت کے قریب آتا ہے اس کے علاوہ گھر کے اندر وہ کسی تعاون کا قائل نہیں ہوتا۔

نہیں پھوباجی ____ آپ نے انہیں سر پر چڑھا رکھا ہے۔ رات کو جھنجھوڑ کر جگا دیا کریں۔ اور بچی ان کی گود میں پٹخ دیا کریں۔

کیسے جگایا کروں ____؟ جب سے بچیاں ہوئی ہیں۔ وہ الگ کمرے میں سوتے ہیں۔

الگ کمرے میں سوتے ہیں ____؟

رملیٰ نے حیرت سے کہا۔ سارا دن تو وہ آپ کے کمرے میں ہوتے ہیں۔

ہاں! مگر رات کو ادھر ساتھ والے کمرے میں جا سوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں لڑکیاں روتی ہیں تو میں ڈسٹرب ہوتا ہوں۔ مجھے صبح تازہ دم ہو کر دفتر جانا ہوتا ہے۔ یہ کیسی رفاقت ہے باجی ____؟

وہ ٹھیک ہی کہتے ہیں۔ مرد کو سارا دن ایک دنیا سے لڑنا ہوتا ہے۔ ہم عورتیں تو گھر میں بیٹھی رہتی ہیں ان کی نیند کا پورا ہونا ضروری ہے۔ ورنہ پھر دفتر جا کر ایک ایک سے لڑتے رہیں گے اور جانے کتنی خرابیاں کر کے آئیں گے۔ شروع شروع میں نے انہیں زبردستی اپنے کمرے میں سلایا تھا شام کو انگارہ بن کے واپس آتے تھے۔ اب تو ان کی وہی پرانی خوش مزاجی پھر لوٹ آئی ہے۔

ویسے باجی ____ رملیٰ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ آپ ان کے ناز بھی بہت اٹھاتی ہیں۔ میں تو کبھی اتنے نخرے نہ اٹھاؤں ____

تمہارا شوہر اور طرح کا ہے۔ پھوباجی نے آہستہ سے کہا۔

وہ بے چارہ اپنی صورت کی وجہ سے تم سے دبتا بھی ہے۔ ایسے شوہر کم ہوتے ہیں۔ جن شوہروں کو کسی قسم کا احساس کمتری ہو وہ بیویوں کے ناز اٹھا لیتے ہیں۔ دوسری قسم کے شوہر نہیں

اٹھاتے ----

کاش کسریٰ باجی یہ سب نہ کہتیں ------- بھلا اس کو بندوق کی گولی مار لیتیں ------ یوں لگا جیسے وہ آسمانوں سے لڑھکتی زمین پر آ رہی ہو ------ اور زمین بھی اتنی سخت کہ جو اس کی ٹوٹی ہوئی پسلیوں کا لہو چاٹ رہی ہے۔

تو یہاں ہر شخص کو احساس ہے کہ میرا شوہر بدصورت ہے۔

اف ____ میرے مقدر میں مایوسیاں کیوں لکھی ہیں۔ کاش میرا شوہر خوبصورت ہوتا۔ بلا سے سخت گیر ہوتا ____ ظالم ہوتا ____ شداد ہوتا ____ میں اس کی ہر سختی سہہ لیتی ____ مگر ایسا نہ ہوتا کہ پاس بیٹھتے ہوئے گھن آئے ---- بات کرنے سے ابکائیاں آنے لگیں۔

اب سب جانتے ہیں ------ سب کو معلوم ہے ----- کہ میں مجبور ہوں ------ اور یہ دکھ جھیل رہی ہوں ------

اور کتنی بے غیرت ہوں میں ____؟

رملیٰ کے چہرے نے اتنے رنگ بدلے کہ کسریٰ باجی گھبرا گئیں۔ پھر اس کے قریب کھسک آئیں اور محبت بھرے لہجے میں بولیں۔

رملیٰ یقین کرو۔ معاذ جیسے شوہر بہت اچھے ہوتے ہیں۔

کیا اچھائی ہوتی ہے ان میں ____ میں بھی تو سنوں ____ رملیٰ ایک دم پھٹ پڑی اور پھر زار و قطار رونے لگی۔

کسریٰ باجی کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ اس کا ہاتھ تھام کر بولیں۔

تم دیکھتی نہیں وہ تمہارا کتنا خیال کرتا ہے۔ کتنی محبت کرتا ہے تم سے ____ -------

اس کے علاوہ وہ اور کر بھی کیا سکتا ہے؟ ابھی تو آپ نے کہا تھا بدصورت شوہر احساس کمتری کے مارے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ محبت نہ کریں ناز نہ اٹھائیں تو اپنے عیب پر پردہ کیسے ڈالیں ____؟

یہ بات ہمیشہ اس طرح نہیں ہوتی رملیٰ ____ احساس کمتری کے مارے ہوئے شوہر دوسری انتہا پر بھی جا سکتے ہیں۔ مثلاً وہ اپنے عیب چھپانے کے لیے آزار بھی دے سکتے ہیں۔ بیوی پر زندگی کی ہر خوشی حرام کر سکتے ہیں۔

اور میں اس کا اندازہ کرنا بھی نہیں چاہتی ــــــ

رملیٰ آنسوؤں میں ڈوبی ڈوبی بولی ــــــ

شادی کرتے وقت آپ میں سے کسی کو بھی رحم نہ آیا۔ آپ نے تو معاذ کو دیکھا تھا آپ کو تو معلوم تھا کہ وہ مکروہ صورت ہے۔ آپ تو مجھ سے بہت محبت کرتی تھیں۔ آپ ہی مجھے بتا دیتیں۔

پھر تم کیا کر لیتیں رمو ــــــ

میں انکار کر دیتی ــــــ میں زہر کھا لیتی ــــــ میں ــــــ میں ــــــ اس طرح روز روز مجھ سے زہر نہیں کھایا جاتا ــــــ روز روز مجھ سے مرا نہیں جاتا ---

پگلی ہے تو ــــــ

کسریٰ باجی آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا۔ پھر تھپتھپانے لگیں۔

بہادر بنو رمو۔ زندگی میں سب کچھ ایک ہی بار نہیں مل جاتا۔ میں تو خیر مرد کی شکل وصورت کو ثانوی درجہ دیتی ہوں۔ پھر معاذ کوئی ایسا برا بھی نہیں۔ بس چیچک کے نشان ہیں اس کے چہرے پر ــــــ مرد کالے کلوٹے ہی بھلے لگتے ہیں۔ تم دیکھو اس کے اندر کتنا خوبصورت انسان ہے۔ وہ جب بات کرتا ہے تو یوں لگتا ہے اس کے منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں۔ اس کی ماں کتنی نیک خو ہے۔ کتنا پیار کرتی ہے تم سے ــــــ ایک میری ساس بھی ہے توبہ ــــــ خدا مرتے وقت بھی اس کی صورت نہ دکھائے۔ میں تو جب سے پنڈی آئی ہوں بے حد مسرور ہوں۔ یہاں بچوں کے ساتھ رات جاگا کرتی ہوں مگر شکر ہے اس کے مظالم برداشت نہیں کرنے پڑتے۔ زندگی سمجھوتے کا نام ہے ــــــ ازدواجی زندگی میں صرف صورت اہم نہیں ہوتی۔ جوں جوں زندگی گزرے گی تمہیں پتہ چلے گا۔

رملیٰ نے کوئی جواب نہیں دیا کسریٰ باجی کے کندھے لگی بس روتی رہی۔

یہ تو کسریٰ باجی بھی سمجھ رہی تھیں کہ شادی کے بعد رملیٰ چپ چپ رہنے لگی ہے۔ وہ پہلے جیسی شوخی اور شگفتگی اس میں نہ رہی تھی۔ مگر وہ سوچتی تھی رفتہ رفتہ بچے ہو جائیں گے تو خود ٹھیک ہو جائے گی۔ بچوں کی پیدائش کے بعد عورت کو دنیا میں کوئی چیز ان سے زیادہ اہم نہیں لگتی۔ انہیں معلوم تھا مرد کا کردار اور عادت واطوار ہی بالآخر عورت کو مسخر کر لیتے ہیں شکل وصورت بیوی کی ہو یا شوہر کی سراب ثابت ہوتی ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر اچھی شکل کے پیچھے اچھا مرد ہو۔

تھوڑی دیر تک کسریٰ باجی نے رملیٰ کا سر اپنے سینے سے لگائے رکھا۔ اسے سہلاتی رہیں۔

پیار کرتی رہیں۔

جب رملیٰ کا سارا غصہ ــــــ سارا غم ــــــ سارا غبار نکل گیا ــــــ تو اس کی سسکیاں بھی تھم گئیں۔

دوپٹے کے کونے سے آنکھیں صاف کرتے ہوئے بولی ــــــ

پھوبا جی! میں نے آج تک کسی سے کچھ نہیں کہا۔ مگر آپ کو کیا معلوم ان چند مہینوں میں مجھ پر کیا گزری ہے۔ ہر رات مرتی ہوں۔ ہر صبح جی اٹھتی ہوں۔ میں سوختہ تن ہو چکی ہوں کسی دن ٹوٹ جاؤں گی۔ بکھر جاؤں گی۔ مٹ جاؤں گی۔

نہیں میری گڑیا! پھوبا جی نے اسے پیار کر لیا۔

میں جانتی ہوں تو ہم سب بہنوں سے زیادہ بہادر ہے۔ تو اپنے ابا جی اور امی جی کی لاج رکھے گی اور ہمیشہ اچھی بیوی بن کے رہے گی۔

رملیٰ کی آنکھوں میں کچھ تازہ دم آنسو آ گئے۔

معاذ کو کبھی یہ پتہ نہیں لگنا چاہیے کہ تو اسے پسند نہیں کرتی تو مرد کی فطرت کو بالکل نہیں جانتی۔

تو کیا کر لے گا میرا ــــــ طلاق ہی دے دے گا نا؟

اف ــــــ کسریٰ باجی کو بہت تکلیف پہنچی۔

اتنی جلدی اتنے بڑے نتیجے پر نہیں پہنچ جاتے۔ ہر مسئلے کا حل صرف طلاق ہی نہیں ہوتی۔

تمہارا بچہ ہونے والا ہے۔ اب اس کے بارے میں سوچو۔

جہنم میں جائے یہ بچہ بھی مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

زندگی میں ہر چیز کی ضرورت ہوتی ہے رمو۔ فرض کرو دو چار سال تمہارے ہاں بچہ نہ ہوتا یا ڈاکٹر کہہ دیتی کہ خدانخواستہ تم تخلیق کی اہلیت سے محروم ہو۔ تو پھر ــــــ اپنے تمام تر ظاہری حسن کے باوجود تمہیں کوئی پسند نہ کرتا۔ یہ بدصورت شوہر بھی تمہیں ٹھکرا دیتا اور کہتا مجھے تو وہ عورت خوبصورت لگتی ہے جس کی گود میں بچہ ہو۔ خواہ اندھی ہو۔ لولی ہو یا لنگڑی ہو۔

کاش ایسا ہی ہوتا اور یہ شخص مجھے ٹھکرا دیتا ــــــ

رملیٰ نے شدید غصے میں نتھنے پھلا کر کہا۔

بے وقوف تو اس وقت جذباتی ہو رہی ہے۔ تجھے پتہ نہیں کہ تو کیا کہہ رہی ہے۔ خیر ــــــ کچھ وقت لگے گا۔ تو آہستہ آہستہ سمجھ جائے گی زندگی کو ــــــ

رملیٰ پھر رونے لگی۔

ازدواجی زندگی میں مرد اور عورت کی صورت ثانوی درجے پر آ جاتی ہے۔ اصل چیز فطرت کا حسن ہوتا ہے۔ تم بھی اس کے اندر کا حسن تلاش کرنے کی کوشش کرو۔

میں تو جینا بھی نہیں چاہتی اور آپ کہتی ہیں اندر کا حسن تلاش کروں۔

اب مجھے ہی دیکھو ____

ایک دم پھوپھو باجی بول پڑیں۔ میرا شوہر مجھ سے زیادہ خوبصورت ہے۔ عام مردوں سے زیادہ دلکش ہے۔ اگر وہ یہ کہے کہ میں اس کے ساتھ چلنے کے لائق بھی نہیں ہوں اس کے ساتھ زیب نہیں دیتی۔ تو میں کیا کروں گی ____ ؟

خیر ____ آپ اپنے آپ کو معاذ کے ساتھ نہ ملائیں۔ آپ اس سے ہزار درجے بہتر ہیں۔

یہ تو محض تمہارا خیال ہے۔ جو میری عزیز بہن ہو۔ تم نے کبھی شان سے اس کا خیال پوچھا ہے ------ یہ سارا بس سوچ کا فرق ہوتا ہے رمو ______ جس کو جیسا سمجھ لو۔ وہ ویسا ہو جاتا ہے۔ تمہارا بچہ ہو جائے گا نا؟ تو تعلقات کی ایک نئی بنا پڑے گی۔ تیری سوچ میں بھی فرق آ جائے گا۔

مجھے اس بچے سے کوئی دلچسپی نہیں پھوپھو باجی ____ اور میں قیامت تک معاذ کو پسند نہیں کر سکتی۔ ماں باپ کی اس زیادتی کو رو پیٹ کر نبھاؤں گی۔ اگر نبھا سکی تو ____ اور پھر ایک بد صورت بچہ لے کر مجھے کیا کرنا ہے ____

او بے وقوف ____

کسریٰ باجی ہنسنے لگیں۔

بچہ کیوں بد صورت ہوگا۔ کیا تم اس میں شامل نہیں ہو گی اور کیا خبر بچہ صرف تم پر ہو اور معاذ کے نقوش بھی کچھ ایسے برے نہیں ____

ظاہر ہے ____ رملیٰ جلدی سے بولی۔

آپ لوگ باتوں باتوں میں طنز کے خنجر مار کے میرا دل زخمی کرتے رہتے ہیں۔ ہر وقت کسی نہ کسی بات سے مجھے احساس دلاتے رہتے ہیں کہ میرا شوہر بد صورت ہے ------ مجھے کیا سمجھ رکھا ہے آپ لوگوں نے ____ میں پتھر کا ٹکڑا ہوں ____ بے حس تودا ہوں یا زمانے بھر کی

احمق لڑکی ہوں ____

کسریٰ باجی کو احساس ہوا کہ اس نے آج غلط بات کہہ دی تھی۔ جب سے رملیٰ اس کے گھر آئی تھی وہ اس کی اداسی اور خاموشی محسوس کر رہی تھی۔ مگر وہ جان بوجھ کر رملیٰ کو کریدتی نہیں تھی وہی ہوا ____ ذرا سی ہوا دی تو وہ بھڑک اٹھی۔

اس وقت باہر شان کی موٹر رکنے کی آواز آئی تو کسریٰ باجی بولیں۔

اب تم جلدی سے اپنے کمرے میں چلی جاؤ اور ہاتھ منہ دھو کر ٹھیک ہو جاؤ۔ شان ضرور پوچھیں گے کہ کیا ہوا ہے ____ اور ان کے آگے کوئی بودی بات نہ کرنا۔ میں اپنے بہن بھائیوں کے مسائل اور ان کی کمزوریاں اپنے شوہر کے آگے کھول کر نہیں رکھا کرتی۔

رملیٰ دوڑ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

صبح ناشتے سے پہلے رملیٰ بطورِ خاص تیار ہو کر میز پر آ گئی تھی۔ رات کو کسریٰ باجی نے اسے اچھی طرح سمجھا دیا تھا۔ کہ شان بھائی کس قسم کا ناشتہ پسند کرتے ہیں۔ کسریٰ باجی پر اسے بے حد ترس آیا تھا۔ بیچاری ساری رات ننھی سی پٹاکی کے ساتھ جاگتی تھیں۔۔۔۔۔۔ اور پھر تھکی تھکی نیم بیدار آنکھوں کے ساتھ ناشتے کی میز پر آ بیٹھتی تھیں۔

رملیٰ ابھی میز پر شان بھائی کا ناشتہ لگا رہی تھی کہ وہ خوشبو چھوڑتے ہوئے آ گئے اور اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئے۔ انہوں نے اس وقت دھاریدار براؤن سوٹ پہن رکھا تھا جس میں ایک دھاری ہلکی پیلی تھی۔ دھاریدار سوٹ میں ان کا قد زیادہ لمبا لگ رہا تھا۔ زرد چیک قمیض پر ــــ گہرے براؤن رنگ کی چھوٹی ڈبیوں والی ٹائی لگا رکھی تھی۔۔۔۔ ایک دم تر و تازہ اور جوان لگ رہے تھے۔

بڑی خوش دلی سے اس کی صورت دیکھ کر بولے۔

گڈ مارننگ خوبصورت خاتون ــــ

گڈ مارننگ۔ رملیٰ نے بھی انہی کے انداز میں مسکرا کر کہا۔

اتنی حسین لڑکی صبح صبح ناشتہ کرائے گی تو سارا دن کیوں نہ اچھا گزرے گا ــــ؟

تو پھر خوش ہو جائیے اس خوبصورت لڑکی پر یہ خوبصورت ذمہ داری ڈال دی گئی ہے۔

دیکھا ــــ میں نہ کہتا تھا۔ میری بیوی بہت عقل مند ہے۔

اچھا ــــ وہ کیسے ــــ؟

اسے معلوم ہے کہ صبح صبح شوہر کو کیسا مکھڑا دکھانا چاہیے۔

رملیٰ ہنسنے لگی۔

چائے بناؤں۔۔۔۔

ضرور بناؤ ــــ شان بھائی نے اپنے لال ڈوروں والی آنکھیں اس کی آنکھوں

میں ڈال کر کہا۔

خان محمد اب گرم دودھ دے جاؤ۔ اس نے خانساماں کو آواز دے کر کہا اور قہوہ پیالی میں انڈیلنے لگی۔

خان محمد گرم گرم بھاپ چھوڑتا دودھ میز پر رکھ گیا۔

چینی کتنی شان بھائی ــــ رملیٰ نے قہوے میں دودھ ڈالتے ہوئے پوچھا۔

ہائے کیا کہوں ــــ ایسا گھسا پٹا محاورہ ہے۔ مگر اس سے زیادہ موزوں جواب مجھے نہیں سوجھ رہا ــــ بس انگلی ڈبو کر دے دو ــــ

رملیٰ زور زور سے ہنسنے لگی۔

انگلی ڈبو لوں۔ تا کہ اس پر چھالا نکل آئے اور کام سے بھی جاؤں۔

نہیں نہیں اتنی خوبصورت انگلی پر چھالا نہیں بلکہ دل نکلنا چاہیے ــــ ہے نا؟

پھر بولے۔

واہ وا! کیا مزے دار چائے ہے۔

اس کے بعد وہ اپنی شوخ طبیعت کے مطابق اس سے چھیڑ چھاڑ کرتے رہے۔

پھر گھڑی دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

اچھا بھئی ــــ میرا وقت ہو گیا۔ خدا حافظ ــــ

خدا حافظ شان بھائی ــــ رملیٰ نے کھڑے ہو کر کہا۔

شان بھائی رملیٰ کی شادی سے پہلے بھی اس کو ہنی HONEY کہا کرتے تھے۔ پہلے تو لاڈ میں آ کر اسے اپنی بغل میں لپیٹ لیتے تھے۔ چٹیا کھینچ لیتے تھے۔ اور وہ سارا دن شان بھائی شان بھائی کرتی ان کے پیچھے دوڑتی رہتی تھی۔

شان بھائی چلے گئے تو اس نے کسریٰ باجی کے کمرے میں جھانک کر دیکھا۔ دونوں بچیاں اس کے دونوں پہلوؤں میں گھسی ہوئی سو رہی تھیں اور وہ نیند میں بے ہوش پڑی تھیں۔

کمرے میں ہیٹر جل رہا تھا۔

رملیٰ اپنے کمرے میں آ گئی۔ کوئی کام نہیں تھا کرنے کو اور یہاں آئے اسے ایک ہفتہ ہو گیا تھا۔ ایک ہفتے میں اس کی طبیعت کافی سنبھل گئی تھی۔ اپنی بہن کو اپنا دردِ دل کہہ کر اسے بڑا سکون ملا تھا۔ اب وہ خود فراموشی کی کیفیت میں تھی ــــ اور خود فراموشی کے عالم میں ہی چند روز اور

گزار دینا چاہتی تھی۔

اس ایک ہفتے میں معاذ کا فون دو مرتبہ آیا تھا۔ بڑے پیار سے اس کا حال پوچھتا رہا۔مگر آنے کے بارے میں نہیں پوچھا۔نہ ہی رملیٰ نے کسی قسم کی آمادگی کا اظہار کیا۔

معاذ کا فون عام طور پر شام کو آتا تھا۔ جب لوگ ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے ہوتے۔ رملیٰ تو سرسری بات کرتی۔ کسریٰ لپک کر فون لے لیتی اور اس کے ساتھ خوب گپ بازی کرتی اسے معلوم ہوگیا تھا کہ رملیٰ معاذ کے ساتھ بات کرنا بھی گوارا نہیں کرتی۔اس لیے وہ بڑے سلیقے سے گپ لگا کر رملیٰ کی بے اعتنائی پر بھی پردہ ڈال دیتی۔

باقی کا سارا دن پھوبا جی کے ساتھ گپ لگانے میں گزر جاتا اور وہ غور سے دیکھتی رہتی کہ پھوبا جی کس طرح چڑیا جتنی لاڈلی کو سنبھالتی اور پالتی ہیں۔

کبھی کبھی وہ کہتی۔ پھوبا جی! بچہ پالنا کس قدر مشکل کام ہے۔

ہاں! پھوبا جی کہتیں۔انسان کا بچہ آفت ہوتا ہے۔مگر اللہ تعالیٰ نے یہ درجہ اور یہ صلاحیت صرف ماں کو دی ہے۔دیکھنا جب تمہارا بچہ ہو جائے گا۔تو آپ ہی آپ تجھے سب آ جائے گا۔

نہیں وہ ہر بار دل میں سوچتی۔ ماتا کے لیے محبت بہت لازمی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اور محبت کے بغیر وہ تو کبھی اچھی ماں نہیں بن سکے گی ______

اسے ہمیشہ بچے سے گھن آتی رہے گی۔

شان بھائی ابھی ابھی کلب سے ٹینس کھیل کر آئے تھے۔اتنی سخت سردی کے باوجود ان کے صحت مند چہرے اور جسم پر پسینہ شبنم کی طرح نظر آ رہا تھا۔انہوں نے سفید نیکر سفید ٹی شرٹ پہن رکھی تھی۔ سفید جرابوں کے ساتھ سفید کینوس کے جوتے بڑے بھلے لگ رہے تھے۔ ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریکٹ کو گھماتے ہوئے آئے اور آ کر صوفے پر دھم سے گر گئے۔

بھئی چائے پلواؤ ______ انہوں نے کسریٰ سے کہا تو وہ دوڑ کر باورچی خانے میں چلی گئی۔

اور رملیٰ سلائیاں بنتے بنتے غور سے انہیں دیکھنے لگی۔ کیسے بانکے چھبیلے تھے شان بھائی۔ دو بچیوں کے باپ نہیں لگتے تھے۔انگریزی فلموں کے ہیرو لگتے تھے۔کھیلنے کی وجہ سے چہرہ سرخ انار ہو رہا تھا۔

ہونٹ عنابی ہو گئے تھے اور ان کی شوخ آنکھوں میں ہر وقت لال ڈورے بنے رہتے تھے دنیا میں مرد بھی حسین بنائے ہیں اللہ نے ______ رملیٰ دل میں سوچنے لگی۔

پھر اسے اپنے نصیبوں پر رونا آنے لگا اور لہو رنگ کے خاموش آنسو اس کے دل کے اندر گرنے لگے۔اتنے میں اچانک شان بھائی نے ٹی وی سے نظریں ہٹا کر رملیٰ کی طرف دیکھا اور سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔

یہ گڑیا ہمیں اتنے غور سے کیوں دیکھ رہی ہے؟

یہ بات کہتے وقت شان بھائی تھوڑے سے اترائے بھی ______ رملیٰ نے نظریں جھکا لیں۔ اور گود میں رکھی سلائیاں اٹھا کر بننے لگی۔

تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا رملیٰ ______؟

میں آپ کو تو نہیں دیکھ رہی تھی۔

کوئی مضائقہ نہیں۔ مجھے بھی دیکھا کرو۔ میں تمہارا بہنوئی ہوں۔ کسی اور کو اتنے اشتیاق سے دیکھو گی تو مجھے برا لگے گا۔

رملیٰ ہنس پڑی۔

اسے خوش فہمی کہتے ہیں شان بھائی بلکہ غلط فہمی ______

اچھا ______ جا کر دیکھو شہر میں میرے جیسا ہینڈسم اور سمارٹ کوئی مرد ہے۔؟

آپ تو لڑکیوں کی طرح اترانے لگے شان بھائی ______

اے جی تمہیں کیا معلوم کتنی لڑکیاں مجھ پر مرتی ہیں۔

اچھا یہ بات ہے۔ بتاؤں پھوبا جی کو ______

پھوسب جانتی ہے۔

اتنے میں کسریٰ باجی چائے لے کر آ گئیں۔

کیا جانتی ہوں میں ______؟ انہوں نے آتے ہی پوچھا۔

مجھے ______ میری رگ رگ کو ______ ہے نا ______ شان بھائی سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔

جانتی تو نہیں جاننے کی کوشش ضرور کر رہی ہوں۔

نہیں باجی ______ پہلے یہ کچھ اور کہہ رہے تھے؟

کیا کہہ رہے تھے شان ______؟ پھوبا جی نے چائے بناتے ہوئے پوچھا۔

میں کہہ رہا تھا کہ میں شہر کا سب سے خوبصورت آدمی ہوں اور بہت سی لڑکیاں مجھ پر مرتی ہیں۔ یہ کہہ کر انہوں نے کسریٰ باجی کو آنکھ ماری۔ کسریٰ باجی ہنس پڑیں۔ چائے بنا کر انہیں دی اور بولیں۔

آج کل کے مرد تو لڑکیوں کو مات کر رہے ہیں۔ دیکھا تم نے رملیٰ ______ اس نیت سے بناؤ سنگھار کر کے جاتے ہیں کہ باہر جاتے ہی لڑکیوں کا پھانسنا ہے اور مجھے ساتھ لے کر نہیں جاتے تا کہ پتہ نہ چل جائے۔ خیر سے شادی شدہ ہیں۔

اونہہ ______ تم کوئی میرے ساتھ جاتی ہوئی اچھی لگتی ہو۔ البتہ ______ وہ پھر آنکھ دبا کر بولے ______ رملیٰ میرے ساتھ جائے تو مزہ بھی آئے۔ لوگ کہیں گے ماشاءاللہ کیا جوڑی ہے۔

اس پر کسریٰ باجی سادگی سے مسکرائیں۔ مگر رملیٰ کو یہ بات بہت بری لگی اسے یوں لگا جیسے یہ بات کہہ کر شان بھائی نے دانستہ پھوبا جی کو تکلیف پہنچائی ہو۔ مگر کسریٰ باجی خوش دلی سے مسکرا رہی تھیں۔ جیسے انہیں یہ بات سن کر بہت مزہ آیا ہو۔

شان بھائی آپ نے گندی بات کی ہے ______ رملیٰ نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

کیوں تم میری سالی نہیں ہو ______؟

ہوں تو ______

سالی آدھی گھر والی نہیں ہوتی؟

ہوتی ہے۔

تو اس کے ساتھ کلب جانے سے کیا ہوتا ہے؟

اس پر تینوں ہنسنے لگے۔

ہاں شان تم کسی دن رملیٰ کو کلب لے ہی جاؤ۔

نہ ______ میں نہیں جاؤں گی۔ رملیٰ جلدی سے بولی۔

میرے ساتھ جا کر دیکھو۔ کس طرح لوگ تمہیں سر آنکھوں پر بٹھائیں گے۔

اگر کسریٰ باجی ساتھ جائیں تو میں چلنے کو تیار ہوں۔

لو اور سنو ______ شان بھائی کسریٰ باجی کی طرف دیکھ کر بولے۔

پھر خاک مزہ آئے گا ______ کباب میں ہڈی والی بات ______

کسریٰ باجی ہنستے ہوئے برتن سمیٹنے لگیں۔ شان بھائی کھڑے ہو گئے۔

کہاں چلے ______؟ کسریٰ باجی نے پوچھا۔ اور چائے پیو ______

ذرا کپڑے بدل آؤں۔ تمہاری بہن مجھے نظر لگا دے گی۔

اونہہ بڑے آئے یوسف ثانی ______

شان بھائی نے قہقہہ لگایا اور اندر چلے گئے۔ واپس آئے تو انہوں نے کتھئی رنگ کا کرتا شلوار پہن رکھا تھا۔ گلے کے کھلے بٹن دونوں ہاتھوں سے بند کرتے ہوئے باہر آ گئے۔۔۔۔ شلوار کرتے میں وہ اور بھی بھلے لگے۔ مگر رملیٰ نے جان بوجھ کر ان کی طرف نہیں دیکھا بلکہ پیالی پر جھک کر چائے پینے لگی۔

ان کے بیٹھتے ہی کسریٰ باجی بولیں۔

رملیٰ بیچاری کو اتنے دن ہو گئے یہاں آئے ہوئے اسے کہیں گھما ہی لاتے۔۔۔۔

حضور کا چھلہ جو نہیں ختم ہو پاتا ______ وہ تمسخرانہ انداز میں بولے۔

میری تو خیر مجبوری ہے۔ اس بیچاری کو لے جاؤ نا۔؟

نہیں پھوبا جی ______ رملیٰ جلدی سے بولی۔

مجھے گھومنے گھمانے کا بالکل شوق نہیں ہے۔ مجھے تو بس گھر میں مزہ آتا ہے۔

اسے تو میرا خیال ہے۔ ایک بار صرف چڑیا گھر کی سیر کرا دی جائے۔

کیوں ____؟ رملیٰ نے پوچھا۔

سنا ہے اب تمہیں خوفناک درندے اچھے لگنے لگے ہیں۔

رملیٰ کے دل پر ہتھوڑا لگا اور پھوبا جی کا رنگ اڑ گیا۔

انہوں نے تہدیدی انداز میں شان کی طرف دیکھا۔ اور جلدی سے کہنے لگیں۔ ہماری رملیٰ بہت اچھی لڑکی ہے۔

میں نے کب کہا بری ہے ____ شان بھائی نے اسی طرح جواب دیا۔

مگر اس چوٹ کے بعد رملیٰ بولنے کے قابل نہ رہی۔

دوسرے دن صبح ناشتے کی میز پر جب شان بھائی بن ٹھن کر آئے تو رملیٰ نے نظر اٹھائے بغیر ناشتہ ان کے آگے سرکا دیا۔

وہ تھوڑی دیر اس کا چہرہ دیکھتے رہے۔ پھر بولے۔

رمو! تو نے میرے کل کے مذاق کا برا تو نہیں مانا۔

نہیں تو ____

آج کچھ خفا خفا لگ رہی ہے۔

شان بھائی وہ مذاق تو نہیں تھا اور سچی بات کا برا کیا منانا ____؟

اونو ____ شان بھائی زبردستی ہنسے۔

کچھ بھی سچ نہیں تھا۔ میں تو یونہی تمہارے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا۔

چھیڑ چھاڑ اور دل آزاری کا آپ کو حق پہنچتا ہے۔

اوہو ____ شان بھائی جز بز ہونے لگے۔ بھئی تم روٹھی روٹھی ذرا بھی اچھی نہیں لگتی ہو۔ مسکراؤ ____ ورنہ میں تمہیں گدگداؤں گا۔

وہ کرسی سے اٹھنے لگے۔ تو رملیٰ جلدی سے مسکرا دی۔

پلیز شان بھائی۔ مجھے ہاتھ نہ لگائیے گا۔

شان بھائی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔

اور پھر ناشتہ شروع کر دیا۔

تمہیں پتہ نہیں شاید ____ کہ خوبصورت لڑکیاں ہمیشہ مسکراتی ہنستی ہی اچھی لگتی ہیں۔ میں کسی بھی حسین لڑکی کو سوگوار نہیں دیکھ سکتا اسے میری کمزوری کہہ لو۔ کسی اداس خوبصورت لڑکی کو دیکھ لوں تو جی چاہتا ہے دنیا بھر کی خوشیاں لا کے اس کے قدموں میں ڈھیر کر دوں۔

(ہائے شان بھائی آپ کتنے عظیم ہیں)

رملیٰ کی آنکھ تر ہونے لگی۔ اس لیے اس نے سر جھکا لیا۔

تم جب سے آئی ہو۔ گم صم اور اداس ہو۔ اس لیے میں بار بار تمہیں چھیڑتا ہوں۔ تمہیں ہنساتا ہوں رمو۔ تم اس طرح کیوں اداس رہتی ہو ____

نہیں تو شان بھائی ____؟

اب تو باقاعدہ اس کا ایک آنسو باہر آ گیا تھا جسے اس نے انگلی کی نوک پر اتار لیا۔

ہمدردی کا خنجر کیسا تیز ہوتا ہے۔ حوصلے کا سائباں پھاڑ دیتا ہے۔ کتنے عرصے بعد اسے ایک ہمدرد اور ایک مسیحا نظر آیا تھا۔ کتنی لگاوٹ سے شان بھائی نے اس کے دکھتے دل پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔

شان بھائی اس سے اسے بہت اونچے لگے۔

آج چائے بناؤ گی یا بس ____ سوچتی رہو گی۔

شان بھائی اس کے ضبط کی ندی میں اضطراب کا ایک کنکر پھینک کر جیسے مطمئن ہو گئے تھے۔

رملیٰ نے جلدی جلدی چائے بنائے اور ان کے آگے رکھ دی۔

پھر نظریں اٹھا کر انہیں نہ دیکھ سکی۔

آج بھی شان بھائی حسب معمول شاندار لگ رہے تھے۔ انہوں نے گہرے رنگ کا چیک سوٹ پہن رکھا تھا۔ اندر واسکٹ بھی تھی۔ واسکٹ کے آس پاس ہلکی گلابی امریکن کاٹن کی قمیض نظر آ رہی تھی۔ ویسا ہی گلابی سلک کا رومال جیب سے جھانک رہا تھا۔ قمیض کی آستینوں پر دل کی شکل کے کف لنک کوٹ سے باہر نظر آ رہے تھے اور ناشتہ کی میز کے اردگرد بے تحاشہ خوشبو پھیلی ہوئی تھی شان بھائی خوشبو میں اس طرح نہا کر آتے جیسے کوئی دلہن سنگھار مرکز سے نکل کر آئی ہو ____

جب بھی اپنے کمرے سے نکلتے ان کے ساتھ خوشبوؤں کے آبشار نکلتے اور رملیٰ سوچا کرتی۔ پتہ نہیں ان کی خوشبو کا ماہانہ خرچہ کیا ہوگا۔

انہوں نے نیپکن سے منہ صاف کیا اور کھڑے ہو گئے۔

آج شام کو کہیں گھومنے چلیں گے۔

اچھا خدا حافظ ______

خدا حافظ رملیٰ نے آہستہ سے کہا۔

اور وہ بھی مسکراتے ہوئے ایک اپنائیت بھری نظر اس پر ڈال کے چلے گئے۔

شام کو شان بھائی خلافِ معمول ذرا جلدی آ گئے۔ اور آتے ہی کسریٰ باجی کو پکارا۔ اور بلند آواز میں بولے۔

آج میں سینما کے ٹکٹ لایا ہوں۔ جلدی سے تیار ہو جاؤ۔

میں کیسے جاؤں گی شان ______ کسریٰ باجی تردد سے بولیں۔ لاڈلی کو رات سے بخار ہے۔ میں نے تمہیں بتایا بھی تھا۔

بھئی میرے پاس تو آج شام ہی فارغ تھی۔ نہیں جانا چاہتیں۔ تو ٹکٹ پھاڑ دو۔

پھاڑ کیوں دوں ______؟ تم رملیٰ کو ساتھ لے جاؤ۔

نہیں باجی میں اکیلی نہیں جاؤں گی۔

اکیلی کہاں ہو تم۔ ساتھ میں شان ہیں۔

نہیں باجی۔ رملیٰ بولی۔ آپ جائیں گی تو میں بھی جاؤں گی۔ مجھے فلم دیکھنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔

بے وقوف ______ کسریٰ باجی سرگوشی میں بولیں۔

شادی سے پہلے تو ہر وقت شان کے پیچھے پیچھے پھرتی تھی کہ مجھے فلم دکھا لائیں۔

اب نہیں جی چاہتا باجی ______

کیوں نہیں چاہتا؟ باجی غرائیں۔ جب سے آئی ہے۔ گھر میں گھسی بیٹھی ہے۔ میری تو مجبوری ہے۔ ابھی گھوم پھر نہیں سکتی۔ تم ہی شان کے ساتھ جا کر ذرا تفریح کر آیا کرو۔

اتنی سخت سردی میں تو بس گھر میں گھس کر بیٹھنے میں ہی مزہ آتا ہے۔؟

کیوں بیکار میں بحث کر رہی ہو کسریٰ ______؟ شان بھائی ان کی سرگوشیوں سے تنگ آ کر بولے اگر وہ اکیلی میرے ساتھ نہیں جانا چاہتی تو اسے کیوں مجبور کر رہی ہو ______؟ نہیں جائیں گے آج۔ لاؤ چائے پلاؤ۔

پھوبا جی آپ لاڈلی کو لپیٹ کر ساتھ لے لیں۔ کئی عورتیں بچے ساتھ لے آتی ہیں۔

سینما ہال اندر سے گرم ہوتے ہیں۔

دیکھتی ہوں ____ یہ کہہ کر پھوبا جی پہلے کچن میں گئیں چائے کا کہہ کر آئیں پھر اپنے کمرے میں جا کر تیار ہونے لگیں۔

رملیٰ بھی خوشی خوشی اٹھ گئی۔ جا کر ہلکا ہلکا میک اپ کیا۔ پرس اٹھایا۔ شال لپیٹی ____ واپس آئی تو شان بھائی چائے پی رہے تھے اور ساتھ میں اخبار بھی دیکھ رہے تھے۔

وہ سیدھی پھوبا جی کے کمرے میں چلی گئی۔ پھوبا جی نے اپنے بکھرے ہوئے بال جوڑے میں باندھ لیے تھے۔ لمبا کوٹ پہن لیا تھا۔ لاڈلی کو لپیٹ کر ایک طرف لٹا دیا تھا اور خود اس کے دودھ کی بوتل بنا رہی تھیں۔

جونہی بوتل بنا کر پھوبا جی نے لاڈلی کو اٹھایا ____ اس نے ایک دم قے کر دی۔ پھوبا جی کا کوٹ اور سارے کپڑے خراب ہو گئے -------۔ انہوں نے غوطے کھاتی لاڈلی کو ایک دم بستر پر لٹا دیا اور روئی لے کر اس کا چہرہ صاف کرنے لگیں۔

اسے صاف کرنے کے بعد پھوبا جی نے رملیٰ کو پکارا اور التجا بھرے لہجے میں بولیں۔ دیکھو رموز: لاڈلی کو کتنا تیز بخار ہے ____!

رملیٰ نے ہاتھ لگایا تو اس کی پیشانی آگ بنی ہوئی تھی۔

اور ساتھ میں یہ الٹیاں بھی کر رہی ہے۔ تیرے کہنے پر میں اسے لپیٹ کر لے چلی تھی۔ مگر تو خود ہی بتا ایسے عالم میں وہاں کیسے بیٹھ سکوں گی۔ اور کس طرح فلم دیکھ سکوں گی۔ اس طرح باہر لے جانے سے بچی کو اور ٹھنڈ لگ جائے گی۔

تو نہیں جاتے پھوبا جی ____ کونسی ایسی مجبوری ہے ____؟

بے وقوف ____ تو شان کے مزاج کو نہیں جانتی۔ ابھی برہم ہو جائے گا۔ کہے گا ہم نے اسے تیار کرا کے پروگرام بدل لیا ہے۔ روٹھ کر جائے گا تو کہیں رات گئے واپس آئے گا۔

تو پھر میں کروں پھوبا جی ____؟

دیکھ تو شان کے ساتھ چلی جا ____؟

نہیں پھوبا جی ____ مجھے عجیب سا لگتا ہے۔

پگلی وہ برا مان جائے گا۔ سوچے گا تو اسے غیر سمجھ رہی ہے۔ یہ رشتے بڑے نازک ہوتے

ہیں۔ جا ____ شاباش چلی جا ____ اور حرج بھی کیا ہے۔ وہ تیرا بہنوئی ہی تو ہے۔ کسی غیر کے ساتھ تو نہیں جا رہی۔

رملیٰ نے اپنی شال درست کی اور بادل نخواستہ باہر نکل آئی۔

جب موٹر چل پڑی تو شان بھائی کا موڈ بڑا شگفتہ ہو گیا۔ مسکرا مسکرا کر اسے لطیفے اور چٹکلے سنانے لگے۔

سینما کے اندر داخل ہوئے تو شان بھائی ڈریس سرکل میں جانے کی بجائے ایک باکس کی طرف بڑھے۔ دروازہ کھولا تو اندر اندھیرا تھا۔ ٹارچ والا بھی پیچھے چلا آیا۔ رملیٰ گھبراہٹ میں اگلے صوفے پر آ گئی اور دھپ سے بیٹھ گئی۔ ٹارچ والا روشنی دکھا کر چلا گیا۔ اور دروازہ بند ہو گیا تو شان بھائی بھی اس کے پاس بیٹھ گئے۔

شان بھائی آپ نے باکس کا ٹکٹ کیوں لیا ____؟

رملیٰ کے لہجے میں شک تھا۔

بھئی سارے خاندان نے جو آنا تھا۔ دیکھو یہ لوگوں کا باکس ہے۔ اب اگر دونوں بچیاں بھی ساتھ ہوتیں تو انہیں لٹانے اور دودھ پلانے میں کتنی آسانی ہوتی۔ پھر بچے ساتھ ہوں تو ہمیشہ باکس میں بیٹھنا چاہیے۔ بچے اندھیرے سے گھبرا کر ضرور چلاتے اور شور مچاتے ہیں۔ اس طرح لوگ ڈسٹرب ہوتے ہیں۔ باکس میں بیٹھے ہوں تو انہیں آسانی سے باہر نکالا جا سکتا ہے۔

ہاں -------ہاں -----۔ رملیٰ بے حد شرمندہ ہو گئی۔ اسے احساس ہوا کہ یہ پوچھتے وقت اس کا لہجہ ٹھیک نہیں تھا۔

اگر تمہیں اچھا نہیں لگ رہا تو نیچے گیلری میں چل بیٹھتے ہیں۔

ایسی کوئی بات نہیں شان بھائی ____

رملیٰ سامنے سکرین پر دیکھنے لگی۔

میں سوچ رہی تھی آپ نے ناحق اتنے پیسے ضائع کیے ------

پگلی ____ تمہیں خوش دیکھنے کے لیے میں کیا نہیں کر سکتا ____؟

شان بھائی کا فقرہ اس کی سمجھ میں نہیں آیا۔ اس لیے جلدی سے بولی۔

پکچر شروع ہوئے تو کافی دیر ہو چکی ہے۔

ہاں ____ خواتین کا ساتھ ہو تو ہمیشہ دیر ہو جاتی ہے۔ انہیں پہلے کپڑوں اور بچوں کے

بارے میں ایک کانفرنس کرنا ہوتی ہے۔
نہیں شان بھائی۔ رملیٰ تڑپ کر بولی۔

پھوباجی ایسی خواتین میں سے نہیں ہیں۔ وہ جھٹ پٹ تیار ہوگئیں تھیں۔ مگر واقعی لاڈلی کو بڑا تیز بخار تھا۔

بس جانے دو ____ وہ بھی عجیب ست الوجود عورت ہے۔ یہ کہہ کر شان بھائی نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگالی اور پکچر دیکھنے لگے۔

شان بھائی کا لہجہ پھوباجی کے لیے اسے ذرا بھی اچھا نہ لگا۔ مگر وہ بڑے قرینے سے کھسک کر صوفے کے دوسرے کنارے پر ہوگئی۔

پکچر دیکھنے کی بجائے اس کے ذہن میں ایک کشمکش سی ہونے لگی۔ بھلے شان بھائی اس کے بہنوئی تھے اور وہ ان سے ہمیشہ سے بے تکلف تھی۔ مگر تھے تو نامحرم نا؟ ____ اب جب کہ شادی شدہ خاتون تھی۔ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر ایک نامحرم کے ساتھ یوں چلے آنا کیا اچھی بات ہے ____؟ گو وہ پھوباجی کی اجازت سے آئی ہے۔ بلکہ ان کی ایک مجبوری کو نبھانے چلی آئی ہے۔ مگر کیا خبر معاذ اس بات کو پسند نہ کرے۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ وہ معاذ کو بالکل پسند نہیں کرتی۔ اور نہ اس کے ساتھ پکچر دیکھنا پسند کرتی ہے۔ جب سے شادی ہوئی ہے وہ بے چارہ کئی بار کہہ چکا ہے۔ کہ اسے انگریزی فلمیں پسند ہیں۔ مگر رملیٰ کو اس کے ساتھ سینما ہال میں بیٹھنے سے گھن آتی تھی۔ اور ہمیشہ کہہ دیتی۔ آج کل ہال میں بیٹھنے سے میرا جی الٹ جاتا ہے۔ پلیز ابھی نہیں۔

اب اگر وہ سنے گا تو کیا کہے گا ____؟ اگرچہ بہنوئی کا رشتہ کوئی غیر نہیں ہوتا۔ لیکن فرض کرو معاذ برا مان جائے تب ____؟

فلم کیا خاک دیکھتی۔ بیٹھی اپنے ذہن کی الجھی گھتیاں سلجھاتی رہی۔

اتنے میں انٹرول ہوگیا۔ تب اسے احساس ہوا کہ وہ لوگ آدھا گھنٹہ لیٹ آئے تھے۔

روشنی ہوتے ہی جیسے لوگوں کا سیلِ رواں تنگ دروازوں میں سے باہر کی طرف لپکا۔۔۔

سیٹیاں ------ سگریٹ ------ چیخیں ------ چہکار ------ بچوں کا شور وغل ------ ایک دم زندگی جاگ اٹھی تھی۔ شان بھائی بھی باہر نکل گئے شاید وہ سگریٹ پینا چاہتے تھے۔ رملیٰ کو یوں محسوس ہوا جیسے اسے شان بھائی کے ساتھ آکر اچھا نہیں کیا ____؟ لیکن اب اس کا اظہار اپنی کسی حرکت سے نہیں کرنا تھا۔

پانچ منٹ کے بعد شان بھائی اندر آگئے ان کے ہاتھ میں چپس اور چلغوزوں کے لفافے تھے۔ سارے لفافے انہوں نے رملیٰ کی گود میں ڈال دیئے اور بولے۔

چائے پیوگی؟

نہیں شان بھائی ابھی گھر سے پی کر چلی تھی۔

وہ پھر باہر چلے گئے۔

دوبارہ اندھیرا ہوا تو وہ جلتے سگریٹ کے ساتھ اندر آگئے سارے باکس میں سگریٹ کی بو پھیل گئی جو رملیٰ کو اچھی نہیں لگی۔ جب ساری بتیاں گل ہوگئیں اور سکرین دوبارہ متحرک ہوئی تو شان بھائی نے سگریٹ کا ٹکڑا فرش پر پھینک کر جوتے سے مسل دیا۔ فلم دوبارہ شروع ہوگئی۔

فلم میں کیا دیکھنے آتے ہیں لوگ ____؟

رملیٰ نے کرب سے سوچا ____

نہ تو اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں مسکراتا ہوا ہیرو اچھا لگ رہا تھا اور نہ اداؤں سے کھیلتی بنی ٹھنی ہیروئن ____ شادی سے پہلے اسے فلموں کا جنون تھا۔ ہر فلم ہر صورت میں دیکھتی تھی اور ہر نوجوان لڑکی کی طرح ____ اپنے آپ کو ہیروئن کے فریم میں جڑ لیتی تھی۔ لڑکیاں اور لڑکے شاید اپنے خواب مجسم دیکھنے آتے ہیں۔ وہ اکثر سوچتی نہ جانے یہ ادھیڑ اور بوڑھے کیا دیکھنے آتے ہیں؟ اس کا کوئی خواب پورا نہیں ہوا تھا تو ساری دنیا ایک جھوٹ نظر آ رہی تھی۔

ایک ہی تو بازی ہوتی ہے عورت کے مقدر کی ____ وہ بھی ہار جائے تو اس کے پاس کیا رہ جاتا ہے؟ کل کو اس کا بچہ ہو جائے گا اور لوگ کہیں گے بچے والی ماں کو خواب دیکھنے کی کیا ضرورت تھی ____؟ اسے تو اس کائنات میں سے ایک حصہ مل چکا ____

کیا دنیا ایک فریب مسلسل ہے؟ ____

کیا زندگی خوابوں سے کوئی الگ شے ہے؟ ____

اگر انسان مجبورِ محض ہے تو اسے خواب دیکھنے کی صلاحیت کیوں بخشی گئی۔

کیا زندگی ایک پرفریب بہلاوہ ہے؟ ____

لوگ لوگوں کو پھسلائے جا رہے ہیں؟ کہانیاں سنا کر ____ فلمیں بنا کر ____ یہ فلمیں یہ افسانے ____ یہ سب ان تشنۂ آرزو لوگوں کے نہ پورے ہونے والے خواب تو نہیں ------ جنہیں کبھی وہ سکرین پر پھیلا دیتے ہیں اور کبھی کاغذ پر ____ اور مجھ جیسی دیوانی

لڑکیاں ان خوابوں میں اپنی ذات کے گھروندے بنالیتی ہیں ۔۔۔۔۔

یکا یک اسے محسوس ہوا کہ شان بھائی اس کی طرف کھسک آئے ہیں ۔ اس کا دل پھر دھڑ دھڑ بولنے لگا۔

اور وہ سن ہوگئی۔

شان بھائی اس کے ساتھ جڑ کر بیٹھ گئے۔

تھوڑی دیر بعد چہرہ اس کی طرف جھکا کر بولے۔

اتنی سمٹ کر کیوں بیٹھی ہوئی ہو؟ کیا خوف آ رہا ہے____؟

نہیں تو____؟ وہ جلدی سے بولی۔

کیسی لگ رہی ہے پکچر____؟

بے ہودہ____

تو چلو پھر چلتے ہیں____ وہ بھی حامی بھرنے والی تھی کہ وہ بولے۔ اس سے اچھا ہے کسی ریستوران میں چل کر بیٹھتے ہیں۔ گپ لگاتے ہیں۔ کھانا کھاتے ہیں۔

رملیٰ ایک دم چپ ہوگئی۔ تھوڑی دیر بعد بولی۔

بس تھوڑی سی تو رہ گئی ہے فلم____ اب دیکھ کر ہی چلیں گے۔

لیکن پھر اس کے بعد رملیٰ فلم نہیں دیکھ سکی۔ اسے شان بھائی کے یوں جڑ کر بیٹھنے سے ذہنی کوفت ہورہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے صوفے کی پشت پر اس طرح بازو رکھ لیا کہ اس کا سر بازو کے حلقے میں آ گیا۔ رملیٰ کا دل چاہ رہا تھا یہاں سے اٹھ کر بھاگ جائے اس نے جلدی سے اپنے ٹھنڈے ہاتھ اپنی شال میں چھپا لیے اور دم سادھ کر بیٹھ گئی۔

بارے فلم ختم ہوئی____ تو اس کی جان میں جان آئی۔ شال لپیٹ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

بلکہ دروازے کی طرف دوڑی____

ٹھیرو____ رمو: ذرا بھیڑ کو چھٹنے دو____ شان بھائی نے بڑی نرم آواز میں کہہ کر آہستہ سے اس کا بازو تھام لیا۔

چاہنے کے باوجود وہ بازو نہ چھڑا سکی۔ جب ذرا راستہ صاف ہوا تو وہ اسے تھامے تھامے میں یوں نیچے لائے جیسے وہ صدیوں کی بیمار ہو اور ان کے سہارے کے بغیر چل نہ سکتی ہو۔

موٹر میں بیٹھی تو اور بھی سکڑ گئی۔

کچھ کھاؤ گی____؟

نہیں شان بھائی____

اس نے جلدی سے کہا۔

مجھے بار بار پھوباجی کا خیال آ رہا ہے۔ پتہ نہیں لاڈلی کی طبیعت اب کیسی ہوگی؟

وہ اکیلی پریشان ہورہی ہوں گی۔

اچھا کہیں رک کر پان لے لیتے ہیں۔

انہوں نے ایک جگہ گاڑی روک کر پان خریدے۔

وہ دونوں جب گھر میں داخل ہوئے تو میز پر کھانا لگوائے پھوباجی سلائیاں لے کر بیٹھی ہوئی تھیں۔

شان بھائی کا چہرہ چمک رہا تھا اور بڑے شگفتہ موڈ میں نظر آ رہے تھے۔ انہوں نے پانوں کا بنڈل کسریٰ باجی کی گود میں پھینک دیا اور پھر اس کے کندھے پر دھپ رسید کرتے ہوئے اس کے ساتھ جڑ کر بیٹھ گئے۔

کیسی ہو ڈارلنگ____؟

پکچر کیسی لگی رمو____؟ کسریٰ باجی نے شان بھائی کے چمچماتے چہرے سے نظریں ہٹا کر رملیٰ کا بجھا بجھا چہرہ دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اچھی تھی____؟ وہ بیدلی سے بولی۔

تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟ وہ پھر بولیں۔

ٹھیک ہوں۔ رملیٰ نے زبردستی ہنس کر جواب دیا۔ اتنی دیر بیٹھنے سے میری کمر میں درد ہونے لگتا ہے۔

اچھا تم لوگ کھانا کھالو ٹھنڈا ہوجائے گا۔ پھوباجی سلائیاں لپیٹ کر کھڑی ہوگئیں۔

لاڈلی کا کیا حال ہے پھوباجی____؟ رملیٰ نے تردد سے پوچھا۔

ابھی دوا کی آخری خوراک پلا کر سلایا ہے۔ پہلے سے تو بہتر لگ رہی ہے۔۔۔۔۔ پھر تینوں کھانے کی میز پر جا بیٹھے۔

رملیٰ زینب کی انگلی پکڑے ہوئے شان بھائی کے ساتھ کلب میں داخل ہوئی تو ہر فرد و بشر کی نگاہ اس کی سمت اٹھ گئی ایک تو اس پر آج کل ویسے ہی آسمانی روپ اتر رہا تھا اس پر زکام کی وجہ سے ننھی سی ناک سرخ ہو گئی تھی اور آنکھوں میں ایک کیف آگیں نمی ٹھیر گئی تھی۔ اس نے اپنے سارے وجود کو تلے دار شال میں ڈھکا ہوا تھا۔ لمبے اور سیدھے بال کندھوں پر جھول رہے تھے۔

مسکراتی ہوئی ہال میں داخل ہوئی تو ہر چہرہ سوال تھا۔

لوگوں کو یوں مبہوت دیکھ کر رملیٰ جی ہی جی میں بہت خوش ہوئی۔ شان بھائی نے کندھے اچکائے اور سرگوشی میں بولے۔

دیکھی میری شان ______ ؟

اچھا آپ بھی شان دکھاتے ہیں

جی ہاں میں تو ہوں ہی شاندار ______

رملیٰ ہنس دی۔ کاش پھو باجی بھی ساتھ ہوتیں۔

چپ رہو۔ کئی لوگوں کو معلوم ہی نہیں تم میری کیا لگتی ہو؟ دیکھو ______ کیسے رشک سے دیکھ رہے ہیں۔

تو آپ انہیں بتا دیں نا؟ شان بھائی ______ کہ یہ میری سالی ہے۔

ارے بھئی اتنی جلدی کیا ہے؟ پہلے یہ لوگ اچھی طرح میری قسمت پر رشک تو کر لیں۔ رملیٰ کو یہ بات اچھی نہیں لگی۔

آج جمعہ تھا اور شان بھائی نے اٹھتے ہی بتا دیا تھا کہ آج کلب میں طنبولا پارٹی ہے اور سب لوگ جائیں گے۔

پھو باجی بچاری بالکل تیار تھیں۔ آج تو لاڈلی کی طبیعت بھی ٹھیک تھی اور پھر پارٹی چار بجے شام تھی۔ خیال تھا لاڈلی کو لپیٹ کر اٹھا لیں گے اور سب چلیں گے۔ مگر عین وقت پر خانساماں دغا

دے گیا اس کی بیوی کی طبیعت خراب تھی۔ صبح دو گھنٹے کی چھٹی لے کر گیا تھا مگر شام کو کہلا دیا کہ وہ نہیں آ سکتا۔ اس پر غضب یہ ہوا کہ پھو باجی کی ایک سہیلی واہ سے پنڈی آئی ہوئی تھی۔ وہ دن گذارنے کے لئے ان کے ہاں آ گئی۔ سارا دن تو کھانا تیار کرنے میں گذر گیا تھا۔ جب شام کو خانساماں نہیں آیا تو پھو باجی گھر پر ہی رک گئیں اور منت سماجت کر کے رملیٰ اور زینب کو شان کے ساتھ بھیج دیا۔ رملیٰ پھو باجی کا دل نہیں توڑ سکتی تھی۔ ناچار آنا پڑا۔ آج رملیٰ نے پہلی بار محسوس کیا۔ شان بھائی اس کو اپنے ساتھ لے جا کر بہت خوش ہوتے تھے۔

کبھی بیٹھے بیٹھے کسریٰ باجی کہہ دیتیں۔ شان آج پھل بالکل نہیں ہے۔ ذرا دوڑ کے پھل تو لے آؤ۔ ہاں ______ رملیٰ کو ساتھ لیتے جانا۔

کبھی رملیٰ کے ہاتھ پر پیسے رکھ کر کہتی۔ رملیٰ شان کے ساتھ جا کر انڈے ڈبل روٹی تو لے آؤ۔ یہاں پاس ہی بیکری ہے۔

اور نہیں تو لاڈلی کے دودھ کے ڈبے ______ دوائیاں ______ یا فیڈر وغیرہ لینا ہوتا تو پھو باجی مسلسل چلائے جاتیں۔ شان بھائی کے کان پر جوں تک نہ رینگتی۔ جونہی وہ کہتی ______ رملیٰ تم ہی جا کر لا دو ______ تو شان بھائی چابیاں پکڑ کر کھڑے ہو جاتے ______ رملیٰ جانتی تھی کہ وہ اپنی سب بہنوں میں حسین ہے۔ اس کو اپنی جاذبیت کا پورا پورا احساس تھا۔ اسے شان بھائی کا سراہنا اچھا بھی لگتا تھا۔ مگر جب سے اس نے ان کے گھر میں رہ کر شان بھائی کا رویہ پھو باجی کے ساتھ دیکھا تھا۔ اسے بہت برا لگا تھا۔ کس قدر معمولی شے سمجھتے تھے شان بھائی پھو باجی کو ______ ذرا بھی توجہ کے قابل نہیں سمجھتے تھے۔ صرف ان کا رنگ ہی گندمی تھا نا؟ مگر کتنی کشش تھی ان کے سانولے رنگ میں ______

شان بھائی آپ پھو باجی کو بھی یہاں لاتے نہیں۔

ابھی تو میں خود نیا ممبر بنا ہوں اور جب سے وہ پنڈی آئی ہے بیمار ہے۔

ان کو بھی لائیں نا؟ ______

ارے وہ میرے ساتھ چلتی ہوئی اچھی لگے گی۔

کیوں ______ ان میں کیا کمی ہے؟

تم ذرا اپنی طرف دیکھو۔ پھر بات کرو۔ ادھر دیکھو لوگ آپس میں چہ میگوئیاں کر رہے ہیں اور سوچ رہے ہیں کتنی لاجواب جوڑی ہے؟ ______

وہ دونوں ایک میز کے گرد بیٹھ گئے ______ زینب بھی ساتھ بیٹھ گئی۔

بیٹھتے ہی رملیٰ کو معاذ کا خیال آ گیا۔ اگر کبھی رملیٰ معاذ کے ساتھ کلب میں آئے تو لوگ کیا سوچیں گے ______؟

سوچیں گے کتنی بدذوق عورت ہے؟ ______ احساس جمال تو اس میں ہے ہی نہیں ۔۔۔۔اور ممکن ہے یہ بھی سوچیں کہ اس عورت کی بینائی کمزور ہے جو اتنے مکروہ صورت آدمی کے ساتھ اٹھتی بیٹھتی ہے عام طور پر حسین وجمیل عورتیں ان بدصورت مردوں سے شادیاں کر لیتی ہیں، جن کے پاس اقتدار یا بے تحاشا دولت ہوتی ہے۔ ایسے میں اسے جیکی کینیڈی کا خیال آ گیا۔ جان ۔ ایف کینیڈی کے بعد جب اس نے اونسس سے شادی کر لی تھی تو رملیٰ کو ذہنی دھچکا لگا تھا۔ اس کا خیال تھا جیکی کو جان کی طرح کے کسی خوبرو اور پرکشش آدمی سے شادی کرنی چاہیے تھی۔ لیکن پھر کسی نے بتایا کہ اوناسس دنیا کا امیر ترین آدمی ہے۔ تب جیکی کی بات اس کی سمجھ میں آ گئی۔

لیکن معاذ تو امیر ترین آدمی نہیں تھا۔ بس اچھا گذارہ ہو رہا تھا۔ گھر میں کسی چیز کی کمی نہیں تھی۔ ویسے تو سب ہی کہتے تھے۔ معاذ ایک دن بہت بڑا آدمی بن جائے گا۔ اس کے اندر بڑا آدمی بن جانے والی ساری صلاحیتیں تھیں مگر اسے کیا ______؟

دس بارہ سال بعد اگر وہ بڑا آدمی بن گیا تو رملیٰ کو اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ کیا اس کے لٹے ہوئے ارمان اور بجھی ہوئی جوانی لوٹ آئے گی ______ وہ بھی تو اپنا تن من مار چکی ہوگی۔

کیا خوبی ہے ایسے بڑے آدمی کی، جس کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہوئے دل کراہتا رہے آنکھ روتی رہے، ہونٹ آہیں بھرتے رہیں۔ اور پھر کیا دولت سے سب خوشیاں خریدی جاسکتی ہیں۔

اب بھی اسے اپنی سب بہنوں سے زیادہ جہیز ملا تھا۔ سب نے دل کھول کر تحفے دیئے تھے۔ بری میں بے جی دو سونے کے اور ایک ہیروں کا سیٹ لائی تھیں۔ بے جی کا ایک ہی بیٹا تھا۔ انہوں نے اپنا سارا گہنا کپڑا اسی کو دے دیا تھا۔ مگر وہ تو اس زیور اور کپڑے کو ہاتھ بھی نہیں لگاتی تھی -----

یہ گہنا اور کپڑا اس کے جذبات کا مول تو نہ تھا۔

اس لئے کانوں میں وہ ہیروں کے چھوٹے چھوٹے ٹاپس پہنے رہتی۔ جو خضری اباجی نے اسے شادی پر دیئے تھے اور کلائیوں میں وہ چوڑیاں جو امی جان کی طرف سے ملی تھیں، انگلیوں میں بس دو انگوٹھیاں ایک سیدھے ہاتھ میں جو شب عروس معاذ نے پہنائی تھی۔ اور جس کے ساتھ اس

کے قیمتی جذبات وابستہ نہیں تھے۔ اور دوسری الٹے ہاتھ میں۔

ویسے اس کے پاس ہیرے کی دو چار انگوٹھیاں تھیں۔ مگر آج کل کی نمائش پسند عورتوں کی طرح اسے ایک ہی انگلی میں تین تین چار چار ہیرے کی انگوٹھیاں پہننا بالکل بھی پسند نہیں تھا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اس کی مخروطی انگلیاں اس قدر خوبصورت تھیں کہ اگر وہ انگلیوں میں کچھ نہ بھی پہنا کرتی، تو وہ خوبصورت ہی لگتیں۔

نہ اوڑھنے پہننے میں دلچسپی تھی، نہ ہار سنگھار میں ______ ایسے میں وہ سوچا کرتی کون سی شے دل کو خوش رکھ سکتی ہے؟

نظر اٹھا کر دیکھا تو شان بھائی بیرے کو آرڈر دے رہے تھے۔

شان بھائی واقعی اسمارٹ آدمی تھے۔ آج انہوں نے بادامی رنگ کا سوٹ پہنا تھا۔ پرنٹیڈ ٹائی کی ناٹ بڑی اچھی لگ رہی تھی۔ پرنٹیڈ رومال جیب سے جھانک رہا تھا۔

بال قرینے سے بنے ہوئے تھے۔ آنکھوں میں حد درجہ چمک تھی۔ شان بھائی کسی بھی لڑکی کو لبھا سکتے تھے۔۔۔۔ اور پھر کتنا مہذب اور دلکش انداز تھا، ان کا باتیں کرنے کا۔۔۔۔!

کاش! اس کا شوہر بھی کچھ اسی قسم کا ہوتا، تو پھر وہ دنیا سے منہ چھپا کر اس طرح نہ رہتی

______

کیا دیکھ رہی ہو ______؟

شان بھائی نے ایک دم اس کی چوری پکڑ لی۔

دیکھ رہی تھی۔ وہ سادگی سے بولی آپ کے سوٹ کا رنگ آج کی شام میں بہت اچھا لگ رہا ہے ______

شکریہ! انہوں نے سر کو خم دے کر کہا۔

صرف سوٹ کا رنگ ہی اچھا ہے۔ خاکسار کے متعلق تم نے کچھ نہیں فرمایا؟

بس اب اترائیے نہیں۔ رملیٰ نے اپنے لڑکپن والے انداز میں اچک کر کہا

ذرا سی تعریف کر دیں تو آپ اترانے لگتے ہیں

بھئی میں تو ہوں ہی تعریف کے قابل ______ دیکھا نہیں کلب کی ساری عورتیں مجھے پُر شوق نظروں سے دیکھ رہی ہیں۔

کچھ کم خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہیں آپ!؟

اچھا تو تم یہ جوس پی لو ______ گیم شروع ہونے والی ہے۔

رملی نے جوس کا گلاس اپنے آگے کر لیا اور اس میں سے Straw نکال کے پھینک دیا۔ پہلا گھونٹ لے کر بولی۔

شان بھائی! میں جب سے آئی ہوں آپ ہر روز ایک نیا سوٹ پہن رہے ہیں کتنے سوٹ ہیں آپ کے پاس ______ ؟

شان بھائی کھلکھلا کر ہنس دیئے اور بولے۔

میں شہر کا خوش لباس آدمی ہوں۔ میرے دفتر میں بھی میرے پہناوے کی دھوم ہے۔

شان بھائی! آپ کو دیکھ کر میں سوچتی ہوں، عورتیں تو بچاری ناحق بدنام ہیں آج کل کے مرد فیشن میں عورتوں سے چار ہاتھ آگے ہیں۔ دیکھیں نا آپ کے پاس جتنے سوٹ ہیں، اتنی ہی قمیصیں، جرابیں، ٹائیاں، رومال اور سویٹر ہوں گے ______ کف لنک، کریم، لوشن، خوشبوئیں، الگ ______ اور ظاہر ہے مردانہ کپڑے، زنانہ کپڑوں سے زیادہ مہنگے ہوتے ہیں تو اس مہنگائی کے دور میں مرد اتنی زیادہ فضول خرچی کیوں کرنے لگے ہیں جب کہ پہلے زمانے کے مرد ایک کوٹ اور دو پتلونوں میں گزارہ کر لیتے تھے۔

رملی ڈیئر! شان بھائی بولے۔

اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ زندگی کے معیار بدل گئے ہیں۔ اب لوگ اپنی ظاہری حیثیت اور لباس سے پہچانے جاتے ہیں۔ مردوں میں بھی خود پسندی اور خودنمائی آ گئی ہے۔ اور پھر ہم لوگ کماتے ہیں، چاہیں تو ساری تنخواہ لباس پر ہی خرچ کر لیں۔

تو پھر بچاری عورتیں بدنام کیوں ہیں کہ فیشن پر پیسہ تباہ کرتی ہیں۔ میک اپ پر سینکڑوں روپیہ ضائع کرتی ہیں۔ حالانکہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ آجکل کے نوجوان لڑکے بیوٹی پارلر جا کر بال سیٹ کراتے ہیں۔ ناخن بڑھا کے نیل پالش لگاتے ہیں، گلے میں لاکٹ پہنتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہلکا ہلکا میک اپ بھی کرتے ہیں۔۔۔ آپ تو روزانہ خوشبو میں نہا کر نکلتے ہیں۔ روزانہ ایک شیشی تو استعمال کرتے ہوں گے۔

فیشن کے ساتھ سب اچھا لگتا ہے۔ شان بھائی نے کہا اور میں فیشن کا مخالف نہیں ہوں۔ خواہ عورتیں کریں یا مرد ______ میرے خیال میں عورت کو ہمیشہ خوبصورت نظر آنا چاہیے۔ خوش لباس ہونا چاہیے۔ ہر وقت شگفتہ نظر آنا چاہیے۔ جیسے تم ہو؟

ہم سب بہنوں میں کسریٰ باجی خوش لباس تھیں اور میک اپ کی شوقین بھی تھیں۔

رملی جلدی سے بولی۔

انہوں ______ شان بھائی نے بیچ میں ٹوک دیا۔

کسریٰ تو انتہائی بدذوق عورت ہے۔ کئی کئی دن تک کپڑے نہیں بدلتی۔ ویسے وہ بچاری فیشن کرے بھی تو اس پر جچتا نہیں ______

یہ سن کر رملی کو دھچکا سا لگا۔

پھوپھو باجی، شان بھائی پر جان چھڑکتی تھیں۔ سارا دن ان کی خوشنودی میں لگی رہتیں۔ ان کے اشارے پر زندگی گذار رہی تھیں، اور شان بھائی کو دیکھو ______ ان کی عدم موجودگی میں کس قسم کے خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔

اسی وقت سب لوگ اٹھ کر ہال کے اندر چلے گئے تو رملی بھی زینب کی انگلی پکڑ کر کھڑی ہو گی۔ ہال کے اندر شان بھائی بہت سے لوگوں سے ہاتھ ملا کر ملے ______ کئی لوگ رملی کو دیکھ کر مسکرائے ______ دو ایک نے استفسار کیا مسز شان ہیں؟

بوجھیں تو یہ کون ہیں؟

شان بھائی ہر ایک کو گول مول جواب دیتے رہے، مگر زینب کو بیٹی بیٹی کہہ کر پکار رہے تھے۔ رملی کو یہ ادا بھائی نہیں ______ اور اس نے خود ہی عورتوں کو بتانا شروع کر دیا کہ شان اس کے بہنوئی ہیں۔ اس کی بہن آج کل چھلے میں ہے، اس لئے وہ نہیں آ سکی۔

طنبولا شروع ہوا مگر رملی نے حصہ نہیں لیا۔ شان بھائی نے بہت مجبور کیا اور کہا وہ بہت خوش نصیب ہے۔ خوب جیتے گی۔ مگر رملی نے صاف انکار کر دیا۔ زینب کو گود میں بٹھا لیا اور صوفے سے سر ٹکا لیا، اور بولی:

مجھے اس کھیل سے کوئی دلچسپ نہیں ہے۔ میں صرف دیکھوں گی۔

دور بیٹھ کر وہ کھیل نہیں دیکھ رہی تھی بلکہ سب مردوں اور عورتوں کا جائزہ لے رہی تھی۔ عورتوں پر تو اس نے بس سرسری نگاہ ڈالی اور چرالی ______ مگر مردوں کو خوب غور سے دیکھ رہی تھی۔ شادی سے پہلے وہ مردوں کو غور سے نہیں دیکھا کرتی تھی۔ اس کے ذہن میں مرد کے حسن کا کوئی خاکہ نہیں تھا، کوئی معیار نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔

مگر اس وقت اس نے اندازہ لگایا کوئی مرد گورا تھا ______ کوئی سانولہ اور کوئی کالا

______ کسی نے عینک لگا رکھی تھی ______ کسی کا قد لمبا تھا ______ کسی کا قد چھوٹا تھا، کوئی درمیانہ تھا۔ کوئی بہت دبلا تھا کسی کی توند نکلی ہوئی تھی۔ مگر کوئی چہرہ ایسا نہیں تھا جسے دیکھ کر طبیعت متلانے لگے۔

شادی سے پہلے وہ بڑی نخریلی ہوا کرتی تھی۔ ذرا کوئی بے ڈھنگا مرد دیکھ لیتی تو وہ فوراً ناک سکوڑ کر کہتی۔

آخ تھو۔ کتنا گندہ ہے!

لیکن آج اسے سب مرد ٹھیک ٹھاک لگ رہے تھے۔ کیونکہ اس نے ایک انتہائی بدصورت مرد دیکھ لیا تھا۔

یہ مرد اپنی جگہ ٹھیک ٹھاک نظر آ رہے تھے، ان کی بیویوں کی طرف دیکھتی تو وہ بھی خوش باش اور مطمئن نظر آ رہی تھیں۔ کچھ ایسے مرد بھی تھے محفل میں جو ہر لحاظ سے اپنی بیویوں سے اچھے تھے۔ مگر سب لوگ مگن اور خوش نظر نہیں آ رہے تھے۔

مگر وہ کبھی خوش نظر نہیں آ سکتی۔

اس میں اور معاذ میں دن اور رات کا فرق تھا۔

جس طرح دن اور رات ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر نہیں چل سکتے۔۔۔ وہ دونوں بھی ایک ساتھ دیکھے نہیں جا سکتے۔ کتنا ارمان تھا، کہ شادی کے بعد اپنے شوہر کے قدم بہ قدم ساری دنیا کی سیر کرے گی۔ جگہ جگہ جائے گی۔ خوب گھوما پھرا کریں گے ______ گھومنے پھرنے کا اسے بہت شوق تھا اور گھومنے پھرنے کے لئے ______ مستی میں لہرانے کے لئے ______ ایک طرحدار خوبرو مرد کی ضرورت تھی، جس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے تو احساس کے سارے قمقمے ایک دم روشن ہو جائیں۔

اور اب غالباً یہ تمنا ایک حسرت میں بدل گئی تھی ______ اور حسرت کو بھی چپ چاپ آنسوؤں کی قبر میں دفن کرنا تھا۔ جب وہ خود اپنے شوہر کے ساتھ چلنا برداشت نہیں کرتی تو دیکھنے والے اس تضاد کو کیسے سہہ سکتے تھے۔۔۔۔ ہر ہر قدم پر طنزیہ نظروں کے بھالے دل میں اتارنا ______ اور لوگوں کے زہر بھرے فقرے سننے کا یارا اس میں نہیں تھا۔

آج اسے پھر ایک بار قنوطیت کا دورہ پڑا تھا اور وہ بیٹھے بیٹھے احساس کمتری کے اندھیرے کنوئیں میں اتر گئی۔۔۔ اس کا دل خالی کنویں کے ڈول کی طرح ۔۔۔ ادھر ادھر الٹنے پلٹنے لگا

______ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے برف ہو گئے ______ دل الٹ جائے تو ایک دم جسم کی ساری توانائی نچوڑ لیتا ہے ______ اس کے چہرے کا نکھار شبنم کی طرح ہو گیا ______ اور وہ ایک دم زرد پیلے ______ اداس اور گم صم دکھائی دینے لگی۔

جب گیم ختم کر کے شان بھائی آئے تو اسے دیکھ کر حیران رہ گئے۔۔۔

تمہیں کیا ہوا ہے رمو تھکی تھکی لگ رہی ہو۔۔؟

اس نے بھی بات پکڑ کے بات بنالی۔

زیادہ دیر بیٹھی رہوں، تو تھک جاتی ہوں۔

دیکھو۔۔ شان بھائی مٹھی میں کچھ نوٹ پکڑے ہوئے تھے۔

جتنی گیمز تمہارے نام پر کھیلیں جیت گیا۔ اور اپنے نام کی پرچیاں ہارتا رہا ______ تم بڑی خوش قسمت لڑکی ہو۔

رملی دکھ سے مسکرائی۔

لوگ محبت کے پردے میں پتہ نہیں کیوں اس کے زخم کریدتے ہیں۔۔۔ اور یہ میرے دکھ کو کیا جانیں ______؟

الٰہی! ساری دنیا کو میں کیونکر راز داں کر لوں ______؟

آؤ! وہ بولے۔ کلب کی گرل سے کچھ کھالیں۔

نہیں شان بھائی!۔۔۔ رملی کے چہرے پر بیزاری تھی۔

ارے تمہارے نام سے جیتے ہوئے پیسوں سے ______ آج تو میں تمہیں ضرور ٹریٹ دوں گا۔

میرا کچھ بھی کھانے کو دل نہیں چاہ رہا۔ اور میرا خیال ہے، زینو کو بھی نیند آ رہی ہے۔ اب گھر چلیں ______

شان بھائی نے آگے بڑھ کر اس کا ٹھنڈا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور اسے کھینچا ______ رملی ڈر کر فوراً کھڑی ہو گئی۔ سب کے سامنے اسے شان بھائی کی بے تکلفی ذرا بھی اچھی نہیں لگی۔ خوف کے مارے ان کے پیچھے چل دی ______

لان میں کرسیاں لگی تھیں اور بیرے تکے اور کباب کی گرم گرم دھواں دیتی سیخیں اٹھائے سروس کر رہے تھے۔ لوگ قہقہوں کے ساتھ تکے کباب بھی کھا رہے تھے۔

رملی بھی لہو کے گھونٹ پیتی وہیں بیٹھ گئی۔

بیرے نے جب گرم سیخیں ان کے آگے لا کے رکھیں تو اسے یوں لگا جیسے کباب نہیں بلکہ اس کے دل کو سیخوں میں پرو دیا گیا ہے۔ ایسی تکلیف دہ حالت اس کے دل کی بھی تھی ____ جل بھی رہا تھا، اور لہو بھی ٹپک رہا تھا ____ دھواں نکل بھی رہا تھا اور کسی کو نظر بھی نہیں آ رہا تھا۔

البتہ زینو کی بھوک چمک اٹھی تھی اور وہ اسے گودی میں بٹھا کر اپنے ہاتھ سے کھلانے لگی۔ کبھی کبھی بے دلی سے خود بھی کوئی لقمہ کھا لیتی۔

یہاں بھی چاروں طرف دیکھتی۔ اکثر شادی شدہ جوڑے ایک دوسرے کے ساتھ چہلیں کر رہے تھے۔ کبھی یہی خواب اس نے بھی دیکھا تھا۔ اس کا ہر خواب اپنے شوہر کے ساتھ وابستہ تھا۔ اس نے شادی سے پہلے بھی کسی کے ساتھ فلرٹ نہیں کیا تھا حالانکہ اس کے کئی کزن اسے بے تحاشہ پسند کرتے تھے۔ اسے خوبصورت لڑکیوں کی طرح لڑکوں کو ناز نخرے دکھانے میں بھی مزہ نہیں آتا تھا۔ بس ذہنی طور پر تو وہ بڑی مشرقی لڑکی تھی، اور ہر تمنا شادی کے بعد پوری کرنا چاہتی تھی۔

مگر قسمت کا کتنا عجیب مذاق تھا ____

جس شوہر کے ساتھ اس کی ذہنی اور جسمانی ہم آہنگی نہیں تھی، اس کا بچہ اس کے پیٹ میں تھا۔

واپسی پر وہ کار میں بڑی گم صم بیٹھی تھی۔ زینو اس کے سینے کے ساتھ لگ کر سو رہی تھی۔ زینو کو گود میں سلا کر وہ بیٹھ نہ سکتی تھی، اس لئے اسے ذرا ٹیڑھا ہونا پڑا۔ ایک بازو اس کے گرد لپیٹ لیا اور دوسرا سیٹ کی پشت پر رکھ لیا۔ وہ ہمیشہ شان بھائی کے ساتھ آگے ہی بیٹھا کرتی تھی۔ پیچھے بیٹھنے کا شان بھائی برا مانتے تھے۔

رمو ____ شان بھائی بڑی آہستہ کار چلا رہے تھے

مجھے ایسے لگتا ہے جیسے تم اکثر کسی خیال میں کھوئی رہتی ہو

نہیں تو شان بھائی۔

خیر اب مجھ سے نہ چھپاؤ ____ میں تمہارا روائتی رشتہ دار نہیں ہوں کہ نصیحتیں کرنا شروع کر دوں ____

کیا مطلب شان بھائی ____؟

میں جانتا ہوں تمہیں معاذ بالکل پسند نہیں ہے۔

رملی تھرا گئی ____ اس کا سیٹ کی پشت پر رکھا ہوا بازو اپنے آپ سیٹ پر گر گیا ____ اس نے اپنی ہتھیلی سیٹ پر ٹکا کر اپنے آپ کو سہارا دیا اور کوشش کی کہ اس بات کی تردید کرے۔ اگر کچھ اور نہ کہہ سکے تو حسب عادت نہیں تو ____ ہی کہہ دے۔

مگر اس کا منہ سل گیا ____ آج وہ بے حد افسردہ تھی ____ اس لئے اپنی افسردگی کو چھپا بھی نہ سکی۔ سن ہو گئی۔

تمہارے ساتھ جو ظلم ہوا ہے ____ اس کا مجھے پورا احساس ہے، مگر اب اس کا اظہار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ____ ویسے اتنا تمہیں بتا دوں کہ دن رات جو تمہارے دل پر گذرتی ہے، میں اس سے بے خبر نہیں ہوں۔ جب بھی معاذ کو تمہارے ساتھ دیکھتا ہوں ____ اس انمول بے جوڑ شادی پر جی ہی جی میں کھول اٹھتا ہوں۔ جی چاہتا ہے۔ تمہیں اس خبیث کے پہلو سے نوچ کر اپنے دل میں چھپا لوں ۔۔۔ کیا کسی نے چاند کو بھی کبھی اندھیرے کنوئیں میں لٹکایا ہے ____؟

مگر میں کڑھنے کے علاوہ تمہارے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتا رمو ____

اس بات پر رملی باقاعدہ رونے لگی۔

اور اس کے آنسو زینو کے چہرے پر گرنے لگے۔ رملی نے اپنا چہرہ پرے کر لیا۔ کہ کہیں زینو کی نیند نہ کھل جائے۔ مگر اس کا دل نہیں چاہا کہ وہ اپنے آنسو چھپائے۔

آج وہ اپنے سرکش جذبوں سے ہار گئی تھی، اور چھالے کی طرح پھوٹ پڑنا چاہتی تھی ____ اگر چھالا زیادہ پھول جائے تو اس میں نشتر چبھو دیتے ہیں کہ یہی اس کا آخری علاج ہوتا ہے۔

اگر شان بھائی نے ہمدردی کا نشتر چبھویا تو بہت اچھا کیا ____ زہریلا مادہ باہر تو نکلا ____

کتنی خوبصورت ہے تو رمو ____ جیسے پریوں کے دیس کی البیلی شہزادی! ____ مجھے یاد ہے کل تک تیرا معصوم اور مقدس چہرہ ہر غم اور ہر فکر سے آزاد تھا۔ اور آج تیرے چہرے پر کتنا کرب ہے ____ کتنی یاسیت اور کتنی تھکن ہے۔

کون ظالم چھین کر لے گیا ____ تیرے چہرے کا لاابالی پن ۔۔۔ وہ بے پروائی

۔۔۔وہ بے فکری۔۔۔۔وہ معصومانہ دلکشی ____

اف۔۔۔اپنا چہرہ دیکھو ____ کتنی بے چارگی ہے، تمہارے چہرے پر ____

رملیٰ کے بے آواز آنسو اس کے رخساروں پر گرتے رہے۔ اس وقت پوری دنیا میں صرف شان بھائی ہی اسے سچے ہمدرد نظر آ رہے تھے۔ وہ تو شکر ہوا کہ وہ موٹر چلا رہے تھے۔ اور اس کی گود میں زینو لیٹی ہوئی تھی، ورنہ اس وقت وہ شان بھائی کے کندھے سے لگ جاتی اور چیخ چیخ کر رونے لگتی۔

کاش میں تیری تقدیر بدل سکتا رمو! اے کاش ____

یہ کہ کر شان بھائی نے آہستہ سے اپنا گرم گرم مضبوط ہاتھ سیٹ پر پڑے ہوئے رملیٰ کے ٹھنڈے ٹھار ہاتھ پر رکھ دیا ____ رملیٰ چونک گئی ____ چاہنے کے باوجود اپنا ہاتھ الگ نہ کر سکی۔

شان بھائی کے ہاتھ کی گرفت بہت مضبوط تھی۔ رملیٰ کا سارا جسم لرزنے لگا۔

رمو۔ شان بھائی کی آواز جذبات میں بھیگ گئی۔

تو کیا جانے مجھے تیرا کتنا خیال ہے۔ کاش تجھے اندازہ ہو سکتا۔؟ اگر تجھے منظور ہو تو، میں اپنی زندگی کی ساری خوشیاں تیرے قدموں پر رکھ دوں۔

رملیٰ نے زور سے ہاتھ کھینچ لیا۔

کوئی بات ضرورت سے زیادہ ہو گئی تھی۔۔۔ کہیں دراڑ آ گئی تھی۔۔۔ کچھ ٹوٹ گیا تھا۔۔۔ جیسے چلتے چلتے پاؤں کے نیچے کوئی پلاسٹک کا کھلونا آ کر چور چور ہو جائے۔۔۔

رملیٰ اپنے پرس سے رومال نکال کر اپنا چہرہ صاف کرنے لگی۔۔۔ وہ کافی رو چکی تھی۔ اس کے آنسو اس ک دلی کیفیت کا اظہار کر چکے تھے۔۔۔ اس کا بھید کھل گیا تھا۔ اس کی کمزوری ظاہر ہو گئی تھی۔۔۔ اب مزید کچھ کہنا بیکار تھا ____ اپنی حماقت کی نفی کرنا فضول تھا۔

اسے اپنے آپ پر بے حد غصہ آنے لگا۔۔۔ آہ۔۔۔۔۔۔

میں نے سوچا تھا کہ رونے سے بھرم جاتا ہے
پانی پڑ جائے تو شمشیر کا دم جاتا ہے

کم ظرف کے سامنے رونے سے آدمی بے آبرو ہو جاتا ہے ____ پر اب کیا فائدہ ____ جو ہونا تھا ہو چکا ____ پتہ نہیں شان بھائی پھوبا جی سے جا کے کیا کہہ دیں ____ ؟

شکر ہے۔ سامنے ہی گھر کا گیٹ آ گیا۔۔۔ اسے کچھ بھی نہ کہنا پڑا ____ اور اس کے بعد شان بھائی نے بھی کچھ نہ کہا۔

وہ سوئی ہوئی زینو کو بمشکل اٹھا کر گھر کے اندر داخل ہوئی۔ پھوبا جی اس وقت لاڈلی کو دودھ پلا رہی تھیں اسے دیکھتے ہی ان کا چہرہ کھل اٹھا۔

جب وہ زینو کو اس کے بستر پر لٹا کر پلٹی۔۔۔۔۔ تو پھوبا جی نے اس کے چہرے اور سوجی ہوئی آنکھوں کو غور سے دیکھا ____

کیا بات ہے رمو ____ ؟

کچھ نہیں پھوبا جی ____ رملیٰ نے نظریں چرا کر کہا۔

کہیں راستے میں شان سے لڑائی تو نہیں ہو گئی۔

خدانخواستہ ____ رملیٰ نے مسکرانے کی کوشش کی۔

ایسی بات کیوں ہونے لگی۔ بس ____ آپ تو جانتی ہیں۔ کبھی کبھی اچانک طبیعت خراب ہو جاتی ہے۔ یہ کہہ کر وہ اپنے کمرے کی طرف جانے لگی تو پھوبا جی نے اسے پکارا۔

رمو دوبار معاذ کا ٹیلی فون آیا تھا۔

اچھا ____ ؟

رملیٰ رک گئی۔

آج پہلی بار اسے محسوس ہوا کہ معاذ کی جانب سے فون کا سن کر اسے عجیب طرح کا اطمینان ہوا ہے۔ جیسے تیز ہوا کے جھکڑ کے پیچھے ایک مضبوط دیوار ہے

کیا کہتے تھے ____ ؟

بس تیرا پوچھ رہا تھا۔

آپ نے کیا کہا ____ ؟

میں نے بتا دیا کہ شان کے ساتھ کلب گئی ہے۔

اچھا ____ رملیٰ کا دل دھڑک اٹھا۔

پھر کیا بولے ____

کہنے گا۔ ایک گھنٹے بعد پھر کر لوں گا۔

تو کیا ایک گھنٹے بعد ____ ؟

ہاں _____ میں نے معذرت کی کہ وہ ابھی نہیں آئے _____ جونہی آئے گی میں اسی وقت فون کرادوں گی۔تو بولا آپ لوگ زحمت نہ کریں۔دس بجے رات میں خود فون کرلوں گا۔

رملیٰ نے گھڑی دیکھی اس وقت پونے نو بج رہے تھے۔

کسریٰ باجی بولیں۔

دس بجنے میں تو کافی وقت ہے۔جاؤ نمبر ملا کر بات کرلو۔خوش ہو جائے گا۔۔۔۔کوئی ضرورت نہیں اس کی کال کا انتظار کرنے کی _____

نہیں _____ رملیٰ کے اندر کی آواز ایک دم پھوٹ کر باہر آ گئی۔میں دس بجے تک انتظار کروں گی۔اگر فون نہ آیا تو خود کرلوں گی۔

ٹھیک ہے کسریٰ باجی نے لاڈلی کے منہ سے بوتل نکال لی۔وہ سوگئی تھی اسے اچھی طرح کمبل میں لپیٹا اور کھاٹ میں ڈال دیا۔پھر رملیٰ کے ساتھ ہی باہر نکل آئیں۔

تم کھانا کھاؤ گی۔انہوں نے رملیٰ سے پوچھا۔

نہیں شان بھائی نے تکے کباب کھلا دیئے تھے۔حالانکہ رملیٰ نے برائے نام کھایا تھا۔

تو اس کا مطلب ہے کہ شان بھی کھانا نہیں کھائیں گے میں ذرا ان سے پوچھ لوں۔

شان بھائی سامنے ٹی وی لاؤنج میں نہیں تھے۔اس لئے پھوباجی ان کے کمرے میں چلی گئیں۔

رملیٰ اپنے کمرے کی طرف مڑ گئی۔دل سخت گھبرا رہا تھا۔غسل خانے میں جاکے منہ دھویا تو کہیں قرار آیا۔ساڑھی اتار کے رات کے ڈھیلے ڈھالے کپڑے پہنے _____ کنگھی سے اپنے بال سلجھا کے ایک چٹیا باندھ لی پھر اون سلائیاں اٹھا کر ٹی وی لاؤنج میں آ گئی _____

خبر نامہ ہو رہا تھا اور ٹی وی کے پاس کوئی بھی نہیں تھا۔رملیٰ کو کسریٰ باجی نے اون لا دی تھی کہ وہ زینو اور لاڈلی کا ایک ایک سیٹ ہی بنا دے _____ سو وہ بیٹھ کر سلائیاں چلانے لگی۔

اتنے میں کسریٰ باجی ٹرالی گھسیٹتی ہوئی آئیں اور اس کے پاس بیٹھ گئیں۔

کافی پیو گی _____؟

اس وقت _____؟

اور کب _____؟

کیا کوئی مہمان آ رہے ہیں پھوباجی؟

نہیں تو _____ شان کہہ رہے ہیں۔کافی پینے کو دل چاہ رہا ہے۔ان کے لئے بنا لائی ہوں۔

کہاں ہیں شان بھائی۔

اپنے کمرے میں ہیں

تو کیا وہ آپ کے کمرے میں نہیں رہتے _____؟

پگلی _____ کسریٰ باجی ہنسیں _____ پتہ نہیں کیوں ہنسیں _____ جب سے دوسری بچی ہوئی ہے۔میں خود بچوں والے کمرے میں آ گئی ہوں۔مجھے تو ساری رات جاگنا ہوتا ہے۔انہیں کیوں بے آرام کروں۔

مگر بچوں کے ساتھ جو بے آرامی ہوتی ہے۔اس میں دونوں ماں اور باپ کے لئے ایک قسم کی راحت ہوتی ہے۔شوہر کو بھی اسے Share کرنا چاہیے۔

اچھا _____ پھوباجی حسبِ عادت بڑے پیار سے مسکرائیں اور پھر بولیں اب تمہارا بچہ ہوگا نا؟ تو تم سب سے پوچھوں گی۔

ہائے _____

رملیٰ نے دل میں سوچا _____

وہ تو بچے کے بغیر بھی ہمیشہ یہی چاہتی رہی کہ معاذ دوسرے کمرے میں سوئے دوسرے بستر پر سوئے _____ اس سے دور رہے۔۔۔۔پرے رہے۔۔۔۔

اسی وقت اسے کال کا خیال آ گیا _____ گھڑی دیکھی تو ابھی پونے دس ہوئے تھے۔

کسریٰ باجی نے کافی کی پیالی بنائی اور شان بھائی کو دینے چل دی۔اٹھتے ہوئے بولیں۔

تمہیں آ کر بنا دوں گی۔

اندازے سے زیادہ دیر لگا کر آئیں تو ہنستے ہوئے بولیں _____

خوبصورت مرد کے نخرے بڑے ہوتے ہیں۔

کیسے _____؟

شان کہہ رہے تھے پہلے پاس بیٹھ جاؤ _____ پانچ دس منٹ سر کو دباؤ۔۔۔۔پھر جانے دوں گا۔

تو آپ نے دبایا سر _____؟

ہاں۔

چھی ____ میں ہوتی تو کبھی نہ دباتی۔ اس کے تصور میں اپنا شوہر تھا۔

کسریٰ باجی نے اسے غور سے دیکھا اور بس ہنس پڑیں۔

پگلی تو نے ابھی ازدواجی زندگی کی اصلیت کہاں دیکھی ہے۔ رفتہ رفتہ تجھے سب نشیب و فراز سمجھ میں آ جائیں گے۔

اس پر رملیٰ خاموش ہوگئی اور سوچنے لگی ____ اور نشیب و فراز کیا ہوں گے اور برہم گردش شمس و قمر ہوگی تو کیا ____؟

کسریٰ باجی نے کافی بنا کر اس کے ہاتھ میں پکڑائی تو اندر سے لاڈلی کے چیخنے کی آواز آئی۔

وہ پیالی چھوڑتے ہی اندر بھاگ گئیں۔

بیچاری ____

یہ کہہ کر رملیٰ نے کڑوی کڑوی گرم گرم کافی کو گھونٹ گھونٹ کر کے پینا شروع کر دیا۔

دس بج گئے تھے۔ اور معاذ کا فون نہیں آیا تھا۔

کبھی وہ سوچتی کیا معاذ اس کے کلب جانے کا برا مان گئے۔ یا کسی دلچسپی میں لگ گئے۔ دونوں باتوں سے اسے سروکار نہیں تھا۔ برا مانتا ہے تو مانے ____ بلا سے۔۔۔۔ میں کسی غیر کے ساتھ تو نہیں گئی۔ اپنے بہنوئی کے ساتھ گئی تھی ____

اور اگر بھول گیا تو اور ابھی اچھا ____ وہ کونسا اس کو یاد رکھتی ہے۔ ہاں اسے اچانک بے جی کا خیال آ گیا ____

بڑی نیک خاتون ہیں۔

کافی پی کر اس نے پیالی ٹرالی پر رکھ دی۔ ٹی وی پر کوئی خاص پروگرام نہیں ہو رہا تھا۔ اس نے اٹھ کر ٹی وی بند کر دیا۔ گھر میں خاموشی چھا گئی۔ وہ پھر سلائیاں بننے لگی۔

ٹھیک ساڑھے دس بجے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے میکانکی انداز میں ریسیور اٹھا لیا۔

رملیٰ ____ معاذ نے بیقراری سے کہا۔

جی ____ رملیٰ نے آہستہ سے کہا۔

معاف کرنا تمہیں آدھا گھنٹہ انتظار کرنا پڑا۔ پتہ نہیں ٹیلفون میں کیا گڑبڑ ہو گئی تھی۔ پونے

دس بجے سے تھوڑی تھوڑی دیر بعد کوشش کر رہا ہوں۔ لگ نہیں رہا تھا مجھے معلوم تھا تمہیں انتظار ہوگا۔

اتنی سی بات سے رملیٰ کا جی برہم ہو گیا۔ سمجھتا کیا ہے اپنے آپ کو ____

کیسی ہو رملیٰ ____؟

اس نے اتنے پیار سے پوچھا کہ رملیٰ جواب دینا بھول گئی۔

اس وقت کیا کر رہی ہو؟

رات کے گہرے سناٹے میں رملیٰ نے پہلی بار محسوس کیا کہ معاذ کی آواز فون پر بہت دلکش بہت ہی گھمبیر لگ رہی تھی۔ بھاری بھاری ____ بھیگی بھیگی ____ اور سوز میں ڈوبی ہوئی ۔۔۔۔۔۔ مردوں کی ایسی آواز اسے بہت پسند تھی۔ جو دل پر گلاب برساتی ہے ____ اس سے پہلے اس نے کبھی معاذ کی آواز پر غور ہی نہیں کیا تھا۔

جان چپ کیوں ہو ____؟

اس نے دوبارہ پوچھا ____ تو رملیٰ نے کرب سے سوچا کاش تمہاری صورت بھی تمہاری آواز کی طرح ہوتی۔ تو پھر جو برقی تاروں میں سے تمہاری آواز کی لہریں نکل رہی ہیں میں ان کو چوم لیتی۔

میں تو ٹھیک ہوں معاذ ____

وہ آہستہ سے بولی۔

نہیں ایسا لگ رہا ہے۔ تمہارا جی اچھا نہیں ____

اچھا ہے بالکل ____ وہ زبردستی ہنس کر بولی۔

اتنے میں کسریٰ باجی نکل آئیں اور آ کر اس کے پاس بیٹھ گئیں۔

کب آ رہی ہو جان میں تو بہت اداس ہو گیا ہوں ____

اس کا ڈائریکٹ جواب دینے کی بجائے رملیٰ بولی۔

بے جی کہاں ہیں ____ ان کا کیا حال ہے؟ ____

اس وقت تو غالباً سو گئی ہیں۔ ورنہ میں انہیں ضرور بلا دیتا۔ معاذ بولا۔

وہ بھی تمہارے لئے بہت اداس ہیں۔ روز پوچھتی ہیں دولہن کب آئے گی؟

آ جاؤں گی ____ رملیٰ نے مری ہوئی آواز میں کہا۔

ذرا فون مجھے دو۔ کسریٰ باجی نے حسب عادت ریسیور اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

کیا حال ہے معاذ ____ چونگا منہ سے لگا کر بولی۔

کچھو باجی میری بیوی کو کب بھیج رہی ہیں؟

بھیج دیں گے بابا ____

کب بھیجیں گے ____ بس بہت ہو چکی۔

اب مجنوں بن کر مت دکھاؤ۔

میں بن کب رہا ہوں ____ معاذ ہنسنے لگے۔

اس پر کسریٰ باجی نے بھی قہقہہ لگایا۔

دیکھو معاذ میرے کہنے پر ابھی اسے ایک ہفتہ اور یہاں رہنے دو۔

بھئی یہ زیادتی ہے؟

دیکھو نا؟ جتنے دن رملیٰ یہاں رہی ____ میں بچوں میں مصروف رہی۔ اب کل میرا سوا مہینہ پورا ہو جائے گا۔ میں چاہتی ہوں ایک ہفتہ کے لئے میں لاہور آ جاؤں۔ رملیٰ کو روک رکھا ہے کہ اسے چھوڑنے کے بہانے میں بھی آ جاؤں گی۔ ورنہ میرا گھر سے نکلنا مشکل ہو جائے گا۔

اچھا آپ کی خاطر ایک ہفتہ اور سہی ____ معاذ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔

معاذ! تم بڑے اچھے ہو۔ اللہ تمہیں چاند سا بیٹا دے۔

پہلے میری چاندی بیوی تو واپس کریں۔

کسریٰ باجی زور سے ہنس پڑیں۔

لو ____ اپنی چاندی بیوی سے بات کر لو۔

رملیٰ نے پھر ریسیور پکڑ لیا۔

جان ____ معاذ اپنی جذبات میں بھیگی آواز میں بولا۔

میں نے صرف ایک ہفتے کی چھٹی اور دی ہے۔

جی اچھا۔۔۔۔۔۔۔ رملیٰ نے سعادت مندی سے کہا۔

اور ____

کچھ نہیں ____ رملیٰ بولی۔

اور ____

رملیٰ خاموش ہو گئی۔۔۔۔۔۔

اور کچھ بولو رملیٰ ____؟

جی کیا کہوں ____؟

تمہیں تو زیادہ بولنے کی عادت نہیں رملیٰ۔

بے جی کو میرا اسلام کہہ دیں۔ رملیٰ نے جلدی سے کہا۔

کہہ دوں گا حضور ____ اور کوئی پیغام ____؟

جی اور تو کوئی پیغام نہیں۔

اپنا خیال رکھو۔ ایسے لگ رہا ہے آج تم ذہنی طور پر ٹھیک نہیں ہو۔

نہیں جی ____ میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔۔

اچھا اب جاؤ ____ آرام کرو۔ کافی دیر ہو گئی ہے۔

خدا حافظ ____

شب بخیر۔۔۔۔۔۔

شب بخیر۔۔۔۔۔۔

دوراتیں رملی بالکل نہ سوسکی تھی۔ جانے کیا پریشانی تھی۔ ساری رات بستر میں پڑی کروٹیں بدلتی رہی۔ ڈاکٹر نے کہا بھی تھا۔ ایسے میں اگر نیند نہ آئے تو نیند کی گولی کھالیا کریں۔

مگر گولی کھانے کو اس کا دل ہی نہیں چاہا اس کا جی عجیب طرح بے چین تھا۔ ایسے لگ رہا تھا اسے کوئی ذہنی اذیت پہنچ چکی ہے یا پہنچ رہی ہے۔۔۔۔۔۔

آج رات ذرا پرسکون تھی۔ اس لئے بغیر کوشش کے نیند آ گئی اور چونکہ قدرتی نیند تھی۔ اس لئے وہ جلدی گہری نیند سوگئی۔ نیند میں اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی اس کے چہرے سے اس کے بال ہٹا رہا ہے۔ کوئی اس کے چہرے کو چھو رہا ہے____ کوئی اپنے گرم سانس کی ہوا اسے دے رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کوئی۔۔۔۔۔۔۔

کوئی۔۔۔۔۔۔۔

وہ ایک دم گڑ بڑا کر اٹھ بیٹھی۔ رضائی دور پھینکی۔۔۔۔۔۔۔ تو سایہ ذرا پرے ہٹ گیا۔ غنودگی اور غضب کے ملے جلے عالم میں ذرا سی دیر کو وہ بالکل اوسان کھو بیٹھی۔ گھور گھور کر اپنے مقابل چہرے کو پہچاننے لگی۔۔۔۔۔ زیرو کا ہلکا نیلا بلب روشن تھا۔ چہرہ اتنا قریب تھا کہ صاف نظر آرہا تھا۔ جسے پہچان کر بھی پہچاننے سے گریز کر رہی تھی۔ کبھی کبھی کسی وحشت ناک آواز کو سن کر شب کے پچھلے پہر اچانک آنکھ کھل جاتی ہے۔ نیند کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھتے ہی؟ اگر آنکھ اس طرح کھل جائے تو آدمی ہوش اور بے ہوشی کے درمیان معلق ہو جاتا ہے۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ جاگ رہا ہے یا سو رہا ہے____ خواب میں ہے یا عالم بیداری میں____ زمین پر ہے یا آسمان پر۔۔۔۔ تھوڑی دیر کے لئے ہمارے حواس معطل ہو جاتے ہیں۔ اپنا آپ ایک انجانا سوال بن کر روبرو آ کھڑا ہوتا ہے۔

پر اس وقت جو روبرو تھا۔ وہ شناخت کی گرفت میں آنے کے باوجود فہم کی گرفت

میں نہیں آرہا تھا۔

رملی کی پھٹی پھٹی آنکھوں میں حیرت ٹھہر گئی۔ اور زبان گنگ ہوگئی۔

پیشتر اس کے کہ ہوش کھو بیٹھتی۔۔۔۔۔۔۔ ایک ننھی سی سرگوشی اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

رمو ڈارلنگ۔۔۔۔۔۔۔ میں ہوں میں____ شان!

شان بھائی____؟

رملی حلق پھاڑ کر اس طرح چیخی جیسے مدت کے بعد گویائی ملی ہو۔۔۔۔۔۔۔

آہستہ بولو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انہوں نے اپنا معطر ہاتھ اس کے ہونٹوں پر رکھ دیا۔

رملی نے دھکا دے کر انہیں پیچھے کیا۔ اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ غصیلے لہجے میں وہ تھرتھراتی ہوئی بولی____

آپ اس وقت یہاں کیا کر رہے ہیں____؟

ڈارلنگ۔ وہ عجیب سی آواز میں بولے میں تمہارا ادنی پرستار ہوں۔ عاشق ہوں۔۔۔۔۔ میرے آنے کی وجہ نہ پوچھو____ ۔۔۔۔۔

شان بھائی____؟

اب رملی کی پوری آنکھیں کھل چکی تھیں۔

پھوپا جی کہاں ہیں____؟ اپنے خوف سے دھڑ دھڑاتے دل پر قابو پا کر بولی۔

وہ اپنے کمرے میں سو رہی ہے۔ فکر نہ کرو۔ آج اس کے سر میں درد ہو رہا تھا۔ میں نے درد کی دوائی کے ساتھ اسے ایک نیند کی گولی کھلا دی ہے۔۔۔۔۔۔ آج میں تمہیں بتانے آیا ہوں کہ میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں____ اور اس وقت سے محبت کرتا ہوں جب اپنی شادی کے روز آرسی مصحف کے وقت میں نے کسریٰ کی بجائے تمہارا چہرہ آئینے میں دیکھ لیا تھا۔۔۔ تم اس بد صورت انسان کیلئے پیدا نہیں کی گئیں۔۔۔۔ تمہارا صحیح قدر دان اور تمہارا اصل جوڑ میں۔۔۔۔۔۔۔۔

مگر ان کا فقرہ پورا ہونے سے پہلے رملی نے ایک زناٹے دار تھپڑ مار کے شان بھائی کا منہ بند کر دیا۔

شان بھائی اس اچانک حملے کے لئے تیار نہیں تھے۔کم زور اور بزدل سی رملیٰ سے وہ ایسی توقع بھی نہیں رکھتے تھے۔۔۔۔چونکہ۔۔۔۔۔۔۔۔ جھلائے۔۔۔۔ پھر یوں رملیٰ کی طرف دیکھا جیسے بھینسا لال کپڑے کو دیکھتا ہے۔مگر جلدی ہی پینترا بدل لیا۔

رملیٰ دل ہی دل میں ان کے اس زہریلے روپ سے ڈر گئی۔۔۔۔۔۔۔۔

انہوں نے بھی جلدی سے اپنے چہرے پر پرانا ماسک چڑھا لیا اور آواز کو زیادہ پُرسوز بنا کر بولے۔

میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ایک عرصے سے تم پر جان چھڑکتا ہوں۔اب تم اتنی قریب ہو۔۔۔۔اتنی اداس ہو۔۔۔۔۔۔۔میں تم سے اتنی محبت کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔۔۔

رملیٰ کے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔۔۔۔رات کے سنسان لمحوں نے جلدی سے اس کے ذہن میں ایک شمع روشن کردی۔دروازے کی طرف دیکھ کر بولی ____

وہ پھوپا جی آ گئیں ____؟

بس اتنا کہنا تھا کہ شان بھائی اس طرح اٹھے جیسے انہیں کرنٹ لگ گیا ہو چھلانگ لگائی اور کچھ کہے بغیر دروازے سے نکل گئے۔اور لپک کر رملیٰ نے اپنے دروازے کی کنڈی لگالی۔

نیا گھر تھا۔رات کو تنہا سوتے ہوئے اسے ڈر لگتا تھا ۔ پھوپا جی نے کہا تھا ساری رات بچیاں باری باری اٹھتی رہتی ہیں اور میں سارے گھر میں پھرتی رہتی ہوں۔تم گھبراؤ نہیں اپنے کمرے کا دروازہ کھلا چھوڑ کر سو جایا کرو۔میں آتے جاتے ہوئے تمہیں بھی جھانک جایا کروں گی۔۔۔۔

اس لئے وہ بے دھڑک دروازہ کھول کر سو جاتی تھی۔کئی بار پھوپا جی جاتے جاتے اس کے کمرے کی بتی بجھا جاتی تھیں۔۔۔۔۔

پر آج۔۔۔۔۔۔۔اف اس نے پھڑ پھڑ بولتے سینے پر ہاتھ رکھ لیا۔یوں لگ رہا تھا جیسے جسم کے اندر کئی پنکھے لگ گئے ہوں۔تمام جسم پسینے سے تر بتر ہو رہا تھا اس نے رضائی دور پھینک دی۔اور بستر پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی۔دیوار سے ٹیک لگا کے اس نے اپنے ابھرے ہوئے پیٹ کی جانب دیکھا اور یہ دیکھ کر اسے تعجب ہوا کہ اس کا پیٹ مسلسل ہل رہا تھا۔یہ اضطراری لہر اس کے پیٹ کے اندر سے اٹھ رہی تھی۔اور جب اور زیادہ غور کیا تو صاف پتہ چلا کہ پیٹ کے اندر بچے کی جنبش تیز ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔

اس کے اپنے وجود کا اضطراب اور بے چینی بچے کے وجود میں ڈھل گئی تھی۔۔۔۔اور اس

پورے عرصے میں پہلی بار ____ رملیٰ کو محسوس ہوا کہ ماں اور بچے کا ناتا کیا ہے؟ کیا اسے بچے کی فطرت کہتے ہیں۔یا ماں کا قدرتی روپ ____ ؟ میں جذباتی طور پر پریشان ہوں تو بچہ اپنی جگہ بے کل ہے۔۔۔۔یہ بچہ ہوتا ہے ____ اسے دل کا ٹکڑا کہتے ہیں ____ یہ تعلق کے ریشے ہوتے ہیں ____ یہ محسوسات کے بندھن ہوتے ہیں ____

اس نے اپنے ہلتے ہوئے پیٹ پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ لئے۔۔۔۔جیسے اپنے ان دیکھے بچے کو اپنے بازوؤں میں لے لیا ہو۔

اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔۔

صبح ہونے تک رملی بستر میں یونہی بیٹھی رہی ------

جب تک رنج اور غصے کے مارے اعصاب تنے رہے۔ سردی کا بالکل احساس نہیں ہوا۔ سوچ سوچ کر شل ہو چکی ------ اور رو رو کر غصہ نکال چکی تو پھر سارا جسم ایکدم ٹھنڈا ہو گیا جلدی سے قالین پر گری ہوئی رضائی اٹھائی اور اپنے اوپر اوڑھ لی جس قدر رضائی کو لپیٹتی ____ اتنا ہی لرزہ بڑھتا جاتا -------- ہاتھ پیر ٹھنڈے برف ہو گئے۔ حالانکہ آج کل اس حالت میں اس کے ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور پاؤں کے تلوے گرم رہتے تھے۔ اس وقت یوں محسوس ہوا جیسے وہ برف میں دب گئی ہو۔ برف باری کی یہ کیفیت صبح پانچ بجے تک رہی ____

اگر کوئی کتاب اٹھا کر پڑھنے کی کوشش کرتی تو الفاظ برف کے گالے بن جاتے۔ رفتہ رفتہ اس کے دانت بھی کٹکٹانے لگے۔ تب اس نے ہمت کر کے ہیٹر جلایا۔ ہیٹر کے آگے رکھ کے اپنے ہاتھ گرم کئے۔ پھر ان گرم ہاتھوں میں ٹھنڈے یخ پاؤں دبا کر بیٹھی رہی۔ اسے احساس ہوا کہ جینے کے لئے حرارت کس قدر ضروری ہے ____ جانے کب تاریکیوں سے چھن چھن کر فجر کی اذان کی آواز آنے لگی ------

تو سحر قریب ہونے کے احساس سے اس کے مردہ تن میں آپ ہی آپ جان آنے لگی۔

بار بار سوچتی آخر شان بھائی کس نیت سے اس کے کمرے میں آئے تھے ____ ؟ اور انہوں نے اسے کس قماش کی لڑکی سمجھا تھا؟

اف توبہ ____ اس خیال سے اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے۔ آخر شان بھائی جو اتنے شاندار نظر آتے ہیں۔ اس قدر ذلیل کیسے ہو گئے ____ ؟ یہ ٹھیک ہے کہ اس کے چہرے پر لکھا ہے۔ وہ اپنے شوہر کو پسند نہیں کرتی۔ مگر وہ بد دیانت عورت ہرگز نہیں ہے ------

شان بھائی کیا اتنے گھٹیا ہو سکتے ہیں کہ رشتوں ناتوں کا احترام چھوڑ دیں۔

صبح ہو لے۔ ان کی اچھی طرح خبر لوں گی اور پھر پھوپھا جی کو سب کھول سناؤں گی۔ ذرا پتہ

باندھ کے رکھیں۔ اپنے سیف الملوک کو ____

کل ہی روانہ ہو جاؤں گی ------

معاذ کو فون کر دوں گی --------

لعنت بھیجو اس تفریح پر --------

ابھی میری آنکھ نہ کھلتی تو جانے کیا ہو جاتا ____ ؟

بیٹھی اپنے خیالوں سے لڑتی اور الجھتی رہی۔ رات تو جادو کی ایک چادر ہے۔ آتی ہے تو اپنے ساتھ شر اور اسرار کو لے کر آتی ہے۔

مگر صبح کا رنگ نرالا ہے۔

یوں جھانکتی ہے کہ رات کے اندھیروں کے علاوہ دل پر گرے ہوئے منوں بوجھ اپنے آپ ہی سرک جاتے ہیں۔

رات موت ہے اور صبح زندگی ہے!

زندگی کی طرح مسکراتی ہے اور وسوسوں کا لہو کر دیتی ہے۔

صبح کی پہلی آہٹ محسوس کرتے ہی رملی کے جسم میں نئی توانائی آ گئی ------ رضائی کو اچھی طرح اپنے گرد لپیٹا ____ باہر لاؤنج میں کسی کے چلنے کی آواز آئی تھی۔ شاید پھوپھا جی چل پھر رہی تھیں لاڈلی کی ایک چیخ بھی سنائی دی تھی۔ یہ سب سن کر رملی کے تھکے ہوئے اعصاب کو بڑی تسکین ملی۔ رضائی کے اندر منہ کر لیا۔ سانس کی گرمی کا نشہ چڑھا تو وہ بے سدھ ہو کر سو گئی۔

نیند کھلی تو دن کے دس بج رہے تھے اور پھوپھا جی بری طرح دروازہ پیٹ رہی تھیں اور ساتھ میں چلا چلا کر اسے بھی پکار رہی تھیں۔ رملی ہڑبڑا کر اٹھی۔ رضائی کو دور پھینکا اور گرتی پڑتی نے اٹھ کر دروازے کی کنڈی کھولی اور پھر واپس آ کر دھم سے بستر پر گر گئی۔

ہائے رمو ____ یہ تو نے کیا کیا ____ ؟

پھوپھا جی اندر بڑی اچھی آ گئیں۔

رملی نے ڈر کر ان کی طرف دیکھا۔

.. اندر سے دروازہ بند کر لیا ____ ؟

رملی سنبھل گئی۔

تو کیا ہوا ____ ؟

اس سے پہلے دو دفعہ آ کے تجھے جگا چکی ہوں۔ پہلے تو تو کبھی دروازہ بند کر کے نہ سوتی تھی جب کئی بار دروازہ پیٹنے پر بھی تو نے نہیں کھولا تو میں ڈر گئی کہ کہیں تو نے خودکشی نہ کر لی ہو ____

خودکشی ____ ۔۔۔شاید اس کی نوبت آتی پھوبا جی ____!

پھر وہ انگڑائی لے کر بیدار ہو گئی اور اپنے آپ کو سنبھال کے بولی ____

کل رات میں سوتے سوتے ڈر گئی تھی۔اس لئے اٹھ کر دروازہ بند کر لیا۔

اگر ڈر گئی تھی۔تو میرے کمرے میں آ جاتی ____

میں نے آپ کو ڈسٹرب کرنا مناسب نہ جانا۔بمشکل تو آپ سوئی تھیں۔

کل رات پتہ ہے میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔آدھے سر میں مسلسل درد ہو رہا تھا۔

پھوبا جی بولیں ____ کل رات شان نے میرے سر میں خوب مالش کی۔۔۔۔پھر گرم دودھ کے ساتھ مجھے دو گولیاں کھلا دیں۔اس کے بعد میں ایسے سکون سے سوئی کہ بچیوں کے رونے پر بھی نہیں جاگی۔صبح اٹھ کر شان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ انہوں نے دانستہ مجھے نیند کی گولی دی تھی۔تاکہ میں ایک رات آرام کر لوں۔اور خود رات کو اٹھ اٹھ کر بچیوں کو دیکھتے رہے ہیں۔

پھوبا جی محبت سے مسکرائیں۔دیکھ نہیں رہی ہو۔آج میں کتنی تازہ دم لگ رہی ہوں۔ ساری رات گھوڑے بیچ کر سوئی ہوں۔

رملیٰ کے دل میں درد سا اٹھنے لگا۔

ابھی پھوبا جی کو کچھ معلوم نہیں کہ اس خبیث نے کیوں اسے نیند کی گولی کھلائی ____؟

اور اس کے جی میں کیا تھا۔۔۔۔۔؟

افوہ! یہ بیویاں اس قدر بھولی کیوں ہوتی ہیں؟

رنج اور غم سے پھر رملیٰ کے اعصاب میں تناؤ پیدا ہونے لگا اور اس ڈر سے کہ صبح صبح کوئی بات غلط طریقے سے نہ نکل جائے۔وہ ایک دم کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی۔

پھوبا جی آپ ناشتہ رکھوائیں۔ میں غسل خانے میں جا رہی ہوں۔

غسلخانے میں جا کر پھر اسے شان بھائی کی رات والی باتیں یاد آنے لگیں۔وہ پھر غصے سے کھولنے لگی۔۔۔۔پھر ہاتھ پاؤں میں تشنج سا ہونے لگا۔پھر جسم لرزنے لگا۔اسی وقت اسے محسوس ہوا۔اس کے پیٹ کے اندر جنبش تیز ہونے لگی ہے ____

اف میرے خدا ____؟

یہ تعلق ہوتا ہے ماں بچے کا ____

اتنی مضبوط ڈور ہے ممتا کی ____

ذرا احساسات تپش کی زد میں آتے ہیں۔۔۔اندر ہلچل ہونے لگتی ہے۔۔۔منہ ہاتھ دھو کر باہر آ گئی ____

تھوڑی دیر کے لئے پلنگ پر بیٹھ کر لمبے لمبے سانس لینے لگی۔۔۔جیسے اپنے بچے کو تھپک رہی ہو پھر اٹھ کر کنگھی سے بال سنوارے۔کندھوں پر شال ڈالی ____ اور کھانے والے کمرے میں آ گئی۔جمعدارنی لاؤنج میں جھاڑو لگا رہی تھی اور گرم گرم چائے آگے رکھے پھوبا جی اس کا انتظار کر رہی تھیں۔

رملیٰ بھی آ کر ان کے سامنے بیٹھ گئی۔

اور سوچنے لگی۔بات کس طرح شروع کی جائے؟

وہ جانتی تھی یہ بات سن کر پھوبا جی کو ذہنی صدمہ پہنچے گا۔وہ نہ صرف اپنے شوہر سے محبت کرتی تھیں بلکہ ان پر حد درجہ اعتماد بھی کرتی تھیں اسی لئے تو انہیں یوں شتر بے مہار چھوڑ رکھا تھا۔ اور ممکن ہے یہ بات کھلنے کے بعد پھوبا جی شان بھائی پر کبھی اعتماد نہ کر سکیں۔لڑائیوں کا ایک راستہ کھل جائے۔عین ممکن ہے۔بات اتنی بڑھے کہ ان میں ناچاقی ہو جائے پھوبا جی ہمیشہ کے لئے ان کو چھوڑ جائیں۔اس طرح ایک بھرا گھر برباد ہو جائے گا۔

ایک طرف ان کی بہن تھی جس پر شان بھائی نے بری نظر ڈالی تھی۔

دوسری طرف شوہر تھا۔

رملیٰ ذہنی کشمکش میں مبتلا ہو گئی۔

بتائے یا نہیں ____

کیا بات ہے ____؟ پھوبا جی نے رملیٰ کی دلی کشمکش کو اس کے چہرے سے پڑھ کر پوچھا۔اس وقت تم تذبذب میں لگ رہی ہو۔

رملیٰ نے آئی بات منہ پر روک لی اور جلدی سے کہا۔

کچھ بھی نہیں ____ رات مجھے ٹھیک طرح سے نیند نہیں آئی۔طبیعت اب بھی گری گری محسوس ہو رہی ہے۔

کیا مطلب ہے تمہارا ____؟ پھوبا جی نے تردد سے پوچھا۔

جسم میں عجیب سی لہریں اٹھ رہی ہیں۔

ابھی ساتواں شروع ہوا ہے نا؟

پھوپا جی فکرمندی سے بولیں۔

بھئی کچھ نہیں ہوسکتا۔ خدا کے لئے مجھے ڈرانے والی باتیں نہ کرو۔ ابھی میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے چلتی ہوں۔

رملی ہنسنے لگی۔

وہ بات نہیں پھوپا جی۔

تو کیا بات ہے؟

رملی نے چائے کا گھونٹ بھرا۔ ادھر ادھر دیکھا کہ جمعدارنی اس وقت کہاں ہے؟ اور نوکر تو نہیں سن رہا ____

پھوپا جی نے ٹوسٹر میں سے ٹکڑے نکال کر اس کے آگے سرکائے اور اس کی طرف دیکھے بغیر بولیں۔

پہلے بچے کا تجربہ بھی عجیب ہوتا ہے۔ مجھے بھی طرح طرح کے وہم ہوتے رہتے تھے۔ ذرا بچے کی Movement زیادہ ہوتی۔ میں بھاگی بھاگی ڈاکٹر کے پاس جاتی۔ کمر میں درد ہوتا تو رونا شروع کر دیتی۔۔۔ تم فکر نہ کرو۔۔۔ ایسی کیفیات سے عورتیں گذرتی رہتی ہیں!

رملی سر جھکا کر ٹوسٹ پر مکھن لگانے لگی۔

وہ بھلا بات کس طرح شروع کرے ____؟

اور اگر اس بات کو پی جائے تو عین ممکن ہے۔ شان بھائی دوبارہ اسے تنگ کرنے کی کوشش کریں۔

یہ سوچ کر اسے جھرجھری آ گئی۔۔۔۔۔۔۔

اور اگر پھوپا جی کو سب پتہ چل گیا انہوں نے باز پرس شروع کر دی تو ____

اور اس کے جواب میں شان بھائی صاف مکر گئے تو ____

آخر رملی کے پاس کیا ثبوت ہے اس بات کا ____؟

جو آدمی اتنا گر سکتا ہے وہ مکر بھی تو سکتا ہے۔

اس خیال سے رملی لرز گئی۔۔۔ پھر اس کی اپنی وقعت کیا رہ جائے گی۔۔۔ ٹوسٹ پر جیم

لگاتے ہوئے وہ ایک کڑی منزل سے گزر رہی تھی۔

اتنے میں باہر گھنٹی بجی۔ تو ملازم نے آ کر کہا۔

جی دھوبی آیا ہے ____

اسے بٹھاؤ ____ پھوپا جی نے چائے کا آخری گھونٹ پیا اور کھڑی ہو گئیں بولیں۔

رمو! تم ناشتہ کرو میں ذرا دھوبی کو کپڑے دے آؤں ____

رملی ناشتہ کرنے کے دوران برابر سوچتی رہی۔

مگر کسی فیصلے پر نہیں پہنچ رہی تھی۔

کبھی سوچتی ____ ممکن ہے شان بھائی نے محض مذاق کیا ہو۔ کیونکہ وہ مذاق میں بڑی بڑی باتیں کہہ جانے کے عادی تھے ____ ممکن ہے وہ شام کو آ کر خود ہی معذرت کر لیں ____ بات کھول دیں۔۔۔ کہہ دیں کہ انہوں نے تو جان بوجھ کر شرارت کی تھی۔ وغیرہ وغیرہ ____

یہ سوچ کر اسے قدرے اطمینان ہوا۔ اس نے سوچا ____ بہتر ہے وہ شام تک انتظار کر لے جلدی میں اس گھر کے سکون کو برباد نہ کرے۔۔۔۔۔۔

پھوپا جی کس لگن سے اپنے گھر کے معمولات میں مگن ہیں۔ گھر میں ڈوب جانا ہی عورت کے اطمینان کی علامت ہے۔ یہ ننھے ننھے کام ____ ہر روز کے بکھیڑے ____ صبح و شام کی سردردی ____

اگر دل مطمئن ہو تو عورت ان میں لگی رہتی ہے۔۔۔۔۔۔ اور زندگی تمام کر دیتی ہے ____ لیکن گھر میں بے سکونی کی ہوا چلنے لگے۔۔۔۔۔۔ تو معمولات کے سارے ورق اڑ جاتے ہیں۔ اور پھر گھر میں انتشار ہی انتشار نظر آنے لگتا ہے۔

رات کے کھانے پر پھوباجی بہت دیر تک شان بھائی کا انتظار کرتی رہیں۔ عام طور پر شان بھائی شام کے چھ بجے کلب سے ٹینس کھیل کر واپس آجایا کرتے تھے۔ یا زیادہ سے زیادہ آٹھ بجے تک باہر رہتے تھے، مگر آج تو ساڑھے دس بج گئے تھے۔ اب پھوباجی نے سب کو کھانا کھلا دیا تھا اور ان کا کھانا ہاٹ کیس میں رکھ دیا تھا ۔ اندر ہی اندر پھوباجی مضطرب سی تھیں۔ مگر رملیٰ دیکھ رہی تھی کہ بظاہر پھوباجی مطمئن نظر آنے کی کوشش کر رہی تھیں اور ہر کام معمول کے مطابق کر رہی تھیں۔

رملیٰ سلائیاں بنتے بنتے نگاہ اٹھا کر ان کا مطمئن چہرہ مگر ماتھے پر تردد کی تین سلوٹیں دیکھ لیتی ۔ خود بھی دل میں پریشان تھی۔ وہ تو سوچ رہی تھی۔ آج شام شان بھائی شرمندہ شرمندہ اور چپ چپ لوٹیں گے۔ کسی سے نظر نہیں ملائیں گے۔ موقع کے انتظار میں رہیں گے۔ جونہی وہ تنہا ہوگی۔ گڑگڑا کر معافی مانگیں گے اور وہ بھی اس وعدے پر معاف کر دے گی کہ آئندہ وہ کسی دوسری عورت پر بری نگاہ نہیں ڈالیں گے اور نہ اس کی معصوم اور حساس بہن کے ساتھ بددیانتی کریں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔۔۔ مگر وہ تو آ نہیں چکتے تھے ____

رملیٰ کو ویسے بھی آج اپنے کمرے میں سونے سے ڈر لگ رہا تھا۔ جس طرح چور آ کے چلا جائے تو کئی دن تک پھر پر اس کی دہشت طاری رہتی ہے۔ اسی طرح تنہا سونے کے خیال سے جھرجھری آ جاتی۔۔۔۔ عورت کتنا کچا آبگینہ ہے۔ وہ دل میں سوچتی ____ کسی صورت، کسی حالت اور کسی عمر میں اسے قرار نہیں۔۔۔۔۔

رات ہوتے ہی پھوباجی نے اسے خود ہی کہہ دیا تھا کہ

اگر بچوں کی چوں چوں میں تجھے نیند نہ آئے تو بے شک میرے کمرے میں چلی آؤ۔ شان والا پلنگ تو خالی پڑا رہتا ہے ____

زیادہ دیر تک رملیٰ پھوباجی کے ساتھ شان بھائی کا انتظار نہ کر سکی۔ اس لئے اٹھ کے ان

کے کمرے میں چلی گئی۔ اور اطمینان سے سوگئی ____

آدھی رات کے وقت کچھ شور اور ہنگامہ سن کر اس کی آنکھ کھل گئی۔ دل اس کا بدگمان سا ہو گیا۔ اٹھتے ہی نظر پھوباجی کے پلنگ پر گئی۔

وہ اپنے بستر پر نہ تھی۔ ذرا کان شور کی طرف لگائے تو پتہ چلا کہ آوازیں تو باہر سے آ رہی تھیں۔ بلکہ ساتھ والے کمرے سے آ رہی تھیں۔ اس کا مطلب ہے یہ سب تلخ و ترش پھوباجی اور شان بھئی میں ہو رہی تھی۔ تب اسے یاد آیا ____ رات گیارہ بجے تک شان بھائی نہیں آئے تھے۔ جلدی سے اس نے رضائی میں سے ہاتھ نکال کر اپنی کلائی کی گھڑی کو دیکھا۔ اس وقت دو بج رہے تھے۔

اللہ شان بھائی اتنی دیر تک باہر کیا کرتے رہے ____!

پھر اس نے ان آوازوں کو غور سے سننا شروع کر دیا۔ بھلا سنئے تو میاں بیوی میں کس بات پر لڑائی ہو رہی ہے ____

حالانکہ اسے معلوم تھا کن سوئیاں لینا بری بات ہے۔

مگر کل رات کا واقعہ بھوت کی طرح اس کے ذہن پر منڈلا رہا تھا۔ پتہ نہیں شان بھائی کچھ الٹ سلٹ نہ بک دیں۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اسے زیادہ غور نہیں کرنا پڑا۔ رات کے سناٹے میں آوزیں صاف سنائی دے رہی تھیں اور پھوباجی نے یہ غلطی کی کہ دروازہ کھلا چھوڑ گئی تھیں شاید اس خیال سے کہ بچیاں روئیں تو وہ دوڑی آئیں۔

میرا گھر آنے کو دل نہیں چاہتا۔ سن لیا تم نے ____ شان بھائی نے غرا کر کہا۔

کیا ہے اس گھر میں جو آؤں ____ دو ڈھائی سال سے تمہاری منحوس صورت دیکھ دیکھ کر تھک گیا ہوں۔

شان ____ شان ____ پھوباجی دکھ سے بولیں۔

کبھی کبھی تمہیں کیا ہو جاتا ہے ____؟ کل تک تو تم بالکل ٹھیک تھے۔ رات تم اتنی محبت سے پیش آ رہے تھے۔ میرے سر میں مالش کر کے مجھے گولی کھلائی ____ اور اب ذرا میں نے یہ پوچھ لیا کہ اتنی دیر کہاں رہے ____؟ تو تم۔۔۔۔

تم ہوتی کون ہو مجھ سے یہ پوچھنے والی ____ کہ میں اس وقت کہاں سے آ رہا ہوں میرا جب دل چاہے گا اور جہاں دل چاہے گا۔ جاؤں گا ____ اور جب دل چاہے گا آؤں گا

____ یہ میرا گھر ہے۔ اگر تم نے حوالدار بن کر رہنا ہے۔ تو اپنے گھر چلی جاؤ۔

شان ____ پھوبا جی کی آواز میں دکھ ہی دکھ تھے۔

میں تمہاری بیوی ہوں۔ میرے ساتھ اس طرح نہ بولو میں نے کونسی بری بات کی ہے۔ ہر بیوی کو حق پہنچتا ہے وہ اپنے شوہر سے دیر سے آنے کا سبب دریافت کرے۔ اگر تم جاتے وقت مجھے بتا جاتے تو میں کبھی نہ پوچھتی ۔۔۔۔ دس بجے تک تمہارے انتظار میں ہم نے کھانا نہیں کھایا۔ اگر دیر سے آنا تھا تو کم از کم فون ہی کر دیتے ____ رملیٰ کیا کہے گی کہ ____

مجھے کسی کی پروا نہیں ہے۔ شان بھائی جھپٹ کر بولے۔

میں تمہارے بہن بھائیوں کو جوتے کی نوک پر جانتا ہوں۔ اگر وہ یہاں ہمارے معمولات میں دخل دینے آئی ہے تو اسے کہو یہاں سے دفعان ہو جائے۔ میری زندگی اجیرن کرنے کو ایک ہی کافی ہے۔

رملیٰ کو یوں لگا جیسے اس کے کلیجے میں کسی نے گھونسا مارا ہو۔

اس بچاری نے تو کچھ بھی نہیں کہا۔ پھوبا جی کی آواز آپ ہی آپ آہستہ ہو گئی۔ اس غریب کو کیوں بیچ میں گھسیٹ رہے ہو۔ اور کون کسی کے گھر ساری عمر رہنے کو آتا ہے۔

میں نے تم سے پہلے بھی کئی بار کہا ہے کہ اپنے رشتے داروں کو یہاں مت بلایا کرو میں ان کا غلام نہیں کہ ان کی مرضی کے مطابق اپنے دن رات گذاروں تمہیں جو گوارا کر رہا ہوں یہی بہت احسان ہے ان پر ____

(یہ ہیں شان بھائی ____ ؟ رملیٰ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس کی خوشامد کرتے نہ تھکتے تھے۔ اور کیسے کیسے اسے شیشے میں نہیں اتارا)

(اف شوہر کا اتنا گھناؤ روپ ہوتا ہے۔ میرے اللہ)

آہستہ بولو شان ____ پھوبا جی نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ رملیٰ میرے کمرے میں سو رہی ہے۔ کہیں سب سن نہ لے۔

میں اس سے ڈرتا نہیں ہوں اور اگر تم نے زیادہ سوال و جواب کیے تو ابھی دونوں بہنوں کو چٹیا سے پکڑ کر باہر کھڑا کر دوں گا۔ ذلیل عورت ____ مکروہ صورت ____ ایسے مجھے چپک گئی ہے جیسے چاند کو گرہن لگا ہو۔ مجھے بھی لوگوں نے بدصورتی میں اسیر کر دیا۔ تمہاری صورت دیکھ کر قے آتی ہے ۔۔۔۔۔۔۔ چپ چاپ پڑی رہو۔ یہی بہتر ہے تمہارے لئے۔ اور کیا

دوں تمہیں میں ____ دو بیٹیاں دیدی ہیں۔ یہ احسان سمجھو میری طرف سے ____ زیادہ جرح کرو گی تو صاف بتا دوں گا کہ تمہاری صورت بری لگتی ہے۔ اس لئے گھر آنے کو دل نہیں چاہتا ____ اگر مجھے گھر میں رکھنا ہے تو اپنی صورت بدل کے آؤ ____

تقدیر نہیں بدل سکتی تو صورت کیسے بدل سکتی ہے شان ____

یہ کہہ کر پھوبا جی رونے لگیں۔ ان آنسوؤں کی نمی رملیٰ نے اپنے کلیجے پر محسوس کی۔ ایسے لگا جیسے ایک برچھی سی اس کا دل چیر کے گذر گئی۔ پھوبا جی ہرگز بدصورت کہلائے جانے کی مستحق نہ تھیں۔ ان کی کالی کالی لمبی لمبی اور گہری گہری آنکھیں تھیں گھنی پلکوں کی باڑھ نے ان آنکھوں کو مزید پرکشش بنا دیا تھا۔ چھوٹی سی باریک سی ناک تھی جس میں ہیرے کی کیل رہتی۔

بال بھی سیاہ کالے اور گھنے لمبے تھے۔

ہاں صرف ان کا رنگ سانولا تھا۔

مگر اب تو کچھ بھی نہیں تھا۔ نہ پلکوں کا گھنیرا پن نہ آنکھوں میں جگنوؤں جیسی چمک ____ نہ لمبے بال گھٹاؤں سے ____

تو اس طرح جل جل اور رو رو کر پھوبا جی نے دو سالوں میں اپنا آپ تباہ کر لیا تھا۔ ایک طرف بچے پیدا کرنا۔ دوسری طرف شوہر کے کچوکے سہنا ____ ان حالات میں تو حسین سے حسین عورت بھی ختم ہو جاتی۔

اور یہ شان بھائی کا دوسرا رخ ہے۔

شادی سے پہلے وہ اس کی نظر میں ایک آئیڈیل شوہر تھے۔ مہذب ۔۔۔ معطر ۔۔۔۔ شائستہ ۔۔۔۔ اور طرحدار ____ بس آنکھوں میں اپنا دل لئے پھرتے تھے۔ جس کی طرف مست نظروں سے دیکھ لیتے وہ دل تھام کر وہیں بیٹھ جاتی۔

اور پھوبا جی کی طرف دیکھو ____ کبھی بھی تو ان کے ماتھے کی شکن سے ان کا دلی کرب آشکار نہیں ہوا۔ ٹھوکریں کھا رہی ہیں اور سیج سجا رہی ہیں۔

ایک تم بھی ہو رملیٰ ____ ؟

لعنت ہے تمہاری سوچ پر ____ رملیٰ اندر سے لرز گئی۔

اس وقت لاڈلی نے چیخ مار کر کروٹ بدلنا چاہی تو پھوبا جی کے دوڑنے کی آواز آئی ۔۔۔۔ رملیٰ لاڈلی کو چمکارنے کی بجائے جلدی سے رضائی میں گھس گئی۔ مبادا پھوبا جی کو پتہ چل

جائے کہ وہ اس کی باتیں سن رہی تھی۔ اس نے یوں منہ پر رضائی ڈال لی جیسے گہری نیند سو رہی ہے۔ پھوباجی جب اپنے بستر پر بیٹھیں تو ان کے سسکنے کی صاف آواز آ رہی تھی۔ انہوں نے آنسو بہاتے ہوئے لاڈلی کا نیپکن بدلا۔ اسے دودھ پلایا اور پھر اس کی کھاٹ میں لٹا دیا۔ پھر اس کے بعد رضائی اپنے گرد یوں لپیٹ کر بیٹھ گئی۔ جیسے فقیر اپنے حجرے میں بیٹھ کر آنسوؤں کی تسبیح گھماتا ہے۔ رملیٰ نے رضائی میں سے ذرا سا سوراخ بنا کر دیکھا۔ پھوباجی۔۔۔۔۔تن مارے ہارے سادھو کی طرح اشکوں کی دھونی رمائے بیٹھی تھیں۔ اس کا دل چاہا وہ رضائی پرے پھینک دے اٹھ کر بیٹھ جائے۔ اپنی پیاری بہن کو اپنے سلگتے ہوئے سینے کے ساتھ لگا لے اور کہے ____

آ ____ میری ماں جائی میں تیرا درد بانٹ لوں۔۔۔۔۔۔آ۔۔۔۔۔۔۔ میں تیرے سارے آنسو پی لوں۔۔۔۔۔آ میں تجھے اس سنگدل بے مروت اور کمینے انسان سے دور لے جاؤں۔۔۔۔

آ میری بہن آ ____

تیرا میرا درد مشترک ہے۔ سلگنے کا انداز جداگانہ ہے۔

مگر رضائی کے اندر منہ کر کے وہ بھی لگاتار آنسو بہانے لگی۔ پتہ نہیں ایسے میں شرکت غم پھوباجی کی غیرت کو گوارا ہو یا نہ ہو ____

صبح دونوں بہنیں ایک دوسرے سے آنکھ نہیں ملا رہی تھیں۔ پھوباجی بچوں کے کپڑوں کا ڈھیر لگا کے دھونے بیٹھ گئیں۔ تو رملیٰ دونوں بچیوں کو لے کر دھوپ میں جا بیٹھی ____

رات تک انہوں نے صرف سرسری سی گفتگو ایک دوسرے کے ساتھ کی ____ لیکن اپنے اپنے طور پر دونوں نے اپنے آپ کو مصروف رکھنے کا کوئی نہ کوئی بہانہ تلاش کر لیا تھا۔

بلکہ صبح رملیٰ بہت خوفزدہ تھی۔

جب تک شان بھائی کی باتیں نہیں سنی تھیں اور طرح کا خوف تھا۔ اب ان کی گفتگو کا انداز جان کر اس کی جان نکلی جا رہی تھی۔ ایسے گھٹیا آدمی سے ہر گری ہوئی حرکت کی توقع کی جا سکتی ہے۔

بالفرض وہ پھوباجی کو بتائے اور استفسار پر شان بھائی بالکل مکر جائیں۔ بلکہ آپے سے باہر ہو جائیں۔ بقول ان کے دونوں بہنوں کو چٹیا سے پکڑ کر نکال باہر کریں ____ تو ____

تو لوگ کیا کہیں گے؟ زمانہ اس پر کیا الزام دھرے گا ____ یہی نا؟ کہ چند دنوں کے لئے بہن کے گھر گئی تھی ____ اپنی بہن کا ہرا بھرا گھر برباد کر کے آ گئی۔۔۔

بے جی کیا سوچیں گی ____؟

معاذ کے کیا تاثرات ہوں گے؟ ____

ممکن ہے معاذ یہ بھی سوچ لے کہ میرے عرصہ دراز سے شان سے مراسم ہوں گے تبھی تو اسے اب دست درازی کی جرأت ہوئی ____؟

امی ابا جی کو کیا جواب دوں گی ____؟

کتنے لوگوں کو سمجھانا پڑے گا ____ بار بار رونا پڑے گا۔ قسمیں کھانا پڑیں گی سارے رشتوں میں بال آ جائے گا۔

اور پھر پتہ نہیں میری بے گناہی کا کسی کو یقین آئے گا یا نہیں ____ لوگوں کو اس بات کا یقین کیسے دلایا جائیگا کہ میرا دامن بے داغ ہے ____

میں چھینٹوں سے محفوظ رہی ہوں ____ ؟

اور ۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔ شان بھائی دشمنی میں آ کر جانے اور کیا کیا کہہ دیں ۔۔۔؟

بیٹھے بیٹھے رملیٰ سر سے پاؤں تک لرز جاتی ۔ اس کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے ۔ اس کا دل چاہتا وہ یہاں سے بھاگ جائے ۔ مگر کچھ بھی تو اس کے اختیار میں نہ تھا ۔ ابھی تک تو اس کا شان بھائی سے سامنا نہیں ہوا تھا اور نہ اس کا شان بھائی کے سامنے جانے کا ارادہ تھا لیکن سامنا ہو گیا تو پھر کیا ہوگا ____ ؟

ادھر جب پھوپا جی کی ازدواجی زندگی کی طرف دیکھتی تو دل ٹھہرنے لگتا ____ وہ اوپر سے کتنی مطمئن نظر آ رہی تھی ۔ پتہ نہیں کتنے سخت مرحلوں سے گذری ہوں گی ۔ پتہ نہیں اور کتنے کٹھن مقام ان کی زندگی میں آئیں گے ____ ؟

ہائے اللہ کیا ہر عورت اتنی مجبور ہوتی ہے؟

اگلے دو تین دن بڑی کشمکش میں گذرے ____

شان بھائی سے سرسری سا سامنا ہوتا رہا ____ وہ یوں نکل جاتے جیسے جلدی میں ہوں ۔

اور وہ یوں ظاہر کرتی جیسے اس نے دیکھا نہیں ۔۔۔۔

شاید یہی بندوبست ٹھیک تھا ۔

پھر پھوپا جی نے بتایا کہ جمعہ کو وہ لوگ لاہور جا رہے ہیں ۔ تو جیسے اس کے دل کی کلی کھل اٹھی ۔

دو دن پھوپا جی بچوں کے کپڑے اور چیزیں سمیٹتی رہیں ۔ اور وہ ہنس ہنس کر ان کی مدد کرتی رہی ۔

سب سے عجیب بات اسے یہ لگ رہی تھی کہ پھوپا جی ہمیشہ کی طرح ہنس ہنس کر شان بھائی کے آگے پیچھے پھر رہی تھیں ۔ جیسے کبھی کانٹے ان کے راہ میں نہیں آئے تھے ۔ وہ ہمیشہ سے پھولوں اور پتیوں پر چل رہی ہیں ____

وہ آ جاتے تو کھل اٹھتیں ۔ کھانا چاہیے ____ لوازمات ____ لے لے کر ان کے کمرے میں جاتیں ۔ وہ جانے لگتے تو بچھ بچھ کر خدا حافظ کہتیں ____

کیا پھوپا جی حوصلے کا سمندر ہیں؟ ____

یا پھوپا جی بے غیرت ہیں؟ ____

رملیٰ کا دماغ پھٹتا جا رہا تھا ۔ یہ سب دیکھ دیکھ کر ____

بارے جمعہ کا دن آیا اور وہ وہاں سے ریل کار میں سوار ہو گئیں ۔

بچوں کے ساتھ سفر کرنے کا رملیٰ کا پہلا تجربہ تھا ۔ کوئی اور دن ہوتا تو وہ پھوپا جی کو صاف جواب دے دیتی کہ وہ ان کی بچیوں کو ہرگز نہ سنبھالے گی ۔

مگر پھوپا جی کی اندرونی حالت کو جان کر وہ ہر ہر کام میں ان کا ہاتھ بٹاتی رہی ۔۔۔۔۔ بچیوں کو سنبھالتی رہی ۔ بالآخر پھوپا جی نے کہہ ہی دیا ____

رمو تو ساتھ نہ ہوتی تو میں اکیلی مر کھپ جاتی ۔ اسی لئے تو تجھے روک رہی تھی ۔

اور واپسی پہ آپ کیا کریں گی پھوپا جی ____ ؟

واپسی پہ شان لینے آ جائیں گے ۔

پھوپا جی نے یوں بے پروائی سے کہا جیسے شان بھائی ان کے اشارے کے غلام ہوں رملیٰ جانتی تھی شان بھائی سفر میں کیا کریں گے ۔ جو اپنی بیوی کے کمرے میں سونا پسند نہیں کرتے وہ سفر میں اسے کیا آرام پہنچائیں گے ____ ؟

اسٹیشن پر امی جان نے ڈرائیور بھیج دیا تھا ۔ اس لئے وہ دونوں پہلے میکے چلی گئیں ۔ سارا پروگرام رملیٰ نے فون پر معاذ کو بتا دیا تھا ۔ اس لئے رات کے دس بجے معاذ وہیں پر لینے آ گیا ۔ آیا تو امی جان نے زبردستی اسے کھانے پر بٹھا لیا ۔ کچھ دیر گپ شپ ہوتی رہی ۔ پھر معاذ اسے گھر لے آئے ____

بے جی اس کے انتظار میں جاگ رہی تھیں ۔ اٹھ کر اس کی بلائیں لیں ۔ کھانے پینے کو پوچھا اور پھر بولیں ____

کمرے میں چل کر آرام کرو میں وہیں آ رہی ہوں ۔

رملیٰ اپنے کمرے میں آ گئی ۔

مگر وسط میں ہی کھڑی رہ گئی ۔ کمرے کی ترتیب بالکل بدلی ہوئی تھی ۔ اب پلنگ دوسری دیوار کے ساتھ لگا تھا ۔ ڈریسنگ ٹیبل کھڑکی کے پاس آ گئی تھی ۔ صوفوں کا رخ دروازے کی طرف ہو گیا تھا ۔ گلاب کے ادھ کھلے پھول سائیڈ ٹیبل کے گلدان میں پڑے تھے ۔

ڈریسنگ ٹیبل کی ہر چیز چمک رہی تھی ____

کمرے میں ایک زندگی تھی ____ ایک اطمینان تھا ۔ جس کی چھاپ ہر شے پر لگی تھی ۔

رملیٰ کھڑی اک اک شے کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی۔ اگر عورت اپنے گھر واپس آئے اور اسے ہر شے صاف ستھری۔ مسکراتی گاتی ملے تو جی کتنا نہال ہوتا ہے ____؟

اس کا سامان اٹھا کر معاذ اندر آ گیا۔ اور بولا

کمرے کی ترتیب میں نے بدل دی ہے؟

کیوں۔۔۔۔ وہ آہستہ سے بولی۔

موسم بدلنے والا ہے نا؟ اب بستر اس رخ پر ٹھیک رہے گا۔ اور پھر وہ شوخی سے مسکرایا۔ ایک اور بستر کے لئے جگہ کی ضرورت ہوگی؟ ۔۔۔۔۔۔۔۔

رملیٰ نے چونک کر معاذ کی طرف دیکھا ____

تاریک رات میں کوئی ستارہ نہ جل رہا تھا۔

اپنا پیٹ پکڑ کر گھسٹتی ہوئی آئی اور پلنگ پر بیٹھ گئی۔

معاذ باقی ماندہ سامان لینے پھر باہر نکل گیا۔

رملیٰ گم صم سی بیٹھی اک اک شے کو تک رہی تھی۔ یہاں ہر بے جان چیز میں حسن تھا سوائے معاذ کے چہرے کے ____

بے جی تسبیح گھماتی اندر آ گئیں۔۔۔۔۔

کیسی طبیعت ہے وہٹی تمہاری ____؟

جی ____ بس میں بالکل ٹھیک ہوں۔ رملیٰ نے مسکرانے کی کوشش کی۔

مجھے تو تو بہت کمزور لگ رہی ہے۔ چہرہ اترا ہوا ہے۔ آنکھیں اندر کو دھنس گئی ہیں۔ وہاں ڈاکٹر کو دکھاتی رہی ہے۔

جی ____ دکھایا تھا ایک بار ____ مگر آج تو ذرا سفر کی تکان ہے۔

پاؤں اوپر کرلو۔ انہوں نے اس طرح کہا کہ رملیٰ نے جوتا اتار کر جھٹ پاؤں اوپر کر لئے۔

دکھانا ____ بے جی اس کا پائنچہ ہٹا کر بولیں۔ تمہارے پاؤں پہ سوجن بہت ہے کیا وجہ ہے وہٹی ____؟

کچھ نہیں بے جی ____ رملیٰ دونوں پاؤں پلنگ پر رکھ کر گھٹنے جوڑ کر بیٹھ گئی۔

ٹرین میں پاؤں لٹکا کے بیٹھی رہی ہوں نا؟ تو اس لئے سوج گئے ہیں ____

بے جی نے اپنا ہاتھ نکال کر دونوں پاؤں کے اوپر والے حصوں کو ملا ____

یہ کیا کر رہی ہیں بے جی آپ ____؟

دیکھ رہی ہوں سوجن کیوں ہے ____؟

کبھی کبھی پاؤں لٹکانے سے ہو جاتی ہے۔ آپ ہی آپ ٹھیک ہو جائے گی۔ آپ اس طرح ہاتھ نہ لگائیں۔

خیر ہے۔ تو میری بیٹی ہے۔

بے جی نے اس کا چہرہ غور سے دیکھا اور کچھ سوچتے ہوئے بولیں۔۔۔۔۔۔

صبح اپنی ڈاکٹر کو ضرور دکھا لینا۔ ویسے اس وقت تو بہت تھکی ہوئی لگ رہی ہے۔ میرا خیال ہے اب آرام کرو ____

یہ کہہ کر بے جی کھڑی ہو گئیں۔

معاذ رملیٰ کا باقی ماندہ سامان لے آیا اور اسے قرینے سے ایک طرف رکھ دیا بے جی باہر نکل گئیں تو آ کر ان کی جگہ پر بیٹھ گیا۔ اس نے غور سے رملیٰ کے اترے ہوئے چہرے اور تھکی تھکی آنکھوں کو دیکھا۔

تو رملیٰ نے اپنی ٹھوڑی اپنے گھٹنوں پر رکھ لی۔ معاذ اسے چہرے کی طرف سے دیکھتا ہوا قدموں تک آیا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ اس کے پاؤں پر رکھ کو بولا۔

ایسے لگتا ہے تم بہت تھک گئی ہو رملیٰ ____؟

رملیٰ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے کالے سیاہ ہاتھوں کا موازنہ اپنے گورے چاندی سے پاؤں کے ساتھ کرنے لگی ____

پاؤں پر رکھے ہوئے دو ہاتھ کس قدر برے لگ رہے تھے ____

اس کے اندر پھر ابال اٹھنے لگے۔

ٹرین میں سارا وقت وہ اپنے آپ کو لعنت ملامت کرتی آئی تھی۔ بار بار اپنا موازنہ نہ کھو باجی سے کرتی اور شرمندہ ہو جاتی ____ اور اپنے دل کو سمجھاتی ____ کہ اسے معاذ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے۔

جو کچھ بھی ہے معاذ ایک شریف آدمی ہے۔ منکسر المزاج ہے ____ خدمت گزار ہے کتنی مٹھاس ہے اس کی زبان میں ____ اک ذرا صورت ہی بری ہے نا؟ تو کیا اتنی خوبیوں کے آگے وہ صورت برداشت نہیں کرسکتی ____؟

اسے برداشت کرنی چاہیے ____

ایک انسان میں دنیا بھر کی خوبیاں نہیں ہوسکتیں اور پھر صورت بنانے والا تو اللہ ہے

____

ہر طرح سے اس نے اپنے آپ کو سمجھالیا تھا منالیا تھا ۔ اس کی مہربانیوں کو بار بار یاد کیا تھا اور دل میں تہیہ کیا تھا کہ اب اس کے ساتھ اپنا رویہ بدل لے گی ____

مگر اس کی صورت دیکھتے ہی سارے ارادے اور سارے وعدے بھک سے اڑ گئے تھے ۔

اندر وہی لال آندھیاں چلنی شروع ہوگئی تھیں ____ اور اب جو وہ اس والہانہ پن سے قریب آ کر بیٹھا تو رواں رواں احتجاج کرنے لگا ____ نس نس میں درد کی ٹیسیں اٹھنے لگیں ۔ اس نے آنکھیں بند کرلیں ۔

سارا اکڑا وا پانی پپوٹوں کے آس پاس اکٹھا ہونے لگا ۔

واقعی تمہارے پاؤں سوج گئے ہیں ____

اس نے اپنے گرم ہاتھوں کا دباؤ پاؤں پر ڈالا ____ تو رملیٰ کو یہ گرم دباؤ بہت اچھا لگا ۔

واقعی وہ بہت تھک گئی تھی ۔ اور جیسے اس کے پاؤں تھکاوٹ سے چیخ رہے تھے ۔ معاذ نے محبت سے ہاتھ رکھے تو عجیب سا چین ملا ____ سارے جسم میں طمانیت کی لہر دوڑ گئی ۔

رملیٰ کا دل چاہا ۔ وہ معاذ سے کہے ۔ میرے پاؤں اپنی گود میں رکھ لو ____ اور اسی طرح لئے بیٹھے رہو جب تک میں خوابوں کے دیس میں نہ اتر جاؤں ____ ایسے میں اندازہ ہوا کہ ہاتھوں کا لمس تھکے ہوئے اعصاب کو نئی زندگی دیتا ہے ۔

آنکھوں پہ پٹی باندھ کے آنکھ مچولی نہ کھیلو ____

اس کے دل نے کہا ____

آنکھیں کھول کر چلو ____ آنکھیں کھول کر چلنے سے گرنے کا ڈر نہیں رہتا ۔

رملیٰ نے پوری آنکھیں کھول کر معاذ کو دیکھا ۔ کوئی شے گلے میں اٹک گئی ۔

تم آرام کرو رمو ۔ معاذ ایک دم کھڑا ہوگیا ۔

بہت ہی نڈھال لگ رہی ہو ۔

لیٹ جاؤ ۔۔۔۔۔

سو جاؤ ۔۔۔۔۔۔

رملیٰ حیرت سے معاذ کا چہرہ دیکھنے لگی ۔ اس کا چہرہ ایسا تھا کہ دلی جذبات ظاہر نہ کرتا تھا ۔

معاذ نے پائنتی کی طرف رکھا ہوا کمبل اٹھایا ۔

اور بڑے پیار سے بولا ۔

لیٹ جاؤ میں تمہارے اوپر کمبل ڈال دوں ۔

اسے حیرت سے تکتی ہوئی رملیٰ اسی طرح لمبی ہوگئی ۔ چت لیٹ گئی ۔

معاذ نے آہستہ سے کمبل اس کے اوپر اوڑھا دیا ۔۔۔۔۔۔

ایک بتی بجھا دی ____

رملیٰ کی بولتی نگاہوں کو پڑھ کر بولا ۔

آج مجھے دفتر کی کچھ ضروری فائلیں دیکھنا ہیں ۔ وہاں بیٹھ کے لیمپ جلا کے دیکھتا رہوں گا ۔

تم لمبا سفر کر کے آئی ہو ۔ آرام کرو ۔

رملیٰ کو یقین نہیں آ رہا تھا ۔

آنکھیں پھاڑے اسے تک رہی تھی ۔ ٹیلی فون پہ اپنی بے تابیوں کا اظہار کرنے والا ۔ اسے اصرار کر کے بلانے والا ____ جنونی سا مرد اسے کہہ رہا تھا ۔ تم آرام کرو ۔

کتنا عجیب شوہر ہے ۔ رملیٰ نے دل میں سوچا ____

اس کے قریب آنے کے خیال سے رملیٰ کا رواں رواں احتجاج کر رہا تھا اور اب جو اس نے احساس مندی کی نئی روش اختیار کی ____ تو یہ رملیٰ کو پہلے سے بھی عجیب لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔ پتہ نہیں یہ آدمی دلوں کا بھید جان لیتا ہے ____ یا ____ خاموشی کی زبان پڑھ لیتا ہے ۔

انسانیت کے درد سے مالا مال ہے ____ یا خبطی ہے ۔

خیر ۔۔۔۔۔۔

اس کے باغی خیالات کو تو پناہ مل گئی ۔

معاذ ساتھ والے کمرے میں چلا گیا ۔ اور رملیٰ نے بہت آہستہ سے دائیں طرف کروٹ بدل لی ۔

رملیٰ کے بیڈ روم کے ساتھ ہی ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کا دروازہ دونوں کمروں کو ملاتا تھا ۔

یہ کمرہ معاذ نے اپنے دفتری امور کے لئے بنا رکھا تھا ۔ اس میں درازوں والی ایک دفتری میز پڑی تھی ۔ آرام دہ کرسیاں تھیں ۔ فائلوں کے انبار تھے ۔ اور معاذ کے پیشے سے منسلک ہر شے وہاں

تھی۔

ہاں ایک بات اور تھی ____ کام کرنے کے دوران معاذ کو موسیقی سننے کی عادت تھی ____ جس دن وہ سنجیدگی کے ساتھ دفتری کام کرنا چاہتے ____ اس کے کمرے کے چاروں سپیکر دھیرے دھیرے موسیقی اگلنا شروع کر دیتے۔ ایسے جیسے اس کے اردگرد موسیقی کا دائرہ بنا رہے ہوں اور اس دائرے کے اندر وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر کام کیے جاتے۔ جب کافی عرصہ بعد سپیکر ایک دم خاموش ہو جاتے تو رملیٰ کو اندازہ ہو جاتا کہ معاذ نے کام ختم کر دیا ہے۔ اور اب آ رہا ہے۔

کتنے نفیس اور انوکھے شوق ہیں اس بدصورت آدمی کے ____ وہ دل میں سوچا کرتی۔

شاید اپنے بہت سارے کامپلیکس دور کرنے کیلئے اس نے انوکھے نرالے شوق پال رکھے ہیں۔

آج بھی معاذ اسے شب بخیر کہہ کے اپنے اسی چھوٹے سے کمرے میں چلا گیا ____ اور پھر میوزک شروع ہو گیا۔ دھیما دھیما ____ آہستہ آہستہ ____ رگ جاں میں اترتا ہوا جیسے در و دیوار گنگنا رہے ہوں ____ جھوم رہے ہوں ____ سرگوشیوں میں ہنس رہے ہوں ____

دھک دھک دھن دھن ۔۔۔۔۔ دھک دھک دھن دھن ۔۔۔۔۔

رات کے خاموش لمحوں میں موسیقی کا دھیما دھیما شور بہت اچھا لگ رہا تھا۔

بہت پراسرار لگ رہا تھا ____

خیال سج دھج کے آ رہے تھے ____

رملی نے اپنی ہتھیلی پر اپنا رخسار رکھا۔

اور سوچا۔ خوابوں کی کوئی حد بھی ہے ____ کہاں سے شروع ہوتے ہیں۔ کہاں جا کے ختم ہوتے ہیں ____

اجازتوں کی گلیاں کہاں سے شروع ہوتی ہیں ____

ممنوع کی تختیاں کب لگ جاتی ہیں؟

اور جس دیس کا کوئی نام نہیں ۔۔۔۔۔ دل اس دیس میں کیوں جا نکلتا ہے ۔۔۔

اس روز رملیٰ صبح اٹھی ۔۔۔۔۔ تو طبیعت کی بے چینی اور گرانی ایک نئے موڑ پر دکھائی دی۔ جب تک معاذ دفتر نہیں چلا گیا وہ اٹھتی بیٹھتی کام کرتی رہی وہ جب چلا گیا تو آ کر بستر پر لیٹ گئی ____

بستر پر لیٹی تو یوں لگا جیسے ادھر ادھر سب کانٹے بچھے ہوئے ہیں۔ جسم کے ادھڑنے کا احساس سا ہو رہا تھا۔ بیکلی کی سمجھ نہیں آ رہی تھی ____

اور سارا وجود بے گانہ بنا کھڑا تھا۔

تھوڑی دیر اسی طرح لیٹی رہی۔ اور روتی رہی ____

پھر اٹھ کر باہر آ گئی بے جی حسب معمول دوپہر کے لئے سبزی بنا رہی تھیں اور ان کے پاس محلے کی ایک خوش پوش خاتون بیٹھی تھی۔ وہ سلام کر کے چارپائی پر بیٹھ گئی اور دیوار سے ٹیک لگا لی۔

بے جی آپ خود ہی انصاف کریں نا؟ وہ عورت بولی۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے میں دفتر میں بھی کام کروں۔ بچے بھی پالوں اور پھر آ کر گھر سارا کام کروں۔ کم از کم گھر کے کام میں تو شوہر کو ہاتھ بٹانا چاہیے۔

بے جی مسکرائیں۔

یہ دفتر کا کام چھوڑ دو اور لڑائی جھگڑوں سے نجات حاصل کر لو۔

بے جی! آپ تو جانتی ہیں۔ گھر کے آدھے اخراجات میری تنخواہ سے پورے ہوتے ہیں۔

اور نوکری میں نے اپنے شوہر کی اجازت سے کی تھی۔

میں جانتی ہوں بے جی بولیں۔

غور کرو کہ دونوں تکلیفوں میں سے کونسی تکلیف کم ہے اور برداشت کی جا سکتی ہے اس طرح ایک بڑی تکلیف سے چھٹکارا حاصل کر لو۔

بے جی! آپ سوچیں میں نے کس محنت سے اپنی جگہ بنائی ہے۔ بار بار تو نوکری نہیں ملتی نا

______؟

جھلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بے جی نے سبزی کاٹرے ایک طرف رکھ دیا۔

دنیا کا دستور ہے کہ جو جتنا بوجھ اٹھاتا جاتا ہے۔ اس پر اتنا زیادہ بوجھ لادا جاتا ہے۔ جدید عورت کا یہ المیہ ہے ______

اس غریب نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی پرانا لبادہ اتارا۔ روایات کو خیر باد کہا۔ مرد کے ساتھ قدم ملا کر چلنے کی کوشش کی۔ اقتصادی بوجھ کو بٹانے کے لئے میدان میں نکل آئی۔ مگر مرد ان سب باتوں کو کہاں مانتا ہے ______؟ باہر کی دنیا میں وہ عورت کے عمل دخل کو پسند نہیں کرتا اس لئے عورت کی صلاحیت کو نہیں مانتا ______ اور نہ مانے گا ______

تو جھلیو ______ یہ کوشش کیوں کر رہی ہو۔ میں دیکھتی ہوں بے چاری کام کرنے والی عورتیں تپتی دوپہروں میں تھکی ہاری گھر آتی ہیں۔ تو گھر کے بے شمار مسائل جبڑے پھاڑے ان کا استقبال کرتے ہیں۔ دفتر میں جتنا بھی سر کھپا کر آتی ہوں۔ گھر آ کر گھر داری کرنی پڑتی ہے ہر عورت کی استطاعت تو نہیں ہوتی کہ وہ خانساماں یا آیا رکھ لے ______ اس مہنگائی کے دور میں ہر کوئی نوکر نہیں رکھ سکتا۔ اس طرح بچاری عورت دو خانوں میں بٹ جاتی ہے۔ گھر آ کر بچوں کی طرف توجہ دے تو گھر عدم توجہی کا شکار ہوتا ہے۔ اور اگر گھر کو بنائے سنوارے ______ تو بچے بیدل ہو جاتے ہیں۔ بیٹا ایک عورت کتنے کام کر سکتی ہے۔؟ کوئی عورت فولادی تو بنی ہوئی نہیں ہوتی۔ وہ مہینے بعد خواہ کتنی تنخواہ لائے۔ مرد یہ نہیں دیکھتا۔ اک دن اگر سالن خراب ہو تو طعنے دے دے کر اس کا کلیجہ چھلنی کر دیتا ہے۔۔۔۔ پتر یہ ٹھیک ہے تم نے بڑی محنت کر کے دفتر میں ایک مقام پایا ہے۔ اور اب ماشاءاللہ کافی تنخواہ ہو گئی ہے تمہاری ______ مگر اپنی جان کو کیوں مصیبت میں ڈالا ہوا ہے۔ باہر نکلتی ہو۔ موسموں کا مقابلہ کرتی ہو۔ شوہر تمہیں شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس کی جلی کٹی سنتی ہو۔ آرام کا وقت نہیں ہے تمہارے پاس گھر بیٹھ جاؤ آرام سے

۔۔۔۔۔۔۔۔

عورت کو جو آرام گھر کے اندر ملتا ہے وہ باہر نہیں مل سکتا۔ توبہ میں تو یہ دیکھ کر حیران ہوتی ہوں کہ عورتوں نے خواہ مخواہ بے شمار ذمہ داریاں اپنے کندھوں پر لادلی ہیں جن سے یہ مرد بے پروا اور تن آسان ہو گیا ہے۔

دیکھیں نا؟ بے جی ______

وہ عورت ایک دم بھڑک اٹھی۔

ہم لوگ کتنا کام کرتے ہیں۔ صبح اٹھکر پہلے ناشتہ بناتی ہوں۔ پھر بچوں کو تیار کر کے خود تیار ہو جاتی ہوں۔ شبیر تو ناشتہ کر کے اپنے سکوٹر پر دفتر چلے جاتے ہیں۔ میں بچوں کو کار میں بٹھا کر پہلے ان کے سکولوں میں چھوڑتی ہوں پھر دفتر جاتی ہوں۔ دوپہر کو پہلے ان کو سکولوں سے لیتی ہوں پھر بازار سے سودا سلف خریدتی ہوں۔ بجلی کے بل میں جمع کراتی ہوں۔ ٹی وی کا لائسنس میں بنواتی ہوں اور جتنے بل گھر میں آتے ہیں وہ بھی میں جمع کراتی ہوں۔ بچوں کی فیس دینے میں خود جاتی ہوں۔ ان کے استادوں سے میں خود ملتی ہوں۔ کتابیں وغیرہ خریدنا ہوں تو میں بازار جاؤں۔ رات کو ہوم ورک کروانا بھی میری ڈیوٹی ہے۔ پھر شہر رشتہ داروں سے بھرا ہے اگر کہیں سے بلاوا آ جائے تو میں ہی جاؤں۔ شبیر صاحب تو دفتر سے آنے کے بعد تھکاوٹ کا بہانہ کر کے لیٹ جاتے ہیں۔ اور تو اور ______ اگر بچہ بیمار ہو تو میری ڈیوٹی ہے کہ اسے ڈاکٹر کے پاس لے جاؤں نہ مکمل طور پر آرام کرنے کا وقت ملتا ہے اور نہ مقدر میں تفریح ہے۔ اس پر ہر روز کی لڑائی ______ اب تو میں تنگ آ گئی ہوں۔ میں نے شبیر سے کہہ دیا ہے کہ ہمیں علیحدہ ہو جانا چاہیے۔

او بے وقوف!

بے جی نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ ہر مسئلے کا حل علیحدگی نہیں ہوتا تو بچوں والی ہے علیحدگی کے بعد اور طرح کے ہزار مسئلے اٹھ کھڑے ہوں گے تو یہ سوچ لے کہ وہ اسی طرح بولتا رہے گا اور تجھے گذارہ کرنا ہوگا۔ وہ عورت زیادہ آرام میں تھی جو گھر کے اندر رہتی تھی۔ مگر اس وقت بھی وہ کمبخت مطمئن نہ تھی۔ اب تم لوگ باہر نکل آئی ہو اور اپنی ہمت سے بڑے بڑے کام سنبھال لئے ہیں تو حوصلہ بھی بڑا رکھو۔

مگر بے جی۔ کسی بات کا کوئی صلہ تو ہونا چاہیے۔

تم کو باہر آنے کا صلہ مرد نہیں دے گا۔ خود آئی ہو تو خود اس کی قیمت بھی ادا کرو۔ عورت کو جب گھر کے اندر رہنے کو کہا جائے تو اسے بہت غصہ آتا ہے اور وہ سمجھتی ہے اس کی ترقی کی راہیں مسدود کی جا رہی ہیں۔ نہیں پتر یہ بات نہیں ہے ______ میں کوئی زیادہ پڑھی لکھی نہیں ہوں۔ میں تو صرف اتنا جانتی ہوں کہ عورت نازک ہے۔ نفیس ہے۔ خوبصورت ہے اس کو نازک اور نفیس کام کرنے چاہئیں۔ اپنی زندگی آرام اور چین سے بسر کرنی چاہیے۔ بچے پالنا اور گھر داری کرنا

بڑے مشقت کے کام ہیں۔مگرانہی کاموں میں اس کی راحت ہے۔اتنی ذمہ داریاں نہیں اٹھائے گی تو مرد خود بخو ڈھیک ہو جائے گا ______

بے جی ______ آپ ہمیشہ مرد کی حمایت میں بولتی ہیں۔

اس عورت کو غصہ آ گیا۔

بے جی ہنسنے لگیں۔

اچھا تو اپنا غصہ تھوک دے۔ میں آؤں گی کسی دن تیرے گھر ______ شبیر سے بات کروں گی مگر دیکھو ______ لڑائی جھگڑے کے دوران علیحدگی کا لفظ بالکل استعمال نہیں کرتے۔خواہ میاں بیوی میں کتنی شدید لڑائی ہو رہی ہو۔ یہ لفظ زبان پر نہیں لاتے۔ یہ لفظ فاصلے پیدا کرتا ہے محبتوں کی جڑیں کاٹ دیتا ہے ______ ازدواجی زندگی میں محبت ایک فصل کی طرح اگتی ہے۔بعض اوقات جب اس فصل کو حالات کی کھاد اور احساس کی گرمی نہ ملے تو اس کی نشوونما رک جاتی ہے۔لیکن جب تم نئے لوگ ہر لڑائی کے بعد طلاق کا لفظ زبان پر لانے لگتے ہو۔تو یہ فصل گل سڑ جاتی ہے ______ فصل کا دھیان رکھنا چاہیے ______ اس پر نکھار کا موسم ضرور آتا ہے

رملیٰ جو بڑی بے زار سی شکل بنائے بیٹھی تھی۔ بڑے غور سے بے جی کا چہرہ دیکھنے لگی۔کیا یہ اگلے وقتوں کے لوگ اتنے گہرے ہوتے ہیں؟

میں جاؤں اب بے جی ______ وہ عورت کھڑی ہوگئی۔آپ سے بات کر کے تسلی ہو جاتی ہے۔اسی لئے آ بھی جاتی ہوں۔

اچھا کرتی ہے۔زندگی میں کوئی ایسا آدمی ضرور ہونا چاہیے۔جس سے آدمی دل کی بات کہہ سکے۔رنج اور غصے اندر نہیں رکھنے چاہییں۔ یہ انسان کی خوبصورت عادتوں کو کھا جاتے ہیں۔اور ان کی جگہ انسان کے اندر کینہ بغض اور تعصب لے لیتا ہے۔تم نے دیکھا نہیں لوگوں میں اب کتنا حسد آ گیا ہے۔کیونکہ لوگ ایکدوسرے کے خلاف اندر ہی اندر کھولتے رہتے ہیں

پر بے جی ______ دنیا میں کتنے لوگ ہیں جن پر کوئی بھروسہ کر سکتا ہے۔

یہ بھی تو ٹھیک کہتی ہے۔دل کی بات کوئی ظرف والا ہی ہضم کر سکتا ہے۔دل کی بات کہنے کے لئے صحیح آدمی کا انتخاب کرنا چاہیے۔

بے جی ______ وہ عورت بولی اللہ کا شکر ہے۔آپ مجھے مل گئی ہیں۔قسم خدا کی ورنہ

میں پاگل ہو جاتی۔جس رات لڑائی ہوتی ہے۔صبح دفتر نہیں جاسکتی۔بس آپ کے پاس آ کر بیٹھ جاتی ہوں۔اور ایک ایک بات بتا کے چین ملتا ہے۔

یہی رویہ ٹھیک ہے۔بیٹی ______ اس کام کے لئے گھر کے بزرگ ضروری ہوتے ہیں جن سے تم لوگ دور بھاگنا چاہتی ہو۔بزرگ اور کسی کام کے قابل ہوں یا نہ ہوں ۔مگر ان کے دل میں اتنی وسعت اور گہرائی ہوتی ہے کہ تمہاری ہر بات اپنے سینے میں دفن کر لیتے ہیں۔ان کے نحیف و نزار سینے راز کے کنوئیں ہوتے ہیں ان کے پاس ان کی ساری عمر کا تجربہ ہوتا ہے۔ یہ بزرگ جب تم لوگوں کو کسی بات سے منع کرتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ وہ اپنے آپکو بہت عقلمند سمجھتے ہیں بلکہ انہوں نے ماضی میں جو غلطیاں کی ہوتی ہیں ان کی روشنی میں تم لوگوں کو غلطیاں کرنے سے روکتے ہیں۔زندگی کے ہر تجربے کا ردعمل ایک دم سامنے نہیں آ جاتا بڑھاپا ایک بازگشت ہے۔ جب آدمی ضعیف ہو کر ایک طرف بیٹھتا ہے۔تو اسے گزری زندگی آئینے کی طرح نظر آنے لگتی ہے کس بات کا کیا نتیجہ نکلا ______ ؟ یہ تجربات کی ڈگر سے گذر کے پتہ چلتا ہے۔اگر گھر کے بزرگوں پر بھروسہ کیا جائے۔انہیں اپنا راز دار بنایا جائے اور ان کے تجربوں سے روشنی ادھار لی جائے تو زندگی آسان ہو سکتی ہے۔

بے جی آپ مانیں یا نہ مانیں ______ وہ عورت بولی۔

میں نے آپ جیسے سیانے بزرگ بہت کم دیکھے ہیں۔ایک میری ساس بھی ہیں۔اپنی جوان بہوؤں سے بس حسد ہی کرتی رہتی ہیں------

ہائے وہی ساس بہو کی رقابت ______

بے جی سبزی کا ٹرے پکڑ کے کھڑی ہوگئیں------

ایک دوسرے کے قریب رہنے کے لئے ایک دوسرے کو سمجھنا ضروری ہوتا ہے۔

اچھا اب تو جا ______ میں پھر کسی روز تیرے ساتھ بات کروں گی۔

جاتے جاتے اس عورت نے رملیٰ کی طرف دیکھا ______

اور بولی ______

بے جی! آپ بڑی خوش نصیب ہیں۔آپ کو بڑی اچھی بہو مل گئی ہے۔

کیسی ہو رملیٰ ______ اس نے پھر رملیٰ سے پوچھا۔

رملیٰ جیسے زبردستی مسکرائی اور بولی۔

ٹھیک ہوں جی ______

ہاں آج کل بیچاری بیزار ہو رہی ہے بڑے واہیات دن ہوتے ہیں یہ ابھی تمہیں آگے آگے پتہ چلے گا کہ عورتوں کو کیا کیا بھگتنا پڑتا ہے۔ شادی بس ایک سہانا سپنا ہے۔ زیور اور کپڑے کے پس پردہ ساری سر دردی ہے۔

یہ کہہ کر اس نے خدا حافظ کہا اور باہر نکل گئی۔

مگر بے جی نے جو اچٹتی سی نگاہ رملی پر ڈالی تھی۔ تو ان کی وہ نگاہ وہیں اٹک گئی ـــ

جب وہ عورت باہر نکل گئی۔ تو بے جی رملی کے قریب آئیں۔ بڑے تردد سے اس کا چہرہ دیکھا۔ پھر اس کے پاس چارپائی پر بیٹھ گئیں۔

کیا بات ہے وہٹی ــــ انہوں نے اس کی آنکھوں میں اپنی تجربہ کار بوڑھی آنکھیں گاڑ دیں۔

تیرا سارا چہرہ نیلا ہو رہا ہے ______؟

رملی تو جیسے پھٹ پڑنے کو بے قرار بیٹھی تھی بے جی کا ہاتھ تھام کے چیخ اٹھی ـــــ

بے جی نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔ ٹھنڈا برف ہو رہا تھا۔ اپنے ہاتھوں سے پسینہ پونچھا اور اسے لٹا دیا ______

اس کے رخسار پر ہاتھ رکھ کر پوچھا ______

کب سے ہے یہ حالت ______؟

پچھلی رات سے ______

پچھلی رات سے ــــ اور تو نے مجھے بتایا نہیں ـــ ہائے ہائے یہ لڑکیاں ـــ

بے جی پریشان ہو کر کھڑی ہو گئیں۔

آخر مجھے بتایا کیوں نہیں ______؟

ہائے بے جی ______ رملی بلک بلک کر رونے لگی۔ اب برداشت نہیں ہوتا۔ دیکھیے گا میں مر جاؤں گی ـــ آج میں ضرور مر جاؤں گی۔

جھلی ـــــ بے جی پھر ٹپٹا کر اس کی چارپائی پر بیٹھ گئیں۔

منہ سے خیر کا کلمہ نکال ــــ اللہ اللہ کر ______ ابھی سب ٹھیک ہو جائے گا

ابھی ــــ ابھی ـــــ دیکھنا تو سہی ـــــ

لیکن بے جی کو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ ایک دم بوکھلا گئیں۔ رملی تکلیف سے تلملا رہی تھی۔ اور اس کی گھٹی گھٹی چیخیں انہیں اور بھی مضطرب کر رہی تھیں۔ کبھی اندر جاتیں اور کبھی باہر آ جاتیں ______

بے جی ــــ بے جی ـــــــ رملی روتے روتے بولی۔

پلیز میری امی کو بلا دیں ______ بلا دیں نا؟ میری امی کو ______ ورنہ میں مر جاؤں گی۔

اسی وقت بے جی کو معاذ کا خیال آ گیا۔

فوراً اندر گئیں۔ معاذ کے دفتر میں فون کیا۔ اتفاق سے وہ مل گیا۔ اسے فوراً گھر آنے کا کہہ کے بے جی باورچی خانے میں چلی گئیں۔ انہیں معلوم تھا اب کیا کرنا ہے۔ انہوں نے چولہے پر تھوڑا سا دودھ رکھ دیا۔ دودھ میں ایک چمچ دیسی گھی کا ڈالا۔ ایک چھوہارا بھی کتر کے ڈال دیا۔ پھر چٹکی سونف اور سفید زیرے کی ڈالی ______ جب ابال آ گیا تو چٹکی بھر ہلدی بھی ڈال دی خوب جوش دلا کر دودھ کو پیالے میں ڈالا اور رملی کے پاس لے آئیں۔

یہ کیا ہے بے جی ______؟

دودھ ہے بس ______ اسے پی لو۔ اس سے درد تیز ہو جائیں گے۔

بے جی ______ رملی چیخنے لگی۔ آپ کیا ظلم کرتی ہیں۔ میری پہلے ہی جان نکلی جا رہی ہے اور آپ کہتی ہیں درد تیز ہو جائیں ــــــ کیوں مارنا چاہتی ہیں مجھے ______ ـــ

بیٹی بیٹی ــــ بے جی نے پیالہ تپائی پر رکھ دیا اور اس کو سہارا دے کر اٹھایا۔

تم ابھی ناتجربہ کار ہو۔ وہاں پتہ نہیں ہسپتال میں کتنی دیر لگ جائے ______ وہ ٹیکہ لگا کے تمہیں ایک جگہ ڈال دیں گی۔ یہ گرم دودھ پی لو گی ـــ تو جلدی سب ہو جائے گا۔ اٹھو ______ شاباش ______ ضد نہیں کرتے ـــــ

اٹھو ـــــ اٹھو ـــــ

رملی نے جب اٹھنے کی کوشش کی تو کئی ہزار برچھیاں اس کی جسم میں کھب گئیں آنکھوں کے آگے اندھیرا آ گیا۔ زمین و آسمان گھومنے لگے ______ اپنا آپ اپنے ہاتھوں سے چھٹنے لگا ـــ کیسی کڑی مسافت تھی کہ چل بھی نہ رہی تھی۔ پھر بھی تھکن سے چور چور تھی ______

جوڑ جوڑ الگ ہو رہا تھا ______ اور ہمت جواب دے رہی تھی ______ سانس پھول رہی تھی ---- پتہ نہیں بے بسی کا کونسا مقام تھا ______ اس کی آنکھوں سے جھڑی لگی تھی ۔ایسے لگتا تھا بس دم نکلنے والا ہے۔

امی کو فون کیا آپ نے ______ ؟

اس نے ایک گھونٹ دودھ پی کر یوں سر اٹھایا جیسے نزع کے وقت اپنی ماں کو دیکھنا چاہتی ہو۔

نہیں ______ بے جی نے آہستہ سے کہا۔

کیوں ---کیوں ______ رملی نے ہاتھ مار کر ذرا سا دودھ گرا دیا۔

میں مر رہی ہوں اور آپ میری ماں کو نہیں بلاتیں ______

پہلے تم یہ دودھ پی لو ______ میں پھر جا کے فون کروں گی ______

رملی نے بے دلی سے گھونٹ گھونٹ کر کے دودھ پیا ______ دودھ اس طرح گلا چیر کر جا رہا تھا جیسے ہر گھونٹ کے ساتھ خنجر کی دھار اندر جا رہی ہو---اندر باہر کوئی ستانے کا مقام نہ تھا ______ درد کا ایک بگولا تھا جس نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔سکون کی زمین پر قدم نہ ٹکتے تھے اور وہ درد کے گرداب میں پھنسی لحہ بہ لحہ فضا میں معلق ہوئی جا رہی تھی۔

اس وقت اسے اپنی زندگی بہت پیاری لگی۔اپنی ذات دنیا کی ہر شے سے قیمتی لگی۔اس کی آنکھوں میں ایک خاموش التجا اتر آئی ______

مجھے بچالو ______ کسی طرح مجھے بچالو ______

اس احساس کے ساتھ ہی ماں کی گود میں چھپ جانے کی تمنا جاگ اٹھی ______

ماں کی گود ______ جو زندگی کے ہر کٹھن اور کڑے لمحوں میں یاد آجاتی ہے ______

جو عافیت کی چھایا ہے ______ اور جس گود میں منہ چھپا کر انسان دنیا کے ہر غم سے بے نیاز ہو جاتا ہے ______

پلیز امی کو فون کر دیں بے جی ______

رملی نے رکتی سانسوں کے درمیان کہا ______

اچھا---بے جی نے پیالہ اٹھایا اور خاموشی سے اندر چلی گئیں ______

بے جی کے اٹھتے ہی درد کی ایک لہر آئی ______ اور رملی زور سے چیخی ______

بے جی واپس آگئیں ---پاس بیٹھ کے انہوں نے رملی کے دونوں کندھے پکڑ لئے

______

اس ایک لمحے میں جب کرب کا دریا اسے ایک نامعلوم جہاں کی طرف بہا لے جانے والا تھا۔اس نے اپنی سوجی سوجی اور آنسوؤں سے بھری ہوئی آنکھوں کو کھول کر آسمان کی طرف دیکھا اور آنسوؤں کی زبان میں التجا کی ______

______

خدایا! مجھے ---- مجھے بچالے ---میں جینا چاہتی ہوں ______ ابھی---

ابھی نہیں---خدایا ______ خدایا ______ خدایا ______

اور پھر نڈھال ہو کر اس نے سر تکیے پر رکھ دیا۔

اس کے بعد کافی دیر تک سکون رہا اور بے جی اندر جا کر بچے کا سامان اکٹھا کرنے لگیں ----

اسی وقت گھبرایا ہوا سا معاذ گھر کے اندر داخل ہوا---

گھبراہٹ میں اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔اور ایسے میں وہ کچھ اور بھی بے ہودہ لگ رہا تھا ______

رملی نے اپنی نیم وا آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا ______ تو خوف اور وسوسوں میں گھرے دل میں ایک کانٹا سا چبھ گیا۔اس شخص کیلئے تو خدا سے زندگی مانگ رہی ہے---

کیا ہوا ہے رمو ______ معاذ ایک دم اس کے قریب بیٹھ گیا۔

رملی نے اپنا بازو اپنی روتی ہوئی آنکھوں پر رکھ لیا---کیا بتاؤں کیا ہوا ہے؟

رملی پھر رونے لگی۔

جو بھی ہو رہا ہے تمہارے کارن ہو رہا ہے ______ کون سا درد گھناؤنا ہے یہ نہیں جانتی ---تھوڑی دیر پہلے زندہ رہنے کی خواہش جاگ گئی تھی ---زندگی پیاری لگی تھی ______ دنیا خوبصورت لگی تھی ______

تم آئے ہو تو ______

وہ سسکنے لگی---

دعا بیچ راہ کے حیران کھڑی ہے ______

انسان کتنا متلون مزاج ہے ______ پل میں زندگی مانگتا ہے۔پل میں موت ______ آسمان ششدر ہے۔کس دعا کے لئے دروازہ کھولے ______ کس دعا

کے لئے دروازہ بند کر دے ____ ساری دعائیں آسمان کے نیچے کھڑی انسان کو کوستی ہیں ____

رملیٰ نے ادھر ادھر سر پٹکا۔۔۔۔

مجھے نہیں چاہیے زندگی ____ مجھے نہیں چاہیے بچہ ____

بس۔۔۔۔۔بس۔۔۔۔۔۔

اسی وقت معاذ نے اس کا ٹھنڈا برف ہاتھ پکڑ لیا۔

رمو سب ٹھیک ہو جائے گا جان ____

اس نے اتنے پیار سے کہا۔ جیسے اردگرد دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہوں۔ کتنا ملائم تھا اس کا لہجہ ____ کتنی یقین دہانی تھی اس کے ہاتھ کے لمس میں ____ اس کی پور پور احسان مندی کا اظہار کر رہی تھی ____

اس کی سانس کی خوشبو رملیٰ کے چہرے پر گر رہی تھی ____ اور صاف کہہ رہی تھی۔

محبتوں کو مجسم کرنے کے موسم کرب کی آندھیوں میں لپٹے ہوتے ہیں ____ اپنا وجود تقسیم کرتے ہوئے اذیت کی انتہا سے گذرنا پڑتا ہے۔۔۔۔اس طرح ہم تعلق کی ایک اٹوٹ ڈور باندھتے ہیں۔ ایک دوسرے کے خون سے گرہ لگاتے ہیں ____ ایک دوسرے کی روح کے آرپار ہو جاتے ہیں ____

جس کی بہار سے پہلے۔۔۔۔نازک پل صراط آتے ہیں۔

میں یہاں تمہارے ساتھ ہوں۔ تمہارے دل کے قریب۔۔۔۔اپنے پیارے کو تکلیف میں مبتلا دیکھنا سب سے بڑی اذیت ہے ____ جب تم درد بانٹ نہیں سکتے۔۔۔اور جب تمہیں درد کی انتہا کا علم ہے۔ تو تم بن چھری کے ذبح ہو جاتے ہو۔۔۔۔تڑپ تو میں بھی رہا ہوں۔ مگر کچھ اور طرح سے ____

عذاب میں تو میں بھی مبتلا ہوں ____ روح تو میری بھی اذیت کے سوا نیزے پہ ٹنگی ہے۔ جان تو میری ہی نکل رہی ہے ____

مگر دونوں کا انداز جداگانہ ہے ____

میں اپنی ساری عقیدتوں کے چراغ جلا کر نس نس سے تمہاری زندگی کے لئے دعا مانگوں گا

زندگی۔۔۔۔زندگی۔۔۔۔مجھے نہیں چاہیے زندگی۔۔۔۔۔۔

رملیٰ پھر زاروقطار رو رہی تھی۔

بے جی کپڑوں کی ٹوکری اٹھائے باہر آئیں تو معاذ کو وہاں بیٹھے ہوئے دیکھا۔

جلدی کرو معاذ یہ سامان موٹر میں رکھو اور رملیٰ کو ہسپتال لے چلو ____

لیبر روم میں جانے سے پہلے رملیٰ نے ایک بار پھر بے جی سے پوچھا ____

بے جی ____ میری امی کو فون کر دیا ہے ____

کر دیا ہے ____ بے جی نے آہستہ سے کہا ____

اور پھر تسبیح لے کر دروازے کے ساتھ کھڑی ہو گئیں ____ معاذ باہر نکل گیا۔۔۔

ہسپتال کی عمارت سے نکل کر ہرے بھرے لان میں اتنی دور نکل گیا۔ جہاں اسے رملیٰ کی چیخیں نہ سنائی دیں ____

کتنی دلخراش چیخیں تھیں۔ جیسے کوئی اس کی من موہنی چاند سی رملیٰ کی کھال اتار رہا ہو

اسی لئے شاید ماں کو اتنا بڑا درجہ دیا گیا ____

جب وہ درختوں کے ایک نیم تاریک جھنڈ میں پہنچ گیا تو اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا مصلےٰ گھاس پر بچھا دیا ____

اور اپنی اک اک سانس کے ساتھ ____ اللہ سے اپنی رملیٰ کی زندگی کی بھیک مانگنے لگا۔ نوافل پڑھتے پڑھتے اس نے نگاہ اٹھا کے سامنے دیکھا تو انٹرنس والے گیٹ پر بے جی کھڑی ادھر ادھر دیکھ رہی تھیں ____

معاذ نے جلدی سے مصلےٰ لپیٹا اور ان کی طرف بھاگا۔ دل میں وسوسوں کا ایک ہجوم تھا اور دل بری طرح دھک دھک کر رہا تھا۔

تیز تیز قدم اٹھاتا ہکا بکا سا جب وہ قریب پہنچا تو بے جی اسے دیکھ کر ہنس پڑیں۔۔۔

کیا بات ہے بے جی ____؟

وہ بے جی کی ہنسی کا مفہوم بھی سمجھنے سے قاصر لگ رہا تھا۔

اللہ کا کرم ہوا ہے آجاؤ ____

بے جی ہسپتال کے کوریڈور میں مڑ گئیں۔ معاذ بھی ان کے ساتھ ہولیا۔

بہت کچھ پوچھنے کو دل مچل رہا تھا ______ مگر کچھ بھی پوچھنے کا ڈھنگ نہیں آ رہا تھا۔

لیبر روم کے باہر پہنچ کر بے جی نے معاذ کی طرف دیکھا۔ ان کے چہرے پر خوشیوں کے چراغ جل رہے تھے ______

اللہ کا بڑا احسان ہے۔ پوتا دیا ہے اللہ نے مجھے ______

ارے ______ معاذ ایک دم چونکا۔۔۔۔۔۔۔

سب بہت جلدی لگا اسے۔۔۔۔۔ بہت خوبصورت ۔۔۔ عجیب۔۔۔

بے جی اسے خبر سنا کر اندر جانے لگیں۔۔۔ تو وہ بے تاب ہو کر ان کے پیچھے لپکا۔

بے جی رملی کیسی ہے ______؟

بے جی۔۔۔۔ رملی تو ٹھیک ہے ______؟

بے جی رملی کا کیا حال ہے۔۔۔۔۔۔۔؟

مگر بے جی نرس سے باتیں کرنے میں مگن تھیں۔

اس وقت نقاہت سے چور اور تھکاوٹ سے ریزہ ریزہ رملی کے کان میں معاذ کی آواز پڑ گئی۔

وہ پوچھ رہا تھا۔

بے جی ______ رملی تو ٹھیک ہے نا؟

مبارک ہو سر آپ کا بیٹا ہوا ہے۔ نرس نے قریب سے گزرتے ہوئے کہا۔

مگر سسٹر میری بیوی کیسی ہے ______؟

نرس ہنس کر قریب سے گزر گئی۔

اب تو جی بالکل ٹھیک ہے ______

معاذ کی آواز نے رملی کو زندگی کا احساس دلایا ______ تھوڑی دیر پہلے جب زبردست طوفان اٹھا تھا۔ اس نے ایک بار پھر اپنی ماں کی تمنا کی تھی ______ اس خیال سے کہ شاید اس کی ماں اسے اس عذاب سے بچا لے گی۔ لیکن اس عذاب سے گزرے بغیر تو کوئی ماں نہیں بن سکتی ______

پھر ایک نرم سی آواز آئی تھی۔۔۔۔۔۔

اور اس کے ساتھ ہی سکون کے بادل چھا گئے تھے۔۔۔۔۔

ڈاکٹر نے بڑی دیر کے بعد اسے بتایا ______ کہ تمہارے بیٹا ہوا ہے ______

اف ______

اس نے اپنی تھکی ہوئی پلکوں کے سائبان ڈھیلے کر دیئے۔۔۔۔۔۔

نہ تو بچے کو دیکھنے کی تمنا جاگی ______ نہ دل میں کوئی ہلچل اٹھی۔ شکر ہے کھولتے لاوے سے نجات ملی ______

یوں لگ رہا تھا ایک زمانے سے پاپیادہ چلتی آ رہی ہے ______ اور اب تھک کے سو جانا چاہتی ہے ______

اور جب انجکشن کے اثر سے نیند کے پاتال میں اترتی جا رہی تھی تو ایک بھیانک خیال کا کوڑا لگا کر ______ اور اس کے زخمی تن میں پھر درد کی لہریں اٹھنے لگیں ______

وہ ایک بدصورت بچے کی ماں بن گئی تھی۔۔۔۔۔۔ ایک اور کریہہ المنظر انسان کو اس نے جنم دے دیا تھا۔ دنیا کی بدصورتی میں اضافہ کر ڈالا تھا۔ تبھی تو کسی نے اسے بچہ نہیں دکھایا ______ وہ دور پالنے میں پڑا ہوا تھا اور ایک نرس اس کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔

بے جی مسکراتی ہوئے نرس کے پاس جا کھڑی ہوئیں۔ اور بڑے اترائے ہوئے انداز میں کہنے لگیں۔

بالکل میرے معاذ پہ گیا ہے ______ چھوٹا سا معاذ لگ رہا ہے مجھے ______

وہ پیدا ہوا تھا تو ایسا ہی تھا۔

اف۔۔۔۔۔۔

اف۔۔۔۔۔۔

رملی نے اپنے سر کو ادھر اُدھر مارا۔

جی اب تو سارا کام ختم ہو گیا ہے۔ اب کیوں بے چین ہو رہی ہیں آپ ______

نرس نے اس کے اوپر سفید چادر ڈالتے ہوئے کہا

تو رملی نے اپنے خشک اور نیلے ہونٹوں پر زبان پھیری۔۔۔۔

چلیے آپ کو آپ کے کمرے میں چھوڑ آئیں۔

دو نرسوں نے مل کر اسے اسٹریچر پر ڈالا ______ اور اسٹریچر دھکیلتے ہوئے لیبر روم سے باہر نکل آئیں۔

باہر دروازے کے پاس معاذ کھڑا تھا۔ منتظر اور مضطرب ______

اسے دیکھ کر آگے بڑھا ______ شاید اس کا دل چاہ رہا تھا کہ رملیٰ کو ہاتھوں میں بھر کے کلیجے میں چھپا لے۔ مگر رملیٰ نے اپنی آنکھیں بند کر لیں ـــــ۔ نرس بڑی مشاقی سے گول گول دائروں میں اسٹریچر کو گھسیٹتی ہوئی اوپر کی منزل میں لے جا رہی تھی۔ مگر رملیٰ کو یوں محسوس ہو رہا تھا۔

ساری دنیا اس کے اردگرد گھوم رہی ہے ______ ساری دنیا اس کی طرف دیکھ رہی ہے ______ ساری دنیا کہہ رہی ہے۔ دیکھو یہ عجیب الخلقت بچے کی ماں ہے ______

دیکھو ـــــــــ دیکھو ـــــ

اس نے دنیا کو کیا دیا ______؟

ہسپتال کے دستور کے مطابق پورے چوبیس گھنٹے بچہ ماں کے پاس نہیں لایا گیا۔ بس تھوڑی تھوڑی دیر بعد بے جی کمرے سے نکل جاتیں اور بچوں والے کمرے میں جا کر اپنے پوتے کو دیکھ آتیں۔

پھر آ کر کہتیں۔ کم بختیں کہیں میرا بچہ بدل نہ دیں ______

اے کاش بدل دیں۔ سوئی ہوئی رملیٰ سوچتی۔ بے جی کے علاوہ کسی نے بچے کا ذکر نہیں کیا تھا۔ کل سارا دن امی بھی یہاں رہی تھیں۔ امی اس وقت آئیں جب وہ اپنے کمرے میں پہنچ چکی تھی۔

اور ان کے آنے سے پہلے بے جی نے اس کی پیشانی چوم کر اسے بتایا تھا کہ

میں نے بچہ ہونے کے بعد تیری ماں کو اطلاع دی ہے۔

کیوں بے جی ______ رملیٰ نے کمزور آواز میں پوچھا۔ اگر میں مر جاتی تو

______

اچھا اب ایسی منحوس باتیں نہ کر ______ ووہٹی تو اس وقت اتنی پریشان تھی اور تیرا چہرہ اس قدر عجیب ہو رہا تھا کہ میں نے تیری ماں کو نہیں بلایا۔

بیٹی! اس معاملے میں ماؤں کا دل کمزور ہوتا ہے ۔ خود اس کرب سے کئی بار گذرتی ہیں۔ مگر اپنی بیٹیوں کو تکلیف میں تڑپتا ہوا نہیں دیکھ سکتیں۔ مریض تو اندر ڈاکٹروں کی تحویل میں ہوتا ہے مگر مریض کے لواحقین ہسپتال کے سنگدل برآمدوں میں کھڑے کھڑے مر جاتے ہیں۔ اور میں جانتی ہوں تیری ماں کا دل بڑا چھوٹا ہے۔ اس لئے سوچا آ کر ناحق پریشان ہوں گی اور ان کی صورت دیکھ دیکھ کر تم اور بھی گھبرا جاؤ گی ______

اسی وقت دروازہ کھول کر امی اندر داخل ہوئیں اور رملیٰ سے لپٹ گئیں۔ امی کی خوشبو نتھنوں

میں پہنچی تو رملیٰ پھر رونے لگی ______

اس کی خیر خیریت پوچھنے کے بعد امی تو بالکل مطمئن ہوگئیں اور پھر ہنس ہنس کر بے جی سے باتیں کرنے لگیں۔ کسی نے اسے اس کے بچے کے بارے میں نہیں بتایا۔ حتیٰ کہ امی بھی جاتے وقت وہیں نومولود بچوں کے کمرے میں اسے دیکھ کر گھر چلی گئیں ______ پتہ نہیں یہ کیسی بات ہے جو اس سے اس طرح چھپائی جارہی ہے۔۔۔۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے نرس نے آکر بے جی سے کہا تھا۔ بچے کے کپڑے نکال کر رکھیں میں اسے لارہی ہوں۔

بے جی تو چیزیں نکالنے میں مگن ہوگئی تھیں۔ مگر اس کی نظریں دروازے پر ٹنگ گئی تھیں بظاہر اس نے اپنے آپ سے کہا تھا کہ اسے ایسا مکروہ صورت بچہ دیکھنے کا شوق بالکل نہیں ہے ______ مگر اندر شوق نے آگ لگا رکھی تھی ______ کچھ انجانے سے جذبے سر اٹھا رہے تھے ______ اپنے جسم کا ایک حصہ مجسم دیکھنے کو دل مچل رہا تھا مگر اپنی کہنی چہرے پر ٹکائے یوں دروازے کی طرف ٹکٹکی لگا رکھی تھی کہ دیکھنے والے سمجھیں سو رہی ہے ______ مگر بازو کے نیچے سے مثلث میں سے دروازے کا ہر زاویہ نظر آرہا تھا۔

اسی وقت کالی سی نرس سفید تولیے میں لپٹا ہوا ایک لوتھڑا لے کر اندر داخل ہوئی۔ بچہ بہت چھوٹا تھا اور پوری طرح کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔ صرف اس کے سر کے بال نظر آرہے تھے جو بہت سیاہ اور بہت گھنے تھے ______ بہت سیاہ اور بہت گھنے بال تو معاذ کے بھی تھے۔

بسم اللہ کہہ کر بے جی مڑیں اور نرس کے ہاتھ سے بچہ لے لیا۔

ابھی اس کو غسل دینا ہے۔ کل سے یہ نہایا نہیں ______

ہائے تم نے گندہ بچہ رکھا ہوا تھا۔ بے جی نے کہا۔

ہم صرف بچوں کو سپنج کرتے ہیں۔ اب آپ نہلا دھلا کر اسے اچھے کپڑے پہنا دیں جو لے کر آئی ہیں ______

تم میری مدد کرو گی ______؟ بے جی نے پوچھا۔

ضرور کروں گی ______ میں تو اسی کام کے لئے آئی ہوں۔

نرس بچے کو لے کر غسل خانے میں چلی گئی۔ تو بے جی نے ہلکا نیلا فراک اٹھایا۔ اس کے ساتھ ہلکا نیلا بب بھی تھا۔ نیلے رنگ کے تولیے اور نیلا صابن لیکر جب وہ غسل خانے میں داخل

ہوئیں تو نرس نے حیران ہو کر پوچھا۔

کیا آپ کو یقین تھا آپ کی بہو کے لڑکا ہوگا۔

بے جی ہنس پڑیں۔

بس ______ ایسی باتیں واشگاف الفاظ میں نہیں بتاتے۔۔۔۔

ویسے پہلی لڑکی بھی ہو جاتی تو ہمیں کیا فرق پڑتا تھا۔

پھر آپ اسے بھی نیلے کپڑے پہنا دیتیں ______؟

اس سے کیا ہوتا ہے ______؟ بے جی نے کہا یہ تو آج کے فیشن ایبل دور کا تقاضا ہے۔

ویسے میں نے بچے کیلئے ہر رنگ کے کپڑے احتیاطاً بنا لیے تھے ______

نرس بچے کو نہلانے لگی اور ساتھ ساتھ گفتگو بھی جاری رکھی۔

پہلوٹھی کا بچہ ہے آپ کی بہو کا ______

ہاں جی ______ بے جی نے کہا۔

بہت خوش ہیں آپ پوتا ہوا ہے ______

میرا ایک بیٹا ہے۔ اس لئے میں چاہتی ہوں۔ اس کی بہت سی اولاد ہو ______

(اونہہ۔۔۔۔ کہنی چہرے پر ٹکائے ٹکائے۔۔۔ رملیٰ کو ابال آگیا۔ ایک بدصورت بچہ پیدا کر کے اور بدصورت بچوں کی لائن لگانا چاہتی ہیں۔)

نرس نے بچے کو تیار کر دیا اور لپیٹ کر بے جی کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ پھر بولی۔

ابھی صرف اسے ابلا ہوا پانی اور شہد دیں۔۔۔۔۔ اور باہر نکل گئی۔

بے جی نے کچھ پڑھ کر بچے پر دم کیا۔

پھر ایک دم اسے رملیٰ کے پاس لے آئیں اور بولیں۔

ووہٹی اپنا بچہ تو دیکھو ______

رملیٰ کا دل دھڑک اٹھا۔۔۔۔۔۔ اس نے کہنی اٹھائی تو جذبات کی شدت سے اپنی جگہ پر جم گئی۔

بے جی نے آہستہ سے ننھا سا فرشتہ اس کے پاس لٹا دیا۔ مگر ہاتھوں سے اسے تھامے رکھا۔

رملیٰ نے بے تابی سے دیکھا ______ پھر دیکھا ______ پھر دیکھا ______ بہت چھوٹا سا انسان ______ بہت چھوٹا سا ______ مگر کتنا خوبصورت ______ سفید اور سرخ رنگت تھی۔

آنکھیں بہت زور سے بند کی ہوئی تھیں۔ جیسے شرط جیت کر ہی کھولے گا۔ باقی نقش ونگار کا پتہ ہی نہیں چل رہا تھا۔۔۔۔۔۔اس میں سے ایک الوہی خوشبو نکل رہی تھی۔ ریشمی ریشمی چاند کا ٹکڑا کمبل میں یوں لپٹا تھا جیسے آسمان اپنی تمام تر نرمیوں دل آویزیوں اور خوبصورتیوں کے ساتھ ماں کی گود میں اتر آیا ہو۔۔۔۔۔۔

رملٰی کے دل سے مامتا کی ایک ہوک اٹھی۔ اندر ایک چشمہ پھوٹا ____ ایک جھرنے کا منہ کھل گیا۔ اس کا دل چاہا۔ پلٹ کر اس ننھے سے وجود کو اپنے سینے میں بھر لے۔۔۔اس کے منہ پہ اپنا منہ رکھ دے ____ دل میں دفن کی ہوئی ساری محبتیں اس پر لٹا دے ____ ساری گھٹن نکال دے ____ پتہ نہیں روئے کہ چلائے ____ ہنسے قہقہے لگائے۔۔۔اپنے سے قریب۔۔۔اپنے بہت پاس۔۔۔۔بہت عزیز ۔۔۔دل کے نزدیک ایک وجود۔۔۔۔ایک ٹھنڈا میٹھا ٹکڑا محسوس ہو رہا تھا۔

مگر اس نے دل پر جبر کیا۔ یا شاید بے جی سے شرما گئی۔ منہ پھیر لیا۔

اسی وقت بچے نے ایک کمزور سی اور معصوم سی آواز نکالی۔ شاید وہ احتجاج تھا۔

بے جی نے لپک کر اسے اٹھا لیا۔

میرے بچے کو بھوک لگی ہو گی۔ نہانے کے بعد بچے کو ضرور بھوک لگتی ہے۔

انہوں نے اسے سینے سے لگایا۔ پھر بڑی مشاقی سے الٹے بازو پر اٹھا کر سیدھے ہاتھ سے اس کی بوتل میں پانی انڈیلنے لگیں۔ پانی میں ذرا سا شہد ملایا اور بستر پر بیٹھ کر اسے گود میں لٹا لیا۔ اور پانی پلانے لگیں۔

بچے نے بس ایک ہلکی سی آواز نکالی تھی۔ اس کے بعد پھر مٹھیاں بھینچ کر اپنی دنیا میں گم ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

بے جی کوشش کر کے اس کے منہ میں نپل ڈالتیں اور وہ پھر باہر نکال کر منہ بند کر لیتا۔ تھوڑی سی دیر کو اس کی لال لال زبان نظر آتی اس پر ایک میٹھا قطرہ گرتا۔۔۔۔جسے چوس کر وہ پھر منہ بند کر لیتا۔

بے جی ہنسنے لگیں۔

دیکھو وہٹی ____ ہم اسے انسان بنانے کی کوشش کر رہے ہیں ____!

ابھی تک یہ فرشتہ تھا اور اس کی زبان لذت سے نا آشنا تھی۔ ہم اس کو لذت کی عادت ڈال

رہے ہیں۔۔۔۔ بلکہ نپل کی عادت ڈال رہے ہیں۔ پتہ نہیں یہ نپل کس چیز کا بنا ہو گا؟ لیکن ہم ایک خالص دنیاوی اور مصنوعی چیز سے اس کے ذہن کو آشنا کر رہے ہیں جب تک ماں کے پیٹ میں رہا۔ فرشتہ ہی رہا۔ دیکھا تم نے ____ دنیا میں رہنے کے لئے انسان بننا بہت ضروری ہے۔ اور اس کو انسان ہم اپنے طریقے سے بنا رہے ہیں ____ ویسے قدرت ان فرشتوں کیلئے ماں کی چھاتی کو مالا مال کر دیتی ہے ____ تاکہ ملاوٹ کے بغیر پاک صاف دودھ ان کے مقدس ذہن میں اترے ____ پر جب تک۔۔۔۔۔۔۔

انہوں نے نظر اٹھا کر رملٰی کی طرف دیکھا ____

اسی وقت رملٰی کو اپنے سینے میں عجیب سی ٹیسیں محسوس ہوئیں۔ بھاری پن۔۔۔۔۔جیسے پتھر لڑھک کر سینے پر چڑھ آئے ہوں ____ اور درد کی میٹھی میٹھی چھریاں چل رہی ہوں۔۔۔

کیا یہ مامتا ____؟

اس نے دل میں سوچا ____

لیکن بچہ پہلوٹھی کا ہو تو دودھ اترنے میں دو چار دن لگ جاتے ہیں ____ تب تک ہم بچوں کو مصنوعی دودھ کی لت لگا دیتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں جی آج کل خالص انسان نہیں ملتے ____

رملٰی نے بہت حیران ہو کر بے جی کی طرف دیکھا ____

ایک نیم خواندہ گاؤں کی بوڑھی عورت بڑے مزے سے اپنا فلسفہ بیان کر رہی تھی۔

بھوک لگی ہے بیچارے کو ____ مگر دیکھو ____ ہر بار نپل منہ سے نکال دیتا ہے تھوڑی دیر احتجاج کرے گا۔ پھر قدرت اسے بتائے گی۔ پیٹ بڑا پاپی ہے۔ خود ہی پئے گا۔ خود ہی پکڑ لے گا ____۔۔۔۔۔۔۔۔

مگر بے جی ____ رملٰی بے قراری سے بولی۔

آپ کو کیسے پتہ چلے گا کہ اسے بھوک لگی ہے۔

ہاں۔۔۔۔۔ہاں۔۔۔۔۔۔۔ یہ سب دنیاداری کے مرحلے ہیں جو یہ بچہ آپ ہی آپ طے کرے گا۔ زمانے کی ہوا ماں کے بطن سے مختلف ہوتی ہے ____

ان چالیس دنوں کے اندر ہی تو قدرت اسے بتائے گی۔ وہاں روتا نہیں تھا۔ اور خوراک مل جاتی تھی۔ بادلوں جیسے بستر میں پڑا رہتا تھا۔ تیز روشنی نہیں تھی۔ اردگرد ماں کی مامتا کا نور تھا۔

دونوں کے دل ایک ساتھ دھڑکتے تھے ____ ماں اور بچے کا دل پیٹ کے اندر ہی ایک ساتھ دھڑکنا سیکھ لیتے ہیں۔ اسی لئے تو بچہ جہاں کہیں بھی ہو ____ تکلیف میں ہو تو ماں کا دل تڑپنے لگتا ہے ____ بچے کا دل ماں کے دل سے دھڑکنا سیکھتا ہے ____ احساسات کی ایک ڈوری بندھ جاتی ہے۔ پر جب بچہ دنیا میں آتا ہے نا؟ تو سب سے پہلے یہ چکا چوند روشنی اسے بری لگتی ہے۔ دیکھا نہیں تم نے کس قدر زور سے آنکھیں بند رکھتا ہے ____ پھر رفتہ رفتہ اس کی پاک آنکھیں اس روشنی سے مانوس ہو جاتی ہیں۔ چالیس دن کے اندر اندر وہ اپنی عادتیں بدل لیتا ہے۔ بھوک لگے تو روتا ہے۔ چلاتا ہے ____ آنکھیں کھول کے اردگرد دیکھتا ہے ____ آوازیں اس کی اچھی لگنے لگتی ہیں ____ پھر جب تک بچہ روئے نہیں ماں دودھ نہیں دیتی ____ اصل میں اس طرح ہم اسے احتجاج کرنے کی عادت ڈال دیتے ہیں اسے پتہ چل جاتا ہے کہ اپنی بات منوانے کے لئے یا اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے چیخنا چلانا اور دوسروں کو بے سکون رکھنا جائز ہوتا ہے------

بے جی نے بوتل ایک طرف رکھ دی۔ اور بولیں۔ وہ گھٹی والا محاورہ تو بس اب کتابوں کے لئے رہ گیا ہے۔ یہاں ہسپتالوں میں جس نرس کی ڈیوٹی ہو وہی منہ سے بوتل لگا دیتی ہے---- بابا کیا کریں ہم تو پرانے زمانے کے ہو گئے۔ کچھ کہیں تو نئی نسل مذاق اڑاتی ہے۔ گھٹی کو مذاق سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں بچے کو سرمہ نہ لگائیں۔ اس سے نکروں کی بیماری لگ جاتی ہے----- بے جی یہ کہہ کر چپ ہو گئیں کہ کہیں رملیٰ برا نہ مان لے۔ پھر بوتل کے اوپر تھیلی چڑھا کے اسے ایک طرف رکھ دیا اور دلار سے بولیں۔ جیون جوگا۔ سو بھی گیا ہے---- لو بس اتنی سی تو بھوک ہوتی ہے نومولود کی۔ صرف دو تین قطرے ہی اندر گئے ہوں گے---- میں صدقے جاؤں ____

انہوں نے بب سے اس کا دہانہ صاف کیا۔

بڑا صابر بچہ ہے ماشاء اللہ ____ بالکل میرے معاذ کی طرح ____

اوہ---- رملیٰ نے کھینچ کے ایک لمبی سانس نکالی۔

اور ماں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے بے جی ____ ماں صابر نہیں ہے۔ جس نے اپنے دل کا دھواں آہ کی صورت میں بھی باہر نہیں نکالا ____ نفس نفس پہ تالے لگا کے بیٹھی ہے۔ آپ کو ہر گن اپنے بیٹے میں ہی نظر آتا ہے ____ یہ خوبی بس آپ کے بیٹے میں ہے اور یہ سرخ و سفید گورا چٹا، مکھن جیسا بچہ------

صاف نظر آ رہا ہے کہ اس نے رنگ و روپ اپنی ماں سے لیا ہے۔ اسے کون معاذ کا بچہ کہہ سکتا ہے ____؟

مگر مامتا اندھی ہوتی ہے نا؟ ____

رملیٰ کو کروٹ بدلنے سے تکلیف ہوتی تھی۔ اس لئے اس نے صرف سر موڑ لیا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔

عورت کیا کچھ قربان کر دیتی ہے ____

سیج بھی اور سپنے بھی ____ پھر بھی بچہ اس کا نہیں ہوتا۔ ہر بچے پر باپ کی چھاپ ہوتی ہے!

پتہ نہیں جو بچے خوابوں سے سینچے جاتے ہیں وہ خواب پورے کرتے ہیں یا نہیں۔

تمہاری کروٹ بدل دوں آ کے دوہٹی ____

اسے اپنی پشت سے بے جی کی آواز آئی۔

رملیٰ سیدھی ہو گئی۔ دو چار آنسو بہا کے اب اس کا دل ہلکا ہو گیا تھا۔ اس نے گردن بے جی کی جانب گھمائی------

وہ بڑے مزے سے بچے کو زانو پہ لیے اپنے ململ کے دوپٹے سے ڈھکے یوں بیٹھی تھیں جیسے کوئی سادھو دھونی رمائے آسن جمائے کوئی جاپ کر رہا ہو۔

ان کے چہرے پر اطمینان کا نور تھا۔ اور ذرا بھی تھکاوٹ کا احساس نہیں ہو رہا تھا۔

رملیٰ کا دل چاہا ____ وہ بے جی سے پوچھے کیا بچہ آپ کی گود میں سو گیا ہے ____؟

کیا آپ بچے کو اپنی گود سے مانوس کر لیں گی؟ مگر اس نے کچھ نہیں کہا۔ صرف ان کی بات کے جواب میں کہا۔

میں اسی طرح ٹھیک ہوں بے جی۔ ابھی کروٹ بدلنے کو جی نہیں چاہ رہا۔

بے جی نے دوپٹہ ہٹا کے بچے کو جھانکا ____

جس طرح ندیدہ بچہ کوئی کھانے کی چیز دیکھتا ہے۔ پھر رملیٰ کی طرف دیکھا۔ اور کہنے لگیں ---------

میں جب اسکول میں پڑھتی تھی نا؟------

پھر ایک دم اپنی ہی بات کاٹ کر بولیں اب تم کہیں یہ نہ سمجھ لینا کہ اپنے آپ کو تعلیم یافتہ

ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ بس جیسے اسکول گاؤں میں ہمارے زمانے میں ہوتے تھے ۔۔۔۔ اس میں میری ماں نے مجھے بھی داخل کرا دیا تھا۔ اس زمانے میں لڑکیاں بمشکل پانچ چھ جماعتیں پڑھتی تھیں کہ ان کی شادی ہو جاتی تھی۔ ہاں تو جب میں اردو پڑھنے لگ گئی تو ادھر ادھر سے کتابیں مانگ کر پڑھا کرتی تھی۔ ایک بار میرے ابا نے مجھے ایک کتاب لا کر دی جس میں جنگ بدر کا واقعہ درج تھا۔ اس میں دو جوان بھائیوں کا ذکر تھا جو یہ تہیہ کر کے آئے تھے کہ اسلام کے سب سے بڑے دشمن ابوجہل کا خاتمہ کر کے رہیں گے۔

وہ بے جگری سے جان ہتھیلی پر رکھ کر لڑتے رہے۔ انہیں ایک ہی جنون تھا کسی طرح ابوجہل کے قریب پہنچ جائیں۔ آخر ہنگامے کے دوران ان کی عقابی نظروں نے ابوجہل کا پتہ لگا لیا۔ اور بجلی کی سی تیزی کے ساتھ جھپٹ کر اس کی طرف بڑھے۔ اور پے در پے حملے کر کے اسلام کے بڑے دشمن کا پرغرور سر قلم کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ان کے جوش وخروش اور جذبہ ایمانی کا یہ عالم تھا کہ ابوجہل کے بیٹے نے ایک مجاہد کا بازو تلوار سے کاٹ دیا مگر ایک تسمہ لگا رہ گیا۔ چونکہ یہ لٹکتا ہوا بازو لڑنے میں رکاوٹ پیدا کر رہا تھا۔ اس لئے اس صاحب ایمان بہادر نوجوان نے اسے الگ کر کے پھینک دیا۔ اور اپنے ایک ہاتھ سے ہی جنگ جاری رکھی۔ جب میں یہ واقعہ پڑھا کرتی تو میرے اندر جوش وخروش کا ایک ولولہ جاگ اٹھتا اور میں سوچتی اے کاش میں بھی لڑکا ہوتی۔ اور کسی جہاد میں شامل ہو سکتی۔

بے جی ہنسنے لگیں۔

جانتی ہو ان خوش نصیب نوجوانوں کے کیا نام تھے۔ ایک کا نام معوذ تھا۔ دوسرے کا نام معاذ تھا۔ بس معوذ اور معاذ ____ دونوں نام جیسے میرے دل میں گڑ کر رہ گئے۔ پتہ نہیں یہ کہانی ہمیشہ میرے ذہن میں کیوں محفوظ رہی۔ جب میری شادی ہوگئی تو میں سوچا کرتی تھی۔ میں اپنے بیٹوں کے نام معوذ اور معاذ رکھوں گی۔ اتفاق سے پہلے بیٹی ہوگئی۔ پھر دوسرا بیٹا پیدا ہوا۔ تو میں نے جھٹ اس کا نام معاذ رکھ دیا۔ ایاز صاحب میری اس خواہش کا بہت احترام کرتے تھے۔ ایک دن بھی انہوں نے اعتراض نہیں کیا ____ لیکن صد افسوس ____ وہ تھوڑی دیر کے لئے چپ ہوگئیں ____------

جیسے یادوں کے سمندر میں غوطہ زن ہوں۔

پھر سر اٹھا کر بولیں۔

ایاز صاحب کے انتقال کے بعد میں نے سوچ لیا تھا۔ معاذ کے بیٹے کا نام معوذ رکھ دوں گی ----

ان کے کہنے سے پہلے یہ بات رملیٰ کی سمجھ میں آ گئی تھی۔ کتنی خوبصورتی سے بے جی نے اپنی خواہش بیان کر دی تھی۔ اور رملیٰ میں اتنی ہمت کب تھی کہ ان کی خواہش کی نفی کرتی اول تو وہ رملیٰ پر جان دیتی تھیں۔ بالفرض ایسا نہ بھی ہوتا تو معاذ کی خاطر اسے ایسا کرنا پڑتا۔ معاذ اپنی ماں کی خوشی کو ہر حال میں مقدم جانتا تھا۔

لیکن اصل بات یہ تھی کہ رملیٰ نے کبھی اپنے بچے کے نام کے بارے میں سوچا ہی نہیں تھا۔ وہ تو اس کی صورت ذہن میں نہیں لاتی تھی۔ بھلا اسے نام سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ حالانکہ نوبیاہتا لڑکیاں چن چن کر افسانوی اور رومانوی نام رکھتی ہیں۔ مگر وہ پورے نو مہینے اپنے دل پر پڑے بے نام دکھوں کی گرد ہی جھاڑتی رہ گئی تھی۔ اس لئے نام کی طرف اس کا دھیان ہی نہیں گیا تھا۔

رملیٰ نے چونک کر دیکھا۔ بے جی اس کی طرف عجیب ملتجی نظروں سے دیکھ رہی تھیں وہ سمجھ رہی تھیں شاید رملیٰ کو یہ نام پسند نہیں آیا۔ یا اس نے اپنے طور پر کوئی اور نام تجویز کر چھوڑا ہے۔ رملیٰ کو اپنی غلطی کا فوراً احساس ہو گیا۔ اس لئے لہجہ خوشگوار بنا کے بولی۔

بے جی ____ معوذ بڑا خوبصورت نام ہے اور مجھے بھی پسند آیا ہے۔

اللہ تجھے خوش رکھے۔ سدا سہاگن رکھے۔ دنیا کی سب خوشیاں دے تجھے ____ بزرگوں کا دل رکھنے والوں کو اللہ دنیا میں بڑا عزت و احترام دیتا ہے۔ دیکھنا تجھے بہت بخت لگے گا ____ بہت پھلے پھولے گی تو ____ میرے روئیں روئیں سے تیرے لئے دعا نکلتی ہے ____

رملیٰ نے پھر آنکھیں بند کر لیں۔ آنکھوں پر کرب کے بادل چھا گئے تھے۔ بے جی آپ کی دعائیں میری تقدیر تو نہیں بدل سکتیں ____ آپ کا بیٹا تو نہیں بدل سکتیں ____

میں نیا جیون تو نہیں لا سکتی ____

میں تجھے یخنی پلا دوں وہٹی ____ بے جی نے اٹھ کے بچے کو اس کی کھاٹ میں لٹا دیا۔ اور تھوڑی دیر بسم اللہ ____ بسم اللہ کر کے اسے تھپکتی رہیں۔

پھر جالی والا رومال کاٹ کے اوپر ڈال دیا۔

پیالے میں یخنی انڈیل کر لائیں اور کہنے لگیں۔

وہ بیٹی ____ یہ یخنی پی لے۔اور ذرا منہ ٹھیک کر کے سر پر دوپٹہ اوڑھ لے۔حافظ صاحب آتے ہوں گے۔

کون حافظ صاحب بے جی ____

بیٹی یہ ہمارے گاؤں کے حافظ صاحب ہیں۔ بہت ضعیف ہیں۔انہوں نے معاذ کے کان میں اذان دی تھی۔اللہ بخشے میری ساس بتاتی تھیں کہ معاذ کے ابا جی کے کان میں بھی انہوں نے ہی اذان دی تھی اب نوے سال کے ہو گئے ہیں۔مسجد کے امام رہے ہیں ساری عمر ____ بڑے باعمل اور باکردار عالم ہیں۔اب جب کہ یہ زندہ ہیں تو میں نے سوچا معاذ کے بیٹے کے کان میں بھی انہی سے اذان دلوادوں۔کل شام میں نے معاذ کو گاؤں بھیجا تھا۔تا کہ بہت آرام سے انہیں اپنی موٹر میں لے آئے۔بس ابھی وہ لوگ آتے ہوں گے ____

بیٹی میرا یہ تجربہ ہے کہ بچے کے کان میں جس شخص کی پہلی آواز جائے وہ انتہائی دین دار اور مومن آدمی ہو تو پوری زندگی ان الفاظ کا بچے کے کردار پر اثر رہتا ہے۔

بے جی ____ مگر بچے کو پیدا ہوئے تو آج دوسرا دن ہے اور وہ کئی آوازیں سن چکا ہے۔

ہاں ____ بے جی نے برا سا منہ بنایا۔

بس مشنری ہسپتالوں کی یہی قباحت ہے۔اپنے نغمات تو ہر صبح سننے پر مجبور کرتے ہیں مگر فوراً مولوی نہیں آسکتا ____ پر کیا کریں بیٹی۔ہر زمانے کے اپنے حالات ہوتے ہیں۔

ابھی وہ دونوں اس فلسفے پر گفتگو کر رہی تھیں کہ باہر گھنٹی ہوئی اور پھر معاذ ایک سفید ریش سفید بھنوؤں والے ایک نحیف و نزار بزرگ کو لیکر اندر داخل ہوا۔

بے جی کھڑی ہو گئیں۔حافظ صاحب کو کرسی پیش کی۔معاذ کے ہاتھ میں ایک مٹھائی کا ڈبہ تھا۔جو اس نے بے جی کو یہ کہہ کر پکڑا دیا کہ آپ کے لئے حافظ صاحب لائے ہیں۔

بے جی بچے کو اٹھا لائیں ----- حافظ صاحب نے کانپتے ہاتھوں پر اسے تھام لیا---- مسکرا کر اس کو دیکھا۔دم کر کے پھونک ماری۔پھر اس کے دائیں کان میں پہلے اذان دی۔

اللہ اکبر کی پہلی آواز سنکر بچہ ڈر گیا ____ ہاتھوں کی مٹھیاں کھل گئیں ____ اور پورا کا پورا جھنجھنا اٹھا ہلی ------ ہلی سی چیخ ماری اور پھر کسمسانے لگا۔

واقعی اللہ اکبر کی آواز انسان کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتی ہے------ایک تو نومولود بھی اس کے اثر سے غافل نہیں ہے۔رملیٰ نے دل میں سوچا۔

باری باری دونوں کانوں میں اذان دے کر حافظ صاحب نے بچہ بے جی کی گود میں دے دیا۔

حافظ صاحب میری بہو کو بھی دم کر دیں

بے جی نے رملیٰ کو ذرا اونچا کر کے بٹھا دیا تھا۔

حافظ صاحب اس کے قریب آئے۔سر پر ہاتھ رکھا اور آنکھیں بند کر کے دم کرنے لگے۔

رملیٰ کی آنکھوں میں پھر گرم گرم پانی اکٹھا ہونے لگا۔

پتہ نہیں دل میں اتنا سوز کہاں سے آ گیا تھا ____

جو بات منہ سے نہیں نکلتی تھی وہ آنکھوں سے نکلنے کو بیقرار رہتی تھی۔اور معاذ بڑے غور سے اور بڑے دلار سے رملیٰ کے زرد ہلدی جیسے چہرے اور کانپتے لرزتے نیلے ہونٹوں کو دیکھ رہا تھا۔

دستور کے مطابق ہسپتال سے رملیٰ اپنی ماں کے گھر آ گئی تھی ۔۔۔۔معوذ ایک مہینے کا ہو گیا تھا اور اس نے اپنے آپ کو اس کے چھوٹے چھوٹے کاموں میں مگن بھی کر لیا تھا۔ اس روز رملیٰ کو معوذ کے لئے کچھ چیزوں کی خریداری کرنا تھی۔

معوذ کو نہلا دھلا کر سلا دیا۔ پھر ہاتھ منہ دھو کر کپڑے بدلے اور اپنے لمبے بالوں پر کنگھی کر کے انہیں کھلا چھوڑ دیا۔ پھر پرس پکڑ کے باہر آ گئی۔ اور امی جان سے کہنے لگی۔

امی میں ذرا بازار جا رہی ہوں۔

امی نے مڑ کر دیکھا اور بولیں۔

شام کو تیرے ابا آتے تو ان کے ساتھ چلی جاتی۔

امی جی ______ کئی دنوں سے تو ابا جی کے جلدی آنے کا انتظار کر رہی ہوں۔ مگر وہ رات کو اتنی دیر سے آتے ہیں کہ میں جا نہیں سکتی۔ معوذ کی ضرورت کی سب چیزیں ختم ہو گئی ہیں کل ایک فیڈر بھی ٹوٹ گئی ہے۔ مجھے بھی اپنی کچھ چیزیں لانا ہیں۔ بس یہ سامنے والے سٹور پر جاؤں گی جو کچھ یہاں سے مل سکا لے آؤں گی۔ باقی چیزیں پھر ابا جی کے ساتھ جا کر لے لوں گی۔

ٹھیک ہے۔ امی نے دوبارہ عینک لگا لی اور اخبار کا اندر والا حصہ اپنے آگے پھیلا لیا۔

خانساماں کو ساتھ لیتی جاؤ۔۔۔۔

نہیں امی۔ رملیٰ بولی ______

دو قدم پر تو اسٹور ہے۔ وہ بیچارہ کوئی کام کر رہا ہو گا اور پھر کون سا میں پہلی مرتبہ جا رہی ہوں۔

رملیٰ کی امی کا گھر چھوٹی سڑک پر تھا۔ لیکن جونہی چھوٹی سڑک سے نکل کر سامنے مین روڈ پر جائیں تو وہاں ایک بڑا جنرل سٹور تھا۔ بلکہ اب وہ ڈیپارٹمینٹل اسٹور بن گیا تھا۔ اس کالونی کے لوگ یہیں سے خریداری کرتے تھے۔ چھوٹی سڑک کے اختتام پر ٹھنڈی بوتلیں کا ایک سٹال بھی تھا۔

اس لئے یہ سڑک بڑی بارونق تھی۔

شادی سے پہلے رملیٰ اکثر اسی سٹور سے شاپنگ کیا کرتی تھی۔ بلکہ چھوٹی موٹی خریداری کیلئے دن میں ایک بار ضرور یہاں جاتی تھی اور کبھی کبھی جب گھر میں کوئی بہن یا بھائی آئی ہوتی تو اسے بار بار کچھ لانے کو بھیجا جاتا ______ بازار میں خریداری کرنا رملیٰ کو بہت پسند تھا۔ مگر جب سے شادی ہوئی تھی۔ وہ نہ تو قرینے سے میکے آ کر رہی اور نہ اپنے دل پسند اسٹور پر خریداری کے لئے جا سکی۔ اب کئی دنوں سے وہ بازار جانا چاہ رہی تھی معاذ بھی یہاں نہیں تھا۔ وہ پچھلے ہفتے دفتری کام سے کراچی چلا گیا تھا۔ آج مجبور ہو کر وہ تیار ہو گئی۔ پھر اپنا پرس جھلاتی باہر نکل آئی۔ سڑک اسی طرح مصروف تھی ______ اپنی شادی کی شاپنگ کرتے ہوئے وہ ہزاروں بار اس سڑک پر سے مختلف جذبات کے ساتھ گزری تھی۔ مگر آج جب اسی سڑک پر چلی جا رہی تھی تو قدم بہت سست تھے۔ ان میں نہ وہ خود اعتمادی تھی اور نہ جوانی کا وہ غرور تھا۔ کتنی عجیب بات ہے۔ اس نے سوچا وہ ایک سال کے اندر اندر بچے کی ماں بن گئی تھی۔ مگر اس کے ذہن نے ابھی تک اس کی شادی کو ہی قبول نہیں کیا تھا۔

اب وہ سڑک پر اس طرح سے جا رہی تھی جیسے مفلوک الحال ہے۔ کل تک جو خزانہ اس نے چھپایا ہوا تھا۔ بے درد ڈاکو لوٹ کر لے گئے ہیں۔ اپنے خالی ہونے کا احساس اسے پہلے بھی کئی بار ہوا تھا۔ اور اب اپنی چال کے نمایاں فرق کو وہ صاف محسوس کر رہی تھی۔

چھوٹی سڑک کے آخری کونے پر رک کر اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ مین روڈ پر کوئی ٹریفک نہیں تھی۔ اس نے سڑک پار کر لی اور اسٹور کی طرف بڑھی تو ماچس کی ایک جلتی ہوئی تیلی عین اس کی قمیض کے اگلے حصے پر آ کر لگی۔ ڈر کر وہ ایک قدم پیچھے ہوئی۔ قمیض کو غور سے دیکھا پھر غصے بھری نظر اٹھا کر اس موٹر کی طرف دیکھا جس میں سے تیلی آئی تھی۔

وہاں اسٹیئرنگ پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ نوجوان کے منہ میں سگار تھا۔ اور دوسرے ہاتھ میں ماچس تھی۔ سگار کو سلگا کے اس نے بے خیالی میں تیلی اس طرح پھینکی تھی۔ کہ تیز آتی ہوئی رملیٰ کی قمیض کے دامن پر لگی جا کر ______ یہ تو اچھا ہوا کہ قمیض کو لگتے ہی تیلی ہوا سے بجھ گئی۔ ورنہ اس کا دامن جل جاتا ______

جب رملیٰ نے ملامت بھری نظروں سے دیکھا تو وہ ایک دم دروازہ کھول کر باہر نکل آیا اور سرتاپا معذرت بن گیا ______

اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے انکساری کی تصویر بن گیا ______ بڑے نرم اور رقت آمیز لہجے میں بولا۔

میں معافی چاہتا ہوں غلطی سراسر میری ہے۔ مجھے دیکھ لینا چاہیے تھا اور پھر مجھے حق نہیں پہنچتا کہ میں سڑک پر اس طرح تیلیاں پھینکوں ______ سڑک راہگیروں کے لیے ہوتی ہے ------ میں ---میں بہت شرمندہ ہوں -------

پلیز ------

بس ______ شاید وہ ہاتھ جوڑنے والا تھا یا اس کے احساس ندامت نے ہاتھ جوڑ ہی لیے تھے ______

رملی تو اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہ گئی۔

چمکتی ہوئی شیشے کی گولیوں کی طرح متحرک اور بے چین آنکھیں۔ اتنی صاف جتنا آسمان ______ کہیں کہیں شفق رنگ ڈورے ______

کتنا خوبصورت آدمی ہے ______ ؟ رملی نے سوچا ------

جی ----کہیں آگ تو نہیں لگی ______ اس نے جھک کر رملی کی ہلکے کاسنی رنگ کی قمیض اس طرح دیکھی جیسے سونگھ رہا ہو۔ پھر یوں کھڑا ہو گیا جیسے اس کی خوشبو کا گھونٹ بھر لیا ہو۔

اللہ کا شکر ہے آپ کو آگ نہیں لگی ----

تو تم مجھے آگ لگانا چاہتے تھے ______ ---- رملی نے گھور کر اس کی طرف دیکھا۔

میں معافی چاہتا ہوں۔ پلیز معاف کر دیں -----

وہ بہت قریب کھڑا تھا۔ اس چمکیلی صبح میں وہ بہت تروتازہ لگ رہا تھا ______ اس کے صحت مند چہرے پر لالیاں ابھری ہوئی تھیں ----۔بس رملی کی آنکھوں کے آگے اس کا چہرہ چھا گیا اور پھر رملی بل کھا کر سٹور کے اندر چلی گئی اور اس نے منہ سے کچھ بھی نہیں کہا ______

وہ کچھ کہنے کے قابل نہیں تھی۔ جب وہ تھکاوٹ سے نیم جان ہو رہی تھی اور اپنا زادراہ لٹا چکی تھی۔ اچانک اسے اپنے خوابوں کا شہزادہ نظر آ گیا تھا۔ ایسا ہی ایک آدمی اس کے ذہن میں رہا کرتا تھا۔ سلگتا ہوا۔ آنکھوں میں شیشے کی گولیاں سجائے ______ دور مار میزائل کی طرح خفیہ ٹھکانوں کو پھونکتا ہوا -----

سٹور کے اندر جا کر بھی کافی دیر تک اس کی اتھل پتھل سانس ٹھیک نہ ہو سکی۔ جلدی میں وہ غلط

کاؤنٹر پر کھڑی ہو گئی۔ اور جب سیلز مین نے آ کر فرمایئے کہا تب اسے خیال آیا کہ اسے باورچی خانے کا سودا سلف نہیں لینا تھا وہ مڑی اور مڑ کر اسٹور کے دوسرے حصے میں چلی گئی۔

اس وقت اسٹور میں کافی خواتین شاپنگ کر رہی تھیں۔ اس نے کسی کی طرف غور نہیں کیا۔ اپنی شوریدہ سر امنگوں کی آواز سے بچنے کے لئے جلدی سے پرس کھول کر کاغذ نکالا جس پر چیزوں کی فہرست لکھی ہوئی تھی۔ اور پھر آہستہ آہستہ اسے آرڈر دینے لگی ----

آرڈر نہیں دینے لگی بلکہ اپنے آپ کو برا بھلا کہنے لگی۔

دوکاندار ساری چیزیں نکال نکال کر کاؤنٹر پر رکھتا گیا۔ نیل، بوتلیں، نیپکن ______ گرائپ واٹر ---- صابن لوشن ----

وہ اپنی مرضی کی چیزیں چن کر الگ رکھتی گئی ----۔ اور جب دوکاندار بل بنا رہا تھا اور وہ شوکیس میں پڑی ہوئی چیزوں پر نظر دوڑا رہی تھی تا کہ کچھ اور یاد آ جائے تو لے لے ______ اسی وقت ایک سایہ اس کے پیچھے لہرایا۔

مڑ کر دیکھا ______ تو وہی کھڑا تھا۔ بالکل قریب ______

اف اگر وہ ڈگمگاتی تو اس سے ٹکرا جاتی ______

کیا اسے اپنی وجاہت کا احساس ہے ______

جب وہ سیلز مین سے کسی شے کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ رملی نے بغور اس کا جائزہ لیا۔ درمیانے قد کے ساتھ اس کے بہت ہی متناسب اعضاء تھے۔ پینٹ اور ٹی شرٹ میں بہت ہی کم عمر لگ رہا تھا۔ ہونٹوں کے اوپر بڑی طرح دار مونچھیں تھیں جس سے اس کی شخصیت نکھر گئی تھی وہ ان بہت کم خوش نصیب لوگوں میں سے تھا۔ جن کے چہرے پر مونچھیں اجالا بکھیر دیتی ہیں اس کی گردن میں ایک خاص بات تھی اور وہ بے تحاشا سگار پی رہا تھا ______ سگار کا دھواں خارج کرتے وقت وہ آنکھیں ذرا سی سکوڑ لیتا اور بڑے مزے سے اسے اپنا جلوہ دکھا کے وہ باہر نکل گیا ______ بچے کی خوبصورت اور پیاری پیاری چیزیں جو پھولوں کی طرح آس پاس بکھری ہوئی تھیں رملی سے میلوں دور چلی گئیں ______ اس نے کاؤنٹر پر جا کر بل ادا کیا ______ اپنا تھیلا اٹھایا اور جب مڑنے لگی تو ایک فیشن ایبل خاتون سے ٹکرا گئی ______

ارے رملی ______ ؟

اس فیشن ایبل خاتون کے منہ سے اپنا نام سن کر اس نے سر اٹھایا اور اس کی طرف غور سے

دیکھا______

جیدہ تو______؟

پھر دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئیں۔۔۔۔۔۔

خیریت اسی میں تھی کہ وہ کاؤنٹر سے دور ہو جائیں۔لوگ انہیں کافی دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔

جیدہ رملی کی کلاس فیلو تھی۔دونوں اسکول سے اکٹھی کالج آئی تھیں۔لیکن فرسٹ ایئر کا امتحان دینے کی بجائے جیدہ نے شادی کر لی تھی۔ان دنوں اس کا رومانس کالج میں بہت مشہور ہوا تھا۔بلکہ وہ عشق میں نیم پاگل نظر آتی تھی۔پھر سنا کہ اس کی شادی ہوگئی اور شادی کے کافی عرصہ بعد کسی نے بتایا کہ وہ اپنے شوہر کے ہمراہ انگلینڈ چلی گئی ہے۔

اور پھر آج اتنے عرصے بعد اسے دیکھ کر اس سے مل کر رملی کو عجیب طرح کی خوشی محسوس ہوئی______

اف جیدہ کتنے عرصے بعد ملے ہیں ہم______ امید نہیں تھی میں کبھی تمہیں دیکھوں گی______؟

اچھا یہ بتا تیری شادی ہوئی ہے کہ نہیں______ بس ویسی ہی لگ رہی ہے______ ہاں تھوڑی سی موٹی ہوگئی ہے۔

رملی سوگواری سے ہنسی۔۔۔۔۔۔معاذ کا چہرہ اس کے سامنے آ گیا۔وہ کوئی جواب نہ دے پائی______

تو سنا______ کوئی بچہ بھی ہے______؟

نہیں______ جیدہ اداسی سے بولی۔

پاکستان کب آئی ہو؟

اب تو عرصہ دراز ہو گیا۔

مگر تو اپنے بارے میں بات گول کر رہی ہے۔ ہے کچھ دال میں کالا______

جیدہ نے اس کے ہاتھ میں پکڑا ہو تھیلا دیکھا______ پھر ذرا سا منہ کھول کر اندر جھانکا______

ارے یہ تو بچے کی چیزیں ہیں______ بتا بتا______ بتاتی کیوں نہیں______

تیرے بچہ ہوا ہے______؟

رملی پھیکی سی ہنسی ہنس پڑی اور سر کے اشارے سے اثبات میں جواب دیا______

کب______ کہاں______

کب ہوئی تیری شادی______؟

اب ساری باتیں اسٹور کے اندر ہی پوچھے گی؟

تو اور کہاں پوچھوں______؟

اچھا تو یہ بتا کہاں رہتی ہے آجکل______؟ رملی نے پوچھا۔

یہیں ماڈل ٹاؤن میں______

نمبر بتا______

بھئی یہ سامنے والی سڑک ہے نا؟ اس کے آخر میں______ 776 نمبر کی کوٹھی ہے نا اس کی انیکسی میں آئے ہیں______

غضب خدا کا______ اور مجھے پتہ ہی نہیں۔رملی بولی۔

کیوں______ کیا تو ان لوگوں کو جانتی ہے______؟

جانتی کی بچی وہ میرے والدین کا گھر ہے اور آجکل میں وہیں آئی ہوئی ہوں۔

سچی______؟

جیدہ نے خوشی سے دمکتے ہوئے کہا۔

مگر میں نے تو تجھے وہاں کبھی نہیں دیکھا______

کتنے دنوں سے وہاں ہے______؟

چھ مہینے سے______

مجھے یاد ہے امی نے ایک بار مجھے بتایا تھا کہ یہ کرائے دار بڑے اچھے ہیں۔ایک نوجوان جوڑا ہے______ مگر میں نے کبھی غور ہی نہیں کیا تھا۔تجھے معلوم ہے یہ انیکسی پچھلے سال بڑے بھائی جان نے بنوائی تھی۔ان دنوں بھائی جان کا ارادہ بال بچوں کو لے کر پاکستان آنے کا تھا۔مگر اب بھابی نے انکار کر دیا ہے۔کہتی ہیں میں دو سال بعد آؤں گی تو ابا جی نے کہا تھا۔گھر خالی رکھنے سے بہتر ہے کرائے پر دے دیا جائے۔پتہ ہے تم پہلے کرائے دار ہو______ اور میرا خیال ہے تم گھومنے پھرنے کے شوقین ہو۔اس لئے میں نے تم کو کبھی گھر کے باہر نہیں دیکھا۔

اصل میں ہمارا گیٹ بھی دوسری طرف ہے اور پھر تم ٹھیک کہتی ہو۔ ہم دونوں گھومنے پھرنے کے بہت شوقین ہیں۔ بچہ تو ہے نہیں وہ افسردگی سے بولی ______ تو کیا کریں اپنے آپ کو مصروف رکھتے ہیں۔

رملیٰ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اس بات کا کیا جواب دے ______

جیدہ بولی۔

آ تجھے اپنے میاں سے ملاؤں۔ باہر بیٹھے ہیں۔

جیدہ نے پہلے بل ادا کیا سودے کی ٹوکری اٹھائی اور پھر دونوں آگے پیچھے باہر نکل آئیں۔

جیدہ کو دیکھتے ہی وہی آدمی موٹر سے باہر نکل آیا ______

اسی وقت ایک کانٹا سا رملیٰ کے دل میں چبھا ______ اور ایک زردی بدلی اس کے چہرے پر چھا گئی ______ بس ذرا کی ذرا ______

پھر وہ اپنے آپ میں لوٹ آئی۔ بلکہ انتہائی سنگدل فقرے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرلیا۔

یہ میرے شوہر ہیں -----

یہ --------

یہ --------

یہ --- یہ میرے شوہر ہیں۔

شوہر ہیں ---- شوہر ہیں ---- شوہر ہیں -------

سڑک کی گرد اڑ اڑ کر رملیٰ کا مذاق اڑانے لگی تو کسی کی بیوی ہے ۔ یہ کسی کا شوہر ہے۔ اس دنیا میں یہی ہوتا رہتا ہے ______

رملیٰ نے ایک زبردستی کی مسکراہٹ اپنے ہونٹوں پر سجائی اور اسے سلام کیا۔

یاور یہ میری بچپن کی دوست ہے رملیٰ ______

یاور --- یاور --- یاور -----

رملیٰ نے پلکوں سے یہ نام چنا ______

یاور نے بڑے دلکش انداز میں اس ہاتھ سے سلام کیا۔ جس ہاتھ کی دو انگلیوں میں ولایتی سگار پکڑا ہوا تھا۔

مسکرایا ______ جیسے کسی نے قندھاری انار چھیل دیا ہو اور پھر بولا۔

میں تو انہیں ابھی آگ لگانے والا تھا ______

(اور جیسے تم نے مجھے پھونک کے نہیں رکھ دیا)

اچھا ______ جیدہ نے اپنے اسی پرانے انداز میں قہقہہ لگایا۔

یاور! پلیز اب بس کرو۔ یہ آگ لگانے والا کھیل بند کرو۔

یاور نے ٹوکری جیدہ کے ہاتھ سے پکڑ لی۔ ڈکی کھولی اور اس میں رکھ دی۔ پھر واپس آگیا اور اسی بے پروا انداز میں بولا۔

یہ تو بہت محتاط معلوم ہوتی ہیں۔ انہوں نے اپنے دامن کو آگ ہی نہیں لگنے دی

دل --- دل ----- دل ----

رملیٰ کے نتھنے پھڑکنے لگے۔

(دل میں بھر لی آگ جس سے دامن کو بچایا)

رملیٰ نے نظریں جھکا لیں -----

اور یاور مزے سے لے لے کر اسے تیلی پھینکنے اور رملیٰ کے برہم ہو کر گھورنے کا قصہ سنانے لگا۔

جس طرح یہ گھور کر اندر چلی گئی تھیں۔ میں سمجھا غالباً یہ خاتون گونگی ہیں۔

اور اس کی تصدیق کرنے تم اندر چلے آئے۔

ویسے فی زمانہ خوبصورت عورت کی یہ ایک ایکسٹرا کوالیفکیشن ہے کہ وہ گونگی ہو ______

یاور ---- یاور --- جیدہ مچلنے لگی۔

بس اب تم پھر عورتوں کو لتاڑنے لگے۔

بھئی کسی بہانے سے تو یہ بولیں گی۔ میں نے تو ان کی آواز ہی نہیں سنی

اچھا رملیٰ۔ جیدہ نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

انشاءاللہ آج شام تم سے ملاقات ہوگی ______ ہم دونوں آئیں گے تمہارے بچے اور شوہر کو دیکھنے ______

اسی وقت رملیٰ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا۔ یاور کے چہرے پر سایہ سا لہرایا ______ ایسا سایہ جو رملیٰ کے دل پر لہرایا تھا۔ یہ دلوں کے سائے چہروں پر کیوں آجاتے ہیں؟

رملیٰ گھر پہنچی تو اس کا چہرہ بجھا بجھا تھا۔ ایک مہینے میں اس نے اپنی زندگی کا دھارا موڑ لیا تھا۔

اور ایک نئی ڈگر پر چل پڑی تھی۔ اپنے آپ کو زندگی کے حوالے کر دیا تھا۔ آج پھر طبیعت اکھڑ گئی تھی اور قدم ڈگمگائے جاتے تھے _____ پھر محرومیوں کے ناگ سرسرانے لگے تھے _____ پھر تن من کو پھونکنے والی آندھیاں اٹھ رہی تھیں۔

جلدی جلدی قدم اٹھا کر گھر پہنچی _____

تو معوذ نے رو رو کر سارے گھر کو سر پر اٹھا رکھا تھا _____ اوہ _____ وہ تو بھول ہی گئی تھی کہ بچے کو گھر پر سلا کر گئی ہے _____

بچے کو بھول جانا ماتا کی ریت نہیں _____ نزع میں بھی ماں بچے کو یاد رکھتی ہے _____ ہاں _____ لیکن راستے سے بھٹک جائے تو بچہ ذہن سے محو ہو جاتا ہے _____

رملیٰ نے تھیلا میز پر رکھا اور لپک کر معوذ کو پکڑ لیا۔

ننھی سی چیز رو رو کر نیم جان اور ہلکان ہو رہی تھی۔ ہاتھ اور ہونٹ نیلے ہو رہے تھے۔ اور سارا جسم سرخ ہو گیا تھا۔

اس کو کیا ہوا ہے امی _____؟

رملیٰ نے گھبرا کر اپنی امی کی طرف دیکھا۔

کچھ نہیں زیادہ رونے سے بچے پر تشنج کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے _____ پہلے اسے چپ کراؤ تمہاری گود کی خوشبو ملے گی تو چپ ہو جائے گا۔ چپ کرا کے اسے اپنا دودھ پلاؤ۔ پہلی دفعہ چھوڑ کر گئی ہو۔ بچے بہت حساس ہوتے ہیں۔ سب جان جاتے ہیں _____

رملیٰ نے اناڑی پن سے معوذ کو سینے سے لپٹایا _____ ہلایا جلایا _____ چمکارا پیار کیا _____ تب اس کے جسم کا تشنج رفتہ رفتہ کم ہوا۔۔۔۔۔ رو رو کر اس کے ہونٹ خشک ہو رہے تھے۔

امی جان نے بتایا کہ تمہارے جاتے ہی اٹھ گیا تھا۔ پہلے تو ٹھیک ٹھاک کھیلتا رہا پھر میں نے بوتل سے پانی بھی پلایا _____ پھر نہ جانے کیا ہوا۔ ایک دم مچل اٹھا۔ ہاتھوں سے نکلنے لگا میں تو سچ مچ گھبرا گئی۔ بھئی بڑا من موجی بچہ ہے۔

اب دیکھو تمہارے سینے سے لگتے ہی چپ ہو گیا _____ توبہ توبہ _____ نہ چھوڑ کے جایا کرو _____

میں تو بابا اسے موجی ہی کہا کروں گی۔۔۔۔۔۔۔

رملیٰ نے معوذ کو سینے سے لگایا اور اپنے کمرے میں آ گئی۔ اسے اپنے دیر لگانے پر ندامت سی محسوس ہونے لگی۔۔۔۔۔

اف اتنی معصوم جان تڑپتی رہی۔۔۔۔۔ اور وہ سرابوں میں الجھ گئی۔

بستر پر بیٹھتے ہی رملیٰ نے معوذ کو زانو پر لٹا لیا۔ اور زانو پر لیٹتے ہی معوذ نے اپنا چہرہ بائیں طرف موڑ لیا یا اس کا چہرہ خود بخود بائیں طرف مڑ گیا۔۔۔ اس کے نتھنوں میں مقدس دودھ کی خوشبو پہنچ گئی تھی۔ رملیٰ نے دیکھا اس کی قمیض گیلی ہو رہی تھی _____

یہ تعلق کیا ہے _____؟

اس نے دل میں سوچا _____

طلب ہے _____ چاہ ہے _____ یا ضرورت _____

بچے کو بھوک لگتی ہے تو دودھ چھاتیوں میں سرسرانے لگتا ہے۔۔۔۔

بچہ چیخ کر روتا ہے۔ ماں کی قمیض گیلی ہو جاتی ہے _____

یہ تحفے تو آسمانوں سے اترتے ہیں۔ یہ کسی سائنس کی ایجاد نہیں _____

یہ پیمانے قدرت کے ہیں۔۔۔

انہیں قدرت ہی چھلکاتی ہے _____

کیا خدا کو جاننے کے لئے اتنا کافی نہیں۔۔۔۔

نازک نازک _____ معصوم۔۔۔۔ نرم و گداز۔۔۔ مطہر اور بے ریا ہونٹوں کی خفیف سی جنبش دودھ کی دھاریں کھول دیتی ہے _____

معوذ کو دودھ پلانے سے رملیٰ کو ایک درد آمیز سکون اور آسودگی سی محسوس ہونے لگی۔ وہ غور سے اس کی بند آنکھوں کو دیکھنے لگی۔ بند آنکھیں جو اپنی ماں کو اچھی طرح دیکھ سکتی تھیں _____ اس وقت پوری کائنات ان بند آنکھوں کے حلقے میں تھی

بچے کے چہرے پر طمانیت کا نور تھا _____

وہ اس وقت اپنے سب سے قیمتی تخت پر بیٹھا تھا _____

وہ دنیا کا سب سے امیر انسان تھا _____

یہ ماں کی حقیر سی گود۔۔۔ اس کی حسین کائنات تھی۔۔۔۔

رملی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ۔۔۔۔
اس نے دوسرے ہاتھ سے معوذ کی بند مٹھی پکڑ لی اور اسے اپنے ہونٹوں سے لگا لیا۔
معوذ میری بچے ______ دنیا بڑی گندی جگہ ہے۔ مجھے بچا لینا ______
ان ہونٹوں کا صدقہ ______ میرے تن کا ایک ایک دکھ چن لینا ______ مجھے بچا لینا ______ رملی باقاعدہ رونے لگی۔
وہ کیا جانتی تھی مامتا کیا بلا ہوتی ہے ______
یہ اس دن معلوم ہوا جس دن معوذ نے مقدس دھاروں کو پہلی مرتبہ اپنے ہونٹوں سے پیا

______
اور اس مرحلے سے آگہی بھی بے جی کی وجہ سے ہوئی۔
وہ بچے کو دودھ پلانے کے حق میں نہیں تھی ۔۔۔ مگر بے جی نے ایک دن ہسپتال میں خوب لیکچر پلایا تھا۔
ووہٹی یہ تکلیف تو دو چار دن کی ہے۔ رفتہ رفتہ جب بچہ عادی ہو جائے گا تو تجھے دودھ پلانے میں سکون ملے گا۔ پگلی یہ قدرت کے خزانے ہوتے ہیں۔ ان کی ناقدری نہیں کرتے آج کل کی ماڈرن مائیں نہیں جانتیں کہ وہ بچے کو کس شے سے محروم کر دیتی ہیں۔ تبھی تو آج کل ماں اور بچے کا وہ رشتہ نہیں رہا۔ بچے بھی جوان ہوتے ہی پرے پرے ہو جاتے ہیں۔ اور مائیں بھی انہیں ڈبے کے دودھ پہ ڈال کے سرخرو ہو جاتی ہیں۔ میری بات مانو ______ اگر بچہ ماں کا دودھ پیتا ہو تو ستر بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے۔ اور پیٹ تو اس کا کبھی خراب ہوتا نہیں ______ ڈھکی چھپی چیزوں میں برکت ہوتی ہے۔ قدرت کا کوئی کام گہری مصلحت سے خالی نہیں ہوتا ۔۔۔ اور پھر تم کونسی ملازمت پیشہ عورت ہو۔ جو بچے کو ڈبے کا دودھ لگانا چاہتی ہو ______ ۔۔۔ میرا کہا مان جاؤ ۔۔۔ بعد میں پچھتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا ______
شاباش ______
بچے کو اللہ کی ایک اچھی نعمت سے محروم نہ کرو ۔۔۔
اور روتے روتے رملی نے سوچا ______ بے جی نے کتنی صحیح بات بتائی تھی۔ بچے کو دودھ پلا کر اسے کتنا سکون ملتا ہے۔ خود وہ دنیا کے اونچے مینار پر پہنچ جاتی ہے ______ اپنی ذات کے اندر خود اعتمادی کے کنوئیں نکلنے شروع ہو جاتے ہیں ۔۔۔ اور دل ایک عجیب روحانی

لذت سے سرشار ہوتا ہے ______ شاید یہی ماں اور بچے کا تعلق ہے ______
شاید دنیا میں اس سے خوبصورت اور کوئی نظارہ نہیں ۔۔۔۔۔
اس نے اپنے آنسو صاف کر لیے ۔۔۔۔۔ دیکھا تو معوذ گہری نیند سو گیا تھا ۔۔۔۔
کتنی جلدی سو جاتا ہے بِلّا ______
اس نے محبت سے مسرور ہو کر سوچا ______ ماں کا دل نہیں بھرتا اور بچہ سو بھی جاتا ہے۔
اسے گود میں لیا تو ساری دنیا سے بے نیاز ہو گئی ۔۔۔ اس نے معوذ کو دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور اپنی کھاٹ میں ڈال دیا۔ اس کے سرخ ہونٹوں پر سفید دودھ کا ایک قطرہ رہ گیا تھا ______ یہ قطرہ اسے روشن چاند کی طرح نظر آ رہا تھا۔ جیسے یہ قطرہ اس کے سرخ خون کا دوسرا رنگ ہو ______ مگر اس نے ململ کا رومال اٹھایا اور آہستہ سے اس قطرے کو صاف کر دیا ______ معوذ نے موہوم سی جنبش کی ______ پھر سو گیا ______
رملی آ کے بستر پہ لیٹ گئی ______ بالکل سیدھی ______
آنکھیں بند کیں ______ تو سڑکوں کی گرد اڑ اڑ کر ایک ہیولہ بنانے لگی ______
اف ______
اس نے گھبرا کر کروٹ بدل لی۔
اس وقت اسے محفوظ ترین قلعہ صرف معوذ ہی نظر آ رہا تھا۔

شام بھی ہوگئی ______ جس طرح روز ہو جاتی ہے۔مگر اس شام۔۔۔۔رملی کے اندر اضطرابی سی لہریں اٹھ رہی تھیں۔ بظاہر اس نے اپنے دل سے کہا تھا۔ مجھے تو شام کا بالکل بھی انتظار نہیں ہے ______ اونہہ ______

مگر بے خیالی میں میں نے اٹھ کر اپنا ایک خوبصورت پرنٹڈ سوٹ نکالا اور غسل خانے میں چلی گئی۔ کپڑے بدل کر آئینے کے آگے آ کر کھڑی ہوگئی۔ اپنا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد اسے محسوس ہوا کہ اس کا پیٹ ذرا سا نکل آیا ہے۔ اور اس پیٹ کو فٹ ٹھیک کرنا ہے ______ اپنی پرانی حالت پہ واپس جانا ہے ______ پتلی نازک کمر کا دھیان رکھنا ہے ______

مگر کیوں ______؟

ویسے ہی۔ اس کے دل نے جواب دیا۔

آہستہ آہستہ اس نے میک اپ کیا۔ اپنی خوبصورت اور اداس آنکھوں کو مسکارے سے سنوارا ______ لمبے چمک دار بالوں پر برش کر کے انہیں کھلا چھوڑ دیا۔ گھوم کے اپنے آپ کو آگے پیچھے سے دیکھا ______

ایسا کیوں کر رہی ہے ______

ویسے ہی۔۔۔۔۔۔

کون آنے والا ہے ______؟

کوئی نہیں ______

کوئی نہیں ______ کوئی نہیں ______

سرسر کرتے بال ادھر اُدھر بکھر کر اس کا مذاق اڑانے لگے۔

اونہہ۔

میں شادی شدہ عورت ہوں۔ مجھے سنگھار کرنے کا حق نہیں ______

ہے تو ______

مگر اپنے شوہر کے لئے تو تو کبھی اس طرح بنی سنوری نہیں ______

بکو نہیں ______ اس نے اپنے دل کو ڈانٹا ______

خوشبو اٹھائی اور اپنے اوپر چھڑک لی۔

معوذ سو رہا تھا۔ اس لئے وہ رسالہ لے کر لیٹ گئی۔۔۔۔

باہر بیل ہوئی چونک کر اٹھ بیٹھی۔۔۔۔۔ کافی دیر گذر گئی۔ کوئی اس کے کمرے میں نہیں آیا ______ شرمندہ ہو کر پھر لیٹ گئی ______ دو صفحے پڑھے۔ فون کی گھنٹی بجی ______ کان دروازے پر لگا دیئے۔ کوئی اسے اطلاع دینے نہیں آیا ______ خجل سی ہو کر پھر کتاب پڑھنے لگی۔ یہ کیا دیوانگی ہے ۔۔۔۔

کیا تجھے کسی کا انتظار ہے ______

نہیں تو ______؟

شرم کر اس طرح سج بن کر کس کا انتظار کر رہی ہے؟

یہ دل میں چراغ سے کیوں روشن ہو رہے ہیں ______؟

دوسرے کے گھر کی روشنی ادھار مانگنا چاہتی ہے ______ ادھار کی روشنی سے کیا اپنا گھر منور ہو جاتا ہے ______؟

ذرا سوچ ______ یاور تیری سہیلی کا شوہر ہے ______؟

اپنی سہیلی کے شوہر کو بن ٹھن کے دکھانا کہاں کی شرافت ہے ______؟

اچھا بھلا تو کیا چاہتی ہے ______؟

اگر وہ تیرا اسیر بھی ہو جائے تو تجھے کیا فائدہ ہے ______؟

کیا تو اس کے ساتھ اپنا شوہر بدل سکتی ہے ______

کیا شوہر بھی خوش رنگ کپڑوں کی طرح ہے ______ کہ ادل بدل کر لیا جائے ______

شرم ______ شرم ______ شرم ______

گھبرا کر اس نے کتاب دور پھینک دی۔ چوری پکڑی جائے تو آدمی پسینہ پسینہ ہو جاتا ہے ______

توبہ ______ استغفر اللہ ______

وہ تو ایک بچے کی ماں ہے۔اس دنیا میں ایسی مائیں بھی ہیں۔جنھیں شوہروں نے ایک بچے کے بعد پلٹ کے نہ پوچھا۔مگر انہوں نے اس ایک بچے کے سہارے زندگی گذار دی ______ عورت قناعت کی لاٹھی تھام لے ______ تو زندگی کے گھپ اندھیرے سے پا پیادہ نکل جاتی ہے۔

میرے بچے ______ اس نے سوئے ہوئے معوذ کو دیکھا ______ تو دودھ کے سمندر میں ابال آ گیا ______

میرے بچے تیری ماں گھٹیا اور کمینی نہیں ہے۔

کھڑی ہوئی بچے کے دودھ کے برتن اٹھائے اور کچن میں چلی گئی۔ہر روز کچن میں جا کر وہ خود اس کے برتن ابالتی تھی۔نوکر پر بھروسہ نہیں کرتی تھی۔برتن ابالنے کے دوران نوکروں کے ساتھ گپ شپ میں مصروف ہوگئی۔بالوں کو لپیٹ کر پیچھے گولہ سا بنا لیا۔دوپٹہ اتار کر دور پھینک دیا ______ اور بیسن پر کھڑی دھڑا دھڑ برش چلا رہی تھی۔جب ملازم نے آ کر کہا۔

جی آپ کے وزیٹرز آئے ہیں ______

کون لوگ ہیں ______؟ رملی نے گھبرا کر یوں پوچھا جیسے ابھی تھوڑی دیر پہلے اسے کسی کا انتظار نہیں تھا۔

جی ایک صاحب ہیں اور ایک بیگم صاحبہ ہیں۔

جاؤ انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ۔۔۔۔

رملی نے ہاتھ دھو کر تولیے سے صاف کئے۔دوپٹہ اٹھایا۔سر کو جھٹک کر اپنے بال کھولے اور دل میں کہا۔کاش آج یہ لوگ نہ آتے ______

آ گئے ہیں تو کیا ہے۔اس کے دل نے کہا ______ کیا تو اتنی کمزور اور پلپلی ہے

نہیں میں تو اپنے حالات سے بہت مطمئن ہوں ______ بہت مگن ہوں ______

بہت۔۔۔۔۔بہت۔۔۔۔۔

خوش ______ خوش کہنے کا اسے حوصلہ نہ ہوا۔۔۔۔۔

ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تو جیدہ مسکرا کر کھڑی ہوگئی۔ساتھ ہی یاور بھی کھڑا ہو گیا۔اس کے ہاتھ میں سگار تھا ______

اس نے سگار والی انگلیوں سے اسی طرح اسے سلام کیا اور پھر سب بیٹھ گئے۔

تمھارا بیٹا کہاں ہے ______؟

جیدہ نے پوچھا۔

سو رہا ہے ______

کتنے دنوں کا ہے؟

ابھی صرف ایک مہینے کا ہے ______

رملی نے نظریں جھکا کر جواب دیا۔

کیا نام رکھا ہے ______؟

معوذ ______

تمہارا شوہر کہاں ہے ______؟

کراچی گئے ہیں ______

کب آئے گا ______؟

بس دو چار دن میں آ جائیں گے۔

اور تمہارے شوہر کا کیا نام ہے۔جیدہ نے پوچھا۔

معاذ ______

واہ ______ کتنے انوکھے نام ہیں۔اب تک سنے نہیں۔اس کا مطلب ہے تمہارے شوہر کی شخصیت بھی بڑی انوکھی اور دلکش ہوگی ______

ہاں ______ پھر وہ شوخی سے مسکرا کر بولی ______

تو خود بھی تو شروع دن سے بڑی انوکھی اور طرحدار تھی۔یاد ہے۔تیری انوکھی نرالی عادتوں کی وجہ سے ہم لوگ تجھے شہزادی مارگریٹ کہا کرتے تھے۔

رملی نے ہنس کر سر جھکا لیا۔وہ زمانے جو گذر گئے۔ان کا ذکر کیا ______؟

وہ کہانیاں جو کہی نہ گئیں ان کا عنوان کیوں دھریں ______

تمہیں پتہ ہے یاور ______ جیدہ خوش دلی سے بولی۔

رملی کو کبھی کوئی پسند نہیں آتا تھا۔ہر آدمی میں کیڑے نکالتی تھی۔ہر ایک پر پھبتیاں کستی تھی۔

ہم کہتے تھے پتہ نہیں اس کے لیے آسمانوں سے کوئی شہزادہ اترے گا ______؟

رملٰی کے کلیجے میں برچھی کھپ گئی۔

(اتر آیا آسمان سے سیاہ رات کا مہیب روپ ______)

بھئی مجھے تمہارے شوہر کو دیکھنے کا بہت شوق ہو رہا ہے ______

یاور نے سب باتیں سن کر ادا سے سگار منہ کے ساتھ لگایا۔ ایک لمبا سا کش چھوڑا اور پھر دھوئیں کی اوٹ سے اس کی طرف عجیب نظروں سے دیکھنے لگا۔

جو شخص انہیں دیکھ لے۔ اسے کسی کو دیکھنے کا شوق نہیں رہتا۔ کم از کم مجھے تو ان کے شوہر کو دیکھنے کا بالکل شوق نہیں ہے ______

رملٰی نے چونک کر یاور کی طرف دیکھا۔

(جل گئے ہو۔۔۔ رقابت میں دیکھ نہیں سکتے)

(کاش تم نہ دیکھو) ______

یاور نے اس وقت سنہرے رنگ کا کرتا شلوار پہن رکھا تھا۔ اس کا چہرہ ایسے لگ رہا تھا جیسے اسے گہری نیند سے جھنجھوڑ کر جگا دیا گیا ہو ______ آدھا سویا ______ آدھا جاگا

______

یا پھر انتہائی چاق و چوبند چہرے پر ایک خوابیدہ خوابیدہ کیفیت ______ آنکھیں گو کھلی تھیں ______ مگر سوئی سوئی معلوم ہو رہی تھیں ______ سارے نقش و نگار چمک رہے تھے مگر انہیں دیکھ کر خوابوں میں کھو جانے کو دل چاہ رہا تھا۔ ایسے سوئے سوئے چہرے جو احساس کو جگاتے ہوں۔ کتنے خطرناک ہوتے ہیں۔

میں تمہارے لئے چائے لاؤں ______؟

یہ کہہ کر رملٰی باہر نکل گئی۔

باہر نکل کر اسے محسوس ہوا۔ اس کا دل دھڑک رہا ہے۔

اور دل کے اندر کوئی چور دروازہ بھی کھل گیا ہے۔

ساری سگار کی خوشبو حلق کے راستے دل کے اندر جا رہی تھی پہلی بار اسے محسوس ہوا۔ اس کی ٹانگیں کانپ رہی ہیں۔ پتہ نہیں وہ اسے کن آنکھوں سے دیکھتا تھا۔ رملٰی کی سانس اکھڑنے لگتی تھی۔

چائے کے دوران گپ شپ ہوتی رہی۔

یاور زیادہ نہیں بولتا تھا۔ اگر چہ وہ اپنے چہرے کے ایک ایک نقش سے کام لیتا تھا۔ یوں اس کے ہونٹ چپ رہتے تھے ______ مگر سگار پینے کے دوران پر زاویے بنتے بگڑتے رہتے تھے ______ آنکھیں مفہوم ادا کرتی تھیں۔ ہونٹ کہتے رہتے تھے ______ مچلتے رہتے تھے۔۔۔۔ ناک سونگھتی رہتی تھی احساس کی خوشبو ______ انداز کی خوشبو ______ کان سنتے رہتے تھے ______ فاصلوں پر بجتی دھڑکنیں ______ اور اس کے ہاتھ مصروف رہتے تھے ______

پتہ نہیں کیوں مصروف رہتے تھے ______ کبھی سگار سلگا رہے ہیں ______ کبھی سگار جھٹک رہے ہیں ______ کبھی سگار بجھا رہے ہیں ______ کبھی سگار مروڑ رہے ہیں ______ رملٰی کو اس کی ہر شے بولتی محسوس ہوئی۔۔۔۔۔۔

اس لئے رملٰی واقع گونگی ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔

جیدہ اس کے بیٹے کے لئے تحفہ لائی تھی۔ اٹھ کر اس کے کمرے میں گئی بچہ دیکھا ______ رملٰی کی امی سے بات چیت کی ______

پھر وہ لوگ آ کر ڈرائنگ روم میں بیٹھ گئے۔۔۔۔۔۔

اچانک جیدہ بولی۔ یاور میں یہاں سے نرگس کو فون کر دوں ______؟

پھر کیا پروگرام ہے تمہارا چل رہے ہو ان کے ہاں ______

یاور نے نیم وا آنکھوں میں سارا دھواں بھر کے چھوڑا۔ اور بولا۔

بھئی جہاں بھی لے جاؤ۔ میں تمہارے اختیار میں ہوں۔ تم تو جانتی ہو میں بندۂ بیدام ہوں ______

جیدہ اٹھ کر کوریڈور میں چلی گئی۔

رملٰی کا دل خواہ مخواہ دھڑکنے لگا۔ وہ یاور کے ساتھ کمرے میں اکیلی رہ گئی تھی۔

نہیں وہ تو اکیلی نہیں تھی۔ اس کا شوہر بھی تھا اور بچہ بھی ______ پھر ایسے کیوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے ایک انتہائی تنگ گلی میں آمنے سامنے آتے جاتے ہوئے وہ دونوں پھنس گئے ہیں ______ اگر ایک ساتھ نکلیں گے تو ایک دوسرے کو مسلتے ہوئے نکلیں گے اس کے باوجود مخالف سمتوں میں نکلیں گے ______ اپنی اپنی سمتوں میں نکلنے کے لئے بہت ضروری ہے کہ ایک پیچھے ہٹ جائے ______

کیا وہ پیچھے ہٹ جائے گا______؟

رملیٰ نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا______ کیا وہ راستہ چھوڑ دے گا تنگ گلی کا
______

وہ کیسی والہانہ نظروں سے رملیٰ کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے اس کے ہاتھ میں سگار نہ ہو رملیٰ کی ننھی سی ذات ہو______

ایک دوسرے کو ملستے ہوئے گذرنا اگرچہ ایک دوسرے کو خاک کرنا ہے۔ مگر______ تنگ گلی سے مسل کر گذرنے میں جو کیف ہے اس کے احساس سے دل خواہ مخواہ زندہ ہونے لگتا ہے

رملیٰ کا سارا چہرہ سرخ ہو گیا۔

وہ اپنے ہونٹ کاٹنے لگی۔

آپ باتیں کر لیتی ہیں______؟

وہ اپنی سفاک آنکھوں کا زاویہ بدل کر بولا۔

کوئی بات کہنے کے لئے رملیٰ کے ہونٹ جلنے لگے______

تھوڑی دیر اسے دیکھتا رہا۔ پھر بولا______

اور اگر ہونٹ کوئی ایسی بات کہنا چاہتے ہیں______ جو آپ کے دل کو گوارا نہیں تو ان غریبوں کو یوں دانتوں سے کاٹ کاٹ کر سزا کیوں دے رہی ہیں ان کو وہ بات کہنے دیں۔ جزا اور سزا خود پائیں گے______۔

چور______؟

رملیٰ نے گھبرا کر اس کی طرف دیکھا______

خطرناک چور۔۔۔۔۔۔۔

سارے دل کے ارادے چرانے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ چپ کی زبان جانتا تھا۔ اس کے سامنے وہ کیا بات کرتی۔۔۔۔۔

تقدیر کی روایتی دیوار میں چنی ہوئی وہ ایک زندہ درگور لاش تھی______ اتنی دیوریں اوپر______ اتنی دیواریں نیچے______

بولنے کا کیا فائدہ تھا______؟

اتنے میں جیدہ فون کر کے آ گئی______

مل گئی تھی گوہر______ میں نے کہہ دیا ہے۔ ساڑھے سات بجے ہم پہنچ جائیں گے۔

یاور نے کوئی جواب نہیں دیا______

بے تحاشا سگار کے کش لگانے لگا۔۔۔۔۔ رملیٰ کی کشمکش اس کے چہرے سے ظاہر ہونے لگی۔ اسے یاور کے اس طرح سگار پینے سے الجھن ہو رہی تھی______ اس لئے ایک دم بولی۔

آپ اتنا زیادہ تمبا کو پیتے ہیں______؟

یاور نے اپنے جلتے ہوئے انگارہ سے ہونٹ پہلے سکوڑے پھر پھیلائے۔۔۔۔ اور مزے سے بولا۔

آپ کے شوہر کتنے سگریٹ پیتے ہیں؟

میرے شوہر سگریٹ نہیں پیتے______؟ رملیٰ نے دانستہ جھوٹ بولا۔ گو معاذ سگریٹ کی لت نہیں تھی، مگر کبھی کبھی کسی محفل میں پی لیتا تھا۔

تو۔۔۔۔۔۔

اس نے جملہ ادھورا چھوڑا______ کش لگایا______ دھواں چھوڑا______ فضا میں معطر سانس چھوڑ کر لطف لیا۔ اور پھر اس کی اداس آنکھوں میں ٹھہر کر بولا______

آپ کے شوہر کیا پیتے ہیں______؟

کیا پیتے ہیں______؟۔۔۔۔ رملیٰ نے نظریں جھکا لیں۔

عجیب سا دوراہا آ گیا______

اس کا دل چاہا کہہ دے______ وہ میرا لہو پیتے ہیں______ میری جان پیتے ہیں______ میرا چین پیتے ہیں______ میرے دن رات پیتے ہیں______

مگر فقروں کی یلغار میں وہ الجھ کر رہ گئی۔

وہ مسکرا رہا تھا۔ ہونٹوں پر آگ لئے۔۔۔ جیسے جانتا ہو۔ وار کاری ہے۔

آپ کے شوہر خوش قسمت ہیں______۔۔۔ خود ہی ہنس کر بولا۔

وہ بھلا سگریٹ کیوں پئیں______؟ کیوں پئیں بھلا وہ حقیر سا سگریٹ______

رملیٰ نے فوراً اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔

ایسے جیسے اسے اس کے تشنہ لبوں کا راز معلوم ہو گیا ہو۔ جیسے چوری پکڑی گئی ہو۔۔۔۔ جیسے اس کی کھوکھلی زندگی ٹھن ٹھن کر کے بجنے لگی ہو۔۔۔۔۔ جیسے۔۔۔۔ جیسے چہرے نے ہر راز اگل

دیا ہو ______

مگر وہ اسی دلکش انداز میں مسکرا رہا تھا ______

ان کے پاس پینے کو بہت کچھ ہے ______

دوسرے روز جمعہ تھا اور معاذ کہہ کر گیا تھا کہ وہ جمعے تک ضرور آ جائے گا۔ اس لئے رملیٰ کا دل چاہ رہا تھا۔ معاذ کے آنے سے پہلے ایک بار جا کر جیدہ کے گھر سے ہو آئے۔ جیدہ بھی تو جاتے جاتے کہہ گئی تھی۔

بھئی اب ہمارے گھر ضرور آنا۔ جب تک میکے میں ہو کم از کم روز تو ملتی رہو۔

جاتے جاتے یاور نے کچھ نہیں کہا تھا۔

یاور کو آنکھوں سے باتیں کرنے کا فن خوب آتا تھا۔ ایک نظر دیکھتا اور سب کچھ کہہ دیتا۔ جاتے ہوئے اس نے اس طرح دیکھا۔ جیسے کہہ رہا ہو ______؟

کیسے نہیں آؤ گی۔ میں دل اور آنکھیں بچھا کر رکھوں گا ______

رملیٰ کا دل مچلنے لگا۔ اس نے معوذ کو نہلا دھلا کر دودھ پلایا اور کھاٹ میں سلا دیا نہانے کے بعد معوذ دو تین گھنٹے سوتا تھا۔ اس لئے تیار ہو کر باہر نکل آئی امی جان کو بتایا کہ وہ ذرا جیدہ کے ہاں جا رہی ہے۔ وہ معوذ کا خیال رکھیں۔ جیدہ کے گھر جانے کے لئے ایک تو راستہ سڑک سے ہو کر جاتا تھا اور دوسرا گھر کے اندر سے ایک چھوٹی سی روش انیکسی کی طرف جاتی تھی رملیٰ اسی روش پر ہو لی ادھر کو چلی تو یوں لگا جیسے آج پہلی بار چوری کرنے جا رہی ہے ______ پہلی بار ڈاکہ ڈالنے کا ارادہ ہے۔ پنجوں پر اڑتی ہوئی۔ اپنے ہی سائے سے ڈرتی ہوئی۔ ہوا سے بچ بچ کے چلتی ہوئی -----آگے پیچھے دیکھتی ہوئی ______ گاہ چونکتی ______ گاہ ٹھٹکتی ہوئی----

دل دھڑکتا تو وہ اسے ملامت کرنے لگتی۔ دل شرمندہ ہوتا تو وہ اسے کوسنے لگتی یہ ذرا سا راستہ ہزاروں میل لمبا ہو گیا تھا اور پتہ نہیں کس طرح اس نے ہزاروں میل کا یہ راستہ طے کیا اور جا کر کال بیل پر ہاتھ رکھ دیا ______ یوں جیسے اس نے شہر ممنوع کے صدر دروازے پر دستک دی ہو یا ناممکنات کی اندھیری وادی سے روشنی کی ایک کرن مانگی ہو۔

کال بیل پر انگلی رکھ کر اس نے فوراً اٹھا لی۔

لیکن گھنٹی کی آواز اندر جا چکی تھی ______ اور جیسے اندر ہر شے ہمہ تن انتظار تھی۔ اس نے گھنٹی پر انگلی کیا رکھی سارا گھر جاگ اٹھا۔ مُڈیروں پر رکھے انتظار کے چراغ لو دے اٹھے اور شہنایاں بجنے لگیں۔

دروازہ یاور نے یوں کھولا جیسے ساری رات چھپ کے دروازے کے پیچھے کھڑا رہا ہو ذرا سا دروازہ کھول کر باہر یوں دیکھا ______ جیسے سیاہ بادلوں کی چادر چیر کر چاند نے دنیا کو جھانکا ہو

______

ایک دم ______ بالکل اچانک ______ کہ رملیٰ اپنا چہرہ پیچھے کرنا بھول گئی۔ اور اس کے سانسوں سے نکلنے والی سگار کی خوشبو نے بڑھ کے رملیٰ کے چہرے کو چوم لیا ______

اپنے جی میں کھائی ہوئی ساری قسمیں بھک سے اڑ گئیں ارادوں کی فصلیں گر گئیں ۔۔۔ عقل کی اونچی برجیوں پر بیٹھی ہوئی اخلاقیات کی ساری فوجوں نے مورچے ہٹا لئے ۔۔۔۔ بغاوت کے بارود نے دھائیں دھائیں ساری روایات کو پھونکنا شروع کر دیا۔ رملیٰ کو ایسے محسوس ہوا جیسے وہ غنیم کے محاصرے میں کھڑی ہے ______

اور دشمن بھی وہ ______ جو اس کی جان کا دشمن تھا ______ تن کا دشمن تھا۔ من کا دشمن تھا۔

ذرا سا چہرہ باہر نکال کے پاگلوں کی طرح اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا اور اس کی آنکھوں کے طلسم سے رملیٰ پتھر کی ہو گئی تھی ______

سرگوشی میں بولا ______

کل رت سے انتظار کر رہا ہوں۔ اب آئی ہو؟

اب آئی ہو۔۔۔ اب آئی ہو۔۔۔۔ دروازے کے باہر چھت تک لٹکی ہوئی زخمۂ حیات کی بیل کے بڑے بڑے پتے تال دے کے گنگنانے لگے ______

ایک ننھے سے لمحے میں اس پر زندگی کا سب سے بڑا حملہ ہو گیا اور اس نے پسپائی کا اعتراف بھی کر لیا۔ اور دنیا میں کسی کو پتہ بھی نہیں چلا ______

آیئے آیئے ______ اندر تشریف لایئے ______

پسپائی کی گھڑی کو دونوں ہاتھوں سے قبول کر کے یاور نے صدر دروازہ کھول دیا اور پھر جیدہ کو آواز دی۔

جیدہ ______ آؤ دیکھو کون آیا ہے ______؟ میں تو بے ہوش ہونے لگا تھا۔

جیدہ دوڑ کر کچن سے باہر نکلی اور رملیٰ سے لپٹ گئی۔ جیدہ کے کٹے ہوئے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے اور وہ اس طرح تروتازہ لگ رہی تھی۔ جیسے ابھی نہا کر نکلی ہو۔

بہت اچھا کیا تم آ گئی ہو رملیٰ ______؟ میں ابھی یاور کے لئے چاپیں اور تکے بنانے لگی تھی۔

تمہارے پاس خانساماں نہیں ہے۔ رملیٰ نے ایک بیہودہ سا سوال کر دیا۔

نہیں یار! جیدہ اسے لے کر ڈرائنگ روم میں آ گئی۔ پانچ سال انگلینڈ میں رہی تو گھر کا کام کرنے کی عادت سی پڑ گئی ہے۔ یہ باہر کے ممالک پھوہڑ سے پھوہڑ عورت کو بھی گھر داری کا سلیقہ سکھا دیتے ہیں۔

میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔ یاور نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

مگر رملیٰ کو یاور کی طرف دیکھنے کا حوصلہ نہ ہوا۔

تینوں بیٹھ گئے۔

معوذ کو نہیں لائیں۔ جیدہ نے پوچھا۔

یہ اس کے سونے کا وقت ہے۔ پھر اتنا چھوٹا سا تو ہے۔ کیسے لاؤں ______؟

ڈارلنگ پہلے ایک ایک کپ کافی پلواؤ۔ پھر باتیں ہوں گی یاور نے جیدہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

ہاں بنا لاتی ہوں۔ جیدہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

چلو میں بھی تمہارے ساتھ کچن میں چلتی ہوں۔ رملیٰ بھی کھڑی ہو گئی۔

نہیں نہیں رملیٰ تم یاور کے پاس بیٹھو۔ جیدہ نے سادگی سے کہا۔ بھئی میرا شوہر کوئی اتنا خوفناک آدمی نہیں کہ تم اس کے پاس بیٹھنے سے گھبرا رہی ہو۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ رملیٰ نے سنجیدگی سے کہا۔ میں نے سوچا تمہاری مدد کر دوں گی تو تم جلدی آ کر یہاں بیٹھ سکو گی۔

میں آج جلدی تمہارے پاس آ کر بیٹھ سکوں گی۔ بلکہ آتی جاتی رہوں گی۔ جمعہ کے روز ہم لوگ ناشتہ تو کرتے نہیں۔ ایک ساتھ کھانا کھاتے ہیں۔ اور میں نے بہت سی چیزیں چولہے پر رکھ چھوڑی ہیں۔

پھر تو میں بہت غلط وقت پر آ گئی ہوں۔

ارے نہیں ______ جیدہ نے رملیٰ کو زبردستی بٹھا دیا۔ اگر میں کچن میں زیادہ وقت لگاؤں تو یاور بہت بور ہوتا ہے۔ اچھا ہوا تم آ گئیں۔ تم اس کو کمپنی دو جب تک میں سب تیار کر لوں گی۔

لیکن تم اپنی سہیلی کو میری شرافت کی کوئی سند تو دیتی جاؤ۔ جاتی ہوئی جیدہ کو یاور نے روک کر کہا۔ انہیں بتاؤ کہ میں ایک بے ضرر سا انسان اور بیچارہ سا شوہر ہوں ______

جیدہ نے اپنا مخصوص قہقہہ لگایا۔

بھئی رملیٰ ڈرو نہیں۔ یاور سچ کہہ رہا ہے۔ یہ بڑا مسکین اور مظلوم شوہر ہے۔ اس کی شرافت کی گواہی میں دیتی ہوں۔

یہ کہہ کر جیدہ باہر نکل گئی۔ شرم سے رملیٰ کا منہ سرخ ہو گیا۔

بیٹھ گئی اور اپنی شرمندگی پر قابو پا کر بولی۔

آپ لوگ دوسرے کی نیت پر شک کیوں کرتے ہیں۔

شک تو آپ کو میری نیت پر ہے۔ یاور دوبدو بولا۔

کیا شک ہے ______ ؟ رملیٰ نے ہمت کر کے پوچھا۔

جواب دینے سے پہلے وہ ہنسا۔ اس کے موتیوں جیسے دانت نمایاں ہو گئے۔ گھبرائی گھبرائی رملیٰ اس کے دانتوں کو غور سے دیکھنے لگی۔ اسی وقت اسے خیال آیا۔ اس نے کبھی معاذ کے دانتوں کو غور سے نہیں دیکھا۔ ایک سال ہو گیا شادی کو۔ مگر اس نے معاذ کے دانت دیکھے ہی نہیں ______ جب کہ۔۔۔ تیسری ملاقات پر اسے یاور کے دانت نظر آ گئے تھے۔ ہنستا ہوا بہت اچھا لگ رہا تھا۔ پاگل نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس وقت بے اختیار رملیٰ کا دل چاہا کہ اپنا کلیجہ نکال کر اس کے آگے ڈال دے۔ اور کہے ______ ظالم آدمی! لے اسے میرے سامنے چبا لے۔ روز روز کے جھنجھٹ سے تو نجات ملے۔

تمہارا یہ خیال ہے کہ میں ان مردوں میں سے ہوں جو ہر خوبصورت لڑکی پر جھٹ عاشق ہو جاتے ہیں۔ یعنی پیشہ ور عاشق ہوں ______

اف ______ رملیٰ کے دل نے ڈبکی لگائی۔

سوچتی تو وہ بھی ایسا ہی تھی۔ مگر اس خیال کو اس نے کبھی آنکھوں میں بھر کر اس کی طرف نہیں

دیکھا تھا۔ جانے اسے کیسے معلوم ہو گیا۔ رملیٰ اپنے پاؤں کے انگوٹھے سے قالین کو کریدنے لگی۔

جواب نہیں دیا۔

تو وہ دوبارہ بولا ______

یہ ٹھیک ہے کہ تمہیں دیکھا ______ اور تم سے عشق ہو گیا۔ مگر میں پیشہ ور عاشق نہیں ہوں ______

اسی وقت ایک ٹرے اٹھائے جیدہ کمرے میں داخل ہوئی۔ رملیٰ اپنے دونوں ہاتھ گود میں رکھے سر جھکائے بیٹھی تھی۔ اگر جیدہ اندر نہ آ جاتی تو وہ اپنی دونوں ہتھیلیوں کو جو دعا کی طرح پھیلی ہوئی تھیں۔ آنسوؤں سے بھر دیتی۔ ہاتھ پھیلا ہوا اور آدمی دعا نہ مانگ سکے ______ زبان مچل رہی ہو۔ تمنا سامنے ہو اور آدمی اس کا نام نہ لے سکے تو کیسی بے بسی کا مقام ہوتا ہے۔

تم دونوں گم صم کیوں بیٹھے ہو ______ ؟ جیدہ نے تپائی کھسکا کے اس پر سنیکس رکھ دیئے۔ جب تک میں کافی لاؤں کچھ کھاؤ۔

بھئی رملیٰ تم کیوں شرما رہی ہو۔ بات کرو نا؟ میرے شوہر سے ______ پھر جیدہ نے یاور کی طرف دیکھا۔

اور یاور کتنی حیرت کی بات ہے۔ اتنی حسین لڑکی تمہارے سامنے بیٹھی ہے اور تم بھی خاموش ہو۔ حالانکہ تمہارے آگے کسی خوبصورت لڑکی کو بٹھا دیں تو تمہارے منہ سے پھول جھڑنے لگتے ہیں۔

بعض حسین لڑکیاں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ ان کے سامنے زبان گنگ ہو جاتی ہے۔

یاور نے کش لے کر کہا۔

خیر تمہارے جیسے چرب زبان مرد کی زبان کسی کے آگے گنگ نہیں ہو سکتی۔

بھئی معاملہ تمہاری نازک مزاج سہیلی کا ہے ______ میں ٹھہرا جنگلی آدمی ______ کوئی بات الٹ سلٹ منہ سے نکل گئی تو تمہاری سہیلی خفا نہ ہو جائے۔

میری سہیلی ایسی ہرگز نہیں ہے۔ میں اسے بچپن سے جانتی ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے کوارٹر پلیٹ رملیٰ کو پکڑائی اس نے جلدی سے پکڑ لی۔

جیدہ باہر نکل گئی۔

رملیٰ بال برابر باریک پل صراط پر پہنچ گئی۔

ڈرتے ڈرتے نظر اٹھا کے یاور کی طرف دیکھا۔ وہ عاشقانہ نظر سے اس کو دیکھ رہا تھا۔ تب رملیٰ کو احساس ہوا کہ جیدہ کی موجودگی میں وہ اسے اور طرح دیکھتا ہے۔ مگر جیدہ کے جاتے ہی اس کی نظر کا زاویہ بدل جاتا تھا۔ اس کو رملیٰ کو پاگل پن سے دیکھنا بہت اچھا لگتا تھا۔ مگر رملیٰ کے اندر احساسِ جرم کی لہریں اٹھنے لگیں۔ یاور اس کی سہیلی کا محبوب شوہر تھا اور وہ اس کے ساتھ آنکھ مچولی کھیل رہی تھی۔۔۔۔۔۔ یا اس کی آنکھ مچولی کو پسند کر رہی تھی۔

کتنی بری بات ہے ______؟

رملیٰ نے اٹھ کے اپنی پلیٹ میں سینڈوچ رکھا۔ تو نیم دراز یاور نے اپنی پلیٹ آگے پھیلا دی اور بولا۔ پلیز میری پلیٹ میں بھی کچھ ڈال دیں ______

رملیٰ نے سینڈوچ والی پلیٹ اٹھائی اور اس کے آگے کر دی۔ تا کہ وہ خود اٹھا لے مگر اس نے آنکھوں سے انکار کر دیا اور بولا وہ ٹکڑا جو تم نے اپنی پلیٹ میں رکھا ہے۔ وہ میری پلیٹ میں رکھ دو۔ بس وہی کھاؤں گا۔ اور کچھ نہیں لوں گا۔

کیوں ______ کیوں ______ کیوں ______ رملیٰ کا دل چاہا چینی کی پلیٹ اس کے سر میں دے مارے اور کہے مجھے اشاروں پر نچانے والے تم کون ہوتے ہو۔ آج تک میرے شوہر کو یہ کہنے کی جرات نہیں ہوئی۔ مگر اس نے جلدی سے ______ اپنا سینڈوچ اٹھا کے یاور کی پلیٹ میں رکھ دیا۔ اور خود ایک ٹکڑا اٹھا کر اپنی جگہ پر آ کے بیٹھ گئی۔

اسی وقت جیدہ تین گرم گرم پیالیاں کافی کی اٹھائے اندر داخل ہوئی۔

رملیٰ تمہیں ایک بات بتا دوں۔

جیدہ نے رملیٰ کو کافی کی پیالی پکڑاتے ہوئے کہا۔

یاور بہت بے تکلف آدمی ہے اور بے تکلفی کو پسند کرتا ہے۔ زبان بھی ذرا اس کی کھلی ڈلی ہے۔ پلیز اس کی کسی بات کا برا نہ ماننا ______ دل کا یہ بہت اچھا ہے۔

(یہ دل کے اچھے لوگ دوسرے کا دل کیوں لوٹ لیتے ہیں۔۔۔ شکل پر تو اس کی گلاب کھلے رہتے ہیں۔۔۔ آنکھیں ایسی دی ہیں قدرت نے اسے کہ ان میں ڈبکی لگا کے پھر ابھرنے کو جی نہیں چاہتا ______ دانت ایسے ہیں کہ دل چاہتا ہے کہ ہمارے سامنے ہمارا دل چبا لے ______ اور ہونٹوں پر ہر وقت آگ کا ایک شعلہ رہتا ہے ______ اس شعلے کے قریب جا کے بسم ہو جانے کو جی چاہتا ہے۔۔۔۔۔۔ کتنے کمینے ہوتے ہیں ایسے لوگ۔۔۔ ہم ان کی زد

میں تھر تھر کانپنے لگتے ہیں ______ نہ بھڑکاتے ہیں۔ نہ بجھاتے ہیں۔۔۔)

تم بار بار اپنے شوہر کی صفائیاں کیوں پیش کر رہی ہو جیدہ ______

یاور نے سینڈوچ کھاتے ہوئے کہا۔

بھئی رملیٰ بڑی شرمیلی لڑکی ہے۔ اور اس کی تربیت ایک مذہبی ماحول میں ہوئی ہے۔ مجھے یاد ہے۔ جب ہم کالج میں ایک دوسرے کو گندے لطیفے سنایا کرتے تھے تو یہ ہم سے روٹھ کر ایک طرف جا بیٹھتی تھی۔

مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے یہ ابھی تک سب سے روٹھی ہوئی ہے ______ ہے نا؟

جیدہ ______ یہ شکل سے ایک دل گرفتہ ناراض شہزادی معلوم ہوتی ہے ______!

یاور کے لہجے میں اس بار بے تکلفی تھی۔

رملیٰ دھیرے سے مسکرائی۔ پلیٹ اس نے ہاتھ سے رکھ دی اور کافی کی پیالی اٹھا لی۔ اور بولی۔

میری ذات اتنی اہم تو نہیں کہ آج بس مجھی پر گفتگو کی جائے ______!

اوہو ______ ہر لڑکی بار بار یقین دہانی چاہتی ہے۔ دیکھا جیدہ میں ٹھیک کہتا ہوں نا! لڑکیوں کو یقین دہانی کی بہت ضرورت ہوتی ہے ______ اب رملیٰ چاہتی ہے۔ ہم اسی کے بارے میں گفتگو کرتے رہیں۔ کچھ اور کہیں۔۔۔ کچھ اور کہیں۔۔۔۔

رملیٰ شرمندہ ہو گئی۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہ تھا۔ مگر اسے اپنے بارے میں یہ سب سننا اچھا لگ رہا تھا۔

اوہ میں ذرا آنچ کم کر آؤں ______ جیدہ ایک دم اٹھ کر باورچی خانے کی طرف بھاگی۔

تمہاری ذات کتنی اہم ہے۔ یہ سب تم جان گئی ہو رملیٰ ______

یاور نے آہستہ سے کہا کم از کم میرے لئے تو ______ اگر سچ پوچھو تو آج تین دن سے میں تمہارے بارے میں ہی سوچ رہا ہوں۔

کیوں سوچ رہے ہو میرے بارے میں ______؟ رملیٰ کا دل چاہا وہ اسے جھڑک دے اور اس سے کہے تم بددیانت آدمی ہو۔ تم میری سہیلی کے شوہر ہو۔ ایک زمانے سے لڑ کے میری سہیلی نے تمہیں اپنایا تھا اور اب تم میرے سامنے ہی۔۔۔۔

مگر پتہ نہیں کیا ہوا۔ رملیٰ اس معاملے میں بہت بودی ثابت ہوئی۔ ایک تو اس آدمی کی موجودگی میں اس کا دل دھڑکتا تھا۔ اس پر اس کا چہرہ بالکل رملیٰ کے خوابوں جیسا تھا۔ جانے کب سے زندگی کی بھول بھلیاں میں وہ یہ چہرہ تلاش کرتی پھر رہی تھی۔ اور کتنی عجیب بات تھی کہ وہ چہرہ ملا تو اس کی محبت میں سرشار ملا۔ مگر ________

راستے ہی جدا ہو چکے تھے۔ اب جب راستے جدا تھے تو وہ اسے کیا کہتی ________؟ اک ذرا ٹھنڈی چھاؤں تلے بیٹھنے سے زندگی کا سفر نہیں بیت جاتا۔ البتہ تھکن ضرور اتر جاتی ہے۔ ایک ہی سال ہوا تھا اس کی شادی کو ________ مگر تھکاوٹ سے وہ چور ہو رہی تھی۔

پاؤں میں آبلے تھے اور جسم شرابور تھا۔ ایسے میں کوئی سایہ دار پڑاؤ آ جائے۔ تو ٹھنڈی ہوا کے جھونکے بھی آنے لگتے ہیں۔ یہ جھونکے تھکے ہوئے جسم کو لوری دینے لگتے ہیں۔ تھکے ہوئے آدمی کو بہت جلد نیند آ جاتی ہے۔ رملیٰ کا دل چاہ رہا تھا۔ اب وہ آرام سے سو جائے ________ ایسی نیند کہ جس میں سے پھر کوئی اسے نہ جگائے۔

تم سو گئی ہو ________؟

یاور نے اس کے بجھے ہوئے چہرے کو غور سے دیکھ کر پوچھ ڈالا۔

آپ بہت خطرناک باتیں کرتے ہیں۔

بالآخر رملیٰ نے منہ بسور کر کہا۔ میری سمجھ میں نہیں آتیں ایسی باتیں۔

یاور نے قہقہہ لگایا۔ اور بولا۔

رفتہ رفتہ سمجھ میں آ جائیں گی ـــــ ویسے تم شکل سے کچھ ایسی بے سمجھ بھی نہیں دکھائی دیتی ہو ________؟

جیدہ یاور کا قہقہہ سن کر دوڑی آئی

بھئی کیا لطیفہ ہوا ہے مجھے بھی بتاؤ ________

تمہاری سہیلی کہہ رہی ہے۔ میں بڑی خطرناک باتیں کرتا ہوں۔

یاور تم نے رملیٰ کو ڈرانے کی کوشش کی ہے ________

جیدہ نے گھور کر یاور کو دیکھا۔

تمہاری قسم ________ یاور نے پھر ہاتھ کھڑا کیا۔ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی اب کسی خوبصورت لڑکی کو خوبصورت کہنا اگر خوفناک جرم ہے۔ تو تم مجھے سزا دے لو ________

جیدہ بھی ہنسنے لگی۔

یاور کو معاف کر دو۔ میں نے کہا تھا نا؟ خوبصورتی اس کی کمزوری ہے۔ کسی خوبصورت عورت کو دیکھ کر یہ دل اور زبان پر قابو نہیں رکھ سکتا۔

ویسے ڈرو نہیں اس کی مہار میرے ہاتھ میں ہے ________

رملیٰ نے حیران ہو کر جیدہ کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر خلوص کا اجالا تھا۔ اس وقت رملیٰ کو اپنے آپ سے بے حد شرم آئی۔ رملیٰ کا دل چاہا زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائے۔

جیدہ نے ہاتھ میں کفگیر پکڑا ہوا تھا وہ دوبارہ کچن میں واپس چلی گئی۔

رملیٰ نے اپنے ہاتھ پر لگی ہوئی گھڑی دیکھی۔ اور بولی۔

آپ جمعہ کی نماز پڑھنے نہیں جائیں گے ________؟

میرا مذہب صرف عشق ہے۔

وہ لہجے میں مستی سمو کر بولا۔

کیا عشق میں نماز نہیں ہوتی ________؟

ہوتی ہے ________ محبوب کو سامنے بٹھا کر آنکھوں سے سجدے کرنا میری نماز ہے۔

اب رملیٰ کے لئے وہاں بیٹھنا واقعی مشکل ہو گیا۔ جلدی سے اٹھ کر کچن میں آ گئی۔

آ کر کیا کر رہی ہو تم جیدہ ________

بھئی میں نے سوچا آج تمہیں بھی اپنے ہاتھ کا پکا کھلا دوں۔ اس لئے جلدی جلدی تکے بنا رہی ہوں۔

رہنے دو میں کھانے کی اتنی شوقین نہیں ہوں۔

اسی وقت باہر بیل ہوئی۔ جیدہ دوڑی گئی۔ رملیٰ کے گھر سے ملازم آیا تھا۔ اور کہہ رہا تھا

رملیٰ بی بی کا فون ہے انہیں جلدی بھیجیں ________

فون ________؟

رملیٰ گھبرائی اور خدا حافظ کہے بغیر باہر نکل گئی۔ واپسی پر وہ ہزاروں میل کا راستہ چند منٹ میں ہو گیا۔ سامنے برآمدے میں امی جان معوذ کو کندھے سے لگائے بڑی سنجیدہ شکل بنائے کھڑی تھیں۔

معاذ کی کراچی سے کال ہے ______

رملیٰ فون کے قریب پہنچ گئی۔

یہ تو بند ہو گیا ہے۔

یہیں بیٹھو وہ دوبارہ کرے گا۔ اتنی دیر سے تو میں نے ہولڈ کروایا ہوا تھا۔

رملیٰ وہیں کرسی پر بیٹھ گئی اور معوذ کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

یہ جاگ گیا ہے ______؟

یہ تو تمہارے جاتے ہی جاگ گیا تھا۔ پتہ نہیں اس بچے کو کیا ہے۔ تم گھر پر ہوتی ہو تو ست ہو کر سویا رہتا ہے۔ ادھر تم گھر سے نکلیں ادھر یہ جاگ گیا۔ اور آج تم نے بھی غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا۔ تھوڑی سی دیر کا کہہ کر گئیں اور پورے دو گھنٹے لگا دیئے ______

اف دو گھنٹے لگا دیئے۔ رملیٰ کو کوئی جواب نہیں سوجھ رہا تھا۔ اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

اس نے ریسیور اٹھا لیا۔ اور جواب دہی سے بچ گئی۔ دوسری طرف معاذ تھا۔

اسی طرح محبت میں ڈوبی ہوئی آواز ______ چنتا سے چھلکا چھلکا لہجہ ______ توجہ کی حلیمی کے ساتھ ______

اس نے بتایا کہ وہ آج شام نہیں آسکے گا۔ اور اب پرسوں شام کو آئے گا۔

معوذ کا حال پوچھ کے اس نے فون بند کر دیا۔

پرسوں آئے یا صدیوں بعد آئے۔

رملیٰ نے ایک ٹھنڈی سانس چھوڑی۔ وہ اس سے بہت دور نکل آئی تھی۔

معوذ کی عادت تھی کہ وہ دودھ پی کے سرِ شام ہی سو جاتا تھا۔ پھر اس کے بعد رملیٰ کتابیں پڑھا کرتی۔ ٹیلی ویژن کا کوئی دلچسپ پروگرام دیکھ لیتی۔ یا معوذ کا کوئی کپڑا سینے لگ جاتی۔

لیکن آج معوذ کو سلانے کے بعد ______ کوئی کام نہیں سوجھ رہا تھا۔ دل پر ایک ہی جنون سوار تھا ______

اور جنون نے ایک رستہ دیکھ لیا تھا۔

دل کہتا چل ـــــ چل ـــــ محبوب کے دوارے چل ______

اس نے اپنے دل کو بہت ڈانٹا۔ لعنت ملامت کی ______ برا بھلا کہا ______

اپنی حیثیت کا احساس دلایا۔ مگر ایک چنگاری جو اس نے دامن میں باندھ لی تھی۔ باقاعدہ آنچ دے رہی تھی۔

پہلے تو سامنے کوئی رستہ نہیں تھا۔ اس لیے سینے پر صبر کی سل رکھ کر بیٹھی تھی۔ اور اب سامنے ایک ہرا بھرا پھولوں سے اٹا راستہ تھا۔ گو اس راستے پر ممنوع کا بورڈ لگا تھا۔ مگر یہاں کون ٹریفک کے قوانین کی پابندی کرتا ہے ہر کوئی اپنا راستہ بنائے اندھا دھند چلا جاتا ہے۔ ہاں کبھی کبھی ایک خوفناک حادثہ ہو جاتا ہے ______؟

حادثہ ______ اف ______ ابا جی ______ امی جی ______ بے جی اور معاذ ______ سب اس حادثے کی زد میں آجائیں گے۔

نہیں نہیں ______ وہ اپنے دل کو منا لیتی اور کسی کام میں اپنے آپ کو مصروف کر لیتی۔

پھر دل کے اندر سے دہائیاں اٹھنے لگتیں۔

پگلی روتے روتے جیون بیت رہا ہے۔ ذرا سا مسکرا لے۔ مسکراہٹ پر پہرے نہیں ہیں ______

تو وہ بے چین ہو اٹھتی۔ کچھ دنوں میں وہ گھر واپس جانے والی تھی۔ پھر تو سب باتیں خواب

کی طرح بکھر کر ختم ہو جائیں گی۔

وہ بے تاب ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

امی جی! میں ذرا جیدہ کے ہاں جا رہی ہوں۔

اس وقت ______؟ امی نے ناقدانہ انداز میں اسے دیکھ کر کہا۔

ہاں مجھے اس سے کچھ رسالے لینا تھے۔ صبح تو آپ نے بلوایا تھا میں جلدی میں بھاگی آئی۔ رسالے نہ لے سکی ______

امی جی نے نظریں جھکا لیں۔

معوذ سو گیا ہے۔

جی امی ______ اور آپ کو معلوم ہے وہ چھ سات گھنٹے سوئے گا۔

لیکن تم ذرا جلدی آ جانا۔

جلدی آ جاؤں گی امی ______ معوذ کے کمرے میں جھانکتی رہیے گا۔

یہ کہہ کر رملیٰ نے جست لگائی اور دروازے سے باہر نکل گئی۔ سارا رستہ وہ سوچتی گئی وہ کیوں جا رہی ہے ______؟ اسے جانے کی جلدی کیوں ہے ______؟ اس کے آگے اس کا دل کیوں اڑا اڑا جا رہا ہے؟

دنیا میں کبھی کسی نے ناصح کی بات سنی ہے۔ جو رملیٰ کا دل اس کی کسی بات کو سنتا۔ جب اس نے صدر دروازے کی گھنٹی پر ہاتھ رکھا تو اردگرد کی آوازوں سے بے نیاز ہو گئی۔ جیدہ نے خود آ کے دروازہ کھولا۔

آ گئی ہو رملیٰ ______ ہائے اچھا کیا ______

میں نے صبح تم سے کہا تھا نا؟ کہ میں دوبارہ آؤں گی۔

واقعی اس وقت فون کال سن کر رملیٰ گھبرا گئی تھی جیسے معاذ کسی روزن سے بیٹھا اسے دیکھ رہا ہے اور اب اس نے اس کی گوشمالی کے لیے جھٹ سے فون کر دیا ہے۔ بوکھلائے ہوئے انداز میں جب وہ باہر نکلنے لگی تو جیدہ نے کہا۔ یاور کو تو خدا حافظ کہتی جاؤ۔

میں شام کو پھر آ کر معذرت کر لوں گی۔

اچھا آنا شام کو ______

ضرور آؤں گی۔

یہ کہہ کر رملیٰ گھر کی طرف بھاگ گئی تھی۔

آ جاؤ۔ جیدہ نے اس کے پیچھے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

آج ہم بیڈ روم میں بیٹھے موسیقی سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

رملیٰ ذرا سا جھجک گئی بچپن میں امی بتایا کرتی تھیں۔ منہ اٹھا کر کسی کے بیڈ روم میں چلے جانا اچھی بات نہیں ہوتی۔

آ جاؤ ______ جیدہ نے اسے رکتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

آ جاؤ بھئی۔ ایسی تکلف کی کون سی بات ہے ______؟

کون ہے ______؟ یاور نے یوں بن کر پوچھا جیسے وہ نہیں جانتا کہ کون ہو سکتا ہے۔

بھئی کوئی خوبصورت بندہ ہے تو میں خود لینے آ جاؤں ______

یاور کی آواز سن کر رملیٰ کی ٹانگیں لرزنے لگیں۔

آہستہ آہستہ چل کر اندر آ گئی۔

یاور بستر میں نیم دراز تھا۔ اوپر ہو کر بیٹھ گیا۔

میری چھٹی حس کہہ رہی ہے۔ کوئی خوشبودار شخصیت ہے۔ اس لیے تو معطر جھونکے اندر آ رہے تھے۔

کیسٹ پلیئر پر گیت بج رہے تھے۔

جیدہ نے آگے بڑھ کر آواز آہستہ کر دی۔ رملیٰ ایک نرم سے سٹول پر بیٹھ گئی۔

ادھر آ کے بستر پر بیٹھو نا ٹھیک طرح سے جیدہ نے اس کا بازو پکڑا۔ ایسے بیٹھی ہو جیسے ابھی اٹھ کر بھاگ جاؤ گی۔

نہیں میں یہیں ٹھیک ہوں۔ رملیٰ نے اس کے ڈبل بیڈ پر نظر ڈالی ______

بستر پر سلوٹیں تھیں۔ کمبل الٹ پلٹ ہو رہا تھا۔ تکیئے چرمرائے ہوئے تھے۔ وہ دونوں غالباً صبح سے بستر میں بیٹھے تھے۔ رملیٰ کے دل سے ایک ہوک اٹھی۔ ساتھی دل پسند ہو تو آدمی دل پسند شغل اپنا سکتا ہے۔ اب یہ میاں بیوی چھٹی کا دن کتنے رومانٹک انداز میں گزار رہے تھے۔ بس ایک دوجے میں گم تھے۔ رملیٰ کو یکایک جیدہ سے حسد محسوس ہونے لگا ______

موسیقی کا لطف کچھ بستر میں بیٹھ کر ہی آتا ہے۔ جیدہ نے کہا ______ دفتری کرسی پر بیٹھ کر موسیقی کا لطف نہیں آتا۔ اور دیکھو یہ کتنا چھوٹا بیڈ روم ہے ایک صوفہ تک اور رکھنے کی گنجائش نہیں

ہے واقعی یاور _____ اس نے یاور کی طرف دیکھا۔ اگر کوئی مہمان آ جائے بیڈروم میں تو اسے کہاں بٹھائیں۔

بیڈروم میں ایرہ وغیرہ نہیں آتا۔ یاور نے مستی بھری آواز میں کہا _____ جو مہمان بیڈ روم میں آتے ہیں انہیں دل میں جگہ دینی چاہیے _____

جیدہ زور زور سے ہنسنے لگی۔ رملی نے مسکرا کر یاور کی طرف دیکھا _____ ہمیشہ سے زیادہ خوبصورت لگ رہا تھا۔ وہی سویا سویا خمار تھا اس کے چہرے پر اور وہی ذہانت کی چمک جو بیک وقت اسے بیدار بھی اور خوابیدہ بھی ظاہر کرتی تھی۔

جلدی سے بتاؤ کیا پیو گے تم لوگ۔ جیدہ بولی۔ پھر میں ایک بار ہی اپنے بستر میں بیٹھ جاؤں۔

کچھ نہیں جیدہ ------ رملی ایک دم بولی۔ میں تو کھانا کھا کے آئی ہوں اب کسی چیز کی حاجت نہیں ہے _____

حاجت انہیں نہیں ہوگی کسی چیز کی _____ یاور نے اپنے مستانہ ماہی والے انداز میں سگار کا کش لے کر کہا ------ ہمیں تو بہت سی چیزوں کی حاجت ہے۔ ہم تو بندے حاجت مند ہیں ------ ہم نہ تو دیوتا ہیں۔ نہ دنیا تیاگ کے بیٹھے ہیں۔ ان کی طرح _____ چپ کا روزہ رکھ لیں اور دل کی کھڑکیاں بند کر لیں اور کہہ دیں کہ بھئی ہم ہر ضرورت سے بے نیاز ہو گئے ہیں۔

رملی کا دل دھڑک اٹھا۔ کیا اس کے من کا چور اس کے چہرے پر لکھا ہے۔ رملی نے سوچا کتنا خطرناک آدمی ہے۔ مگر کتنا ذہین ہے ------

جاؤ ------ جاؤ --- سبز قہوہ بنا کے لاؤ۔ سبز پری بیڈروم میں آئے تو سبز قہوہ پیتے ہیں _____؟

رملی نے بے اختیار اپنے سبز سوٹ اور پھر بڑے بڑے پھولوں والے سبز دوپٹے کو دیکھا۔

جیدہ باہر نکل گئی اور وہ نیم دراز ہو گیا _____

اس کی گردن کے نیچے سنبل کے تڑے مڑے ہوئے تکیئے تھے۔ اور سیدھا لیٹا چھت کی طرف دیکھ رہا تھا۔

باتیں آپ خوب بنا لیتے ہیں۔ رملی نے جیسے دانت پیس کر کہا۔

صبح سے بستر میں پڑا ہوں۔ مجھے ملے بغیر بھاگ گئی تھیں نا؟ کسی کام میں دل نہیں لگا۔ کہیں

جانے کو دل نہیں چاہا _____ بے اختیار غصہ آ رہا تھا تم پر _____ کبھی کبھی جی چاہتا تھا۔ تمہاری یہ خوبصورت صراحی دار گردن جا کے مروڑ دوں۔ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری _____

انتہائی سنجیدہ شکل بنانے کے باوجود رملی کو اس کے اس انداز پر ہنسی آ گئی۔ حسین لوگ اتنے سنگدل کیوں ہوتے ہیں ------

وہ کش لے کر بولا _____

اپنے حسن کی طرح بے حس _____

رملی احساسات کے سوا نیزے پر پہنچ گئی۔

تمہیں کیا حق ہے مجھ سے ایسی باتیں کرنے کا _____ یا کس نے یہ استحقاق دیا ہے تمہیں۔ اور پھر میں کیوں آؤں _____ کیوں آؤں _____ کیا تمہاری اسیر ہوں _____ تمہاری فقیر ہوں میں _____ کیا سمجھتے ہو اپنے آپ کو ------

دیکھو دیکھو ------ رملی ------ آگے بڑی پھسلن ہے۔ ہر اک کے قدم وہاں تک نہیں جاتے ------

تو ایک شادی شدہ عورت ہے۔

اور یہ ایک شادی شدہ مرد ہے۔

اور جو دنیا نے اب تک برداشت نہیں کیا۔ تو وہ کرنے جا رہی ہے۔

بھئی میری بات کا جواب دو _____ یاور نے کمبل کے اندر اپنے پاؤں ہلائے تو رملی کا بے اختیار دل چاہا۔ وہ ان قدموں پر اپنا سر رکھ دے اور چیخ چیخ کر رو دے۔ اور کہے _____ یاور مجھے معاف کر دو۔ مجھے بخش دو _____ مجھے خراب نہ کرو۔ یہ ضرور ہے کہ میرے خیال تمہیں دیکھ کر بھٹک گئے ہیں۔ مگر میں زیادہ دور تک تمہارے ساتھ جانے کے قابل نہیں ہوں۔ لہولہان ہوں۔ زخمی ہوں _____ مجھے چھوڑ دو ------ مجھ پر یہ مشق ستم نہ کرو۔

میری بات بری لگی ہے تمہیں۔ یاور ایک دم اٹھ کر بیٹھ گیا۔

ہاں _____ رملی نے اثبات میں سر ہلایا۔

تو وہ جھپٹ کر بستر سے نکلا _____ جست لگا کے اس کے قدموں میں جا بیٹھا _____ اور ٹھنڈے ٹھار پاؤں دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر چوم لئے۔

پھر ان پر سر رکھ کر بولا۔

پلیز مجھے معاف کر دو۔

ذرا سی دیر میں رملیٰ کے سر پر قیامت کی گھڑی آ ٹھہری۔ وہ خوف زدہ ہو گئی۔ دل دھڑکنے لگا۔ بولی۔

یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔ خدا کے لیے میرے پاؤں چھوڑ دیں۔ جیدہ آ جائے گی۔ کیا ----کیا کہے گی ________

جب تک تم مجھے معاف نہیں کرو گی۔ اور وعدہ نہیں کرو گی کہ میری بات کا کبھی برا نہیں مانو گی۔ میں یونہی تمہارے پاؤں پکڑے بیٹھا رہوں گا۔ مجھے جیدہ کی پرواہ نہیں اور نہ میں اس دنیا سے ڈرتا ہوں ________

میں وعدہ کرتی ہوں۔ اس کا فقرہ ختم ہوتے ہی رملیٰ بولی ________ آپ کی کسی بات کا برا نہیں مانوں گی ________

یاور نے اس کے پاؤں چھوڑ دیئے۔ اور پھر آ کے بستر میں گھس گیا۔ لیکن رملیٰ اپنی کانپتی سرسراتی سانسوں پر قابو نہ پا سکی ________

اف زندگی کا سب سے بڑا حادثہ ہونے چلا تھا۔

اسی وقت جیدہ قہوے کی پیالیاں اٹھائے کمرے میں داخل ہوئی۔

اس نے پہلی پیالی رملیٰ کو دی۔ مگر رملیٰ کے چہرے پر ننھی ننھی شبنم کی بوندیں شاید اسے نظر نہیں آئیں۔ دوسری پیالی یاور کی طرف بڑھائی ________ تو یاور مچل کر بولا۔

ڈارلنگ آج تو تم قہوہ مجھے اپنے ہاتھ سے پلاؤ۔

کیوں جی ________؟ جیدہ نے اس کی پیالی سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی ________

آج یہ دورہ کیوں پڑا ہے ________؟

یاور نے جیدہ کی کلائی پکڑ لی۔

تم جاتی ہو میں جانے نہیں دوں گا۔ پہلے مجھے قہوہ پلاؤ ________

اچھا بھئی اپنی پیالی تو پرے رکھ دوں۔

نہیں اپنی پیالی یہیں رہنے دو۔ وہ میں تمہیں خود پلاؤں گا۔

یاور جب تم بچوں والی ضدیں کرتے ہو تو مجھے بڑا غصہ آتا ہے۔ جیدہ پلنگ کی پٹی پر بیٹھ گئی

اور پیالی اٹھا کے اس کے منہ کے ساتھ لگا دی۔

تم سے سو بار کہا ہے میں نے کہ مجھے گھر میں اپنا بچہ ہی سمجھا کرو۔

بس تمہارے ناز اٹھاتے اٹھاتے تو میں مرمٹ جاؤں گی۔

ڈارلنگ ایسی باتیں منہ سے نہیں نکالتے۔ دیکھو تمہاری سہیلی کیا کہے گی۔

رملیٰ آہستہ آہستہ قہوے کے گھونٹ پینے لگی اور یاور کی فطرت پر غور کرنے لگی۔

تھوڑی دیر کے بعد جیدہ نے اٹھ کر کہا۔

تم اپنی پسند بتاؤ رملیٰ ہمارے پاس بہت اچھی COLLECTION ہے۔

میری کوئی پسند نہیں ہے۔

میں نہیں مان سکتی۔ جیدہ نے کہا۔

بھئی اصل میں مجھے تو درد بھرے گیت پسند ہیں۔ اور آج کے زمانے میں درد بھرے گیت کون سننا چاہتا ہے۔

اس کا مطلب ہے تمہاری زندگی میں کوئی ٹریجڈی ہو گئی ہے۔ خدانخواستہ ________

رملیٰ کا دل دھڑک اٹھا۔ اسی وقت یاور بولا۔

جو لوگ دوسروں کو غم دیتے ہیں۔ انہیں ہمیشہ دردناک گانے پسند آتے ہیں۔

رملیٰ خوشی اور غم کے درمیان معلق ہو گئی۔

کسی بات کی نہ تردید کی جا سکتی تھی نا تائید ________

اچھا پہلے میں یاور کی پسند کے گیت لگاتی ہوں اس نے اٹھ کے نئی ٹیپ لگا دی۔

وہی عشق کا رونا وہی حسن کی بے نیازی ________

وہ لوگ تھوڑی دیر تک گانے سنتے رہے اور رملیٰ رسالے الٹ پلٹ کر دیکھتی رہی۔

ایک دم جیدہ نے اٹھ کر کیسٹ ریکارڈر بند کر دیا۔ اور کہنے لگی۔

رملیٰ کیا خیال ہے۔ آج یاور سے گیت نہ سنے جائیں ________؟

یہ----یہ ________ گاتے ہیں۔ اس نے حیرت سے پوچھا۔

ہائے ظالم بہت اچھا گاتا ہے۔ اس کی آواز نے ہی تو مجھے لوٹا تھا۔

بس کرو جیدہ ________ یاور ہلکی آواز میں بولا۔ اب پرانی باتوں کو مت کریدو۔ ایک زمانے میں گا لیا کرتا تھا۔ اب تو یاد بھی نہیں ________

دیکھا ______ اس کا ثبوت دیکھ لو۔ جیدہ نے رملی کی طرف دیکھ کر کہا۔ گانے والوں کی طرح یاور ہمیشہ پہلے نخرے بہت کرتا ہے۔ اور پھر منتیں بھی بہت کرواتا ہے۔۔۔۔۔۔ اب تم جتنی منتیں کر سکتی ہو کرو ______ میں تو آج منتیں نہیں کروں گی۔

تھوڑی دیر وہ دونوں اسے تنگ کرتی رہیں۔ بالآخر یاور نے اپنی گھمبیر اور سر میں ڈوبی آواز میں ایک غزل گنگنانی شروع کر دی۔

رات گئے جب جھومتے جھامتے رند چلے میخانے سے
شمع لپٹ لپٹ کر روئی ادھ جلے پروانے سے

اس کی آواز میں لوچ تھا۔ سوز تھا۔ اور وہ بھی خوب ڈوب کر گا رہا تھا۔ دونوں ہی کھو گئی تھیں۔ یہ شعر اس نے بار بار سنایا۔

ہنستی آنکھیں جھک جاتی ہیں، گال گلابی ہو جاتے ہیں
اور نکھر آتا ہے۔ تیرا حسن ترے شرمانے سے

غزل ختم ہوئی تھی کہ باہر سے گھنٹی کی آواز آئی۔ رملی جیسے ہوش میں آ گئی۔

واقعی نوکر اسے بلانے آیا تھا۔ کہہ رہا تھا بڑی بیگم صاحب بلا رہی ہیں۔ رملی نے گھڑی دیکھی اس وقت رات کے دس بج رہے تھے۔ اور وہ تھوڑی سی دیر کا کہہ آئی تھی۔ اس نے یاور اور جیدہ کو خدا حافظ کہا اور باہر نکل گئی۔

گھر پہنچی تو امی معوذ کو کندھے سے لگائے غصے سے ٹہل رہی تھی۔

کیا ہو گیا ہے تمہیں رملی ______؟

امی جان نے غصیلی آواز میں کہا۔ ذرا سی دیر کا کہہ گئی تھی اور اتنی دیر لگا دی۔

یہ کب کا جاگا ہے ______؟

اس نے امی جان کا جواب دینے کی بجائے۔ معوذ کو اٹھا لیا۔

تمہارے جانے کے آدھ گھنٹہ بعد ہی جاگ گیا تھا۔ اور رو رو کر اس کا حال برا ہو گیا ہے۔

میں بہلاتے بہلاتے عاجز آ گئی۔ آخر اب نوکر کو بھیج کر بلوایا۔ تم اتنی غیر ذمہ دار تو نہیں تھیں۔ رملی نے معوذ کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ اس کی ننھی ننھی سسکیاں اب بھی سنائی دے رہی تھیں اور مصفا آنکھوں کے بابہ آنسوؤں کے قطرے جمے تھے۔ حالانکہ لوگ کہتے ہیں اتنے معصوم بچے کے آنسو نہیں نکلتے ______ پتہ نہیں معصوم فرشتہ کس کرب سے رویا ہوگا کہ آنسو رخساروں پر جمے تھے۔

رملی اسے سینے سے چمٹا کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

میں صدقے جاؤں میرے بچے ______

رملی نے کرب سے سوچا ______

دوسری بار ایسا ہوا کہ میں اپنے بچے کو بھول گئی۔

خدایا۔۔۔۔۔ خدایا۔۔۔۔۔ کس ڈگر پر میرا پاؤں جا پڑا ہے۔۔۔۔۔ میری لاج تیرے ہاتھ میں ہے۔۔۔۔۔

ہر عورت کی لاج اپنے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

اس کے دل نے جواب دیا۔ کیا تو نہیں جانتی تو ایک بچے کی ماں ہے ______ اور بچے کی ماں کو خواب دیکھنے کا حق نہیں ہوتا۔ اس کا ہر خواب بچے کے پنگھوڑے سے نکلتا ہے اور بچے کی صورت میں سما جاتا ہے۔

اس نے جھک کر معوذ کا چہرہ چوم لیا۔ ایسی خوشبو نکل رہی تھی اس کے چہرے سے جس پر قربان ہو جانے کو دل چاہتا تھا۔

معوذ میرے بچے میرا دل دو ٹکڑے کیوں ہوا جاتا ہے ______؟

ایک ٹکڑا تیرے ہاتھ میں ہے۔ اور دوسرا ٹکڑا ______

اور تو میرے دل کو مضبوطی سے تھام لے بیٹے ______ آخر اس گھمبیر آندھی میں ہر بار تیرا ہاتھ مجھ سے کیوں چھوٹ جاتا ہے۔

نہیں نہیں ۔۔۔۔۔۔

اس نے بے تاب ہو کر معوذ کو اپنے سینے میں بھر لیا۔ اور رونے لگی۔

رملی معوذ کو نہلا دھلا کے صاف کپڑے میں لپیٹ کر باہر لائی تو بے جی اپنی محفل سجائے بیٹھی تھیں۔ اس وقت ان کے پاس محلے کی چھ سات تعلیم یافتہ اور فیشن ایبل خواتین بیٹھی تھیں۔ چائے کی ٹرالی آگے رکھے بے جی انہیں مٹھائی پیش کر رہی تھیں۔ پچھلے ہفتے رملی معاذ کے ساتھ اپنے گھر آ گئی تھی۔ ساری کالونی کی عورتیں بے جی سے اس قدر پیار کرتی تھیں کہ ہر روز کوئی نہ کوئی انہیں پوتے کی مبارکباد دینے آ جاتی۔ کوئی مٹھائی کا ڈبہ لا رہی تھی۔ تو کوئی خوشبوؤں میں بسا ہوا تحفہ۔

آج بھی یہ سب عورتیں مل کر بچے کی مبارکباد دینے آئی تھیں اور تھوڑی دیر پہلے بے جی نے رملی کو آواز دے کر کہا تھا کہ وہ معوذ کو لے کر باہر آ جائے۔

رملی نے جلدی سے معوذ کو نیم گرم پانی سے نہلا کے خوشبوؤں میں بسا دیا۔ اور اب اٹھا کر باہر لے آئی تھی۔

باہر نکلی تو ان عورتوں نے لپک کر معوذ کو اٹھا لیا۔ باری باری سب نے دیکھا اور پیار کیا۔ کسی نے تحفے کا پیکٹ دیا تو کسی نے پیسے دے دیئے ______

پھر بے جی نے معوذ کو گود میں لے لیا۔ اور تھپک تھپک کر سلانے لگیں۔ معوذ بے جی کی گود کا اتنا عادی ہو گیا تھا کہ ادھر وہ اسے گود میں لٹاتیں اور ادھر وہ ان کی آغوش کی مہک پا کر آنکھیں موند لیتا۔ رملی بھی چپ چاپ ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

مگر یوں بیٹھی جیسے اس کی کرسی پر کانٹے بچھے ہوں۔ چہرہ اترا ہوا تھا۔ اور آنکھوں میں ڈس لینے والا اضطراب تھا۔ زبان کہیں گم صم ہو گئی تھی۔ مگر ذہن کشمکش کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔

پتہ نہیں زندگی کے پہلو سے ہر بار نوکیلے کانٹے دار کیوں نکل آتے ہیں۔ کبھی وہ سامنے دروازے کی طرف دیکھتی۔ اور کبھی ہاتھ پھیلا کر اپنی گوری ہتھیلیوں کو دیکھنے لگتی۔ جس پر بڑی مدھم مدھم لکیریں تھی۔ کالج کے زمانے میں بھی وہ ہمیشہ پین لے کر اپنی دل و دماغ اور زندگی کی لکیروں کو

گہرا کر دیا کرتی تھی۔ بہت جینے کا ارمان تھا اس کے دل میں ______ اور اپنی زندگی کی مدھم سی لکیر سے بڑا ڈر لگتا تھا لیکن قسمت کی لکیر پر جو بالکل غیر واضح تھی۔ اس پر سارا دن پنسل چلایا کرتی اب اسے معلوم تھا کہ سارا دن قسمت کی لکیر پر پنسل چلانے سے قسمت بدل نہیں جایا کرتی۔

افسانوں اور فلموں والی باتیں سوچا کرتی کہ اگر زندگی کا پھیر الٹا چلنا شروع ہو جائے تو کیا ہو ______؟

ہوا یوں تھا کہ کل اسے جیدہ کا فون آیا تھا۔ پہلے تو جیدہ نے اس سے شکوہ کیا کہ وہ سسرال جا کر اسے بھول گئی ہے۔ پھر بولی۔

کل شام ہم آئیں گے۔۔۔۔۔ تیرا گھر دیکھنے ______؟ تیرے شوہر سے ملنے ______؟

اسے یوں لگا جیسے جیدہ کہہ رہی ہے۔

کل شام ہم تیرا مقتل دیکھنے آئیں گے ______

تیرا زندان دیکھنے آئیں گے ______

تیرا تابوت دیکھنے آئیں گے ______

اور وہ آخری کیل بھی جو تیرے تابوت میں ٹھونکا گیا ہے۔

اور اس خیال سے ہی اس کے اندر محرومیوں کے ناگ سرسرانے لگے تھے۔

ہم آئیں گے۔

یعنی وہ اور یاور ______

کتنے دن ہو گئے تھے یاور کو دیکھے ہوئے۔ اس کا نام سنتے ہی اسے دیکھنے کی تڑپ جاگ اٹھی ۔۔۔۔۔ لیکن پھر ایک دم اپنی کھوکھلی زندگی کا خیال آ گیا۔

وہ جب معاذ کو دیکھے گا تو کیا کہے گا ______؟

کہ گلاب کی کلی ببول سے لٹک رہی ہے ______

اندھیرے سرنگ کے دہانے پر خوش رنگ کی شمع روشن ہے۔

سارے راز کھل جائیں گے ______

پتہ نہیں وہ ان کے آنے پر اپنے دل کی دھڑکنوں کو سنبھال سکے گی یا نہیں ۔۔۔۔۔ اگر ڈگمگ ڈول گئی ______

اگر معاذ نے اس کی نگاہ کی چوری پکڑ لی ______

اگر بے جی کو شک ہو گیا ______؟

کتنی دانا و بینا ہیں بے جی ______ اڑتی چڑیا کے پر تول لیتی ہیں۔

اس وقت بھی گویا وہ کرسی پر نہیں بیٹھی تھی بلکہ کرچیوں پر چل رہی تھی۔

بے جی نے اسے چپ دیکھ کر کہا۔

تم بھی کچھ لونا وہٹی ______؟

اچھا جی کہہ کر رملیٰ ..... جلدی سے ٹرالی پر ادھر ادھر نظریں دوڑانے لگی۔

بے جی آپ کی بہت خاموش طبع ہے۔ گلنار زیدی نے ہنس کر کہا۔ اسے بھی باتیں کرنا سکھائیں نا؟ ______

اب سیکھ جائے گی باتیں کرنا۔ بے جی نے بھی ہنس کر جواب دیا۔

کتنی بھی کم گو ماں کیوں نہ ہو ______ بچے اسے باتیں کرنا سکھا دیتے ہیں۔ بلکہ چیخنے چلانے کی عادت ڈال دیتے ہیں۔ تم لوگ تو اس تجربے سے گزری ہو۔

کتنا چیخنا پڑتا ہے ان بچوں کے ساتھ ______

اف ------- رضیہ آفریدی نے پیالی رکھ کر کانوں کو ہاتھ لگائے۔

بے جی۔ جب میری شادی ہوئی تھی نا؟ تو لوگ میری ساس سے بھی یہی کہتے تھے کہ کتنی کم آمیز ہے آپ کی بہو ______ جب اوپر تلے چار بچے ہو گئے تو سارا محلہ میری آوازیں سنا کرتا تھا۔ ایک بار میری ایک ہمسائی نے آ کر کہا۔ یوں لگتا ہے۔ آپ کے گلے میں مائیکروفون فٹ ہو گیا ہے۔

اس پر ساری عورتیں قہقہہ لگا کر ہنسنے لگیں۔ رملیٰ ان کی دیکھا دیکھی بس ذرا سا مسکرائی بھلا اس میں ہنسنے کی کون سی بات تھی۔ اس نے دل میں سوچا عورتیں پاگل ہوتی ہیں۔ خواہ مخواہ ہنسنے کے بہانے ڈھونڈتی ہیں۔

ویسے ماشاءاللہ آپ کی بہو بڑی تابعدار ہے۔ فریحہ شیخ نے رملیٰ کی طرف دیکھ کر کہا۔

ایک ہی بیٹا ہے آپ کا ______ اللہ نے آپ کو آپ کی خوش اخلاقی کا ثمر دیا ہے۔

تیرا بیٹا کیسا ہے۔ اب سکول تو جاتا ہے نا؟ ______ بے جی نے جھٹ پوچھ لیا۔

جو لڑکا تین بہنوں کے بعد پیدا ہو۔ اس کی پرورش کرنا بہت مشکل کام ہے۔ تو ایک بیٹا اور

ضرور پیدا کرنا ______

توبہ ہے بے جی ______ فریحہ شیخ نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔ ایک نے ہی مجھے تگنی کا ناچ نچا رکھا ہے۔ تین لڑکیاں تو پھولوں کی طرح پل گئی تھیں۔

ہاں لڑکی ذات ہی ایسی ہے ______ بے جی نے ڈوب کر کہا۔

بڑی میٹھی چیز ہوتی ہے بیٹی۔ اس کے پیدا ہونے پر اتنی خوشی نہیں منائی جاتی۔ اس لیے بے چاری پیدائش کے بعد کوئی تکلیف نہیں دیتی۔ اس طرح شرمندہ شرمندہ بڑھنے لگتی ہے۔ جیسے پچھواڑے کوئی بیل لگا دو تو اپنے آپ دیوار سے لپٹتی جاتی ہے۔ بڑھتی جاتی ہے۔ عورت کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے نرمی اور لچک رکھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نئے گھر اور نئے ماحول میں اپنے آپ کو کھپا لیتی ہے کیسے تلخ حالات کیوں نہ ہوں سمجھوتہ کر لیتی ہے۔ کیسا بھی مرد قسمت میں کیوں نہ لکھا ہو۔ دیوار کی معصوم بیل کی طرح اس سے لپٹ جاتی ہے ______ اس پر زندگی وار دیتی ہے ______

(یہ جھوٹ ہے بے جی ______ سب جھوٹ ہے ______)

چائے پیتے ہوئے رملیٰ کو اچھو لگ گیا۔ کھانسی کا بہانہ کر کے اٹھ گئی اور غسل خانے میں جا کر بیسن پر لگے شیشے کے آگے کھڑی ہو کر اپنی پریشان صورت دیکھنے لگی۔

(ہر لڑکی بیل نہیں ہوتی بے جی ______ اور کبھی آپ نے کالی چٹان کے سینے پر لپٹی کوئی بیل دیکھی ہے ______؟ --------

یہ سب آپ جیسی بڑھی بوڑھیوں کے مفروضے ہیں-----

لپٹنے کے لیے بیل کو ریشمی دیوار کا دلکش سینہ درکار ہے ______

اندھیرے غار سے کوئی بیل نہیں پھوٹتی ------

اپنے بیٹے کی صورت دیکھیں ------

خواہ مخواہ لڑکی بے چاری کے گرد فرسودہ روایات کی دیواریں نہ چنیں)

تھوڑی دیر بعد آنکھیں صاف کر کے ______ اپنے چہرے پر خوش دلی کا ماسک چڑھا کے وہ باہر آ گئی۔

شکر ہے موضوع تبدیل ہو چکا تھا۔

بے جی رابعہ آپ سے ملنے آئی ہے؟ رانی بلوچ نے شوخی سے سوال کیا۔

ابھی تو نہیں آئی بے جی نے جواب دیا۔ کیا وہ ابوظہبی سے آ گئی ہے؟

ہاں ہاں ـ ـ ـ ـ ـ ـ گلنار زیدی نے ہاں میں ہاں ملائی۔

ابھی تو بے چاری ہر روز نیا جوڑا پہن کر محلے والوں کو اپنی شاپنگ دکھاتی پھر رہی ہوگی۔ آئے گی آپ کے پاس بھی ______

اللہ نے دے رکھا ہے تو کیوں نہ ہر روز ایک جوڑا پہنے۔ بے جی نے ہمدردی سے کہا۔

بے جی یہاں کون سی عورت ہے جو روز ایک جوڑا نہیں بدلتی۔ وحیدہ منیر نے تنگ کر کہا۔ خواہ مخواہ شو آف کرنے سے فائدہ ______؟

مگر رابعہ تو جن دنوں نئی نئی ابوظہبی سے آتی ہے۔ روز دو جوڑے بدلتی ہے۔ نئے نئے پرنٹ پہن کر لوگوں کو للچاتی ہے۔ اس مرتبہ تو کہہ رہی تھی کہ وہ کسی کے لیے دو وی سی آر بھی لائی ہے اور بڑے فخر سے بتا رہی تھی کہ اس نے چالیس ہزار روپے کی کسٹم ڈیوٹی ادا کی ہے ______؟ سویرا صادق نے تفصیلی بیان دیا۔

اف چالیس ہزار روپے کی کسٹم ڈیوٹی اف ـ ـ ـ ـ ـ وحیدہ منیر اپنے کلے پیٹنے لگی۔

لوگوں کے پاس اتنی دولت کہاں سے آ گئی ہے؟

تم لوگ ہی تو کہہ رہی ہو کہ پچھلے بیس سال سے اس کا خاوند ابوظہبی میں محنت کر رہا ہے۔ بے جی نے کہا۔

تو اس کا یہ مطلب نہیں بے جی وہ ہمیں بن ٹھن کے دکھائے اور ہمارے اندر احساس محرومی پیدا کرے۔ شہلا فاروقی جو اب تک خاموش بیٹھی تھی۔ جل کر بول اٹھی۔ اگر اس کا خاوند اوور ٹائم لگا لگا کے اتنا پیسہ کما رہا ہے تو ہم کیا کریں۔ ہم اپنے شوہروں کو ڈاکہ ڈالنے کی ترغیب تو نہیں دے سکتیں ______ ـ ـ ـ ـ

جھلیو ـ ـ ـ ـ ـ ـ بے جی نے معوذ کو اٹھا کر دوسرے گھٹنے پر ڈال لیا۔ اور بولیں کیا پڑا ہے اس کپڑے زیور میں ______ مجھے بڑی حیرت ہوتی ہے۔ میں دیکھتی ہوں ہماری عورتیں کپڑے کے پیچھے دیوانی ہیں۔ ان کے جنون نے ہر شہر میں اسمگل شدہ کپڑوں کے چور بازار کھلوا دیئے ہیں۔ ہمارے زمانے کی عورت اچھی تھی بالکل سادہ پہناوا تھا۔ جس کی پہلوٹھی کی بیٹی ہو جاتی تھی وہ تو بالکل سادگی پر اُتر آتی تھی یہاں جوان بیٹیاں اور مائیں ایک سے ملبوسات پہن کر نکلتی ہیں۔ دراصل اب احترام بربنائے دولت ہو گیا ہے۔ حسب نسب کو کوئی نہیں پوچھتا۔ بس پہناوا

دیکھتے ہیں۔ اسی لیے تو رذیلوں اور نجیبوں کا فرق مٹ گیا ہے ______

سچ کہتی ہیں آپ بے جی ______ وحیدہ منیر نے حسب عادت جلدی سے بے جی کا ساتھ دیا۔

بے جی ہم کیا کریں؟ رانی بلوچ بولی۔ کچھ ہوا ہی ایسی چل نکلی ہے۔ جو اچھا اور قیمتی لباس نہ پہنے اسے کوئی شریف سمجھتا ہی نہیں ______

کڑیو! تم میرے پاس کیوں آ بیٹھی ہو ______؟ بے جی نے سوال کیا۔

بے جی آپ تو اتنی پیاری شخصیت ہیں ـ ـ ـ ـ ـ ـ اور آپ کے پاس باتوں کا خزانہ ہے۔ سچ آپ کی باتیں سن کے بڑا مزہ آتا ہے۔ کبھی کبھی میرا شوہر بھی آپ سے جلنے لگتا ہے۔ سویرا صادق ایمانداری سے بولی۔

میں تو خوش لباس نہیں ہوں۔ بے جی بولیں۔ لٹھے کی شلوار ململ کا دوپٹہ اور لان کی قمیض پہنتی ہوں اور مجھے کبھی فرق بھی نہیں پڑا۔ ساری عمر سادہ لباس پہنا ہے۔ مگر زندگی سے سیکھنے کی کوشش کی ہے۔ کڑیو! دوسروں پر اپنی شخصیت کا رعب ڈالنے کے لیے کچھ سیکھو۔ علم حاصل کرو۔ کپڑے تو آج کل ڈومنیاں اور میراثنیں بھی بہت اعلیٰ پہننے لگ گئی ہیں۔

ہم سے اس عمر حاصل نہیں ہوتا بے جی ______ شہلا فاروقی نے بیزاری سے کہا۔ بڑی مشکل سے اسکول اور کالج کے امتحانوں سے جان چھوٹتی ہے۔

پھر ساری کی ساری ہنسنے لگیں۔

بے جی نے اٹھ کر معوذ کو اس کی کھاٹ میں لٹا دیا اور کھاٹ کے اوپر جالی کا دوپٹہ ڈال دیا پھر رملی سے بولیں۔

چائے کے جھوٹے برتن اٹھا لو ______

رملی نے پیالیاں ادھر ادھر سے اٹھا کر ٹرالی کے نچلے حصے میں جمائیں اور ٹرالی گھسیٹتی ہوئی باورچی خانے کی طرف لے گئی۔

دیکھو! کڑیو! بے جی دوبارہ پلنگ پر چوکڑی مار کے بیٹھ گئیں اور بولیں۔

آج کل ہر کوئی اچھا کپڑا پہن سکتا ہے۔ اس لئے نہیں کہ ہر ایک کے پاس دولت آ گئی ہے اس لئے کہ ہر ایک کو پہننے کا شعور آ گیا ہے۔ یا وبا چل نکلی ہے۔

مگر یہ اسراف ہے۔ میرا خیال ہے عورتوں کو چاہیے اپنی عادات میں خود توازن پیدا کریں۔

بے جی ______ رانی بلوچ جلدی سے بولی۔

یہ جو بازار کپڑوں سے بھرے رہتے ہیں۔ان کا کیا کریں۔انہیں دیکھ دیکھ کر دل للچاتا ہے۔

اول تو اپنے دل کو مناؤ، بے جی نے محبت سے کہا۔شوہر بڑی محنت سے پیسے کماتے ہیں۔ اسے کسی اچھے کام میں لاؤ۔

یہاں مہینہ مشکل سے گزرتا ہے بے جی ______ فریحہ شیخ بولی۔اور آپ کہتی ہیں پیسے کو کسی مصرف میں لاؤ۔

اور پھر ہر مہینے تو کپڑوں کا فیشن بدل جاتا ہے۔ہم کیا کریں۔گلنار زیدی پھر بولی۔

یہی تو میں کہہ رہی ہوں۔یہ صرف تمہاری سوچ کا انداز ہے۔بس اتنے کپڑے بنایا کرو۔ جتنے ایک انسان کے لئے ضروری ہیں۔اپنے اوپر جبر کر کے ایسا کرو۔اور ایک دو جوڑے کم کر کے وہ پیسے کسی ضرورت مند کو دے دیا کرو۔مثلاً تم سب کالونی کی عورتیں مل کر سال میں دو تین جوڑے کم کر دو۔اور ان پیسوں کو جمع کر کے کسی غریب کسی یتیم لڑکی کی شادی کر دیا کرو۔دیکھنا تمہیں کتنی خوشی ہوگی اور اس فعل سے اللہ بھی خوش ہوگا ______

لو اور سنو ______ راضیہ آفریدی نے قہقہہ لگا کر کہا۔

پہلے تو کسی یتیم لڑکی کی تلاش کریں۔ڈھنڈورا پیٹیں ______ گلی گلی گھومیں اور پھر ______------

بے جی نے پیار سے جھڑکا۔ڈھنڈورا پیٹنے کی کیا ضرورت ہے۔صرف اپنے اردگرد دیکھنے کی ضرورت ہے۔محلے میں آس پاس۔رشتہ داروں میں ______ بہت سے سفید پوش نظر آجاتے ہیں۔وہ اول خویش والا محاورہ تم نے سنا ہے۔کون سا خاندان ہے۔جس میں غریب رشتے دار نہیں ہوتے ______ مگر لوگ تو غریبوں کو رشتہ دار کہتے ہی نہیں اور دور دور جا کر مدد کرتے ہیں۔

اس بات کا جواب ان عورتوں میں سے کسی کے پاس نہ تھا ______

رملی برتن رکھ کر آئی تو پھر اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔اب خواتین پھر موضوع بدلنا چاہتی تھیں۔اس لئے رانی بلوچ نے راضیہ آفریدی سے پوچھا۔

تم نے نیا فلیٹ خرید لیا ہے ______

وہ بولی ہاں خرید تو لیا ہے۔مگر ابھی فرنش نہیں کیا۔

کب جا رہی ہو ______؟

دو مہینے تو لگ جائیں گے؟

تم یہ گھر چھوڑ رہی ہو راضیہ۔بے جی نے اس سے پوچھا۔

ہاں بے جی کرایہ بہت زیادہ ہے اور پھر اپنا گھر تعمیر کرنے کی ہمت بھی نہیں ہے اس لیے ہم نے بنا بنایا فلیٹ خرید لیا ہے۔

کمرے بہت چھوٹے ہیں ان اپارٹمنٹس کے ______ سویرا صادق نے کہا۔میں نے دیکھے تھے۔بھئی میرا دم گھٹنے لگا تھا۔

ظاہر ہے تمہاری اتنی بڑی ذاتی کوٹھی ہے تمہارا تو دم گھٹے گا ہی۔راضیہ نے طنزاً کہا۔

مگر ان فلیٹوں کا ایک فائدہ بھی ہے۔رانی بلوچ پھر شوخی پر اترائی۔کم از کم رشتہ داروں سے نجات مل جاتی ہے۔کوئی رہنے کے لئے نہیں آیا۔

ساری خواتین ایک دوسرے کو آنکھیں مار کے ہنسنے لگیں۔

خصوصاً سسرالی رشتہ دار ______ یہ گلنار زیدی تھی۔

بے جی بھی ہنسنے لگیں۔

پھر کہنے لگیں۔

دیکھو کڑیو! زمانے کے تقاضے ہمارے دیکھتے دیکھتے بدل گئے ہیں۔پتہ نہیں اسے انقلاب کہتے ہیں یا ارتقاء ______

پہلے زمانے میں جب مہمان گھر میں آتے تھے تو انہیں باعث رحمت سمجھا جاتا تھا۔اب انہیں مصیبت سمجھا جاتا ہے۔ہمارے زمانے میں بڑے خوبصورت دستور تھے۔اور گھر بہت چھوٹے چھوٹے ہوا کرتے تھے۔یعنی ایک گھر میں ہی ساس سسر دیور رانیاں جٹھانیاں رہا کرتی تھیں۔بعض دفعہ صرف ایک کمرہ حصے میں آتا ہے اور ایک کمرے والے گھر میں جب کوئی عزیز رشتہ دار آجاتا تھا تو بڑی خوشی منائی جاتی تھی ان کے لئے پلنگ بچھائے جاتے تھے بستر لگائے جاتے تھے کھانے پکائے جاتے تھے۔

مگر اب میں دیکھتی ہوں۔جدید گھروں میں بچوں کے بیڈروم الگ الگ ہوتے ہیں۔اور اگر فالتو مہمان آجائیں تو انہیں ڈرائنگ روم کے فرش پر سلا دیا جاتا ہے اور وہ بھی بے چارے چور بن کر آجاتے ہیں۔اور جہاں جگہ ملے سما جاتے ہیں۔

ہم ہمیشہ اپنے بچوں کو زمین پر سلا دیتے تھے اور پلنگ مہمانوں کے حوالے کرتے تھے۔اب

گھر کشادہ ہو گئے ہیں اور دل تنگ ہو گئے ہیں۔

آج کل کے بچے اور طرح کے ہیں بے جی ______ شہلا فاروقی نے کہا۔ ان کی کھانے کی کرسی پر کوئی مہمان بیٹھ جائے تو وہ روٹھ جاتے ہیں۔

تم پڑھے لکھے لوگوں نے ان بچوں کو خود غرض بنایا ہے۔ اپنی نا آسودہ حسرتیں ان پر نکالتے ہو۔ یہ تن آسان اور لالچی ہو جاتے ہیں۔

ہاں بے جی ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ سویرا نے فوراً تسلیم کر لیا۔ اس میں سب قصور ہمارا ہے۔

پہلے زمانے بھی عجیب ہوتے تھے ______ بے جی نے اتنی حسرت سے کہا کہ سارے پرانے زمانے ان کی آنکھوں میں اتر آئے۔ لوگ لوگوں سے مل کر خوش ہوتے تھے۔ اب لوگ لوگوں پر برتری ثابت کر کے خوش ہوتے ہیں۔ بچوں کو پالنے کا ڈھنگ بھی نرالا تھا۔ بچے مہمانوں کا ادب کرتے تھے۔ اچھا اچھا کھانا مہمانوں کو پیش کرنے کا رواج تھا۔ اور جو جھوٹا موٹا بچ جاتا۔ وہ بچوں کو کھلا کر سلا دیا جاتا۔ بچے بھی بالکل احتجاج نہ کرتے تھے۔ اب تو بھئی نئے زمانے کے تقاضے ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں۔ ہر ماڈرن ماں پہلے اپنے بچوں کو ٹھونس ٹھانس کر کھلا دیتی ہے۔ پھر جو بچ جاتا ہے مہمانوں کو پیش کر دیا جاتا ہے۔ میں نے بعض گھروں میں دیکھا ہے۔ ریفریجریٹر پھلوں سے بھرا رکھا ہے اور کھانے کی میز پر کچھ مہمان آ گئے۔ اب بچہ ضد کر رہا ہے کہ آم کھاؤں گا تو ماں اسے ایک طرف لے جا کر کہتی ہے۔ جاؤ فریج میں سے نکال کے اپنے کمرے میں بیٹھ کے کھا لو۔ اس طرف مت لانا۔ مہمانوں کو کھلانا پڑ جائے گا۔

اس پر ساری عورتوں نے پھر قہقہہ لگایا۔ جیسے بے جی نے ان کے دل کی بات چرا لی ہو۔

بے جی ______ کہیں یہ سب حد سے زیادہ مہنگائی کی وجہ سے تو نہیں ______؟

ویدہ منیر نے سنجیدگی سے کہا۔

اے بی بی! بس رہنے دے ______ کبھی کسی کو کھلانے سے بھی کمی واقع ہوئی ہے ہر آدمی اپنا نصیب لے کے آتا ہے ______

اچھا ایک بات تو بتائیں بے جی ______ رانی بلوچ پھر شوخی پر اتر آئی۔

آپ تو کہتی ہیں آپ اگلے زمانے کی ناخواندہ عورت ہیں۔ پھر آپ کو اتنی باتوں کا پتہ کیسے چل جاتا ہے ______؟

اب بے جی کے ہنسنے کی باری تھی۔ اچھی طرح ہنس کر بولیں۔

آنکھیں اور دماغ تو رکھتے ہیں نا؟ اردگرد جو کچھ ہوتا ہے۔ اس کا مشاہدہ تو کر سکتے ہیں۔ انسان کے اندر سے سوچ کی قوت نہیں ختم ہونی چاہیے۔ آج کل کا تعلیم یافتہ طبقہ ہمیشہ دوسرے کے فلسفے کے حوالے دیتا ہے۔

اپنا ذاتی فلسفہ نہیں رکھتا۔ میرے خیال میں انفرادی سوچ نہ رہے تو انسان سب سے بڑا جاہل بن جاتا ہے ______

ہائے کتنی دیر ہو گئی ہے۔ ویدہ منیر سے شرمندگی سے کہا۔ بے جی کی باتوں میں وقت کا پتہ ہی نہیں چلتا ______ تم سب کا چلنے کا ارادہ ہے یا نہیں------

ابھی وہ آخری فقروں کا تبادلہ کر رہی تھی کہ سامنے معاذ نمودار ہوا ______ اس نے قریب آ کے سب کو سلام کیا۔ کسی نے بیٹے کی مبارکباد دی تو کسی نے کوئی شوخ فقرہ کہہ دیا۔ وہ سر جھکائے اندر چلا گیا ______

سب خواتین کھڑی ہوئیں تو رملیٰ بھی کھڑی ہو گئی۔ پھر ان سب کو خدا حافظ کہہ کے وہ معاذ کے پیچھے ہی اپنے بیڈروم میں آ گئی۔

معاذ نے ٹائی کی گرہ ڈھیلی کی-----کوٹ اتارا ______ اور تھکے ہوئے انداز میں صوفے پر بیٹھ گیا۔

رملیٰ نے پوچھا ______ آپ کے لئے چائے لے آؤں ______؟

اگر تیار ہے تو لے آؤ۔

باورچی خانے میں گرم چائے رکھی تھی۔ رملیٰ ایک پیالی بنا کر لے آئی۔

اس نے جب پیالی معاذ کے ہاتھ میں پکڑائی تو وہ رملیٰ کا چہرہ دیکھ کر بولا۔

کب آ رہے ہیں بھئی تمہارے مہمان ______؟

رملیٰ کے دل نے ڈبکی لگائی-----ایک ثانیے میں ڈوبا ______ اور پھر ابھرا ______ اسے محسوس ہوا جیسے اس کا رنگ تھوڑا سا اڑا ہے ______ ایسے جیسے معاذ نے اس کے دل کی چوری پکڑ لی ہو۔

وہ ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولی۔

چھ بجے آئیں گے ______

رملیٰ نے کل ہی معاذ کو بتایا تھا کہ جیدہ اس کی بچپن کی دوست ہے۔ وہ اور اس کا شوہر کل

معاذ سے ملنے آئیں گے۔ اس لئے وہ ذرا وقت پر گھر آ جائے۔

معاذ نے ہنس کر اس کی آنکھوں میں دیکھا اور بولا۔

میں وقت پر آ گیا ہوں نا؟ ______ ابھی صرف پانچ بجے ہیں۔

جی۔ رملٰی نے آہستہ سے کہا۔

دیکھو میں کتنا فرمانبردار شوہر ہوں۔ ہے نا؟

جی ______ رملٰی نے آہستہ سے کہا۔

اس پر معاذ نے خوب اونچا قہقہہ لگایا۔ اور کھڑا ہو گیا۔

اتنی سہمی ہوئی کیوں ہو ______؟ میں کوئی تمہیں کھا جاؤں گا ______؟

کھڑے ہوتے ہی معاذ نے اپنی کالی انگلی سے اس کے زرد رخسار کو چھوا۔

تو وہ ڈر کر ایک دم پیچھے ہو گئی۔

معاذ نے ایک لمبی سی انگڑائی لی۔ اور بولا۔

میری شلوار قمیض نکال دو۔ نہا کر کپڑے بدل لوں۔ تمہاری سہیلی کو بن ٹھن کے بھی تو دکھانا ہے ______

رملٰی کا دل چاہا کہ وہ معاذ سے کہہ دے کہ وہ شلوار قمیض نہ پہنے۔ سوٹ میں پھر بھی کچھ اچھا لگتا ہے۔ مگر شلوار قمیض میں تو ایک دم جانور سا لگتا تھا۔ مگر اس نے کچھ نہیں کہا ______ ہلکا جو گیا سوٹ نکال کر بستر پر رکھ دیا۔

معاذ نے نہا کر کپڑے بدل لیے تو شیشے کے آگے کھڑے ہو کر اپنے گھنے بالوں میں کنگھی کرنے لگا۔

وہ ان قطروں کو دیکھتی رہی جو اس کے لہریئے بالوں میں سے نکل رہے تھے۔

ایک دم سے مڑ کر معاذ نے رملٰی کی جلتی بجھتی آنکھوں میں دیکھا اور بولا۔

کہیں تمہاری سہیلی یہ نہ کہہ دے کہ تمہارا شوہر بدصورت ہے ______ ------

اس لئے ذرا بناؤ سنگھار کر رہا ہوں ______

رملٰی نے نظریں جھکا لیں۔ پتہ نہیں اس کی آنکھیں سارا راز فاش کر رہی تھیں۔ یا معاذ ویسے ہی مذاق کر رہا تھا۔

رملٰی ادھر ادھر برتن اٹھا کر باہر نکل گئی۔ باہر جا کر دیکھا تو معوذ اٹھ گیا تھا۔ اور کھاٹ میں

سے اس کے رونے کی آواز آ رہی تھی۔ اور بے جی غالباً عصر کی نماز پڑھنے چلی گئی تھیں

رملٰی نے معوذ کو اٹھایا اور اپنے بیڈروم میں آ گئی۔ معاذ نے مڑ کر معوذ کو دیکھا تو جیسے اس کا سیاہ چہرہ روشن ہو گیا۔ آنکھوں میں محبتوں کی مشعلیں روشن سی ہو گئیں۔ بے تاب ہو کر اس نے معوذ کو رملٰی کے ہاتھوں سے لے لیا۔ اس کے ہاتھوں میں جاتے ہی معوذ پھر زور زور سے رونے لگا۔

ارے۔۔۔۔۔۔ ارے۔۔۔۔۔۔ تجھے بھی اپنے ابو سے ڈر لگتا ہے۔

معاذ نے ایسے لہجے میں کہا کہ رملٰی کا سارا خون چہرے پر آ گیا۔ پتہ نہیں معاذ یہ سب معصومیت سے کہتا رہتا تھا۔ یا رملٰی کو کچو کے لگانا مقصود تھا۔

رملٰی نے آگے ہو کر معوذ کو اس کے ہاتھوں سے لے لیا اور بولی۔

یہ گیلا ہو رہا ہے۔ اس لیے رو رہا ہے ______

اسی وقت نوکرانی نے آ کر بتایا۔

جی آپ کے مہمان آئے ہیں۔

رملٰی کا دل دھک دھک کرنے لگا۔ پھر ایک گھٹن گھڑی سامنے آ کھڑی ہوئی تھی اور وہ لوگ ٹھیک وقت پر آ گئے تھے۔ رملٰی نے معاذ کی طرف دیکھ کر التجا آمیز لہجے میں کہا۔

آپ ذرا چل کر ان سے ملیں۔ میں معوذ کا نیپی بدل کے آتی ہوں۔

دراصل وہ معاذ کے ساتھ اندر جانا نہ چاہتی تھی اور نہ ہی اپنے منہ سے اپنے شوہر کا تعارف کرانا چاہتی تھی۔

معاذ باہر نکل گیا۔ تو اس نے ایک ٹھنڈی سانس چھوڑی اور معوذ کو لے کر غسل خانے میں چلی گئی۔

رملیٰ جب ڈرائنگ روم داخل ہوئی تو تعارف کا مرحلہ طے ہو چکا تھا۔حسب عادت معاذ بڑی دلچسپ باتیں کر رہا تھا۔جیدہ حیرت سے اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی اور یاور ______

یاور نے حسب معمول سگار میں پناہ لے رکھی تھی۔اس کے چہرے کے اردگرد بے تحاشہ دھواں تھا۔بظاہر وہ معاذ کی باتیں بڑی سعادت مندی سے سن رہا تھا۔رملیٰ کے اندر آنے پر معاذ اور یاور دونوں ایک ساتھ کھڑے ہوگئے ______ یاور کے چہرے کے اردگرد ٹھہرا ہوا سفید دھواں بل کھا کر اوپر جانے لگا ______ جس میں خود رملیٰ کو یاور کے اپنے جذبات کا ردِعمل نظر آیا ______ اس نے دونوں مردوں کو چھلتی سی نگاہ سے دیکھا اور سلام کر کے جھٹ بیٹھ گئی۔

بھئی تمہارے میاں تو بڑے دلچسپ آدمی ہیں۔

جیدہ نے اس کے بیٹھتے ہی کہا۔جیدہ کے لہجے میں کچھ تھا یا نہیں۔مگر اس کے چہرے پر جو طنز تھا رملیٰ نے اسے صاف محسوس کر لیا تھا۔اور تھوڑی سی باتوں کے بعد اٹھ کر چائے کے بہانے باہر آ گئی۔

چائے بنانے اور لے جانے میں اس نے خاصی دیر لگائی۔اندر بھی وہ زیادہ تر تواضع میں ہی لگی رہی ______ جان بوجھ کر یاور کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔مبادا دونوں کی نظر لڑ کھڑا جائے۔مگر آج تو یاور بھی انجان بنا بیٹھا تھا۔نظریں جھکائے خاموشی سے سگار پی رہا تھا۔کبھی کبھی نظر اٹھا کر معاذ کی طرف دیکھ لیتا اور پھر نظریں جھکا لیتا۔البتہ جیدہ پوری پوری سالی بنی ہوئی تھی۔اور باتوں باتوں میں اس کی کھنچائی کر دیتی۔

رملیٰ گھبرا کر باہر نکل آئی۔اور بے جی سے بولی۔

بے جی آپ اندر نہیں آئیں گی ______؟

کون آیا ہے ______؟

میری ایک سہیلی اور اس کا میاں آئے ہیں۔

اگر بہت قریبی دوست ہیں تو میں آ جاتی ہوں۔

بے جی کی یہ عادت رملیٰ کا بہت اچھی لگتی تھی۔کبھی کسی بات سے انکار نہیں کرتی تھیں۔ہر وقت ہر ایک کا دل رکھنے کو تیار ______

آ جائیں آپ بھی ______

آگے بڑھ کر رملیٰ معوذ کو اٹھانے لگی تو بے جی نے اسے روک دیا۔میں خود اسے لے کر اندر آ جاؤں گی۔

پتہ ہیں رملیٰ آج پناہیں کیوں ڈھونڈتی پھر رہی تھی۔

وہ اور رملیٰ آگے پیچھے داخل ہوئیں تو جیدہ نے بیٹھے بیٹھے سلام کر دیا۔البتہ یاور پھر کھڑا ہوا۔

یہ------رملیٰ نے ہکلاتے ہوئے کہا----میری سا---------یہ یہ معاذ کی امی ہیں۔وہ ساس کہتے کہتے رک گئی۔بے جی تو بالکل بھی ساس نہیں تھیں۔وہ تو زندگی گزارنے کی میٹھی آس تھیں۔

وہی ہوا بیٹھتے ہی بے جی نے گھریلو قسم کی باتیں شروع کر دیں اور رملیٰ کی جان چھوٹ گئی۔

ایک کونے میں معاذ اور یاور خالص کاروباری قسم کی باتیں کر رہے تھے اور دوسرے کونے میں بے جی رملیٰ اور جیدہ خالص زنانہ قسم کی باتیں کر رہی تھیں۔

کتنے سال ہوئے تیری شادی کو ______ بے جی نے پوچھا۔

سات سال------جیدہ نے جواب دیا۔

اور کتنے بچے ہیں ______؟

جی بچہ تو نہیں ہے۔جیدہ نے محرومی کے انداز میں سر جھکا کر کہا۔

ہوا نہیں یا ہونے نہیں دیتے ______

بے جی نے پھر بے تکلفی سے پوچھا۔

بس جی-------جیدہ نے نظر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا اور ٹھنڈی سانس لے کر بولی اب تو یہی سمجھ لیں کہ قسمت میں نہیں ہے۔

قسمت کا حال تو صرف اللہ جانتا ہے۔بے جی نے وثوق سے کہا۔اور اللہ سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔آج کل کے نوجوان جوڑے شروع میں کچھ غلطیاں کر لیتے ہیں۔کیونکہ وہ اللہ کے کاموں میں دخل دینا چاہتے ہیں۔اور پھر بعد میں مایوس ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔

رملیٰ نے حیران ہو کر بے جی کی طرف دیکھا۔ بے جی کو اتنی گہری باتوں کا کیسے پتہ چل جاتا ہے۔

جیدہ کھسیا کر ہنسنے لگی۔ پھر بولی۔

آپ بزرگ ہیں ______ آپ تو سب جانتی ہیں۔ آپ سے کیا چھپانا۔۔۔۔۔؟

ہوگئی تھی ایک ایسی غلطی ______

مگر اب ______ اب ساری زندگی اس کا خمیازہ بھگتنا ہے۔

یہ کہتے ہی جیدہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

بے جی نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا اور بولیں۔

انشاء اللہ تمہارے بچہ ہوگا۔ انسان کو کسی حالت میں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ مایوسی کو پسند نہیں کرتا۔ دوا کے ساتھ۔ دعا بھی کیا کرو۔ اور نماز پڑھا کرو اللہ کو اس طرح یاد رکھنے کا طریقہ بہت پسند ہے۔

جیدہ نے سر جھکا لیا۔ اس کی ٹھوڑی سینے سے جا لگی۔ اسے تو پتہ نہیں کتنا عرصہ ہو گیا تھا ______ کبھی نماز ہی نہیں پڑھی تھی۔ اللہ کو یاد نہیں کیا تھا۔ یاور کے ساتھ رہتے رہتے وہ نہ جانے کیسی ہوگئی تھی۔ کبھی پلٹ کر اس نے اپنی حالت پر غور نہیں کیا تھا۔

معوذ روشنی کے بلب دیکھ کر غوں غاں کرنے لگا اب وہ تقریباً دو مہینے کا ہو گیا تھا۔ اور خوب پھول رہا تھا۔ جب سے رملیٰ اپنے گھر آئی تھی اس کی ساری ذمہ داری بے جی نے سنبھال لی تھی اس کی خوراک کا خیال رکھتیں۔ روزانہ تازہ مکھن سے اس کی مالش کرتیں اور نیم گرم پانی سے نہلاتیں۔ شہد میں ملا کر تھوڑا سا مکھن چٹا بھی دیتیں ______ رملیٰ ہائے ہائے کرتی رہ جاتی۔ مگر وہ اپنے ٹوٹکے استعمال کرتی رہتیں۔ رات کو بے جی معوذ کو اپنے کمرے میں سلاتیں تھیں۔

پہلے پہل معاذ نے بہت احتجاج کیا تھا۔ وہ کہتا۔

بے جی آپ بیمار رہتی ہیں۔ آپ کی آرام کرنے کی عمر ہے۔ سارا دن گھر کا کام کرتی ہیں۔ اور رات کو اس بچے کے ساتھ جاگیں گی۔

تو کیا ہوا۔ کیا تیرے ساتھ نہیں جاگتی تھی۔؟

اس وقت کی اور بات تھی۔ آپ جوان تھیں اور پھر ہر ماں اپنے بچے کے لئے جاگتی ہے۔

ارے یہ کیا کہہ رہا ہے پگلے۔ کیا معوذ میرا بچہ نہیں ہے۔

ہے تو بے جی۔۔۔۔۔۔ معاذ شرمندہ ہو گیا ______ میں جو کہہ رہا ہوں۔ اسے

سمجھنے کی کوشش کریں۔

چل بڑا آیا مجھے سمجھانے۔ تو کیا جانے اصل سے بیاج زیادہ پیارا ہوتا ہے۔

معاذ ہنسنے لگا۔ پھر بے جی کو اپنے ساتھ لپٹا کر بولا۔

بے جی رملیٰ کو ماں بننے دیں۔ اسے یہ تکلیفیں اٹھانے دیں۔ ایسا نہ ہو اسے آرام کی عادت پڑ جائے۔

ابھی وہ بھی بچی ہے تو کیا ہاتھ دھو کے اس کے پیچھے پڑا رہتا ہے۔ اسے کیا معلوم رات کو بچے کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیے۔ کل رات وہ بار بار اٹھ کے اس کو دودھ پلاتی رہی۔ اس طرح بچے کا پیٹ خراب ہو جائے گا۔ اصولاً رات کو سات بجے بچے کو دودھ پلا کر سلا دینا چاہیے۔ اور پھر صبح چھ سات بجے بچے کو دودھ دینا چاہیے۔ میں چند دنوں میں اسے ساری رات سونے کی عادت ڈال دوں گی۔ منہ اندھیرے تو بے چاری اٹھ کر آ جاتی ہے۔

بے جی۔۔۔۔۔۔ بے جی۔۔۔۔۔ بیمار ہو کر مجھے مصیبت میں نہ ڈال دینا۔

نہیں ہوتی میں بیمار۔۔۔۔۔ تو کہہ کہہ کے مجھے بیمار کر دے گا۔

بھئی ہمارے کمرے میں تو کچھ رونق ہونی چاہیے۔ اس نے آخری پتہ پھینکا۔

اچھا ______ بے جی نے گھور کر اسے دیکھا۔ اور بولیں۔

تم دونوں میاں بیوی اپنے لیے ایک اور بچہ پیدا کر لو ______ جاؤ۔۔۔۔

اس بات پر معاذ بے تحاشہ ہنسنے لگا۔

حد کرتی ہیں آپ بے جی ______ یہ کہہ کر شرمندہ سا اٹھ کر چلا آیا۔

جیدہ بچے کو ہاتھ پاؤں چلاتا دیکھ کر حیران سی ہو رہی تھی۔

لے اٹھا ______ اسے گود میں اٹھا۔ بے جی نے معوذ کو اس کی طرف بڑھایا۔

چھوٹے بچوں کو اٹھایا کرو۔ اس سے دل میں مامتا پیدا ہوتی ہے۔

جیدہ نے ڈرتے ڈرتے معوذ کو اٹھا لیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد واپس کر دیا۔

ہائے یہ تو بہت نرم ہے۔ ڈر لگتا ہے۔۔۔۔۔

بے جی نے بچہ واپس لے لیا۔

اس میں سے کتنی اچھی خوشبو آتی ہے رملیٰ۔ جیدہ ایک دم بولی۔ کیا ہر بچے سے ایسی ہی خوشبو آتی ہے۔

ہاں ______ رملی کی بجائے بے جی نے جواب دیا۔ جب تک بچہ روٹی نہیں کھاتا اس کے جسم سے ایسی ہی خوشبو آتی ہے۔ یہ گندم کا خمار ہے جو بچے سے اس کی اصل خوشبو چھین لیتا ہے۔ ادھر گندم منہ کو لگی۔ ادھر انسانی علتیں پیدا ہونا شروع ہوئیں ______

جیدہ کو یہ اتنی مشکل بات بالکل سمجھ میں نہیں آئی۔ رملی کی طرف دیکھ کر بولیں۔

تو آج بہت تھکی تھکی لگ رہی ہے۔ رات کو جگاتا ہوگا ______

نہیں ______ رملی اپنی سوگواری چھپا کر بولی ______ معوذ تو بے جی کے کمرے میں سوتا ہے۔

سچ ______؟ جیدہ نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کے پوچھا ______

کتنی اچھی ہے تیری ساس ______ ایک دم اس کے منہ سے نکل گیا۔ میرے اتنی اچھی ساس ہوتی تو میں یاور کی بالکل پرواہ نہ کرتی ______

رملی اور بے جی ہنس دیں ______

(اور تیرا خیال ہے میں معوذ کی پرواہ کرتی ہوں)

(اس عورت نے ہی تو میرے اردگرد محبتوں کا جال بچھا رکھا ہے)

ڈارلنگ! ایک دم یاور کی آواز آئی۔

آٹھ بجے ڈنر پر جانا ہے۔ اب اجازت لو۔

ہاں سچ مچ------ جیدہ کھڑی ہوگئی۔

رمو اب ہمیں اجازت دو۔ اور اب تم معاذ بھائی کو لے کر ہمارے گھر آنا۔

رملی بھی کھڑی ہوگئی۔ اس کے ساتھ معاذ اور یاور بھی کھڑے ہو گئے ______ جب الوداعی جملے کہے جا رہے تھے۔ رملی نے چور نظروں سے یاور کی طرف دیکھا اور وہ بھی اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور اس کی نظر کہہ رہی تھی۔

میں تمہارے دل کا درد جان گیا ہوں۔

تم جس کالے جادو میں اسیر ہو۔ اس کا توڑ ہے میرے پاس ______

رملی آج پھر بجھ گئی تھی۔ جلنا بجھنا تو اس کی قسمت میں لکھا تھا۔ مگر یاور اور جیدہ کے جانے کے بعد اس کے دل پر اتنی اوس گری کہ جی چاہنے لگا آج پھر اوندھے منہ جا کر بستر پر گر جائے یا منہ پر تکیہ رکھ کر اندھیرے غار میں چھپ جائے ______

مگر اب یہ بھی ناممکن لگ رہا تھا۔

جب سے معوذ پیدا ہوا تھا اس کی زندگی کا کوئی پہر اس کا اپنا نہ رہا تھا------ ہر وقت چھوٹے چھوٹے کام اسے مصروف رکھتے اور چوبیس گھنٹے جان معوذ میں پھنسی ہوئی تھی ______ اچھا اسی لیے لوگ بچے کو سنہری زنجیر کہتے ہیں۔

کبھی کبھی جی چاہتا ہے نا کہ تنہایاں اپنی ہوں ______

آس پاس کوئی نہ ہو ______ اور ساری دنیا سے منہ چھپا کے تھوڑی دیر رو لیا جائے

کیسی دنیا ہے یہ اس نے سوچا ______ یہاں رونے کا وقت نہیں ملتا۔ ازدواجی زندگی میں کیا کوئی لمحہ اپنا ہوتا ہے؟

اور بچے کی پیدائش کے بعد واقعی ساری دنیا چھوٹ جاتی ہے۔

زبردستی وہ روزمرہ کے کام کرتی رہی۔ جب تک معوذ سو نہیں گیا۔ بے جی کے کمرے میں بیٹھی رہی۔ کھانا کھانے کے بعد جب وہ اپنے کمرے میں آئی تو معاذ ایک کتاب پڑھ رہا تھا۔ وہ چپ چاپ بستر پر لیٹ گئی اور حسبِ عادت چہرے پر کہنی جمالی۔

معوذ سو گیا ہے؟ معاذ نے پوچھا۔

جی اس نے بند آنکھوں سے جواب دیا۔

معوذ کتنی جلدی بے جی سے مانوس ہو گیا ہے۔

جی ______ رملی نے پھر اسی انداز سے کہا۔

معاذ نے کتاب بند کر کے تپائی پر رکھ دی اور اس کی طرف رخ موڑا۔

میں بے جی کے کمرے میں چلی جاؤں ______؟

اچانک رملی نے کہنی ہٹا کر پوچھا۔

کیوں ______؟ معاذ نے اسے گہری نظر سے دیکھ کر کہا۔

کہیں------ کہیں رات کو معوذ روئے نہیں ______

معاذ ہنسنے لگا۔

یہ خیال تمہیں آج اتنی راتوں بعد کیوں آیا ______؟

روز ہی آتا ہے۔

تو روز کس طرح چپ چاپ سو جاؤ------

رملیٰ نے پھر کہنی چہرے پر نکالی۔
رمو جانتی ہو بے جی کیا کہہ رہی تھیں؟
کیا کہہ رہی تھیں؟
کہہ رہی تھیں۔معوذ مجھے دے دو۔اور تم لوگوں کو اگر شوق ہے تو اپنے لیے اور بچہ پیدا کرلو۔
نہیں نہیں۔۔۔۔۔رملیٰ سمٹ کر پرے ہوگئی۔
معاذ ہنسنے لگا۔
کیا بہت خوفناک تجربہ ہے بچہ۔۔۔۔۔؟
نہیں۔۔۔۔وہ خوفزدہ انداز میں بولی۔
اس دن ۔۔۔۔آپ نے ۔۔۔۔ہسپتال میں ۔۔۔۔وعدہ کیا تھا نا؟ ____
____ کہ جب تک میں اجازت نہ دوں گی آپ ۔۔۔۔آپ۔۔۔۔
ہاں ______ معاذ بولا۔ مجھے اپنا وعدہ یاد ہے۔میرا وعدہ وقتی وعدہ نہیں تھا۔نہ میں نے تمہارا دل رکھنے کے لیے کیا تھا۔
ابھی تو معوذ بس دو مہینے کا ہے ______
اور تم کتنا وقفہ چاہتی ہو۔
کم از کم پانچ سال ______
پانچ سال۔۔۔۔۔۔معاذ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسا کر تکیہ بنایا اور اس پر گھنے بالوں والا سر رکھ دیا اور چھت کی طرف دیکھنے لگا۔پانچ سال تو ایک فیشن ایبل طبقے کا سلوگن ہے۔
پانچ سال بہت زیادہ عرصہ ہے رملیٰ ______
پہلے بچے اور دوسرے بچے میں اتنا وقفہ ہونا چاہیے ______ پہلے بچے کو ویسے بھی بہت زیادہ توجہ مل جاتی ہے۔جو اسے خراب کرتی ہے۔پھر ہم تین افراد ہیں۔اس گھر میں پیار کرنے والے ______ پہلے بچے اور دوسرے میں صرف دو سال کا وقفہ ہونا چاہیے۔۔۔۔۔۔
نہیں۔۔۔۔۔رملیٰ سمٹ کر اور پرے ہوگئی۔
دو بچوں کا سنبھالنا بہت مشکل ہوتا ہے۔اب۔۔۔۔اب آپ۔۔۔۔۔۔
نہیں میں تمہاری مرضی کے خلاف کچھ نہیں کروں گا۔معاذ نے بڑی محبت سے کہا۔

تمہیں معلوم ہے رملیٰ میں تمہاری مرضی کے بغیر کچھ بھی نہیں کرتا،معلوم ہے نا؟
جی ______
پھر تم اس طرح ڈری سہمی اور سکڑی کیوں رہتی ہو ______ ؟
رملیٰ نے ایک دم سر اٹھایا۔اور دروازے کی طرف دیکھ کر بولی۔
شاید معوذ رویا ہے۔
دونوں تھوڑی دیر چپ رہے۔کوئی آواز نہیں آئی۔تو معاذ بولا۔
تمہارا وہم ہوگا۔ورنہ بے جی تمہیں بلالیتیں۔
رملیٰ نے اپنا سر تکیے پر رکھ دیا۔
میں نے بے جی سے بہت کہا تھا۔میں رات کو ان کے کمرے میں سو جایا کروں۔وہ مانتی نہیں ہیں۔رملیٰ نے جان بوجھ کر دوبارہ یہ موضوع شروع کر دیا کیونکہ تھوڑی دیر پہلے معاذ نے جس قسم کا سوال کر دیا تھا۔اس سے رملیٰ کے پسینے چھوٹ گئے تھے۔
ان کے کمرے میں جانے کی بجائے تم معوذ کو کیوں نہ اپنے کمرے میں لے آؤ۔
آپ یہ شور شرابا برداشت کرلیں گے۔
کون سا شور شرابا ______ ؟
یہی جو بچہ رات کو اٹھتا ہے۔روتا ہے۔آپ ڈسٹرب تو نہ ہوں گے؟
یہ تمہیں کس نے کہہ دیا ہے رملیٰ ______ معاذ نے اس کی طرف چہرہ کر کے کہا۔
اپنے بچے کی آواز تو کسی مرد کو ڈسٹرب نہیں کرتی۔میرا ایمان ہے کہ جس کمرے میں رات کو بچے کے رونے کی آواز آتی ہے۔اس کمرے میں زندگی کی ساری خوشیاں ہوتی ہیں ______ ؟
(نہیں ______ رملیٰ کا دل چاہا کہے ______ نہیں ______
ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا۔
اس کمرے میں کبھی کبھی ایک برہا کی ماں کا دل بھی روتا ہے۔۔۔۔۔)
مگر وہ جلدی سے بولی۔
میں نے سنا ہے بعض مردوں کو راتوں کو بچے کی آوازیں بری لگتی ہیں۔اس لئے وہ الگ کمرے میں سونے لگتے ہیں۔

اچانک بالکل اچانک رملیٰ کو شان بھائی یاد آ گئے ______

بڑے بدنصیب مرد ہوں گے جو بچے کی وجہ سے الگ کمرے میں جا سوتے ہوں گے۔

یہ ضرور ہے رمو! کہ مرد اپنی نیند کے معاملے میں خود غرض ہے اور ماں کے قدموں میں اسی لیے جنت رکھی گئی کہ وہ اپنی رات کی نیند اور دن کا چین اپنے بچے پر وار دیتی ہے۔ مگر میں ان مردوں میں سے نہیں ہوں۔ جس طرح نیک عورت مرد کا کیریئر بنانے میں مدد دیتی ہے۔ اسی طرح محبت کرنے والے مرد کو بچے کی پرورش کا کچھ بوجھ اٹھانا چاہیے۔ اس سے بیوی کی عمر بڑھ جاتی ہے۔

رملیٰ نے ایک دم تڑپ کر معاذ کی طرف دیکھا۔ یوں پوری آنکھیں کھول کر پہلی مرتبہ اس نے معاذ کو دیکھنے کی جرات کی تھی ______ معاذ بھی مسکرا کر اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا ______ معاذ کی آنکھیں گو بہت چھوٹی تھیں۔ مگر بالکل صاف ستھری تھیں ______ اتنی چمکدار اتنی صاف ستھری جس طرح مسجد کا صحن ______

رملیٰ نے اتنی صاف ستھری آنکھیں اس سے پہلے نہیں دیکھی تھیں۔ گو لال ڈوروں والی آنکھیں اس کی کمزوری تھیں۔ مگر معاذ نے تو پلک نہیں جھپکی تھی۔ یوں ٹک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔ جیسے اس کے دل میں کوئی کھوٹ نہیں ______ اس کے اندر کوئی جھول نہیں ______ اسے دنیا سے کچھ نہیں چھپانا۔

(کیا ______ کیا اس آدمی کو واقعی معلوم نہیں ہے۔ کہ یہ بدصورت آدمی ہے)

اس طرح حیران ہو کر کیوں دیکھ رہی ہو ______؟ معاذ کا لہجہ محبت سے مہکنے لگا۔

میں نے کوئی عجیب بات کہہ دی ہے ______؟

اس کی سانسوں سے ایک گرم مگر خوشبودار بھاپ نکلی ------

میں اتنا خوبصورت مرد نہیں ہوں۔ مجھے اس طرح نہ دیکھا کرو ---- مجھے غلط فہمی ہو جائے گی۔

رملیٰ کا دل دھک سے رہ گیا ______ غیر ارادی طور پر اس نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔

رمو ------ معاذ تھوڑی دیر رک کر بولا۔

بچے کی پیدائش کے بعد میں تم میں ایک عجیب تبدیلی دیکھ رہا ہوں۔ رملیٰ کے دل کا چور ادھر ادھر سر پٹکنے لگا۔

گم صم تو تم پہلے بھی رہا کرتی تھیں۔ میرے ساتھ زیادہ باتیں کرنے کی عادت کبھی بھی نہیں تھی۔ مگر جب سے تم میکے سے آئی ہو۔ مجھ سے بہت سمٹ کر رہتی ہو ______ پہلے تمہارا دماغ

تمہارا ساتھ نہیں دیتا تھا۔ اب تمہارا جسم بھی تمہارا ساتھ نہیں دیتا۔

رملیٰ تڑپ کر سیدھی ہو گئی اور اپنے دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھ لیا۔ کیا وہ اتنی بدسلیقہ ہے ذرا سی بات بھی نہیں چھپا سکتی ------

(کم بخت یہ ذرا سی بات ہے؟)

آپ بھی کبھی کتنی عجیب بات کہہ دیتے ہیں۔ رملیٰ نے مصنوعی ہنسی ہنس کر کہا۔

تم بھی کبھی کبھی بہت عجیب ہو جاتی ہو۔ مجھے یوں لگتا ہے۔ جیسے میں شوق کی انتہا پر بھاگتا ہوا تمہاری طرف آتا ہوں اور تم برف کے تودے کی طرح اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہوتیں۔

(یہ فریب بھی دینا پڑے گا)

رملیٰ نے باقاعدہ رخ اس کی طرف پھیر لیا۔ مگر اس سے کچھ بھی نہیں کہا گیا۔ اپنی نگہداشت شہادت کا ناخن دانتوں میں ڈال کے کاٹنے لگی ______

برا مان گئی ہو۔؟ تھوڑی دیر بعد معاذ نے پوچھا۔

نہیں ______ رملیٰ اسی طرح بولی۔ میں آپ کی کسی بات کا برا نہیں مانتی۔

اس کا جواب تو یہ تھا کہ تم رسان سے کہہ دو۔

میں آپ کو مانتی ہی نہیں ------ یہ کہہ کر معاذ ہنسنے لگا۔

(اف ------ کیسے نکل گئی دل سے یہ بات)

رملیٰ کو شام کے واقعات یاد آنے لگے۔ اس نے یاور سے ملتے وقت بہت احتیاط کی تھی اس سے کوئی بھی بات نہیں کی تھی۔ سارا وقت جیدہ کی طرف متوجہ رہی تھی ______

پتہ نہیں معاذ آج ایسی باتیں کیوں کر رہا تھا۔

رمو جب ہم کسی سے کہتے ہیں۔ میں تمہاری کسی بات کا برا نہیں مانتا۔ تو اس کے بس دو ہی مطلب نکلتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم نے اس ہستی کو احترام کی آخری حد پر بٹھا دیا ہے۔ یا پھر اسے درخور اعتناء نہیں جانتے۔ اس قابل ہی نہیں سمجھتے ------

(اف ------ اف ------ رملیٰ نے دانتوں سے اپنے ہونٹ کاٹے)

آپ یہ سمجھ لیجئے ------ کہ میں آپ کا بے حد احترام کرتی ہوں۔

میاں بیوی میں صرف احترام کا رشتہ نہیں چلتا ------ وہ بولا۔

کیوں اس رشتے میں دوئی نہیں ہوتی۔ اس لیے یہ رشتہ عشق کا رشتہ ہونا چاہیے

______ عشق میں بے خودی بھی ہوتی ہے ______ غلط فہمیاں بھی اور گستاخیاں بھی ______ محبت میں گستاخی بہت اچھی لگتی ہے۔مرد چاہتا ہے محبت میں کبھی کبھی گستاخی کی جائے ______ بیوی اس کے ساتھ تو تڑاخ کرے۔اس کو لڑائی میں سخت سست کہے۔لڑ جھگڑ کر اپنی بات منوائے ______ مرد عجیب جانور ہے ______ معاذ نے بھی رخ اس کی طرف پھیر لیا______ مرد ہر چیز چھین کے لینا چاہتا ہے ______ لیکن کبھی کبھی ______ جب بیوی چھینا چھپٹی کرتی ہے۔تو اسے بہت اچھا لگتا ہے۔اکھاڑے میں مار گرانے والا کبھی کبھی چت ہونا چاہتا ہے۔اس عورت کے ہاتھوں جس سے وہ محبت کرتا ہے۔یا جو اس کی محبوب بیوی ہے--------

تم میری بات سمجھ رہی ہو نا؟--------

رملیٰ پھر دانتوں سے اپنی انگلی کا ناخن کاٹنے لگی۔

شوہر اٹھتے بیٹھتے جو بیوی کو برا بھلا کہتا رہتا ہے۔تو یہ دراصل اس کا اعتراف شکست ہوتا ہے کہ ایک ذرا سی عورت اس کی حاصل زندگی ہو گئی--------سارا دن جو اس کی خامیاں گنواتا ہے تو اس کی کسی باطنی خوبی نے شوہر کو جکڑ رکھا ہوتا ہے ______

شادی کے بعد مرد کو اظہار محبت سے گن آتی ہے۔اس لئے وہ ہر دم اپنی برتری ثابت کر کے اپنی محبت کا اظہار کرتا رہتا ہے اور یوں کہتا رہتا ہے میں تمہارے لیے لازم و ملزوم ہوں۔میں تمہاری ضرورت ہوں۔تمہارا آسرا ہوں______ وغیرہ وغیرہ______

اور جواب میں بیوی بھی یہ کہتی رہتی ہے۔مجھے تمہاری پروا نہیں ______ پل میں تمہیں چھوڑ کے میکے چلی جاؤں گی--------تم سمجھتے کیا ہو اپنے آپ کو ______ مگر جاتا کوئی بھی نہیں______ رمویہ آڑھا ترچھا ______ نداز______ میاں بیوی کا محبت کرنے کا انداز ہے ______

مگر تم--------تم--------

تم سو گئی ہو ______؟

نہیں تو ______؟ رملیٰ نے ابھی تک انگلی دانتوں میں ڈال رکھی تھی۔

یہ کیا کر رہی ہو ______؟ معاذ نے ہاتھ بڑھا کر رملیٰ کا ہاتھ پکڑ لیا۔دانتوں سے ناخن کاٹنا مجھے برا لگتا ہے۔بالکل پرائمری پاس لڑکیوں والی حرکت ہے۔

رملیٰ نے آج پہلی مرتبہ معاذ کے ہاتھ کو دیکھا۔جس نے اس کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ایک کالے ھ میں ایک گورا ہاتھ تھا۔مگر ذرا بھی عجیب نہیں لگا اسے ______ ہر کالی رات کے ساتھ ایک ورا دن ہوتا ہے۔سفید چہرے پر سیاہ بال ہوتے ہیں۔

رملیٰ غور سے اس کا ہاتھ دیکھتی رہی ------مگر آج اس نے ہاتھ چھڑایا نہیں ______ بالکل اچانک اسے یاور کے ہاتھ یاد آ گئے۔بہت خوبصورت تھے یاور کے ہاتھ ______ انگلیاں مخروطی اور ناخن چمکدار تھے۔سگار پیتا ہوا بہت اچھا لگتا تھا۔اور سگار کا دھواں ہوڑتا ہوا اور بھی اچھا لگتا تھا ______ رملیٰ زمین اور آسمان کے درمیان معلق ہو گئی ______ ایک طرف پھولوں بھرا راستہ تھا۔مگر وہاں ممنوع کا بورڈ لگا تھا ______ دوسری رف کانٹے ہی کانٹے تھے۔مگر وہاں اس کی اجازتوں کی گلیاں تھیں ______ ایک طرف پنے دل کی خوشی تھی ______ دوسری طرف فرض کے بھاری پتھر تھے ______ پتہ نہیں ندگی کے ہر موڑ پر دوراہا کیوں آ جاتا ہے۔کیا وہ یاور کے ملنے سے پہلے وہ خوش تھی ______؟

اور اب ______ یاور سے ملنے کے بعد ______؟

ہاں ایک خواب مجسم ہو گیا ہے۔وہ اس کو آنکھوں میں سجا کر معاذ کے ساتھ چل سکتی ہے۔

کیا یہ بددیانتی نہ ہو گی ______؟

اس اندھیرے غار میں اس روشنی کے بغیر چلا نہیں جاتا-------معاذ نے ابھی تک اس کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور پھر جیسے اس کی پور پور وائرلیس بن گئی تھی۔

آج معاذ کی باتوں سے رملیٰ کو بہت ڈر آنے لگا تھا اور محبت انسانوں کو شاطر بنا لیتی ہے ______

رملیٰ کے اندر کوئی احساس جرم بیدار ہوا ______ اس کے ذہن کے سنگھاسن پر کوئی نا رم آ بیٹھا تھا-------ذرا سی دیر کو وہ اس راستے پر چل پڑی تھی۔جس کا آخری پڑاؤ گناہ ہے -------

یہ گناہ اور ثواب کیا ہوتا ہے ______؟

اس نے تو کچھ بھی نہیں کیا تھا۔

ایسے ہی دو آنکھوں کو ایک خوبصورت آدمی نظر آ گیا تھا ______ وہ خوبصورت آدمی

دل کو بھا گیا تھا اور گہرے پانیوں کی طرح آ کے ذہن میں رہنے لگا تھا۔ اب ذہن میں تو کئی باتیں رہتی ہیں۔ کیا ذہن کی پٹاری میں بہت سی باتوں کو سینت سینت کر رکھنا گناہ ہے؟

وہ کون سا اس کے ساتھ فرار ہو رہی ہے ______ ؟

یونہی کبھی کبھی تپتی راہ گزر پر جب تلوے جلنے کا احساس ہونے لگے تو وہ اس سائے کا ہاتھ تھام کے دوبارہ چل پڑنا چاہتی تھی ______

شوہر کا ہاتھ ______ ہاتھ میں ہو اور پھر ایک سائے کو پہلو میں لے کر چلنا بددیانتی ہے۔

یہ مرد بھی کئی بددیانتیاں کرتے ہیں۔

دفتر سے گھر آنے تک راستے میں کتنی عورتوں کو دیکھتے ہیں ______ ؟

اور ہر گناہ اپنی آنکھوں سے کر لیتے ہیں۔

بےوقوف! مرد اور عورت میں یہی بنیادی فرق ہے؟

معاذ کے گرم ہاتھ میں اس کا نرم ہاتھ کانپنے لگا ______ وہی مشکل ترین گھڑی پھر سرہانے آ کھڑی ہوئی تھی ______

اور معاذ کی صاف ستھری آنکھوں میں شک کے سائے لہرا رہے تھے۔۔۔۔۔۔

دیکھ!

یہ گھڑی پہلے سے بھی کٹھن ہے۔ پہلے کوئی خوف نہ تھا۔ اب ایک خوف ہے۔

خوف مجسم بھی ہے ______ !

اور معاذ کو مطمئن کرنا بھی ضروری تھا ______

تب اس نے اپنے ذہن کے دریچے کھول دیئے ______ اور بولی! یاور! تمہاری مدد کے بغیر میں اس مشکل مقام سے نہ گزر سکوں گی۔ اس نے بےدھڑک یاور کو اپنے خیالوں میں آنے دیا ______ حتیٰ کہ سارا کمرہ یاور کے وجود سے بھر گیا ______

یہ بددیانتی ہے ______

یہ بددیانتی ہے۔۔۔۔۔۔

ضمیر کی ننھی ننھی سرگوشیاں سنائی دے رہی تھیں۔

مگر اس بددیانتی کا بوجھ اٹھائے بغیر وہ آج معاذ کو مطمئن نہ کر سکتی تھی۔

تمہارا فون آیا ہے رملیٰ ______ ؟

بے جی نے آ کر کہا تو وہ چونک گئی۔ ابھی استری لگا کے معوذ کے نیپکن استری کرنے بیٹھی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر بٹن آف کر دیا۔ اور کھڑے ہوتے ہوئے بولی۔

کون ہے بے جی ______ ؟

شاید تمہاری اس دن والی سہیلی ہے۔ کیا بھلا سا نام تھا اس کا ______ ہاں ______ جیدہ ______ جیدہ ہی ______

رملیٰ کا دل دھڑک اٹھا۔

اس دن جیدہ مل کر گئی تھی تو دوبارہ نہ ملاقات ہوئی نہ فون پر کوئی بات ہوئی ______ ؟

نہ ہی رملیٰ نے کوشش کی ______

معاذ کی محبت نے ایک بار پھر رملیٰ کا راستہ روک لیا تھا۔ اور اس رات کے بعد اس نے دل میں تہیہ کر لیا تھا کہ ایسے شوہر کو وہ ہرگز دھوکا نہیں دے سکتی۔ صبح کو معاذ اتنا مسرور اور مشکور تھا کہ رملیٰ کو خود اپنے آپ سے شرم آنے لگی۔ اس نے ہر خیال کو جھٹک کر اپنے آپ کو معوذ اور معاذ میں گم کرنے کی کوشش کی تھی اور وہ اس میں کامیاب بھی ہو چلی تھی۔

مگر آج پھر اچانک جیدہ کا فون آ گیا تھا۔

پتہ نہیں اب اسے جیدہ کے نام سے خوف کیوں آنے لگا تھا۔

ہیلو! اس نے ریسیور تھاما تو دوسری طرف واقعی جیدہ تھی۔

بےوفا کبھی تو فون کر لیا کر ______ ؟

جیدہ نے تڑپ کر کہا۔

جیدہ تو جانتی ہے نا چھوٹے بچے کے ساتھ کتنی مصروفیت ہوتی ہے۔ پتہ ہے سر کھجانے کی فرصت نہیں ملتی۔

ہاں ہاں ابھی ایک بچہ ہے تو تمہارا یہ حال ہے۔ دو چار ہو گئے تو تو دنیا جہان سے جائے گی ________؟

رملیٰ ہنسنے لگی۔

بس اس کے جواب میں میں صرف اتنا کہہ سکتی ہوں کہ اللہ تجھے جلدی بچہ دے دے اور تجھے ہر بات کا جواب مل جائے۔

ایسی ناممکن دعا نہیں دیتے ________

جیدہ نے لمبی سانس چھوڑ کر کہا۔

تجھے اس دن بے جی نے کیا کہا تھا کہ مایوسی کا کلمہ منہ سے نہیں نکالتے ________

یہ کہتے ہی بے اختیار رملیٰ نے گردن گھما کے دیکھا۔ بے جی اس کے پیچھے کھڑی اپنی قمیض کو بٹن لگا رہی تھیں۔

واقعی یار! تیری ساس بڑی نیک عورت ہے۔ اس دن ان سے مل کر مجھے بڑی خوشی ہوئی تھی۔

بے جی بھی تجھے اکثر یاد کرتی ہیں۔

اور تو نہیں کرتی گدھی ________

توبہ ________ میں تو رات کو جو تھک کر سوئی ہوں تو صبح یوں آنکھ کھلتی ہے۔ جیسے ابھی پلک لگی تھی ابھی اٹھ گئی ہوں ------

اور کیا حال چال ہے ________

بار بار کیا بتاؤں ________؟

اور تیرے شوہر کا کیا حال ہے ________

رملیٰ کا دل پھر عجیب انداز میں دھڑکا۔ اس کی چھٹی حس نے کہا ________ اب یہ کوئی کچوکا لگائے گی ________ کوئی برچھی مارے گی ________ تیزاب کے چھینٹے پھینکے گی۔ تا کہ اس کی مطمئن زندگی کا چہرہ مسخ ہو جائے۔

ٹھیک ہیں وہ بھی ________

رملیٰ نے مری ہوئی آواز میں جواب دیا۔

جیدہ نے جواب میں کچھ نہیں کہا۔ تھوڑی دیر چپ رہی۔ پھر آواز کو سرگوشی بنا کر بولی۔

کم بخت! یاور تجھے اتنا مس کرتا ہے کہ کیا بتاؤں ________

یاور ---------- یاور ------- یاور

ٹیلی فون کے سارے تار بج اٹھے۔

دشمن ------ دشمن ----- دشمن!

میرے سکون کا ________ میرے دل کا ________ میرے گھر کا ________

پتہ نہیں اتنی آوازیں برقی تاروں کے اندر سو رہی تھیں یا اس کے دل کے اندر سے اٹھ رہی تھیں۔

رملیٰ نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا ________

آ کے دیکھ تو سہی تو نے میرے شوہر کا کیا حال کر دیا ہے ________

بھلا اس بات کا کیا جواب ہو سکتا تھا۔ وہ گم صم کھڑی رہی ----

بس یاور تو کہتا ہے۔ لڑکی میں نے ایک ہی دیکھی ہے زندگی میں ________ رملیٰ ________ اس سے دلکش چہرہ آج تک کوئی نظر سے نہیں گزرا ________ اٹھتے بیٹھتے تیرا اتنا ذکر کرتا ہے کہ میں اب تجھ سے جلنے لگی ہوں۔

بکواس نہ کر ________ رملیٰ نے بجھے ہوئے دل سے بس اتنا کہا۔

ہم دونوں تجھے برابر یاد کر رہے ہیں اور تجھ سے اتنا نہ ہو سکا کم از کم فون ہی کر لیتی ________؟

کہہ تو دیا ہے کہ مصروف تھی ________

اور ماڈل ٹاؤن بھی تو نہیں آئی شاید ________؟

ایک دن میں اور معاذ آئے تھے ذرا سی دیر کو ________ بس یونہی کھڑے کھڑے ________

اور کھڑے کھڑے ہمارے ہاں بھی آ جاتے۔ اس دن میں تمہارے شوہر سے کہہ کے آئی تھی ________

بھئی کھڑے کھڑے کوئی تم سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتا ہے؟

رملیٰ نے کہا۔

ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔ مگر تم کبھی اپنے شوہر کو لے کر آؤ نا ________؟

آؤں گی ________

رملیٰ نے پھر بے یقینی سے جواب دیا۔۔۔۔۔۔

سنو۔۔۔۔۔۔جیدہ نے پھر اپنی آواز کو سرگوشی بنالیا۔۔۔۔۔۔

یاور آ گیا ہے۔تم سے بات کرنا چاہتا ہے ______ لو اس سے بات کرو۔۔۔۔۔۔

پیشتر اس کے کہ وہ انکار کرتی یا احتجاج کرتی جیدہ نے یہ کہہ کر یاور کو ریسیور تھما دیا۔

یاور تم رملیٰ سے گپ لگاؤ۔ ذرا اس کی خبر لو۔میں کچن میں ہنڈیا دیکھنے جا رہی ہوں۔۔۔۔۔

یاور نے غالباً ریسیور تھام لیا ______

مگر کوئی آواز نہیں آئی۔آواز سنے بغیر ہی رملیٰ کا دل پسلیاں توڑنے لگا۔

اس کا سارا خون چہرے پر آ گیا اور سارے جسم پر ہلکی ہلکی لرزش طاری ہونے لگی ------

رملیٰ۔۔۔۔۔

اس نے اپنی پرسوز اور گھمبیر اور گہری آواز میں آہستہ سے اس کا نام یوں لیا جیسے جاں بلب مریض کو ہوش آ گیا ہو ______

رملیٰ نے پھر فوراً مڑ کر پیچھے کی طرف دیکھا۔اب بے جی جا چکی تھیں۔مگر اسے یوں محسوس ہو رہا تھا۔گھر کے در و دیوار آنکھیں کھولے اسے دیکھ رہے ہیں۔اور کان کھولے اس کی باتیں سن رہے ہیں۔۔۔۔۔۔

رملیٰ۔۔۔۔۔۔۔

یاور کی آواز دوبارہ آئی۔

تم اتنی خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ سنگدل بھی ہو؟

رملیٰ کو یوں محسوس ہوا جیسے سگار کا سارا دھواں ٹیلی فون کے ریسیور میں سے نکل نکل کر اس کے حلق میں جا رہا ہے۔ اور اس کے حلق میں دھوئیں کے بگولے بنتے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔آگے پیچھے دھواں ہی دھواں ہے کچھ بھی نظر نہیں آتا ______

مگر وہ بولنے کی بجائے ______ بار بار مڑ کے پیچھے دیکھتی۔۔۔۔۔۔اپنے کمرے کی طرف دیکھتی ______ باہر کھلنے والے دروازے کی طرف دیکھتی ______ ۔۔۔۔

رملیٰ۔۔۔۔۔۔

اس کی تیسری آواز اتنی میٹھی تھی کہ رملیٰ کے سارے ارادوں سارے وعدوں کو خاکستر کر گئی۔اس کے اندر پھر الاؤ بھڑکنے لگا ______ پھر سرخ آندھیاں چلنے لگیں۔تناور درخت جڑوں سے اکھڑنے لگا۔

پچھلے پندرہ دنوں سے وہ کتنی پرسکون تھی۔کتنی مطمئن تھی۔سمجھ رہی تھی کہ اسے صبر آ گیا ہے۔اس نے اپنے دل کو منا لیا ہے۔اپنے دل کا راز پا لیا ہے۔مگر دل تو ابھی تک لاینحل گتھی بن کر کھڑا تھا۔

اس ظالم کی آواز تھی یا ______ صورِ اسرافیل۔

ساری مردہ تمنائیں انگڑائی لے کر پیدا ہو گئی تھیں۔تیار ہو گئی تھیں۔ایسے جیسے وہ آج تک اس کی یاد میں جیتی آئی ہو۔اس کی آس میں مرتی آئی ہو ______

محبت کی مستی سے چھلکتی آنکھیں ______ اور محبت کے سوز میں جلتے ہونٹ ایک دلکش چہرہ لے کر اس کی آنکھوں کے آگے آ گئے۔اس کا ریسیور والا ہاتھ کانپنے لگا۔جیسے وہ برا محسوس کر رہی تھی۔

میں کئی دنوں سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔۔تم آئیں کیوں نہیں ______ ہوا کے اجنبی جھونکے کی طرح آؤ ______ اور آ کر میرے قریب سے نکل جاؤ میں تمہیں دوبارہ پکڑ بھی نہ سکوں ______ مگر آؤ تو۔۔۔۔۔تو مجھ سے خفا ہے تو زمانے کے لئے آ ______ آؤ۔۔۔۔۔۔آؤ۔۔۔۔۔۔۔۔آؤ۔۔۔۔۔۔۔

رملیٰ کی آنکھوں میں پھر کڑوا پانی جمع ہونے لگا۔دکھ کی ندیا سے جو پانی کشید ہو کے نکلتا ہے وہ کڑوا ہو جاتا ہے ______

رملیٰ نے دانتوں تلے اپنا نچلا ہونٹ دبا لیا ______

پھر سارے گھر میں بے تابانہ نظر دوڑائی۔بے جی کی آواز باورچی خانے سے آ رہی تھی۔

وہ کچھ کہہ سکتی تھی ______ مگر کیا کہتی ______

یکایک سارے الفاظ بے معنی ہو گئے تھے ______ اور سارے مفہوم پھیکے پڑ گئے تھے۔

مگر کیا کہتی ______

ایک تو ضمیر کا دربان ہر وقت لاٹھی چارج کرنے میں مصروف رہتا تھا۔

رملیٰ ______ کچھ بولو تو سہی ______ اور کچھ نہیں دے سکتی ہو۔تو مجھے اپنی آواز ہی سنوا دو ______ وہ رسیلی آواز جو سنانے میں تم بے حد بخیل ہو۔۔۔۔۔۔

رملیٰ کا دل چاہا کہ وہ ایک جھوٹ موٹ کی ڈانٹ یاور کو پلائے اس کو دھمکائے کہ وہ کسی شریف آدمی کی بیوی سے اس طرح گفتگو کیوں کر رہا ہے ______؟

مگر اس نے محسوس کیا وہ یاور کو جھوٹ موٹ بھی نہیں ڈانٹ سکتی۔ اسے پتہ چلا کہ آج اتنے دنوں کے بعد اسے یاور کی آواز سننا بہت اچھا لگ رہا ہے ______ اور یہ کہ یاور آج بھی اس کے دل کے قریب دھڑک رہا ہے ______

اس کی قربت کے احساس سے سارے جسم میں قمقمے سے روشن ہو گئے ہیں۔ اس کی کیفیت ہی بدل گئی ہے۔ جیسے وہ محسوسات کی ایک سلگتی بھٹی میں کود گئی ہو۔

شاید------

شاید اسی کا نام محبت ہے شیفتہ۔

شاید اسی کا نام محبت ہے شیفتہ۔

رملیٰ کا رواں رواں گنگنانے لگا۔ آج اتنے دنوں کے بعد ایک عجیب طرح کا انکشاف اس پر ہوا انکشاف کی یہ بجلی دن دہاڑے اس پر گری تھی۔ کہ وہ سچ مچ یاور سے محبت کرنے لگی ہے۔

محبت کرنا جرم نہیں ______

اور محبت تو آپ ہی آپ ہو جاتی ہے ______

اس منہ زور جذبے کو کون روک سکا ہے؟

محبت ______ محبت ______ بڑی پیاری چیز ہے محبت ______ ہر چیز کا مفہوم ہی بدل جاتا ہے۔

وہ شادی شدہ تھی۔ زندگی کے اسرار جان گئی تھی۔ مگر جو کیفیت اس کی اب ہوئی تھی وہ پہلے کبھی نہ ہوئی تھی ______

رملیٰ میری آواز سن رہی ہو تو پلیز کوئی جواب دو ______

جی ------ جی ------ اس خوف سے کہ وہ فون نہ بند کر دے۔ رملیٰ پہلی بار بولی

______

جی ------ کیا کہوں ______؟

بس کچھ نہ کہو ------ یونہی جی ------ جی ------ کرتی رہو ______ میں جی اٹھوں گا۔

میری زندگی اسی جی جی میں ہے ______ یہی کہہ رہی ہو نا تم ______ تم چاہو گی تو میں ضرور جیئوں گا۔ تمہارے لیے جیئوں گا ______ تمہارے انتظار میں جیئوں گا۔ میری زندگی صرف اپنے محبوب کو ایک نظر دیکھ لینا ہے۔ تمہیں ایک نظر دیکھ لینے کے لئے جیئوں گا ______

پھر سے کہو رملیٰ ______ پھر سے کہو--------

جی ---- میں ------ میں ---- سمجھ نہیں پائی ---- وہ ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولی۔

آپ کیا کہہ رہے ہیں۔؟

تم سب سمجھ رہی ہو۔ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ اور جو تم نہیں کہہ رہی ہو۔ وہ میں سمجھ رہا ہوں بلکہ میں تو تمہارا گھبرایا ہوا چہرہ بھی صاف دیکھ رہا ہوں۔ تمہاری مقدس پیشانی پر شبنم کے قطرے محسوس کر رہا ہوں ______

رملیٰ نے بے اختیار ماتھے کو چھو لیا۔ اس کی پوریں گیلی ہو گئیں ______

پھر آپ ہی آپ ______ رملیٰ کے ہونٹوں پر ایک دلفریب مسکراہٹ آ گئی۔

اس نے اندھیرے میں ریسیور رکھ دیا۔ وہ اپنی کیفیت چھپا نہیں سکتی تھی۔ اور بتانا بھی نہیں چاہتی تھی ______

اور بس دل کے لئے اتنا ہی پیغام کافی تھا ______

اور ریسیور رکھ کر وہ اڑتی ہوئی اپنے کمرے میں آ گئی۔ اور گنگناتی سانسوں کے ساتھ دھپ سے زمین پر بیٹھ گئی-------

شاید اسی کا نام محبت ہے شیفتہ
اک آگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی

اک ------ آگ ----- سی ----- ہے ------ سینے ------ کے ------ اندر ------ لگی ----- ہوئی ------

اس نے استری کا بٹن آن کر دیا۔ سبز لائٹ محبوب کے دلکش اشارے کی طرح روشن ہو گئی۔

استری کا بٹن جل اٹھا ______ استری لو دے اٹھی ______ کپڑوں کی سلوٹیں آپ ہی آپ دور ہونے لگیں ______

اسی طرح محبت کے دل میں اترنے سے مایوسیوں کی سلوٹیں آپ ہی آپ دور ہونے لگتی ہیں------

استری کرتے کرتے جانے وہ کس جہان میں پرواز کرگئی۔۔۔۔۔

اک آگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی !

جب بے جی کمرے میں آئیں تو وہ نیپکن پر استری رکھے سامنے نظریں جمائے ۔۔۔۔۔۔۔! بے خودی کے عالم میں مدہوش سی بیٹھی تھی ______ ہونٹوں پر کیف آگیں مسکراہٹ تھی اور آنکھوں کے پیمانے چھلکے چھلکے تھے۔۔۔۔۔۔۔

وہ ایسی بے سدھ بیٹھی تھی کہ اسے بے جی کے اندر آنے کا پتہ ہی نہ چلا ______

بے جی نے اس کے نئے چہرے کو غور سے دیکھا۔ پھر ایک دم چلائیں ۔۔۔۔۔۔

وو ہٹی ۔۔۔۔۔۔ وو ہٹی۔۔۔۔۔۔ کہاں گم ہو ______ ؟ بچے کا نیپکن جل رہا ہے؟

اس نے ڈر کر استری کی طرف دیکھا۔ جانے کب سے استری کو نیپکن پر رکھے سراب کی وادیوں میں کھوگئی تھی۔ استری کے چاروں طرف کالا سیاہ دھواں پھیل رہا تھا ______ اور بچے کے سفید نیپکن پر بیدرد استری کا سیاہ کالا چھاپا لگ چکا تھا۔

یورپ چلوگی میرے ساتھ رملیٰ ______ ؟

معاذ نے ہنس کر کہا تو رملیٰ ایک دم گھبرا گئی۔ نہ ہاں کہہ سکی نا نہ کہہ سکی۔ بس ہونقوں کی طرح معاذ کا چہرہ دیکھنے لگی۔

معاذ ہنستا رہا پھر بولا ______

چلو چل کے ہنی مون منا کے آئیں ______

اب ______ ؟ رملیٰ نے بمشکل کھینچ کر آواز نکالی۔

اب کون سا موسم ہے ______ ؟

بھئی اب ہی تو موقع ملا ہے۔ معاذ محبت سے بولا۔ شادی کے فوراً بعد تو ڈاکٹر نے تمہیں سفر کرنے سے منع کر دیا تھا۔ اب تم فارغ ہو چکی ہو۔ معوذ بھی کافی سنبھل گیا ہے۔ چلو، یورپ چلتے ہیں۔؟

آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے یورپ بس دو چار قدم پر ہے۔

رملیٰ جان! اب تو دنیا سمٹ کر چھوٹی ہوگئی ہے۔ اور سفر آسان ہوگئے ہیں۔

رملیٰ کو ایسے لگا جیسے وہ کسی جال میں پھنس گئی ہے۔ جتنا ہاتھ پاؤں مارتی ہے۔ اتنا ہی اس میں الجھتی جاتی ہے۔

اس کو کشمکش میں مبتلا دیکھ کر معاذ پھر ہنسنے لگا اور تفصیل بتاتے ہوئے کہنے لگا۔

مجھے دفتر کی طرف سے چھ ماہ کے لئے یورپ بھیجا رہا ہے۔ میں نے سوچا تمہیں بھی اپنے ساتھ لے چلوں۔ ذرا ہم بھی دنیا کو دوسری آنکھ سے دیکھ لیں۔

چھ ماہ کے لئے ______ رملیٰ بے اختیار چیخی ______

اسی لئے تو تمہیں ساتھ لے کے جانا چاہتا ہوں۔

معاذ نے بے خیالی میں کہا۔

اتنے چھوٹے بچے کے ساتھ ______

بھئی ہنی مون منانے جائیں گے تو بچہ کیوں ساتھ لے کے جائیں گے۔

نہیں نہیں۔ رملی گھبرا گئی۔ میں معوذ کے بغیر ایک دن بھی نہیں رہ سکتی۔

اور میرے بغیر ______؟

رملی نے بے اختیار پلکیں اٹھا کر اس کے ملتجی چہرے کو دیکھا۔ ان آنکھوں میں جانے کیا تھا۔ رملی نے نظریں جھکا لیں۔ مگر دل میں ایک پھانس سی چبھ گئی۔ خدا جانے کہاں سے یاور کی بے باک، طرار، جلتی بجھتی گستاخ آنکھیں نکل آئیں رملی نے اپنا نچلا ہونٹ اپنے دانتوں سے اس قدر زور سے کاٹا کہ اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

اتنی سی بات پر رو رہی ہو۔ معاذ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

اتنی سی بات ______ رملی اندر سے تھرا اٹھی اس نے دو کشتیوں میں قدم رکھ لیے تھے۔ نیچے ٹھاٹھیں مارتا دریا تھا اور دو کشتیوں کا سوار کبھی صحیح وسالم کنارے پر نہیں اترتا۔

میں ڈوب جاؤں گی۔ میں ڈوب جاؤں گی۔

اس نے آنکھیں بند کر لیں اور باقاعدہ رونے لگی۔

پگلی! معاذ نے بڑھ کر اس کے آنسو صاف کیے۔

آج کل کی لڑکیاں ملک سے باہر جانے کو بے قرار رہتی ہیں۔ بہانے ڈھونڈتی ہیں اور تم ______ تم شاید بڑی نازک مزاج ہو رملی ______ ہے نا؟

رملی نے سر جھکا لیا۔

حالانکہ معوذ بے جی سے بہت مانوس ہے۔ اور تم جانتی ہو وہ اس کا بے حد خیال رکھیں گی۔

لیکن کیا ہم معوذ کو ساتھ نہیں لے جا سکتے؟

ہاں ساتھ لے جا سکتے ہیں۔ مگر پھر تمہیں سارا وقت ہوٹل کے بند کمرے میں رہنا پڑے گا۔ رات کا وقت ہی تو ملے گا۔ گھومنے پھرنے کے لئے ______ اور اس وقت ہم کہیں بھی نہیں جا سکیں گے۔

نہیں شاید مجھ میں حوصلہ نہیں معوذ کو چھوڑ کر جانے کا ______؟

معاذ نے بڑی حسرت سے رملی کے چہرے کو دیکھا۔ آنسو گرنے سے اس کے رخسار گیلے ہو رہے تھے۔ مگر اس کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔ پتہ نہیں اس لڑکی کو کیا روگ ہے۔ معاذ نے دل میں

سوچا ______ کبھی کھل کر نہیں ہنسی کبھی دل کی بات نہیں کہتی۔ وہ اب اسے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔ تاکہ دن رات اس کے ساتھ رہے اور اس بند گھڑی کو کھول کر دیکھے۔ لیکن اس کے ساتھ باہر جانے کا سن کر رملی اور بھی خوفزدہ ہو گئی تھی۔

معاذ کو اس پر ترس آ گیا۔

کہنے لگا۔

رملی جان! میری خواہش ہے کہ ہم دونوں دنیا کا سفر کریں۔ دنیا کی خوبصورتیاں دیکھیں لیکن اگر تم ابھی ذہنی طور پر آمادہ نہیں ہو تو میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔ اس وقت بہت اچھا موقع تھا خیر تم سوچ لو ______ ظاہر ہے میں اپنے جذبات کی خاطر کسی معصوم ماں پر تو ظلم نہیں کر سکتا۔

یہ کہہ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔

رملی نے شرمساری سے گردن جھکا لی اور اپنے آپ سے پوچھا۔

سچ بتا! تو اپنے شوہر کے ساتھ یورپ کیوں نہیں جانا چاہتی ______؟

کیا تجھے شوق نہیں تھا بیرون ملک جانے کا ______ تو نے بھی دوسری لڑکیوں کی طرح یہ خواب دیکھے تھے۔ جہازوں پر گھومنا ______ شاپنگ کرنا اور دنیا دیکھنا ______

مگر اب تجھے کیا ہو گیا ہے ______؟

دل پہلے سے زیادہ باغی ہو گیا ہے۔

اندر سے آواز آئی۔

وہ کمبخت یاور اگر زندگی میں نہ آتا تو یہ گاڑی یونہی چلتی رہتی۔ صبر آ ہی جاتا ______

اور اب وہ اتنے عرصے کے لیے معاذ کے ساتھ چلی جائے ______ یاور سے دور ہو جائے ______ خوابوں کا جھروکا بند کر دے ______؟

کون ہے یہ یاور اور تیرا کیا لگتا ہے ______؟

دنیا میں سینکڑوں خون کے رشتے ہوتے ہیں۔ جنہیں آدمی غصے یا نفرت میں جھٹک کر توڑ کے آگے نکل جاتا ہے ______ ایک رشتہ عجیب ہے۔ اس رشتے کا کوئی نام نہیں ______ یہ دل کا رشتہ ہے یا روح کا ______ یا کوئی جادوئی رشتہ ہے ______ قریب آتا ہے۔ تو سارے اگلے پچھلے رشتے توڑ کے رکھ دیتا ہے۔

یاور کی شخصیت واقعی جادو بھری تھی۔ایسے لگتا جیسے وہ خوابوں کے جہاں کا شہزادہ ہے۔اسے دیکھ کر بہک جانے کو دل چاہتا تھا________ بغاوت کرنے کو دل چاہتا تھا۔اور بارہا اس کے دل میں یہ خیال آیا________ کہ زندگی تو ایک ہی بار ملتی ہے۔جوانی تو ایک ہی بار آتی ہے۔پھر اس زندگی اور اس جوانی پر انسان کو مکمل اختیار کیوں نہیں دیا گیا۔اسے اپنی مرضی کا راستہ چن لینے کی اجازت کیوں نہیں ہے -------۔اور اگر پہلا راستہ کانٹوں سے اٹا پڑا ہے۔تو وہ دوسرا راستہ کیوں نہیں اختیار کر سکتا۔آخر کیوں؟

جس دن معاذ یورپ گیا۔رملیٰ چپ چپ تھی۔معاذ بھی بہت اداس تھا۔رملیٰ کو تو یونہی حساس جرم ستار ہا تھا۔اسے بے جی نے بھی سمجھایا تھا،اور کہا تھا:

دوہٹی! تم بے فکر ہو کے جاؤ۔معوذ کو میں سنبھال لوں گی خیر سے اب تین ماہ کا ہے۔اور س کی کھانے پینے کی عادتیں پختہ ہو گئیں ہیں۔اس عمر میں بچہ ماں کی دوری کو برداشت کر لیتا ہے، راسیا نا ہو جائے گا تو ہمیں باقاعدہ پہچاننے لگ جائے گا________ جوں جوں بڑا ہوتا جائے س کے کام بھی بڑھ جاتے ہیں۔تم اللہ پر بھروسہ کر کے جاؤ!

مگر رملیٰ بیٹھی زمین کی طرف دیکھتی رہی۔تھوڑی دیر بعد اس نے سر اٹھایا اور بولی:

بے جی! میں جانتی ہوں،آپ معوذ کا مجھ سے زیادہ خیال رکھیں گی،مجھے اللہ پر بھروسہ ہے۔آپ پر یقین ہے۔مگر اپنے دل کا بھروسہ نہیں -----۔میں -----۔میں -----۔کہیں وہاں جا کر عاذ کے لیے کوئی مشکل نہ پیدا کر دوں،آپ سمجھ رہی ہیں نا________

ہاں بے جی ایک دم ہنس پڑی۔

یہ کم بخت ممتا بری بلا ہے۔دنیا میں ممتا عورت کو کمزور کر دیتی ہے۔مفلوج کر دیتی ہے -------

یہ کہہ کر بے جی اپنے خیالوں میں مگن ہو گئیں۔تھوڑی دیر بعد سر اٹھایا تو کہنے لگیں:

ٹھیک ہے اگر تمہارا دل نہیں مانتا تو مت جاؤ،میں معاذ کو سمجھا دوں گی۔وہ تو آتا جاتا رہتا ہے۔پھر کبھی چلی جانا________

بے جی نے معاذ کو پاس بٹھا کے سمجھا دیا تھا۔اور معاذ بالکل خاموش ہو گیا تھا۔پتہ نہیں ماموش تھا کہ اداس۔رملیٰ کو اس کے چہرے سے کچھ بھی پتہ نہیں چل رہا تھا۔اس چہرے کو اس نے پہلے کبھی غور سے دیکھا ہوتا تو اس کے تاثرات کو پہچاننے کے قابل ہو چکی ہوتی۔کبھی کبھی رملیٰ کو خیال آتا کہ اسے اپنے شوہر کے جذبات کا خیال کرنا چاہیے،دنیا بھر کی بیویاں اپنے آپ پر

شوہر کے جذبات کو ترجیح دیتی ہیں۔ اپنی خوشیاں ان پر وار دیتی ہیں۔ ہر اچھے گھر کے اندر ایک ایسی عورت رہتی ہے، جو لمحہ لمحہ ایثار کے لئے تیار رہتی ہے، اور معاذ نے تو پہلی مرتبہ اپنی کسی دلی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ قانون، شرع، معاشرہ، سب کی نظر میں شوہر کا درجہ مقدم ہے۔ بس ایک بار نا، کر چکی تھی، ہزار منانے کے باوجود اپنے آپ کو جانے پر آمادہ نہ کر سکی۔

اس کے بعد معاذ نے بھی کچھ نہیں کہا: بس جاتے وقت اتنا کہا:

رملیٰ ! بے جی کا خیال رکھنا۔ انہیں اپنی ہمت سے زیادہ کام کرنے کی عادت ہے، اور یہ زیادہ عرصہ تنہا رہیں تو گھبرا جاتی ہیں۔

رملیٰ نے بہت چاہا۔ ہنس ہنس کر معاذ کا سامان سمیٹے۔ مسکرا مسکرا کر اس کی تیاری میں مدد دے اور جاتے وقت محبوب بیویوں کی مانند کوئی مشکوک سا فقرہ کہے ______ آخر وہ یورپ جا رہا تھا۔

اور جب بیویاں باہر جانے والے شوہروں کو ہلکا سا کچوکا لگاتی ہیں، یہ کہہ کر ______

وہاں تمہیں ہماری یاد کہاں آئے گی ______؟

کہاں فرصت ملے گی تمہیں خط لکھنے کی ______؟ یا،

عیش کرنے جا رہے ہو؟

تو دراصل وہ ______ شوہر اپنے استحقاق کی مہر پختہ کرنا چاہتی ہیں۔ انہیں بتانا چاہتی ہیں کہ تم صرف میرے ہو۔ اور اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا۔

بہت سی بیویوں کو اظہارِ محبت کا سلیقہ نہیں آتا۔ ان کے اندر شوہر کی محبت قطرہ قطرہ جمع ہوتی رہتی ہے۔ پھر ایک دن کوئی سا بہانہ پا کے وہ پھٹ پڑتی ہیں۔ ایسی عورتیں محبت کے بوجھ سے تھک جاتی ہیں۔ جس دن شل ہو جاتی ہیں۔ اس دن انہیں لڑنے کا کوئی بہانہ مل جاتا ہے۔ شوہر بھی دو بدو میدان میں اتر جاتے ہیں، کیونکہ وہ اس قسم کے اظہارِ محبت کو جنگ کا اعلان سمجھتے ہیں۔

دو تین گھنٹے کی لڑائی کے بعد ______ بہت سے آنسو بہانے کے بعد ایسی عورتیں شانت ہو جاتی ہیں۔ لڑائی کے دوران آنسو بہانا ایک اور اظہارِ محبت ہے۔ جس کو مرد ہمیشہ ایک چلتر سمجھ کر نظر انداز کر دیتا ہے۔ رو کر عورت ہلکی ہو جاتی ہے، اسی رات وہ اپنی سیج پر آسودگی کی نیند سو جاتی ہے۔ اصل میں وہ لڑتی نہیں ______

وہ الجھتی ہے کہ اسے ایسی تربیت کیوں نہیں دی جاتی کہ وہ کھلم کھلا اپنے جذبات کا

ظہار کر سکے۔ برملا اپنی محبت کا اظہار کر سکے۔ آخر جب اس کا دل چاہے تو وہ کہہ کیوں نہیں سکتی، تم مجھے اچھے لگ رہے ہو۔ میں تم سے پیار کرتی ہوں، اور میری آنکھیں دم آخر تک تمہاری حفاظت کریں گی۔

کتنی بار تو معاذ نے خود رملیٰ سے کہا تھا، کہ عام بیویوں کی طرح تم مجھ سے لڑتی کیوں نہیں ہو ______ بات بات میں اعتراض کیوں نہیں کرتی ہو۔ میاں بیوی اٹھتے بیٹھتے ایک دوسرے کے عیب بیان کرتے رہتے ہیں۔ مگر رملیٰ نے تو اس کا کوئی عیب کبھی بیان نہیں کیا تھا۔ بس رملیٰ کو معاذ میں ایک ہی بہت بڑا عیب نظر آیا تھا۔ صورت کا عیب ______

صورت کے اندھیرے غار میں اتر کر اس نے دل کی روشن اور چکا چوند وادی دیکھنے کی کوشش ہی نہ کی تھی۔

اور شاید کرتی یہ کوشش پر کم بخت یاور بیچ میں آ گیا تھا اور آتے ہی ------ اظہارِ محبت بھی کر بیٹھا تھا۔

رملیٰ نے بڑی کشمکش کے درمیان معاذ کو خدا حافظ کہا ______ جاتے جاتے معاذ نے س کا نرم ہاتھ، ہاتھ میں لے کر دبایا۔ اور کہا:

خط لکھتی رہنا اور معوذ کی خیریت کی اطلاع دیتی رہنا۔

رملیٰ نے بڑی خوش دلی سے سر ہلایا۔ مگر اسی وقت وہاں کھڑے کھڑے سوچا ______

میں خط میں کیا لکھا کروں گی آخر ______؟

کتنے دن تو رملیٰ بس اپنے کمرے میں پڑی رہی۔ عجیب طرح کا ڈپریشن تھا۔ جب معاذ قریب تھا تو وہ چاہتی تھی وہ جلد سے جلد دور ہو جائے کہیں چلا جائے۔ دن رات کا ساتھ تو چھوٹے۔۔۔۔۔ ہر وقت اپنے آپ کو سنبھال سنبھال کے وہ تھک گئی تھی اور اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا بھی اس کے لئے مشکل ہو گیا تھا۔ اور اب ______ جب معاذ اس سے ہزاروں میل دور چلا گیا تھا تو اسے عجیب قسم کی بے چینی اور پچھتاوؤں نے گھیر لیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے؟

حالانکہ اسے کچھ بھی نہیں کرنا تھا۔

اس کی شادی اس کی مرضی کے خلاف معاذ سے ہو گئی تھی۔ یہ ایک فعل تھا جو سرزد ہو چکا تھا۔

بس اس کے بعد کچھ ہونا باقی نہیں تھا۔ اسے معلوم تھا کروڑ ہا عورتوں کی طرح اب اسے بچے پیدا کرنے ہیں اور اپنے گھر کو گھر بنانا ہے اور پھر معاذ کے پاس کیا نہیں تھا؟ ایک عورت کو آرام دہ گھر۔ گھر کی آسودگی اور عزت نفس ہی تو درکار ہوتی ہے۔ ایک شریف خاندان سے نکل کر وہ دوسرے شریف خاندان میں آ چکی تھی۔ کسی بھی بھٹی میں پکی ہوئی اینٹ ہو۔ جس دیوار میں لگ جاتی ہے۔ زندگی بھر اسی دیوار میں لگی رہتی ہے۔

پھر اسے اپنے دل کی بے قراری کا مطلب سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ جب تک یاور سے نہیں ملی تھی۔

بس دل پژمردہ رہا کرتا تھا۔ امنگیں ختم ہو گئی تھیں اور اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ باقی عمر وہ کس طرح گزارے ______ معوذ پیدا ہوا تو روشنی کی ایک درز زندگی میں در آئی ______

مگر اچانک یاور اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ راستہ میں آ کھڑا ہوا۔ تو ساری زندگی مضطرب ہو گئی۔ دل کی بے قراریاں جاگ اٹھیں۔ پھر تڑپنے اور بھڑکنے کا موسم شروع ہو گیا۔

ہاں یہ تو ٹھیک ہے۔ اس نے کئی بار سوچا کہ اس کے خیالوں میں یاور جیسا ایک خوبرو آدمی رہا کرتا تھا۔ جو آنکھوں میں جذبے سمو کر باتیں کرنے کا گر جانتا تھا۔ مگر اب کیا ہو سکتا

تھا ______؟

اب جب کہ یاور اس کی عزیز سہیلی کا شوہر تھا اور وہ کسی شریف آدمی کی عزت تھی۔ ازدواجی زندگی گڑیا گڈے کا کھیل نہیں ہوتی۔ اب تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا تھا۔

پھر اسے صبر کیوں نہیں آ جاتا تھا۔ پھر وہ دھک دھک کرتے سینے پر پتھر کیوں نہیں رکھ سکتی تھی۔

معاذ جیسے اچھے شوہر کو کیوں دھوکا دے رہی تھی؟

بس ایسے ہی خیالات نے رملیٰ کو کچل کر رکھ دیا تھا۔ معاذ کے جانے کے بعد وہ زیادہ تر معوذ کے ساتھ لگی رہتی اور جب فارغ ہو جاتی تو اپنے کمرے میں پڑی رہتی۔ کبھی رسالے اور کتابیں پڑھتی ورنہ اوندھی لیٹ کے آنسو بہایا کرتی۔

بے جی اس کی اس کیفیت کو کوئی اور ہی نام دے رہی تھی۔ اس لیے ایک دن اس کے کمرے میں آ کر بولیں۔

اے ووہٹی! کیوں اس طرح اوندھی لیٹی ہے ______؟

کچھ نہیں بے جی۔ بس سر میں درد ہو رہا ہے۔

اٹھ کے کوئی دوائی لی ہوتی۔

بے جی۔ ان گولیوں سے آرام نہیں آتا۔

رملیٰ ٹھیک کہہ رہی تھی۔ پچھلے آٹھ دنوں سے اس کے سر میں ہلکا ہلکا سا درد رہنے لگا تھا۔ شاید سوچ سوچ کر ______

اٹھ کے نہاؤ دھوؤ کپڑے بدلو۔ اور ذرا اپنی امی کی طرف چلی جاؤ۔

بے جی نے پیار سے کہا۔ بے جی کا خیال تھا۔ معاذ کے چلے جانے سے رملیٰ بے طرح اداس ہو گئی ہے۔

لیکن امی جان کے گھر جانے کے خیال سے ہی رملیٰ کو جھرجھری آ گئی۔ جیدہ نے دو تین بار فون کر کے اسے بلایا تھا۔ اور اس کے نہ آنے کا سبب بھی دریافت کیا تھا۔ مگر وہ کیا بتاتی ______؟ کہ اس نے آگ کے الاؤ سے دور ہو جانے کا تہیہ کر لیا ہے۔ اس نے سوچ لیا تھا۔ نہ وہ امی کے گھر جائے گی نہ جیدہ اور یاور سے ملاقات ہو گی۔ اب جو بے جی نے اتنے پیار سے کہا تو وہ آگے کچھ بھی نہ بول سکی۔ وہ تو ہمہ وقت امی جان کے گھر جانے کو تیار رہتی تھی۔ اگر اب انکار کر دیتی تو بے جی جانے دل میں کیا سوچ لیتیں ______؟

اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔

بے جی نے اس کے بکھرے بالوں اور سوجی ہوئی آنکھوں کو غور سے دیکھا۔ پھر کہنے لگیں۔

ایک ہفتہ اپنی امی کے گھر رہ آؤ۔

بے جی ______ آپ یہاں اکیلی رہیں گی؟

ارے میں اکیلی کہاں ہوں۔ گھر میں نوکر چاکر ہیں۔ اور پھر ضرورت ہوئی تو تمہیں بلوالوں گی۔ جاؤ ______ تم ذرا بہن بھائیوں سے مل کر ہنس کھیل آؤ۔

بے جی نے اتنی محبت سے کہا کہ رملی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اپنے آپ کو گھسیٹ کر وہ غسل خانے میں لے گئی۔ آئینے کے آگے کھڑے ہو کر اس نے اپنی آنکھیں صاف کیں اور سوچنے لگی۔

بے جی آپ کو نہیں معلوم آپ مجھے کس ڈگر بھیجنا چاہ رہی ہیں۔

لیکن تو اتنی کمزور کب سے ہوگئی رملی؟ ______

اس کا دل اس سے پوچھتا۔ تو ایک باشعور لڑکی ہے اور تجھے معلوم ہے حد بندی لائن کہاں پہ لگتی ہے۔ قدغن کی ڈور تیرے اپنے ہاتھ میں ہے۔ دنیا میں بہت سے لوگ دیکھنے میں اچھے لگتے ہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ ان اچھے لوگوں کے لیے انسان اپنا گھر برباد کر لے۔

رملی آنے کو تو امی جان کے گھر آ گئی۔ مگر جی کی بے قراری یہاں بھی سائے کی طرح ساتھ چلی آئی۔ سارا دن معوذ کو لے کر اندر کمرے میں لیٹی رہتی۔ کوئی نہ کوئی رسالہ اٹھا کر پڑھتی رہتی۔ کسی سے بات کرتی اور نہ باہر نکل کر ہر آئے گئے سے گپ لگاتی۔ ایسے لگتا جیسے رملی چھپ جانا چاہتی ہے۔

مگر ایک دن جیدہ اسے ڈھونڈتی ہوئی آ گئی۔

اے کمینی ! چار دن سے آئی ہے اور ہمیں اطلاع ہی نہیں دی ______

رملی نے اسے دیکھا تو خوف کے مارے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

یہ کیا حلیہ بنا رکھا ہے۔ جیدہ بولی۔ نامراد عاشقوں والی صورت بنا کے لیٹی ہوئی ہو۔ اور ...یوں کے شوہر بھی ملک سے باہر جاتے ہیں۔ مگر وہ تیری طرح دنیا تیاگ کر جوگ نہیں لے لیتے ______؟

رملی بوکھلا گئی۔ پتہ نہیں جیدہ کیا کہہ رہی تھی۔ اور اس کا اشارہ کس طرف تھا۔ رملی کے دل کے چور نے اسے بولنے نہ دیا۔

سچ بتا ______ جیدہ پھر بولی۔ کیا تجھے اپنے شوہر سے اتنا عشق ہے؟

رملی کو یوں محسوس ہوا جیسے جیدہ کہہ رہی ہے۔

کیا تو بے وقوف ہے۔ اتنی کم عقل ہے۔ ایک بے حد بھونڈے شخص کی محبت میں مبتلا ہو چکی ہے ______

اری کچھ تو بول ______ جیدہ نے اس کا کندھا ہلایا اور پلنگ پر نیم دراز ہوگئی۔ کیا چپ کا روزہ رکھا ہے۔

رملی جھوٹی ہنسی ہنس دی۔

بس میری طبیعت خراب ہے جیدہ !

کیا خرابی ہے تیری طبیعت میں ______ ؟اچھی بھلی نظر آ رہی ہے۔

تیرا شوہر تجھے ساتھ نہیں لے کر گیا۔اس کا سوگ منا رہی ہے۔

نہیں جیدہ۔رملی نے جلدی سے کہا۔

انہوں نے تو مجھے بہت مجبور کیا تھا ساتھ جانے کے لئے ______ بلکہ میرا ٹکٹ بھی لے آئے تھے۔ان کی خواہش تھی میں ان کے ساتھ جاؤں۔

رملی نے سچ سچ بتا دیا۔

اور کیوں نہیں گئی تو ______

بس ______ رملی کی ______ پھر ایک دم بات بنا ڈالی۔میں معوذ کو چھوڑ کر نہیں جا سکتی تھی۔

اری جانے دے ______ تیری ساس اتنی اچھی ہے۔اتنا خیال تو تیری امی بھی نہیں رکھ سکتیں۔جتنا بچے کا خیال بے جی رکھتی ہیں۔تو بے وقوف ہے۔بڑی تسلی سے بچہ ان کے پاس چھوڑ کے جا سکتی تھی ______ مگر شاید تو معاذ کے ساتھ جانا نہیں چاہتی تھی ______

رملی کا دل دھڑک اٹھا۔

ہاں ______ مگر اس میں تیرا قصور نہیں ہے۔میں تیری جگہ ہوتی تو میں بھی معاذ کے ساتھ نہ جاتی۔جس شوہر کو عورت دل سے قبول نہ کرے۔اسے پسند نہ کرے بھلا اس کے ساتھ تفریحی سفر پر کیسے جا سکتی ہے ______ ؟

اف رملی کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔۔۔۔۔۔

مری ہوئی آواز میں بولی۔

تجھے کس نے کہہ دیا ہے جیدہ میں اپنے شوہر کو پسند نہیں کرتی؟

تو نے ______

جیدہ نے آرام سے کہہ کے ______ زور سے قہقہہ لگایا۔اور پھر کتنی دیر تک ہنستی رہی۔

رملی حیرت اور صدمے کے مارے اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔

جیدہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور بولی۔

رملی تیرا خیال ہے۔ہم اس دنیا میں نہیں رہتے ______ ؟

کیا آنکھیں نہیں رکھتے ______ سمجھ نہیں رکھتے یا تجربہ نہیں رکھتے ______ ؟

رملی نے اپنے سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیری ______

جیدہ سراسیمہ سی کیفیت میں اٹھ کھڑی ہوگئی۔پھر اس نے یونہی سارے کمرے کا چکر لگایا۔کسی کتاب کو کھولا ______ کسی دراز کو چھوا ______ کھڑکی کا پٹ بجایا۔اور گھوم گھام کر حیران و ششدر بیٹھی رملی کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

اور بڑے دھیمے لہجے میں بولی۔

رملی کیا تجھے کسی سے عشق ہو گیا ہے ______ ؟

رملی کے اوپر جیسے ایک بم پھٹا آ کر۔۔۔۔۔۔وہ ڈر کر پیچھے ہو گئی۔خوفزدہ ہو گئی۔اس کا رنگ اڑ گیا۔ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے۔بہت آہستہ آہستہ مگر مجرمانہ سی آواز میں بولی۔

کیسی باتیں کر رہی ہو جیدہ تم آج ______ ؟

اری تو نے حلیہ ہی عاشقوں والا بنا رکھا ہے۔دیکھ تیری لٹیں گلے میں جھول رہی ہیں آنکھیں ویران ہیں۔رنگت زرد ہو رہی ہے ______ چہرے کا ایک ایک نقش کہہ رہا تھا کہ تو گرفتار عشق ہے۔دنیا سے بیزار ہو کر اندر پڑی ہوئی ہے۔کسی شے میں تیرا دل نہیں لگتا۔کیوں اپنے آپ کو فریب دے رہی ہے ______ ؟

رملی نے اپنا سر اپنے گھٹنوں میں رکھ لیا۔کتنی بودی نکلی وہ ______ اگر جیدہ یہ سب بھانپ سکتی ہے تو کوئی اور کیوں نہیں سمجھ سکتا۔اے کاش وہ اعتراف کر لیتی کہ اپنے شوہر کے جانے سے اس کی یہ حالت ہوگئی ہے۔اے کاش وہ معاذ کے ساتھ ہی چلی جاتی۔شاید تب یہ کیفیت نہ ہوتی۔

اچھا۔۔۔۔۔اچھا ______

جیدہ ایک دم مڑی اور اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔

اور بولی ______

میں تو یونہی مذاق کر رہی تھی۔اٹھ کے تیار ہو جا کہیں گھوم پھر آئیں۔

میں سڑک پر سے گزر رہی تھی۔تمہارا نوکر مل گیا۔اس سے تمہارے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ تم آئی ہوئی ہو۔میں اندر آ گئی ______ خالہ جان ملیں تو انہوں نے بتایا تمہیں آئے ایک ہفتہ ہو گیا ہے۔مگر کمال ہے۔تم نے ایک ہفتے میں ہمیں بالکل اطلاع نہیں دی۔کیا ہم اتنے برے ہو گئے۔یہ ایک ہفتہ جو تم نے ہم سے چھپ کے گزارا ہے۔اس کی ہم تمہیں سزا دیں

گے۔اور آج ہم تمہیں اپنے ساتھ فلم دیکھنے لے جائیں گے۔

نہیں جیدہ ______

رملیٰ نے ایک دم سر اٹھایا۔ میں نہیں جاؤں گی ______

کیوں نہیں جائے گی تو ______؟ جیدہ نے اسی طرح پلٹ کر پوچھا۔

کیا وجہ ہے تیرے نہ جانے کی ______

بھئی میرا بچہ چھوٹا ہے۔

کیا چھوٹے بچے والی مائیں سیر و تفریح بند کر دیتی ہیں۔

مجھے سیر و تفریح کا شوق نہیں ہے۔ دنیا میں بچے سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتا جیدہ؟

بس اب نانی اماں بن کے مت دکھا۔ رملیٰ ______

جیدہ بولی۔

دل زندہ ہو تو آدمی ہر صورت میں تفریح کرتا ہے۔ میں خالہ جان سے بات کرتی ہوں۔ وہ معوذ کو سنبھال لیں گی۔

ابھی جیدہ کھڑی ہی ہوئی تھی کہ امی جان اندر آ گئیں۔ جیدہ کھل اٹھی جھٹ بولی۔

خالہ جان ! میں رملیٰ سے کہہ رہی ہوں۔ ہمارے ساتھ سینما چلے۔ مگر یہ انکار کیے جا رہی ہے۔

امی جان نے غور سے رملیٰ کو دیکھا۔

کیسی اجاڑ لگ رہی تھی۔ سارے زمانے کی اداسیاں اس کے چہرے پر آ کر ٹھہر گئی تھیں۔

شادی کے بعد اسے چپ لگ گئی تھی۔ یہی رملیٰ تھی۔ شادی سے پہلے جس کی زبان ایک منٹ کو بھی نہ رکتی تھی۔

ایک پل کو بھی اسے قرار نہیں آتا تھا۔

اور اب کیسے ملنگ سی بنی بیٹھی تھی۔

امی جان کی ساری مامتا ان کی آنکھوں میں آ گئی۔

اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر بولیں۔

بیٹی چلی جاؤ۔

امی جان ! رملیٰ نے تڑپ کر سر اٹھایا۔

معوذ کیسے رہے گا اتنی دیر ______

میں اسے سنبھال لوں گی۔ امی جان نے پیار سے کہا۔

جب سے آئی ہو۔ اندر گھسی پڑی ہو۔ اٹھو کپڑے بدلو۔ ذرا گھوم پھر کے آؤ۔

امی جان کا بھی یہی خیال تھا کہ رملیٰ نے معاذ کے جانے کو اس طرح سے محسوس کیا ہے۔

رملیٰ کا دل چاہا وہ چیخے چلائے ------ واویلا کرے ______ اور کہے۔

آخر اسے تنہا کیوں نہیں چھوڑ دیا جاتا۔ اسے اپنے آپ سے لڑنے کی اجازت کیوں نہیں دی جاتی۔ وہ فیصلے کا خنجر اپنے سینے میں کیوں نہیں اتار سکتی۔

وہ اپنی مرضی سے جی کیوں نہیں سکتی ______؟

وہ اپنی مرضی سے مر کیوں نہیں سکتی ______؟

ہنستی ہوئی رملیٰ اپنے گھر میں داخل ہوئی تو سامنے ہی برآمدے میں طوبیٰ آپا بیٹھی ہوئی تھیں۔انہوں نے بڑی تنقیدی نظروں سے رملیٰ کا جائزہ لیا اور بڑی کڑوی نگاہ اس کے سراپے پہ ڈال کے بولیں۔

اس وقت کہاں سے آ رہی ہو رملیٰ ______؟ اور اس کے جواب کا انتظار کیئے بغیر جلے بھنے لہجے میں کہنے لگیں۔

کہاں سے نکل آئی ہے تمہاری عزیز سہیلی کہ جس کے ساتھ رنگ رلیاں منانے میں تمہیں گھر والوں کا ہوش بھی نہیں ہے۔

رملیٰ ٹھٹھک گئی۔اس کی ہنسی یوں غائب ہوئی جیسے اچانک بجلی چلی جائے تو اندھیرا چھا جاتا ہے۔

اس نے اپنے بکھرے ہوئے بال سمیٹے اور ڈری سہمی نظروں سے طوبیٰ آپا کے چہرے کو غور سے دیکھا۔طوبیٰ آپا چونکہ سب بہنوں میں بڑی تھیں۔اس لیے شروع سے ان کے انداز اور تیور جارحانہ تھے۔بچپن میں بھی اسے طوبیٰ آپا سے بہت ڈر لگتا تھا۔مگر اب تو اسے یوں لگا کرتا جیسے وہ بال برابر پل صراط پر چل رہی ہے۔کسی بھی لمحے عذاب کے جہنم میں جا گرے گی۔

اس روز جیدہ اسے مجبور کر کے پکچر دکھانے کو لے گئی تھی اور امی جان نے بھی اسے زبردستی بھیج دیا تھا۔حالانکہ اس نے تہیہ کیا تھا کہ وہ اب جیدہ کے گھر نہیں جائے گی۔کبھی بھی یاور کا سامنا نہیں کرے گی۔وہ ایک اچھی بیوی اور اچھی ماں بن کر رہنا چاہتی تھی۔مگر امی جان اس کے دل کی حالت کو کیا جانتی تھیں۔انہوں نے بڑے خلوص سے اسے بھیج دیا۔اس دن کوئی عجیب بات بھی نہیں ہوئی۔فلم دیکھتے ہوئے یاور نے نہ تو عجیب نظروں سے اسے دیکھا اور نہ کوئی انگارے کی طرح سلگتا ہوا فقرہ اس کی جھولی میں ڈالا بڑے اچھے ماحول میں بڑی اچھی فلم دیکھی۔بعد میں انہوں نے آئس کریم بھی کھائی اور پھر جیدہ اور یاور اسے گیٹ پر اتار کر چلے گئے۔اس روز اس نے دل میں سوچا وہ تو ناحق ڈر رہی تھی۔زندگی میں ہزار ہا لوگ ملتے ہیں۔بعض لوگ اچھے لگتے

ہیں۔اچھا لگنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم انہیں حاصل کرنا چاہتے ہیں یا ان کے دل میں رہنا چاہتے ہیں۔اتنی بڑی دنیا ہے اتنے بے تحاشا انسان ہیں۔ہر انسان کی صفت جدا ہے۔بس اچھے انسانوں سے مل کر خوش ہونا چاہیے۔اس روز اسے معلوم ہوا کہ پسندیدہ لوگوں کی صحبت میں بیٹھ کر بس اپنے آپ کو خوش رکھنا ہی سب سے بڑی بات ہے۔وہ اپنی پیاری سہیلی کا گھر نہیں اجاڑنا چاہتی تھی۔یاور دیکھنے میں اس کو اچھا لگتا تھا اس کی باتیں اچھی لگتی تھیں ______ بس اتنا ہی کافی تھا۔زندگی خوش رہنے کے لیے ہے۔

اور خوشی کے چند لمحے زندگی کے قریب آئیں تو انہیں ٹھکرانا نہیں چاہیے ان سب باتوں کا ادراک اسے یاور کے شریفانہ رویے نے دیا تھا۔اس لیے وہ بے خوف ہو گئی تھی۔

اس کے بعد جب بھی میکے آتی۔بے دھڑک جیدہ کو ملنے چلی جاتی۔بے جی نے جب دوبارہ اس کا کھلا ہوا چہرہ دیکھا۔تو ہفتے میں دو دن کے لیے اسے میکے بھیج دیا کرتیں۔امی جان نے بھی جب اسے زندگی کے ساتھ مگن دیکھا تو ہر روز اسے جیدہ کے ساتھ گھومنے پھرنے کی اجازت دے دی۔جب بھی وہ میکے آتی تو۔پہلے سے جیدہ کو فون کر دیتی اور وہ دونوں میاں بیوی کوئی سا پروگرام بنا لیتے۔آج بھی وہ لوگ ایک نئے سے ریستوران میں کھانا کھانے گئے تھے۔ریستوران دیہات کی طرز پر بنایا گیا تھا۔اس کے اندر اور اردگرد سارا دیہاتی ماحول تھا۔یہ ریستوران ان لوگوں کو پسند آیا تھا۔اور کھانا بھی بہت اچھا لگا تھا۔خصوصاً تنوری روٹیاں

اور اب وہ جھومتی جھامتی گھر میں داخل ہوئی تھی تو طوبیٰ آپا سامنے خونخوار بنی بیٹھی تھیں۔

پہلے تو رملیٰ کو طوبیٰ آپا کی باتیں سن کر بہت ڈر لگا۔لیکن پھر وہ دل ہی دل میں کھولنے لگی۔پتہ نہیں طوبیٰ آپا ہر ایک کی گارڈین بننے کی کوشش کیوں کرتی تھیں۔جب کہ گارڈین کی صورت میں امی جان موجود تھیں۔اور وہ ہمیشہ امی جان کی اجازت سے باہر جاتی تھی۔رملیٰ کے ماتھے پر بل پڑ گئے طوبیٰ آپا کا پوچھنے کا انداز ہی ایسا دل جلانے دینے والا تھا۔

وہ مناسب جواب سوچنے لگی۔

طوبیٰ آپا اس کی خاموشی سے بگڑ کر بولیں۔

پچھلے دو مہینوں سے میں جب بھی آتی ہوں۔یہی خبر ملتی ہے کہ رملیٰ آئی ہوئی ہے مگر اپنی سہیلی کے ساتھ باہر گئی ہے۔کون ہے تمہاری یہ سہیلی جس کی محبت میں تم اپنے بچے کو بھی بھول

گئی ہو!

رملی نے بے اختیار نظریں اٹھا کر سامنے اپنے کمرے کی طرف دیکھا۔ جس میں معوذ کو سلا کر گئی تھی۔

آج ساری شام تمہارا بیٹا روتا رہا ہے۔ اور امی بے چاری اسے سنبھال سنبھال کر تھک گئی ہیں۔ کیا سمجھ رکھا ہے تم نے اپنی ماں کو ______ تمہیں معلوم ہے امی بیمار رہتی ہیں اس عمر میں وہ تمہاری آیا گیری نہیں کر سکتیں۔ ہم نے بھی اپنے بچے پالے ہیں۔ اور بچوں کے لیے اپنے آپ کو فنا کیا ہے۔ تم میں کیا سرخاب کے پر لگے ہیں ______؟

انہوں نے لمبی تقریر کر کے ذرا دم لیا۔ تو رملی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اپنے کمرے میں آ گئی۔

معوذ آرام سے سویا ہوا تھا اور امی جان اس کے ساتھ لیٹی ہوئی تھیں۔ امی جان کے چہرے پر بہت تھکاوٹ تھی۔ مگر اکتاہٹ نہیں تھی۔ اس نے اپنا پرس میز پر رکھا۔ اور کپڑے بدلنے کے لیے غسل خانے میں چلی گئی۔ طوبیٰ آپا کے بولنے کی آواز ابھی تک آ رہی تھی۔

کتنی خودسر ہو گئی ہے یہ رملی۔ جواب تک دینا گوارا نہیں کیا ______؟

پتہ نہیں اپنے آپ کیا سمجھتی ہے۔ دو گھنٹے سے اس کے انتظار میں بیٹھی ہوں۔ اب ملکہ کی سواری آئی ہے۔ مگر دیکھو میرے پاس سے یوں گزر گئی۔ جیسے اسے میری پرواہ ہی نہیں۔ یوں بھی اس نئی نسل کا خون سفید ہے ______؟

رملی کپڑے بدل کر باہر نکل آئی۔ امی جان کمرے سے اٹھ کر جا چکی تھیں اور اب طوبیٰ آپا کی آواز بھی نہیں آ رہی تھی۔ شاید امی جان نے باہر جا کر انہیں چپ کرا دیا تھا۔

کتنا فرق ہوتا ہے ماں اور بہن میں ______ رملی نے سوچا اور بستر پر دراز ہو گئی۔

آج وہ لوگ بہت ہنسے تھے۔

اس لیے اب دل پر گھٹائیں چھا رہی تھیں۔

پتہ نہیں یاور کی صحبت میں اتنی خوشی کیوں رہتی تھی۔ یاور کے پاس کوئی طلسمی طاقت تھی۔ اس کے قریب بیٹھتے ہی سارے مایوس کن خیالات ادھر ادھر بھاگ جاتے ہیں۔

وہ لوگ جب بھی کھانا کھانے یا تفریح کے لئے باہر جاتے تھے۔ موٹر ہمیشہ جیدہ چلاتی تھی۔

جب موٹر جیدہ چلاتی تھی تو پھر رملی کو اس کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھنا پڑتا تھا۔ تب یاور ہمیشہ پچھلی سیٹ پر بیٹھتا تھا۔ اور پیچھے بیٹھا ہوا اس طرح دھیمی دھیمی باتیں کرتا رہتا جیسے ان کی طرف پھول اور

پتیاں پھینک رہا ہو۔

جب پہلے دن وہ موٹر کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تو رملی نے مڑ کر اسے دیکھا اور کہا۔

پلیز آپ آگے آ کر جیدہ کے پاس بیٹھ جائیں

نہیں نہیں تم آگے بیٹھو رملی۔ میں تمہارے پیچھے بیٹھ کر خوشی محسوس کروں گا۔

آپ کو اپنی بیوی کے پاس بیٹھنا چاہیے۔ رملی نے بودے پن سے کہا۔

میں تو بے چارہ رن مرید سا شوہر ہوں، یاور سگار کا کش لے کر بولا۔

دو خوبصورت لڑکیوں کے پیچھے بیٹھ کر راحت محسوس کر رہا ہوں۔

تا کہ لوگ یہ سمجھیں کہ دو خوبصورت لڑکیوں نے بے چارے کو دبا رکھا ہے۔

جیدہ نے موڑ کاٹتے ہوئے کہا۔

نہیں ______ لوگ بلکہ مجھے رشک سے دیکھ رہے ہیں اور سوچ رہے ہیں۔ دو خوبصورت لڑکیاں اس کو چلا رہی ہیں۔

اس پر جیدہ نے زوردار قہقہہ لگایا۔

یاور ! دراصل تم تن آسان ہو گئے ہو۔ اب موٹر چلانا نہیں چاہتے۔

ہاں ______ وہ اپنی نشہ آور آواز میں بولا۔ جب کوئی خوبصورت لڑکی میرے آس پاس بیٹھی ہو۔ تو میرے ہاتھ کانپنے لگتے ہیں۔ ایسے میں موٹر چلانے سے ڈرتا ہوں کہ کہیں کوئی حادثہ نہ ہو جائے۔

تم موٹر چلاؤ تو کوئی حادثہ نہیں ہو سکتا یاور ______

جیدہ نے سٹیئرنگ گھماتے ہوئے کہا۔

پتہ نہیں دونوں میاں بیوی کے تعلقات کیسے تھے؟ رملی اکثر سوچا کرتی۔ بظاہر وہ عاشق و معشوق جیسی باتیں کرتے رہتے۔ مگر یاور کی نظریں کچھ اور ہی کہتی رہتیں۔

ایک دن موقع دیکھ کر رملی نے یہی سوال کر ڈالا۔

اس روز رملی تیار ہو کر ان کے گھر گئی۔ تو یاور بالکل تیار بیٹھا تھا۔ مگر جیدہ غسل خانے میں تھی۔ باتوں باتوں میں ایک دم رملی نے جرات کر کے پوچھ لیا۔

آپ نے اب تک کتنے عشق کئے ہیں۔

یاور زور سے ہنسا۔ اور پھر سنجیدہ ہو گیا۔

اور کہنے لگا۔

رملی تم میرے بارے میں ایسا سوچ سکتی ہو۔ مگر میں تمہیں کیا بتاؤں کہ انسان کیا چیز ہے ______؟ انسان قدرت کی عجیب تخلیق ہے۔ زندگی بھر اپنے آپ کو نہیں سمجھ سکتا۔ اب یہی دیکھو میں بائیس برس کا تھا جب مجھے جیدہ سے عشق ہو گیا تھا۔ بائیس برس کی عمر بھی کوئی عمر ہوتی ہے۔ اس عمر میں سب تجربے جلد بازی کے ہوتے ہیں۔ اب میں بتیس برس کا ہوں۔ عشق و محبت کا مفہوم اب سمجھ میں آیا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ پہلا عشق کر کے میں پچھتا رہا ہوں۔ ہاں اگر میرا وہ عشق ناکام ہو جاتا۔ تو بھی اب میں اپنے ان جذبوں کی ہنسی اڑاتا ہوتا۔ مرد کی زندگی میں بہت سے مرحلے آتے ہیں۔ مرحلے پڑاؤ نہیں ہوتے۔ یہ تو مرد بھی نہیں جانتا کہ اسے کب، کس عمر میں سچی محبت ہو جائے گی۔ اس لیے جو چہرہ قریب آتا ہے۔ اس کا محبوب بن جاتا ہے۔ پھر ایک دن -------

یہ کہہ کر اس نے سگار کا کش لیا۔ تھوڑی دیر تک خلاؤں میں گھورتا رہا۔----- پھر اس کی سلگتی آنکھوں میں آنکھیں پھنسا کر بولا ______

زندگی کی ڈگر پر ظالم اور سفاک چہرہ نظر آ جاتا ہے۔ جس پر ہمارے دل کی کہانی لکھی ہوتی ہے۔ جسے دیکھنے کے بعد یوں محسوس ہوتا ہے کہ پچھلی ساری زندگی یونہی رائیگاں گئی وہی چہرہ حاصل زندگی بن جاتا ہے ______

تم نے وہ شعر سنا ہے۔

تمام عمر ترا انتظار ہم نے کیا------
اس انتظار میں کس کس سے پیار ہم نے کیا؟

رملی کا دل دھڑک اٹھا۔ مگر اس نے گھبرا کر کلائی کی گھڑی دیکھی۔ اور بولی۔

جیدہ نے بہت دیر لگا دی ہے؟

تم بات بدلنا خوب جانتی ہو۔ یاور نے دانت پیس کر کہا۔

آپ اس طرح کہہ لیں۔ ورنہ جو بات میری سمجھ میں نہ آئے اس کا میں کیا جواب دوں ______؟

رملی! یاور نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔ تم اس طرح کیوں نہیں پوز کرتی ہو۔ جیسے تم دنیا کی سب سے زیادہ معصوم عورت ہو۔

رملی ہنسنے لگی۔

اگر آپ کے خیال میں میں پوز کرتی ہوں تو آپ اسے سچ نہ مانا کریں مجھے بے حد مکار ت سمجھتے رہیں۔

نہیں ______ یاور سگار کی راکھ جھاڑ کر بولا۔

مکار عورتیں تمہاری طرح نہیں ہوتیں۔ تم واقعی معصوم ہو۔ مگر کبھی کبھی مجھے تمہاری معصومیت صہ آتا ہے۔

رملی کا دل چاہا وہ پوچھے ______

آپ کو کیوں میری معصومیت پر غصہ آتا ہے یا غصہ کرنے کا کیا حق ہے؟

مگر اس نے بات بڑھانا مناسب نہ سمجھا۔

رملی۔ یاور نے تھوڑی دیر بعد بڑی نرمی سے کہا،

مجھے حسرت ہے میں تمہارے خیالات سنوں۔ مگر تم بہت کم باتیں کرتی ہو۔ کیا تم مجھے خط بں لکھ سکتیں ______؟

خط ______؟ اسی وقت اسے یاد آیا کہ اس نے اس مہینے معاذ کے خط کا جواب نہیں دیا۔

رملی ہنسنے لگی۔ بھئی کس سلسلے میں ______؟

بس ایسے ہی جیسے قلمی دوستوں کو لکھے جاتے ہیں۔ یا جس طرح دو بالغ افراد ایک دوسرے سے خط و کتابت کرتے ہیں۔

اچھا تو آپ مجھے اس طرح سے مروانا چاہتے ہیں۔ کوئی خط دیکھ لے تو یہ کہے کہ شادی شدہ کر ایک نامحرم کو خط لکھتی ہیں۔

کون دیکھے گا بھئی ______؟ جیدہ کو تو میں بتا دوں گا۔ پھر کون اعتراض کرنے والا ہے تمہیں شک ہے کہ تمہارے خط ادھر ادھر گر جائیں گے۔ یا کسی کے ہاتھ لگ جائیں گے۔ تو اس کا ی بند و بست ہو سکتا ہے۔

رملی چپ رہی۔

تھوڑی دیر بعد وہ خود ہی بولا۔

میرا ایک دوست بینک میں منیجر ہے۔ اس کی معرفت بینک میں ایک لاکر لے لوں گا۔ اور ں میں تمہارے خط رکھ دیا کروں گا۔

رملیٰ کو یہ بات بہت عجیب لگی۔ حیران ہو کر یاور کا چہرہ دیکھنے لگی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر خطوں کی اس ضمن میں کیا ضرورت پیش آ گئی۔ جب کہ وہ اکثر ان لوگوں سے مل لیتی ہے مل سکتی ہے ______ اس نے معاذ کو بھی بڑی مشکل سے خط لکھا تھا۔ اور شاید اسے خط لکھنا آتا بھی نہیں تھا ______

کیا سوچ رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یاور نے آہستہ سے کہا۔ میں نے اتنی مشکل بات کہہ دی ہے۔ میں نے سوچا تھا ______ زندگی گزارنے کے لئے کچھ تو زادِ راہ ہونا چاہیے۔ کبھی کبھی جب زندگی سے تھک جایا کروں گا تو تمہارے خطوط نکال کر پڑھ لیا کروں گا ______

ابھی رملیٰ کچھ جواب نہ دے پائی تھی کہ دروازہ کھلا اور بنی سنوری جیدہ باہر نکل آئی۔ آہا آج تو نیلم پری آئی بیٹھی ہے۔ اس نے رملیٰ کے نیلے کپڑوں پر نظر ڈال کر کہا۔

تم نے دیر کر دی جیدہ ______ میں تو آدھ گھنٹے سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔

چلو چلو پکچر کا وقت نکل جائے گا۔

جیدہ نے اپنا پرس اٹھا کر کہا اور تینوں باہر نکل آئے۔

پھر ایک دن جب رملیٰ اپنے سنہری چمکدار لمبے بال اگلی سیٹ کی پشت پر پھیلائے بیٹھی تھی۔ تو یاور نے پچھلی سیٹ پر سے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور بولا۔

جیدہ ! تمہیں معلوم ہے جن عورتوں کے لمبے اور خوبصورت بال ہوں وہ انہیں کھلا کیوں چھوڑ دیتی ہیں؟ ______

نہیں۔۔۔۔۔۔ جیدہ ہنس کر بولی۔ بھئی میں نہیں جانتی۔ میرے تو کبھی لمبے بال نہیں تھے۔ میں کیا جانوں ______ ؟

تا کہ اپنے پیچھے تڑپنے والوں کا نظارہ نہ کر سکیں ______

رملیٰ کے دل نے پھر ڈبکی لگائی۔ اسے احساس تھا۔ اس کے بال بہت خوبصورت ہیں اور جو کوئی اسے پیچھے سے دیکھ لیتا تھا۔ آگے آ کر اس کا چہرہ ضرور دیکھنا چاہتا تھا۔

ایک اور خاصیت بھی ہے لمبے بالوں والی عورت کی ______ ؟

یاور پھر بولا۔

رملیٰ آج روئے سخن تمہاری طرف ہے۔ جیدہ نے ایک آنکھ بند کر کے کہا۔

رملیٰ صرف مسکرا کر رہ گئی۔

لمبے بالوں والی عورتیں اپنے جذبات چھپا کر رکھتی ہیں۔ اپنے جذبات پر بھی بالوں کی تہہ دیتی ہیں ______ ؟

اس بار رملیٰ مسکرائی۔

یاور! جیدہ شوخی سے بولی۔ اب کچھ چھوٹے بالوں والی عورت کے بارے میں بھی کہو؟ ے تو حسد ہونے لگا ہے رملیٰ سے ______

اس پر تینوں نے ایک قہقہہ لگایا۔۔۔۔۔۔۔

رملیٰ نے بے قرار ہو کر کروٹ بدلی ۔ بہت سارے دن بہت اچھی طرح گزر گئے تھے۔ وہ پنے گھر میں بھی مگن تھی اور امی کے گھر میں بھی خوش رہتی تھی۔ یوں لگتا تھا۔ تھوڑے دنوں کے لیے ہ قید سے چھوٹ کر آ گئی ہے اس کے لاشعور میں کہیں تھا کہ واپس اسی قید خانے میں جانا ہو گا۔ ں لیے وہ چاہتی تھی چند دن ہنس کھیل کر گزار لے۔ صرف ہنسنے کھیلنے کے سوا اس کا کوئی اور مقصد ی نہیں تھا۔ مگر طوبیٰ آپا کو دیکھو۔ مزے سے الزام کا ٹوکرا اٹھا کر اس سر پر دے مارا تھا۔ آخر اس نے کیا برا کیا تھا۔ ہفتے میں ایک ہی بار تو ادھر آتی تھی اور ایک شام اچھی گزار جاتی تھی۔ جس شام کا نشہ سارا ہفتہ اس کے اعصاب پر رہتا تھا۔

پر آج رات جیدہ نے کتنی عجیب بات کہہ دی تھی۔

آج وہ ایک ریستوران میں کھانا کھانے گئے تھے۔ ابھی آخری نوالے کھا رہے تھے کہ جیدہ بولی۔

یاور تم بل دے کر رملیٰ کے ساتھ باہر آ جانا۔ میں پہلے جا کر گاڑی اسٹارٹ کر لوں۔ آج دھکا لگوانا پڑے گا۔

جیدہ باہر آ گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد دونوں بل ادا کر کے باہر نکلے۔ جیدہ موٹر اسٹارٹ کئے ان کے انتظار میں بیٹھی تھی۔ یاور نے پہلے ہوٹل کا دروازہ کھولا اور رملیٰ باہر آ گئی۔ پھر دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے موٹر تک آئے اسی طرح یاور نے موٹر کا اگلا دروازہ کھولا۔ رملیٰ آگے بیٹھ گئی، پھر یاور نے پچھلا دروازہ کھولا اور خود پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا ۔ جیدہ نے موٹر آگے بڑھائی اور ہنس کر بولی۔

تم دونوں کی جوڑی بہت اچھی لگ رہی تھی۔

رملیٰ کا سارا خون چہرے پر آ گیا تھا۔

کار چلتی رہی جیدہ مسکراتی رہی۔۔۔۔۔۔ سامنے دیکھتی رہی۔ پھر اسی انداز میں بولی۔

ابھی جب تم دونوں ہوٹل کا دروازہ کھولے باہر آئے تھے تو بہت شاندار لگ رہے تھے جیسے ایک دوسرے کے لیے پیدا کیے گئے ہو؟

رملیٰ نے تڑپ کر پہلے جیدہ کے چہرے کو دیکھا اور پھر پیچھے مڑ کر یاور کا ردِ عمل دیکھا۔

جیدہ کے چہرے پر کچھ بھی نہ تھا۔ ایک مسکراہٹ تھی۔ لپ اسٹک سے رنگی ہوئی۔ اور یاور ________ جیسے سگار کے ساتھ اسے پی رہا تھا۔

رملیٰ کو ایک پراسرار چپ نے ڈس لیا۔ اگر رملیٰ کے دل میں یاور کا چور نہ ہوتا تو وہ بھی کوئی مزے دار سی پھبتی کس دیتی مگر اسے فوری کوئی جواب نہ سوجھا ________ اور ساتھ ساتھ وہ بھی سوچتی رہی۔ اس کے چپ رہنے سے جیدہ کو غلط فہمی بھی تو ہو سکتی ہے اس لیے بہت ٹھہر ٹھہر کر اور بہت رک رک کر بولی۔

جیدہ کبھی کبھی مجھے یوں لگتا ہے کہ تم دونوں میاں بیوی کا دماغ چل گیا ہے ________

جیدہ ویسے ہی سامنے دیکھتی رہی اور مسکراتی رہی۔ مگر یاور نے زوردار قہقہہ لگایا۔

تم یہ بتاؤ۔ جیدہ بولی۔ میں نے سچی بات کہی ہے یا جھوٹی ________؟

تم نے بہت واہیات بات کہی ہے ________

رملیٰ آہستہ سے بولی۔

بھئی تم دونوں آتے ہوئے اتنے اچھے لگ رہے تھے کہ میں تو بس دیکھتی ہی رہ گئی اسی طرح دوسرے لوگ جو تم دونوں کو دیکھتے ہوں گے ایسا ہی سوچتے ہوں گے۔

ان کے سوچنے سے کیا ہوتا ہے ________؟ رملیٰ نے بے تکے پن سے کہا۔

ہاں ایک فرق ہے۔ میں جو دیکھتی ہوں۔ محسوس کرتی ہوں۔ فوراً کہہ بھی دیتی ہوں۔؟

ایسی بات نہیں کہنی چاہیے جس سے کسی کو تکلیف پہنچے۔

رملیٰ کے منہ سے نکل گیا۔

اس پر جیدہ نے پہلی مرتبہ مڑ کے رملیٰ کا چہرہ دیکھا رملیٰ کے چہرے پر کرب کے سائے تھے۔

تمہیں اس بات سے تکلیف پہنچی ہے رملیٰ ________؟

جیدہ نے پوچھا ________

اور پھر اسی انداز میں بولی۔ یاور اتنا برا آدمی تو نہیں ہے۔

بات اچھے برے کی نہیں ہے جیدہ۔ رملیٰ نے کہا۔ اور ساری دنیا تمہاری طرح وسیع الخیال

بھی نہیں ہے۔

یاور! تم کیوں چپ بیٹھے ہو ________؟

جیدہ نے شیشے میں سے یاور کا چہرہ دیکھا۔ جو سادھوؤں کی طرح سیٹ پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔

تم بھی اس بارے میں کچھ کہو ________

ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے ________

دو خوبصورت مگر بے وقوف لڑکیاں میرے بارے میں گفتگو کر رہی ہیں اور میں لطف لے رہا ہوں۔ اپنی ذات زیر باعث ہو تو کون پھولا نہیں سماتا۔ میں کیوں بولوں چپ چاپ سنتا کیوں نہ رہوں ________

پھر اس کے بعد گفتگو کا موضوع ہی بدل گیا۔۔۔۔۔۔

اور اب بستر پر لیٹے ہوئے لمحہ بھر کو رملیٰ نے دل میں سوچا ________

واقعی یاور اس کے ساتھ چلتا ہوا کتنا اچھا لگتا ہوگا۔۔۔۔۔۔

اور اس سوچ کے ساتھ ہی اسے طوبیٰ آپا کا جلتا ہوا فقرہ یاد آ گیا۔۔۔۔۔۔

کہاں سے نکل آئی ہے تمہاری اتنی عزیز سہیلی کہ جس کے ساتھ رنگ رلیاں منانے میں تمہیں گھر والوں کا بھی ہوش نہیں ہے ________

طوبیٰ آپا نے جو رملیٰ کو ڈانٹ پلائی تھی تو رملیٰ اس سے کچھ محتاط ہو گئی تھی اس لیے دو تین ہفتے دانستہ امی جان کے ہاں نہیں گئی۔ اپنے گھر میں رہی اور بچے میں لگی رہی۔ کل رات امی جان نے فون کر کے اسے بلایا تھا۔ امی جان کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں رہتی تھی۔ بظاہر وہ چلتی پھرتی رہتیں گھر کے کام کرتی رہتیں۔ مگر ان پر ایک گم صم سی سوچ کا غلاف چڑھا رہتا۔ بیٹھے بیٹھے وہ کھو جاتیں اور خالی خالی نظروں سے کسی کونے میں دیکھنے لگتیں۔ البتہ رملیٰ آ جاتی تو ان میں زندگی کے آثار پیدا ہو جاتے۔ تین ہفتے وہ نہیں آئی تو امی جان نے خود فون کر کے اسے بلایا۔

صبح اٹھ کر وہ معوذ کے کاموں میں لگی رہی۔ اب وہ دودھ پی کے سویا تھا۔ اور وہ تھوڑے سے کپڑے دھونے کا پروگرام بنا رہی تھی کہ ایک دم جیدہ آ گئی۔

تو پچھلے تین ہفتے کیوں نہیں آئی ______؟

اس نے آتے ہی سوالات شروع کر دیئے۔

بس ______ رملیٰ کھڑی ہو گئی۔ بے جی کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ معوذ بھی دانت نکال رہا ہے نا؟ تو یہ بھی ٹھیک نہیں رہتا۔

کم از کم ٹیلی فون تو کیا ہوتا؟ ______

بس سوچتی رہی فون نہ کر سکی۔

پچھلے ہفتے ہم نے تمہارا بہت انتظار کیا۔

ہاں پچھلے ہفتے میں طوبیٰ آپا کے گھر چلی گئی تھی۔ اس دن وہ خفا ہو کر گئی تھیں نا؟ تو ان کو منانا بھی ضروری تھا۔

رملیٰ کھڑی ہوئی تو جیدہ آرام سے اس کے بستر پر لیٹ گئی۔

تو کیسے صبح صبح ٹپک پڑی ہے آج ______ رملیٰ نے پوچھا۔

مجھے رات ہی پتہ چل گیا تھا کہ تو آ گئی ہے۔ یاور آفس چلا گیا۔ تو میں ادھر آ گئی۔ سوچا آج

تمہارے ساتھ گپ شپ ہو جائے۔

اچھا کیا۔۔۔۔۔۔ رملیٰ ادھر ادھر سے معوذ کے کپڑے سمیٹ کر بولی۔ میں یہ کپڑے ذرا مائی کو دے آؤں وہ دھو دے گی۔ پہلے تو میرا دھونے کا ارادہ تھا۔ اب تم آ گئی ہو تو میں تمہارے ساتھ گپ لگاؤں گی۔

رملیٰ کپڑے دے کر واپس آئی تو اس نے ہاتھ میں چائے کی دو پیالیاں بھی پکڑی ہوئی تھیں۔ ایک پیالی جیدہ کو پکڑا کر وہ سامنے ہی صوفے پر بیٹھ گئی۔

تیرا شوہر کب آ رہا ہے ______ جیدہ نے ایک گھونٹ بھر کر پوچھا۔

تاریخ کا تو علم نہیں مگر اگلے مہینے تک ______

خطوط نہیں لکھتی تو ______

ایک دو لکھے ہیں۔ مگر وہ تو ہر ہفتے وہاں سے فون کر لیتے ہیں۔

بڑے پیسے خرچ کر رہا ہے تیرا شوہر۔ جانتی ہے ایک کال پر کتنے روپے لگتے ہیں۔

بھئی میں نے تو انہیں پیسے خرچ کرنے کو نہیں کہا۔

کم بخت بیوی خوبصورت ہو تو شوہر کو فکر لگا رہتا ہے۔ اگر میں تیری جگہ ہوتی تو صاف کہہ دیتی ہر ہفتے فون کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہی پیسے بچا کر میرے لیے شاپنگ کر لائیں؟

رملیٰ ہنسنے لگی۔

پاگل دنیا کی ہر خوشی خرید و فروخت سے نہیں ملتی۔

جیدہ نے چائے ختم کر کے پیالی نیچے فرش پر رکھ دی اور چت لیٹ گئی۔ تھوڑی دیر چھت کو دیکھتی رہی۔ پھر بڑی گھمبیر آواز میں کہنے لگی۔

رملیٰ! میں آج تجھ سے ایک بہت ضروری بات کہنے آئی ہوں۔

رملیٰ نے بھی پیالی خالی کر کے رکھ دی اور اٹھ کے اس کے پاس پلنگ پر آ کے بیٹھ گئی۔

کہو۔

بہت دن میں نے اس بات پر سوچا ہے۔ بالآخر میرا یہی فیصلہ ہے کہ میں تمہیں بتا دوں۔

رملیٰ کا دل دھڑکنے لگا۔

میرا شوہر تیرے عشق میں مبتلا ہو چکا ہے رملیٰ ______

بغیر توقف کئے جیدہ نے اگلا فقرہ کہہ دیا۔ رملیٰ کا دل اچھل کر حلق تک آ گیا۔ اس کو ایک

دھچکا لگا۔ وہ جہاں بیٹھی تھی سن ہوگئی۔ اپنی پوزیشن درست بھی نہ کر سکی۔ اور مجھ سے اس کی حالت دیکھی نہیں جاتی وہ اندر ہی اندر گھل رہا ہے۔ اتنا عرصہ ہوگیا میری شادی کو مگر میں نے اس کی ایسی حالت کبھی نہیں دیکھی تھی ------ یہ کہتے وقت جیدہ رملیٰ کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔ بلکہ اس نے دیوار کی طرف منہ پھیرا ہوا تھا۔ اور بڑی اڑی ہوئی رنگت کے ساتھ رملیٰ یک ٹک اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ جس پر کوئی تاثر نہیں تھا۔ ایک پھیکا سا چہرہ ______ جیسے ردی کا کاغذ جس پر کچھ بھی نہ لکھا گیا ہو۔

یہ بات جیدہ غصے سے کہہ رہی ہے۔ گلے میں ______ یا نفرت سے ______

رملیٰ کو تو کچھ بھی اندازہ نہیں ہو رہا تھا۔ بس اس کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ جیسے اسے پھانسی کے تختے کے قریب لے جایا جا رہا ہو ------

میں اپنے شوہر کو آزردہ نہیں دیکھ سکتی ------

جیدہ پھر بولنے لگی۔

میں اسے ہمیشہ خوش دیکھنا چاہتی ہوں۔ اس لیے میں نے سوچا ہے آج میں تم سے یہ بات ضرور کروں گی۔

یہ کہہ کر اس نے باقاعدہ رملیٰ کی طرف دیکھا۔ رملیٰ نے جھٹ نظریں جھکا لیں۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ جیدہ اس سے کیا کہنا چاہتی ہے؟

جیدہ تھوڑی دیر اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔ پھر بڑے بے درد لہجے میں بولی ______

اور شاید تم بھی ______

جیدہ ______؟ رملیٰ نے تڑپ کر سر اٹھایا۔

جیدہ ______؟

ہاں تم بھی اس سے محبت کرنے لگی ہو رملیٰ۔ یاور میں طلسمی کشمکش ہے۔ جو لڑکی اسے دیکھتی ہے۔ اس سے محبت کیے بنا رہتی نہیں۔

یہ جھوٹ ہے جیدہ ______

رملیٰ نے مری ہوئی آواز میں کہا۔ اگر میں تم لوگوں کے ساتھ گھومتی پھرتی ہوں ہنس بول لیتی ہوں۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ______

صفائی کیوں پیش کر رہی ہو رملیٰ۔ جیدہ نے ذرا نرمی سے کہا۔ میں تم سے گلہ تو کرنے نہیں

آئی۔ پہلے میری بات تو سنو۔

مگر تم جانتی ہو تم کیا کہہ رہی ہو! خوفزدہ لہجے میں رملیٰ نے پوچھا۔

ہاں جانتی ہوں ------ تم میری دوست ہو۔ آج اگر درد دل تم سے نہیں کہوں گی تو کس سے کہوں گی۔ پہلے خاموشی سے میری بات سن لو۔

رملیٰ خاموش ہوگئی۔

جیدہ نے ایک ٹھنڈی سانس چھوڑی۔

پھر کہنے لگی رمو! تو جانتی ہے میرا بچہ نہیں ہے۔ ڈاکٹروں نے بہت پہلے بتا دیا تھا کہ میرے بچہ نہیں ہو سکتا۔ اور یاور کو بچے کی بڑی آرزو ہے۔ کبھی کبھی مجھے احساس جرم ہونے لگتا ہے کہ میں یاور کو بچہ تو دے نہیں سکتی۔ مگر اس کے ساتھ چمٹی ہوئی ہوں۔ اب تم دونوں کی حالت دیکھ کر میرے دل میں ایک خیال آیا ہے۔ تم اسے حل کہہ سکتی ہو ______!

رملیٰ کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوگئے۔ وہ کسی نئے حملے کے لیے تیار ہوگئی۔

تم ------ تم ایسا کرو۔ یاور سے شادی کر لو ______

جیدہ ______؟

رملیٰ اتنے زور سے چیخی کہ کاٹ (COT) میں سویا ہوا معوذ ڈر کر جاگ اٹھا اور پھر سسک سسک کر رونے لگا۔

رملیٰ چھلانگ لگا کر اس کے بستر کے قریب گئی۔ اور دھیرے دھیرے اسے تھپکتی رہی تھوڑی دیر سسک کر اور کسمسا کر معوذ دوبارہ سو گیا مگر رملیٰ بت کی طرح بیٹھی اسے تھپکتی رہی۔ اس کا چہرہ دیکھتی رہی اس کے ہونٹ دیکھتی رہی جو سوتے میں کبھی بسور رہے تھے۔ کبھی مسکرا رہے تھے۔ اس کے رخسار پر ایک تنہا آنسو رہ گیا تھا۔ اس کو دیکھتی رہی ------ اپنا ہاتھ اس کے نرم، ملائم جسم پر پھیرتے ہوئے وہ سوچتی رہی۔ محبت کی اصل کیا ہے ______؟ یہ معوذ کون ہے ______؟ کون ہے یہ دل کا ٹکڑا اور کہاں سے آ گیا ______؟

کس نے بخشا یہ لال ______؟

یہ موتی سیپ میں کیسے اترا ______؟

کیا موتی سیپ سے باہر آ کر بے مول ہو جاتے ہیں۔

اتنا بڑا آسرا تھا اس کے پاس ______ وہ کیوں بے آبرو ہوئی؟

کتنی دیر تک وہ یونہی گم صم ۔۔۔۔۔۔۔ بیٹھی اس کو تھپکتی رہی۔ معوذ کے پاس سے اٹھ کر جانے کا حوصلہ نہ ہوسکا۔ معوذ کے آس پاس اس کی ساری طاقت جمع تھی۔

کافی دیر کے بعد جیدہ نے سر اٹھایا اور پوچھا۔

کیا معوذ سو گیا ہے ______؟

ہاں ______

یہ کہہ کر رملیٰ کھڑی ہوگئی اور مرے ہوئے قدموں سے چلتی ہوئی آئی۔ مگر اس بار جیدہ کے پاس پلنگ پر بیٹھنے کی بجائے وہ سامنے صوفے پر بیٹھ گئی اور بیٹھتے ہی کہنے لگی۔

جیدہ ! میں نے تمہیں ایک بار کہا تھا نا کہ تم دونوں میاں، بیوی پاگل ہو۔

پاگل تم ہو ______؟

جیدہ نے ایسے کہا۔ جیسے اس کے منہ پر طمانچہ مارا ہو۔

ایک اتنی بڑی حقیقت کو جھٹلا رہی ہو۔

کیا حقیقت ہے جیدہ ______؟ رملیٰ نے غصے سے پوچھا۔

یہ کہو تم اور یاور ایک دوسرے سے محبت کرتے ہو۔

ذرا ہوش کی دوا کرو۔ میں ایک شادی شدہ عورت ہوں۔ میرا شوہر ہے۔ میرا بچہ ہے۔ کوئی سنے گا تو کیا کہے گا ______؟

ہاں ٹھیک ہے کہ تم شادی شدہ عورت ہو۔ مگر تم اپنے شوہر کو ناپسند کرتی ہو۔ اپنی شادی سے خوش نہیں ہو۔

تم سے کس نے کہا ہے ______؟

تمہارے چہرے پر لکھا ہے۔ شاید تم اس وقت اپنا چہرہ نہیں دیکھ سکتیں جب تمہارا شوہر تمہارے سامنے ہوتا ہے۔ کاش تم دیکھ سکو۔ اس وقت تمہارے چہرے پر کتنی نفرت اور بیزاری ہوتی ہے۔ ایسے لگتا ہے تم اپنے آپ سے جنگ کر رہی ہو۔ لڑ رہی ہو۔ سانس بھی کھینچ کھینچ کر لے رہی ہو۔ ظاہر ہے جو بھی تمہیں اس عالم میں دیکھے گا۔ تم سے ہمدردی کرے گا ______ تم کو بچانا چاہے گا۔ تم سے محبت کرے گا۔ تم اپنی ناکام اور ناخوش زندگی کا چلتا پھرتا اشتہار خود ہو۔

رملیٰ بے بسی سے رونے لگی۔ بس اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ آج اسے اپنی ناکامیوں اور کوتاہیوں کا خیال بری طرح آنے لگا تھا۔ اندر اتنی کشمکش ہونے لگی کہ آنسوؤں کی ایک بوچھاڑ آ

ئی اور اس کا سارا چہرہ بھگو گئی۔ تھوڑا سا رو کر بولی۔

جیدہ ! آج کے بعد میں تم سے کبھی نہیں ملوں گی۔ اور تم بھی مجھ سے ملنے کی کوشش نہ کرنا میں نے پہلے بھی دو چار مرتبہ تہیہ کیا تھا۔ مگر تم کسی نہ کسی طرح راہ میں آ جاتی تھیں۔ اب جب کہ بات کھل گئی ہے تو میں اپنی ازدواجی زندگی کو بچانا چاہتی ہوں۔

مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ خبردار آج کے بعد مجھ سے ملنے کی کوشش ہرگز نہ کرنا۔

جیدہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور زور زور سے ہنسنے لگی۔ پھر رملیٰ کے پاس صوفے پر جا بیٹھی اور اسے گلے سے لگا لیا۔

رملیٰ میں تمہیں طعنے دینے کے لیے نہیں آئی نہ تکلیف پہنچانے آئی ہوں، میں تو ایک تجویز لے کر آئی تھی۔ ذرا سہیلی بن کر میری بات سنو۔

رملیٰ خاموش بیٹھی رہی۔

جیدہ کہنے لگی۔

تمہیں معلوم ہے میری زندگی میں ایک خلا ہے۔ تم بھی اپنی زندگی سے خوش نہیں ہو۔ اگر تم معاذ سے طلاق لے کر یاور سے شادی کر لو گی۔ تو وہ مجھے نہیں چھوڑے گا۔ تم اسے بچے دے سکتی ہو۔ اور ہم دونوں مل کر رہ لیں گے۔ ظاہر ہے اگر وہ تمہارے علاوہ کسی دوسری عورت سے شادی کر لے گا تو وہ مجھے اپنے پاس نہیں رکھے گا۔ مجھے یاور سے محبت ہے۔ میں اسے چھوڑنا نہیں چاہتی۔ تم میری سہیلی ہو۔ یہ ظلم تم مجھ پر نہ کرو گی۔

رملیٰ نے اپنی گیلی آنکھوں سے جیدہ کے چہرے کو غور سے دیکھا اور بولی۔

جیدہ کیا تم نے شادی کو تماشا سمجھ رکھا ہے! کتنی آسانی سے اتنی بڑی بات کہہ رہی ہو۔

اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا رملیٰ ______؟ اور طلاق کا حق تو عورت کو شریعت بھی دیتی ہے۔ یہ تو معاشرے کے ٹھیکیداروں نے عورتوں کے سارے حقوق غصب کر رکھے ہیں۔

تم جانتی ہو نا؟ ایک طلاق کے مرحلے سے گزرتے ہوئے خاندان کے خاندان تباہ ہو جاتے ہیں۔ ذرا میرے والدین کے بارے میں سوچو۔ میں انہیں اس عمر میں اتنا بڑا صدمہ کیوں دوں ______؟

اگر تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہے تو کرب کی ایک لکیر ہمیشہ تمہارے ماتھے پر کیوں رہتی ہے؟ کیوں ایسے لگتا ہے کہ جیسے تمہیں کسی نے سولی پر لٹکایا ہوا ہے۔ تم حواس باختہ کیوں رہتی

ہو______؟تم خوش کیوں نہیں رہتی؟

یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔رملیٰ نے کہا۔

اب اس میں ایک دوسرا شخص بھی شامل ہو گیا ہے______

کون ہے وہ دوسرا شخص______؟رملیٰ نے غصے سے کہا۔

وہ میرا شوہر ہے۔

تم اپنے شوہر کو سنبھال کے رکھو۔ میں نے پہلے بھی کہہ دیا ہے کہ میں آج کے بعد تم لوگوں سے نہیں ملوں گی۔

رملیٰ جان: جیدہ نے اس کے گلے میں بانہیں ڈال دیں۔

پھر خفا ہو گئی ہو۔ جان! میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ ذرا ٹھہرو۔ سوچو______ میں کوئی بری بات نہیں کہہ رہی۔ مجھے بھی تم سے ہمدردی ہے۔ میں کہتی ہوں۔تم ساری زندگی عذاب میں کیوں گزارو۔ جب کہ ایک راستہ ہے۔اس عذاب سے نکلنے کا______

اگر یہ عذاب ہے تو میں اس عذاب سے نکلنا نہیں چاہتی۔

نہیں رمو! تمہارے سامنے ایک راستہ ہے تم فیصلہ کر سکتی ہو۔ یاور کو تم سے بے پناہ محبت ہے۔ یاور تمہیں کیا نہیں دے سکتا۔تم اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتی ہو۔ یاور کی اور تمہاری جوڑی کتنی بھلی لگتی ہے۔ خدا کے واسطے میری بات مان جاؤ۔ میں تمہاری کنیز بن کے تمہارے گھر میں رہوں گی تمہارے بچوں کو کھلایا کروں گی۔

کاغذ کا گھروندا نہ بناؤ جیدہ______ کاغذ کے گھر میں تو چولہا بھی نہیں جل سکتا۔

رمو! زندگی تو ایک بار ملتی ہے۔ جوانی تو ایک بار آتی ہے۔ عورت کو بھی خوش رہنے کا حق ہے۔ اور ہماری شریعت میں بھی صاف لکھا ہے کہ اگر عورت کسی وجہ سے اپنے شوہر سے ناخوش ہو یا اس ناپسند کرتی ہو تو طلاق لے سکتی ہے۔ تمہیں تو صرف ایک دن فیصلہ کرنا ہے۔ فیصلہ کر کے دل کڑا کرو۔ اور اسی طرح ایک دن معاذ سے کہہ دو۔ جس طرح آج میں نے تمہیں کہہ دیا ہے کہ تم اس سے طلاق لینا چاہتی ہو۔ اگر معاذ کو تم سے محبت ہوگی۔ تمہیں خوش دیکھنا چاہے گا تو ضرور تمہیں طلاق دے دے گا۔ جس طرح میں اپنے شوہر سے محبت کرتی ہوں اور اسے ہر حالت میں خوش دیکھنا چاہتی ہوں اور جب میاں بیوی میں یہ معاملہ طے پا جائے۔ تو پھر گھر کے اور لوگ اس میں دخل اندازی نہیں کر سکتے۔

رملیٰ چپ بیٹھی رہی۔

جیدہ پھر بولی۔

یہ مرد کی بنائی ہوئی دنیا ہے۔تم نے دیکھا نہیں۔ یہاں شوہر بغیر وجہ کے بیوی کو طلاق دے دیتا ہے۔ اس کی فریاد نہیں سنتا۔ اس پر ترس نہیں کھاتا۔ بس جب اس کا دل کسی دوسری عورت پر آتا ہے۔ جھٹ طلاق کے کاغذات اپنی بیوی کے منہ دے مارتا ہے۔

اس سے کوئی نہیں پوچھتا کہ بھئی تم ایسا کیوں کر رہے ہو؟ اس غریب کا کیا قصور ہے؟ یا نئی بیوی کے ساتھ اس کو بھی گوارا کر لو اس کے بھی حقوق ادا کرتے رہو۔۔۔۔۔۔۔ اگر مرد ایسا کر سکتا ہے۔ تو عورت کیوں نہیں کرتی؟

میں ایسی عورت نہیں ہوں۔ رملیٰ نے آہستگی سے کہا۔ میں نے معاذ سے علیحدہ ہونے کے بارے میں کبھی نہیں سوچا______

لیکن لاشعوری طور پر ہمہ وقت اس سے الگ رہتی ہو۔ اس کے ساتھ کہیں جاتی نہیں ہو۔ کسی سے اسے ملوا نہیں سکتی ہو۔ تمہارے اندر ہر وقت ٹوٹ پھوٹ ہوتی رہتی ہے۔

یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔ رملیٰ نے روہانسی آواز میں دوبارہ کہا۔

بے وقوف! میں بھی تو تمہاری ذات کے لئے کہہ رہی ہوں۔

جیدہ! اب تم جاؤ۔ رملیٰ نے اپنی آنکھوں کے آنسو پونچھ کر کہا۔

رمو! میں تیری عزیز سہیلی ہوں۔ تیری دشمن نہیں ہوں۔ میں تجھے سوچنے کا موقع دیتی ہوں دوسری شادی آج کے معاشرے میں کوئی عیب نہیں ہے۔ تو اتنی نو خیز ہے۔ اور تیرے سامنے ساری عمر کا سوال ہے______

جیدہ تھوڑی دیر کے لئے رکی______ پھر کہنے لگی۔

اور اگر تجھے یہ خوف ہے کہ سارے گھر والے تیرے مخالف ہو جائیں گے تو ہم میاں بیوی تیرا ساتھ دیں گے۔ ہم تیرا مقدمہ لڑیں گے اور تجھے اپنے گھر میں پناہ دیں گے______

بس۔۔۔۔بس۔۔۔۔۔۔ رملیٰ زور زور سے رونے لگی۔ بہت ہو چکی جیدہ! اب تم جاؤ۔

اس سے زیادہ اور کچھ نہ کہو میں اپنی نظر میں آپ گر چکی ہوں۔ پتہ نہیں تم نے مجھے کس قماش کی لڑکی سمجھ لیا ہے۔ بس______ اب تم جاؤ۔ پلیز جاؤ۔ میں اور نہیں سن سکتی۔

جیدہ پھیکی ہنسی ہنس کر کھڑی ہو گئی۔

تم اس وقت جذباتی ہو رہی ہو رملی! کیونکہ پہلے پتھر کی چوٹ کچھ زیادہ ہی لگتی ہے۔ میں بھی تمہاری جگہ ہوتی تو میرا بھی یہی حال ہوتا۔۔۔ کوئی بات نہیں ______ ابھی تمہارے شوہر کے آنے میں بہت دن ہیں۔ تم سوچ سکتی ہو۔ فیصلہ کر سکتی ہو۔ اور ہاں۔۔۔ جو فیصلہ کرو ______ مجھے ضرور بتا دینا۔ میری دوستی میں کوئی فرق نہیں آئے گا ______

یہ کہہ کر جیدہ باہر نکل گئی۔

رملی جی بھر کر روتی رہی اسے آج اپنی حالت پر غصہ بھی بہت آیا۔ اور ترس بھی آیا۔ جیدہ نے کتنی عجیب بات کہہ دی تھی۔ کیا کبھی شرفاء میں بھی ایسا ہوا ہے۔ دنیا کیا کہے گی ______؟ زمانہ کیا سوچے گا ______؟ کیا اپنی نظروں میں گر کر بھی کوئی جی سکا ہے۔ اور جیدہ نے اسے کیا سمجھ کر ایسی بات کہہ دی ہے۔

سارا دن اس کا جی کھولتا رہا۔ بار بار اپنے آپ پر غصہ آتا رہا۔۔۔ رات کو وہ گھر واپس آ گئی۔ بے جی نے اس کا چہرہ اترا ہوا دیکھا تو پوچھا ______

کیا بات ہے دوہٹی ______؟

کچھ نہیں بے جی۔۔۔۔ وہ بہت آہستہ سے بولی۔ آج سارا دن میرے سر میں بہت درد ہوتا رہا۔

یہ کہہ کر وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اس نے غور سے اپنے خوبصورت کمرے کو دیکھا۔ اٹھارہ مہینے میں تو آدمی ایک کمرے سے بھی مانوس ہو جاتا ہے۔ شاید اسے بھی اس کمرے میں چپ چاپ رہنے اور دن رات سلگنے کی عادت پڑ گئی تھی۔

بے جی اس کے پیچھے چلی آئیں۔۔۔۔

غور سے اس کا اداس چہرہ دیکھتی رہیں۔ جب رملی نے استفسارانہ انداز میں ان کی طرف دیکھا تو بولیں۔

میں یہ بتانے آئی ہوں۔ آج دوپہر کو معاذ کا فون آیا تھا۔۔۔۔

رملی ایک دم اچھل پڑی۔ جس دن ایسی ویسی کوئی بات ہو جائے معاذ کا ٹیلی فون ضرور آتا تھا۔ پتہ نہیں یہ کیسا رشتہ ہے۔ اس نے دل میں سوچا ______ ایک دروازہ بالکل بند ہے۔ اور ساری روشنی دوسرے دروازے سے آ رہی ہے۔

جی کیا کہا ہے انہوں نے۔۔۔؟

اس نے اپنی سوچ میں ڈوبی آنکھیں اٹھا کر بے جی سے پوچھا۔

خوشخبری ہے تمہارے لئے۔۔۔ اگلے ہفتے آ رہا ہے۔ ______؟

اگلے ہفتے ______؟

رملی نے اس طرح پوچھا کہ بے جی کو اندازہ ہوا۔ یہ حیرت تھی یا خوشی۔

ہاں کہہ رہا تھا۔ میرا کام ختم ہو گیا ہے اور میں وقت سے پہلے آ جاؤں گا۔ تمہارا اور معوذ کا بھی پوچھ رہا تھا ______؟

دو چار اور باتیں کر کے بے جی باہر نکل گئیں۔

تو رملی نے وہاں کھڑے کھڑے اپنے دل سے پوچھا ______

کیا فیصلہ ہے تمہارا ______؟

فون کی گھنٹی بجی تو رملی نے دوڑ کر اٹھایا۔ دوسری طرف جیدہ تھی۔

بڑے پیار سے بولی۔

رملی تو مجھ سے خفا ہو گئی ہے۔؟

رملی نے پہلے اپنے لہجے پر قابو پایا۔ اور پھر آہستہ سے کہا۔

نہیں ______؟

تو پھر اس دن کے بعد سے آئی کیوں نہیں؟ فون بھی نہیں کیا۔

دراصل جیدہ! اسی ہفتے معاذ آ گئے تھے۔

اچھا۔ مگر تو تو کہہ رہی تھی اگلے مہینے آئیں گے۔

بس وہ آ گئے۔ کہہ رہے تھے۔ کام ختم ہو گیا۔ تو چلا آیا۔

تیرے لئے اداس ہو گیا ہوگا۔ واقعی تیرا پریمی ہے۔

رملی کو اس دن کی باتیں یاد آنے لگیں۔ اور اپنے آپ سے شرم آنے لگی۔

جیدہ بولی۔

رمو! مجھے تجھ سے معافی بھی مانگنا تھی۔

کس بات کی ______؟ رملی نے پوچھا۔

اس روز جانے میں کیا اول فول بکتی رہی۔ تیرے جیسے معصوم اور وفا شعار بیوی کے ساتھ مجھے ایسی باتیں نہیں کرنی چاہیے تھیں۔ مگر تو نہیں جانتی کبھی کبھی میں فرسٹریشن کا شکار ہو جاتی ہوں۔ پھر فضول باتیں کرنی لگتی ہوں۔ میں نے شاید اس دن تمہارا دل دکھایا تھا۔ گھر آ کر مجھے بہت افسوس ہوتا رہا۔ رمو! خدا کے لئے مجھے معاف کر دے۔ پلیز ---- پلیز ----

رملی نے کہا۔

اگر تجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے تو پھر سمجھ لے کہ میرے دل کی خفگی بھی دور ہو گئی۔

رمو! تجھے اللہ خوش رکھے۔ مجھے تجھ جیسے دوست پر فخر ہے۔ قسم خدا کی پھر کبھی تجھے ایسی بات نہ کہوں گی۔

یہ تمہاری عنایت ہوگی؟ رملی نے بیدلی سے کہا۔

رمو! تو نے میرا حال ہی نہیں پوچھا۔

جیدہ نے بڑی لگاوٹ سے کہا۔ میرا خیال ہے تو ابھی تک مجھ سے ناراض ہے۔

کیا ہوا ہے تجھے ______؟ رملی نے فوراً پوچھ لیا۔

پچھلے دس دنوں سے سخت بیمار ہوں۔ ڈاکٹروں نے بستر پر رہنے کا مشورہ دیا ہے۔

اچھا بات کیا ہے؟

اب سب کچھ فون پر کیسے بتاؤں۔ دس دنوں سے پڑی سسک رہی ہوں تم سے ملنے کو دل تڑپ رہا تھا۔ بڑی مشکل سے فون تک آئی ہوں۔ ظالم تھوڑی دیر کے لئے آ کے مجھے مل جا۔

اب --- اس وقت ______ رملی نے چونک کر کہا۔

ہاں آ جا!

اس وقت میں نہیں آ سکتی۔ بے جی یہاں کسی ہمسائے کے گھر گئی ہیں۔ نوکرانی بھی آج چھٹی پر ہے۔ دوپہر کا کھانا میں ہی پکا رہی ہوں۔ اس وقت تو میں نہیں آ سکتی۔

اچھا ---- جیدہ نے مایوسی سے کہا۔

اگر میں چلنے کے قابل ہوتی تو خود آ جاتی۔ کیا تم شام کو آ سکتی ہو۔

شام کو تو بالکل بھی نہیں آ سکتی۔ کیونکہ آج کل معاذ سے ملنے کے لئے بہت سے لوگ شام کو آتے رہتے ہیں۔

رملی خدا کے لئے مجھے ملو آ کر۔ میرے دل پر ایک بوجھ سا ہے۔ تم سے مل کر میں یہ بوجھ ہٹانا چاہتی ہوں۔

رملی نے کہا۔

کوشش کروں گی۔

نہیں رمو! جیدہ پیار سے بولی۔ تو کل مجھ سے صبح ملنے کے لئے آ ______

کل کس وقت ______

یہی کوئی دس اور گیارہ کے درمیان۔ اس وقت یاور تو دفتر چلا جاتا ہے۔ میں گھر پر اکیلی ہوتی

ہوں۔خوب دل کھول کے تم سے باتیں ہوں گی۔

اچھا ______

بیدلی سے اچھا نہ کہہ ______ بلکہ وعدہ کر ______

بھئی دیکھوں گی ______؟

کیا دیکھے گی۔آج رات معاذ سے اجازت لے لینا صرف دو گھنٹے کے لئے آ جانا۔اگر تو کہے تو میں شام کو معاذ بھائی سے فون پر اجازت لے دوں۔

نہیں ______ رملی نے ایک دم کہا۔میں خود ان سے بات کرلوں گی۔

رمو!بس ایک بار تو مجھے مل جا۔اس کے بعد تجھے کبھی تکلیف نہ دوں گی۔تیرا دل چاہے تو مجھے ملنا ورنہ مجھے ہمیشہ کے لئے چھوڑ دینا۔لیکن صرف ایک مرتبہ مجھے آ کر مل جاؤ۔

ٹھیک ہے۔رملی نے کہا۔

کل میں انتظار کروں ______

ہاں میں آ جاؤں گی۔

ضرور رمو!میری آنکھیں دروازے پر لگی رہیں گی۔

رملی نے آہستہ سے فون رکھ دیا۔

اسے جیدہ پر ترس آنے لگا۔جیدہ کی عجیب زندگی تھی۔ماں باپ کی مخالفت مول لے کر اس نے یاور سے شادی کر لی تھی۔بلکہ بعض لوگ تو یہ بھی کہتے تھے کہ جیدہ یاور کے ساتھ گھر سے بھاگ گئی تھی۔یہ ملک سے باہر چلے گئے تھے۔اب پتہ نہیں بے چاری کس قسم کے حالات سے دوچار تھی۔بظاہر تو خوش وخرم ہی نظر آ رہی تھی۔

لیکن جب سے معاذ آیا تھا۔رملی بہت محتاط ہوگئی تھی۔رملی محتاط تو جیدہ کی باتیں سن کر ہی ہوگئی تھی طوبیٰ آپا نے بھی اسے بہت طعنے دیئے تھے۔اس کا مطلب ہے۔کوئی بات تھی جو اس کے چہرے پر لکھی تھی۔اور اپنے ہی چہرے سے اسے ڈر آنے لگا تھا۔

اس پر ایک اور غضب ہوگیا۔

جس روز معاذ واپس آیا اس کے لئے اور بچے کے لئے بے شمار تحائف لایا۔گھر میں پھر ایک بار شادی کا سا سماں ہوگیا۔اس روز رملی نے زبردستی ہنسنے مسکرانے کی کوشش کی۔معاذ سے باتیں بھی کیں۔وہ چاہتی رہی کہ وہ اپنے رویے سے ظاہر کرے آج عرصہ دراز کے بعد اس کا

شوہر گھر آیا ہے۔

شوہر جب پردیس سے آتے ہیں تو بیویوں کے سوئے ہوئے جذبات جاگ اٹھتے ہیں۔ان کے ارمان دولہن بنتے ہیں۔دل کے اندر جگمگ دیئے روشن ہوتے ہیں۔وصل کی ایک خوبصورت رات کا اجالا ان کی آنکھوں سے چھن چھن کر نکلنے لگتا ہے۔جتنی دیر کے بعد شوہر آتا ہے۔اتنا ہی پیارا لگتا ہے۔جتنے فاصلے طے کر کے آتا ہے۔طلب اتنی بڑھ جاتی ہے۔ارمان لوہے کی طرح تپ جاتے ہیں اور پھر سانسوں کی ذرا سی آنچ شعلے بھڑکا دیتی ہے ______

مگر نہ جانے رملی کو کیا ہوا ______؟

پہلے اس کا دل نہیں چاہا کرتا تھا۔

مگر وہ اس روز خوف زدہ تھی۔اپنی ہر بات سے خوفزدہ تھی۔مسکراتی تو ڈر جاتی کہ ہونٹوں کی لہروں میں شاید کوئی چور دریچہ کھل گیا ہے۔بات کرتی تو نظریں جھکا لیتی کہ نظریں راز فاش کر رہی تھیں۔قریب آ کے بیٹھتی تو ڈر جاتی کہ کہیں اس میں سے کسی نا محرم کی خوشبو نہ آ جائے ______ آگے بڑھنا چاہتی تو رک جاتی ______

کہ معاذ کیا کہے گا ______؟

کس بات پہ پردہ ڈالنے کے لئے وہ پیش قدمی کر رہی ہے۔اپنے آپ کو اس نے اپنے ہی واہموں میں جکڑ لیا تھا ______

اور وصل کا لمحہ چراغ جلائے بغیر گذر گیا تھا۔

معاذ تھوڑی دیر تو چت لیٹا رہا۔پھر بولا۔

رمو!میں وہاں جتنا عرصہ رہا۔میں نے اپنے آپ کو تمہاری امانت سمجھا۔شادی سے پہلے کی اور بات ہوتی ہے۔شادی سے پہلے مرد اس جانور کی طرح ہوتا ہے۔جس کے گلے میں کسی کی ملکیت کا پٹہ نہیں ہوتا۔اس لئے وہ ہر میدان میں چر لیتا ہے۔مگر شادی کے بعد بعض مرد شادی کے اصولوں کا احترام کرتے ہیں۔مجھے ان پانچ مہینوں میں تمہارے سوا کسی عورت کا خیال نہیں آیا۔یہ مرد کے اندر کی بات ہے۔بھوک تو آدمی کسی سستے ہوٹل سے کھا کر بھی مٹا سکتا ہے۔مگر مردوں کو اپنی بیوی کی رسوئی کا کھانا اتنا نفیس لگتا ہے کہ وہ باہر بھوکا رہنا پسند کرتے ہیں۔اور گھر آ کر ہی پیٹ بھر کر کھاتے ہیں۔

رملی نے ایک لمبی سانس چھوڑی اور دل میں سوچا ______

اتنے بدصورت آدمی کو بھلا باہر کون عورت منہ لگاتی ہوگی۔ظاہر ہے اسے اپنی بیوی کے پاس آنا پڑتا ہے۔

اسی وقت معاذ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

سرہانے پڑا ہوا سگریٹ کا ڈبہ اٹھایا۔اس میں سے ایک سگریٹ نکال کے سلگایا اسے منہ میں رکھ کر کش لگایا۔دھواں فضا میں چھوڑا۔۔۔۔۔پھر لیٹی ہوئی رملیٰ کی بڑی بڑی خالی نظروں میں اپنی اداس سرخ اور گہری نظریں گاڑ دیں۔

رملیٰ نے پہلی بار محسوس کیا۔معاذ کی آنکھیں بہت خوبصورت تھیں۔پتہ نہیں کیسی آنکھیں تھیں۔بس وہ ایک دم آنکھیں لگ رہی تھیں۔گو وہ جذبوں کو آنکھوں میں سمٹ کر باتیں نہیں کر رہا تھا۔مگر اس کی آنکھیں احساسات کا گہرا کنواں لگ رہی تھیں۔سفید چمکدار ______ جن میں کہیں کہیں تھکاوٹ کے ڈورے تھے ______ منڈیروں پر ایک انجانی سوچ اداسی کا غلاف اوڑھے بیٹھی تھیں۔اور گھنی پلکیں مڑی ہوئی تھیں۔عام طور پر مردوں کی پلکیں نہ گھنی ہوتی ہیں۔نہ خم دار ہوتی ہیں۔رملیٰ نے معاذ کے سارے چہرے سے اس کی آنکھیں الگ کر دیں۔اور ان میں دیکھتی رہی۔۔۔۔۔۔

کوئی ایسی بات تھی ان میں ______ کوئی ایسی بات۔۔۔۔۔۔جس سے بدن کے بجھے ہوئے دیئے ایک ایک کر کے روشن ہونے لگے تھے اس کے گھنے بالوں کا ٹوکرا سا بن گیا تھا۔یہ بال رملیٰ کو بہت برے لگتے تھے۔مگر اس وقت اس نے اس کے گھنے بالوں پر نظریں جما کر سوچا ______ مرد کے اتنے گھنے بال اس نے کبھی نہیں دیکھے ______ عجیب طرح بکھرے ہوئے تھے۔جیسے دور سے گھنے جنگلوں کا اندھیرا جھرمٹ ______

دور سے گھنے جنگلوں کا اندھیرا جھرمٹ بہت پراسرار نظر آتا ہے۔ایک دم اس کے اندر گھس کر نئے راستے تلاش کرنے کو جی چاہتا ہے۔

رملیٰ نے سوچا ______ وہ ان بالوں میں ہاتھ پھنسا کر دیکھے تو یہ بال کیسے لگتے ہیں؟

اس خیال کے ساتھ اس کی ہتھیلیوں میں سرسراہٹ ہونے لگی۔اس کی انگلیاں مچلنے لگیں ۔۔۔۔۔۔روئیں روئیں نے ایک انجانا سوال پوچھا ______

اسی وقت معاذ اپنی گہری اور بوجھل آواز میں بولا۔

تم یہ نہ سمجھنا کہ میں خوش شکل نہیں ہوں۔اس لئے دوسری عورتوں کی مراعات حاصل نہیں کر سکتا ______

دنیا میں مرد کے لئے خوش شکل ہونا ضروری نہیں۔اس کے پاس صرف پیسہ ہونا چاہیے یا حیثیت ______

بکاؤ عورتیں ______ وہ کسی بھی ملک کی ہوں۔بس جیب پر نظر رکھتی ہیں۔۔۔۔اور دنیا میں جتنے مرد احساس کمتری کا شکار ہیں۔بازاری عورتوں کے پاس جاتے ہیں۔وہ ان کی انا کو مجروح نہیں کرتیں اپنے چہرے کے کسی زاویے سے یہ ظاہر نہیں کرتیں کہ وہ انہیں پسند نہیں کرتیں۔

رملیٰ کا دل دھڑک اٹھا۔

اس نے نظریں جھکا لیں۔

اپنی سانس روک لی ______

معاذ نے دو تین کش لگائے۔رملیٰ جانتی تھی۔معاذ عام طور پر سگریٹ نہیں پیتا تھا۔مگر جن دنوں ذہنی طور پر پریشان ہو یا کام کا بوجھ ہو تو پھر چند سگریٹ پی لیا کرتا تھا۔

اس نے حسب عادت پورا سگریٹ نہیں پیا بلکہ تھوڑا سا حصہ پی کر سگریٹ بجھا دیا۔اپنے گھنے اور الجھے ہوئے بالوں میں ہاتھ پھنسایا۔اور ایک اداس سی مسکراہٹ چہرے پر لا کر بولا۔

مرد اگر عیاشی کے راستے پر چلنا چاہے۔تو کوئی بات اس کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی مرد کے لئے ہر راستہ کھلا ہے اور ہر راہ گذر کو روندنے کا اس کے پاس جواز ہے ______

میں ذرا اور طرح کا مرد ہوں۔

مجھے کوئی احساس کمتری بھی نہیں ہے۔

بات صرف اتنی ہے کہ میں نے جس قسم کی بیوی کا تصور کیا تھا۔وہ مجھے مل گئی ہے۔بالکل ایسی ہی ______ نازک کومل، معصوم و مصفا عورت میرے ذہن میں رہا کرتی تھی۔

تم جانتی ہو۔وہ ہنسا اور اس کے بہت سفید دانت ایکدم نمایاں ہوئے۔

ہر بدصورت آدمی کسی خوبصورت عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے۔تا کہ اس کی نسل خوبصورت ہو۔۔۔۔۔

رملیٰ کا دم سینے میں گھٹنے لگا۔

لیکن دنیا میں عورت کو کیا چاہیے ______ اس بات کا اندازہ کبھی نہیں ہو سکا ______؟

کہنے کو تو یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عورت کو صرف مرد کی محبت درکار ہوتی ہے۔

لیکن------

وہ چپ ہو گیا------

لیکن--------

پھر وہ آرام سے لیٹ گیا۔

اور چھت کی طرف دیکھتا ہوا کہنے لگا۔

لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا ______ تصور میں رہنے والی عورت بازوؤں میں کیوں نہیں رہ سکتی ______!

چھن!

رملی کے اندر شرمندگی بھرا ایک فانوس ٹوٹ کر گرا۔ سارا بستر کرچیوں سے بھر گیا۔

معاذ نے کروٹ بدل لی ______ سائیڈ لیمپ بجھا دیا۔

کمرے میں ایک ہلکی سی روشنی رہ گئی۔

رملی نے محسوس کیا۔ ایک ہلکی سی روشنی اس کے دل میں بھی تھی-------

معاذ کے وجود سے بڑی اچھی خوشبو اٹھ رہی تھی۔ وہ خوشبو جو اپنی تھی۔

اس کا دل چاہا وہ آج رات روٹھے ہوئے معاذ کو منائے۔ اس کا دل چاہا وہ پچھلے گزرے ہوئے دنوں کی تلافی کرے ______

معاذ نے اتنا کچھ کہا ہے وہ بھی کچھ کہے ______ معاذ تھکا ہوا ہے۔ وہ اس کی تھکن اتار دے ______ عورت کی محبت کا انداز مرد کی جنم جنم کی تھکن کو اتار دیتا ہے۔ عورت کی محبت بھری مسکراہٹ اس کے ذہن کا سارا بوجھ ہلکا کر دیتی ہے۔ ایک زمانے سے لڑ کر آتا ہے وہ ______ مگر محبوب بیوی کے سامنے ہتھیار ڈال دیتا ہے ______۔

بیوی کو چاہیے کہ اسے اٹھا کے کلیجے میں رکھ لے۔ ملن کی رات اس کا اس طرح سے سواگت کرے کہ اپنی اک اک سانس کی پتیاں بنا کر اس کی سیج پر بچھا دے۔

بھاگتا دوڑتا-----ہانپتا------کانپتا----زندگی کے راستے پر لڑتا ہوا مرد۔

جھگڑتا ہوا مرد ______ بکھرا ہوا مرد، بپھرا ہوا مرد ______ اپنے گھر اپنی سیج پر دم لینے کو رکتا ہے۔ بیوی ایک ٹھنڈی میٹھی آبجو ہے۔ جس کا کام پیاس بجھانا ہے۔ بیوی ایک گھنا سایہ ہے۔ جس

کے دامن تلے چین کی نیند آ جاتی ہے۔

اور دنیا میں کیا نہیں مل جاتا؟ ______

پیسہ ہو تو آدمی سب کچھ خرید لیتا ہے۔ بناوٹی محبت کرنے والیاں بھی مل جاتی ہیں۔

شادی کو خوشی کیوں کہا گیا ہے ______؟

اور اس خوشی کو قائم رکھنا کس کے ذمے ہے؟

شاید بیوی ہی کے ذمے ہے-------

رملی کے سرہانے اوراک کی بارش ہونے لگی۔

مگر معاذ گہری نیند سو چکا تھا۔ شاید بہت طویل سفر کر کے آیا تھا۔ رملی کافی دیر تک کروٹیں بدلتی رہی۔

صبح اٹھی تو دل کی تہہ میں وہی پتھر پڑے تھے۔

ایک لمحہ جو ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ وہ بڑی مشکل سے دوبارہ ہاتھ آتا ہے۔ کئی دنوں سے وہ اسی ایک لمحے کی منتظر تھی۔ معاذ آتے ہی مصروف ہو گیا تھا۔

اور آج جیدہ کے فون نے پھر اسے ہلا کر رکھ دیا۔

اس روز جیدہ نے جو کچھ اسے کہا تھا۔ وہ سب اسے برا لگا تھا۔ مگر جی میں کہیں کہیں کرب کی آندھیاں اٹھی تھیں۔ کہنے کو یہ خواب اچھا تھا۔ یوں ہو جاتا تو ______

مگر صاف لگ رہا تھا ایسی باتیں ناممکن ہوتی ہیں پھر وہ بہت دن تک اپنے آپ کو لعنت ملامت کرتی رہی تھی۔ اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ کبھی یاور کا خیال دل میں نہیں لائے گی۔ بچپن کے ایک خوبصورت خواب کی طرح اس کو بھول جائے گی۔ اور ان لوگوں سے ملے گی بھی نہیں ______ ملنے سے تعلقات گہرے ہوتے ہیں اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔

اور آج جب جیدہ نے اتنی منتیں کر کے بلایا تھا۔ تو اسے سب گزری باتیں ایک ایک کر کے یاد آنے لگیں۔

صبح دس بجے کام سے فارغ ہوکر رملیٰ کپڑے استری کر رہی تھی کہ فون کی گھنٹی بجی۔ دوڑ کر گئی اس طرف، جیدہ تھی۔

ظالم تو ابھی تک آئی نہیں ______ میں تیرا انتظار کر رہی ہوں۔

بس ابھی فارغ ہوئی تھی۔ اب تیار ہو رہی ہوں۔

اچھا ______ جیدہ خوش ہوگئی۔ کتنی دیر میں پہنچ جائے گی۔

آدھا گھنٹہ لگے گا ہی ______

میں گھر میں اس وقت اکیلی ہوں۔ دروازہ کھلا ہے سیدھی اندر آ جانا۔

بہت اچھا ______

رملیٰ نے آہستہ سے فون رکھ دیا۔

اس نے کل شام معاذ کو بتا دیا تھا کہ جیدہ بیمار ہے۔ اور وہ اسے پوچھنے جائے گی۔

معاذ نے بڑی خوش دلی سے کہا تھا۔

اگر تم شام کا پروگرام بنا لیتیں تو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا اور اس کا گلہ جاتا رہتا۔

آپ پھر کسی روز چلے جایئے گا۔ ادر شام کو تو مجھے فرصت ہی نہیں ملتی۔

معاذ اس کی ہر بات مان لیتا تھا۔

البتہ بے جی کو اس نے صبح اٹھ کر بتایا تھا کہ وہ ذرا امی جان کے ہاں جا رہی ہے۔ بس ایک گھنٹے کے بعد آ جائے گی۔ اس لئے وہ معوذ کا خیال رکھیں۔ اس نے کپڑے بدلنے کے لئے الماری کھولی تو سامنے وہی دوپٹہ پڑا تھا۔ جو پچھلی مرتبہ معاذ کراچی سے اس کے لئے لایا تھا۔ دوپٹے کی زمین سفید تھی مگر اس پر بڑے بڑے سرخ پھول تھے۔ اور پھولوں کے کناروں پر سفید دودھیا ستارے ٹکے تھے۔ رملیٰ نے ایک بار بھی یہ دوپٹہ نہیں اوڑھا تھا۔ معاذ نے اسے کئی بار یاد دلایا تھا۔ آج یہ دوپٹہ روٹھے ہوئے محبوب کی طرح الماری کے ایک کونے میں پڑا تھا۔ رملیٰ کو اس

دوپٹے پر پیار آ گیا۔ اس نے اسے کھول کر دیکھا۔ پھر ایک دم فیصلہ کر لیا کہ آج وہی دوپٹہ ضرور اوڑھے گی۔ صرف معاذ کو خوش کرنے کے لئے اسے شام تک پہنے رکھے گی۔ اس لئے اس نے سلک کا ایک سفید سوٹ نکال کر استری کیا۔ اس کے ساتھ سرخ پھولوں والا یہ دوپٹہ بہت اچھا لگ رہا تھا۔ تیار ہوئی۔ خوب قرینے سے میک اپ کیا۔

بے جی کو خدا حافظ کہہ کر باہر نکل آئی ______

ٹیکسی لے کر سیدھی امی کے گھر پہنچی ان کو بتایا کہ وہ جیدہ کا حال پوچھ کر ابھی آ جائے گی اور پھر پیدل ہی جیدہ کے گھر روانہ ہوئی۔ آج اس کا دل چوری کرنے والے انداز میں نہیں دھڑک رہا تھا بلکہ وہ سوچ رہی تھی کہ آج وہ جیدہ سے دوٹوک بات کر کے اسے بتا دے گی کہ وہ ان لوگوں سے مزید تعلقات استوار نہیں رکھ سکتی۔

صدر دروازہ کھلا ہی تھا۔ اس لئے وہ اندر ہی چلی گئی سیدھی جیدہ کے بیڈروم میں۔

جیدہ اس وقت بستر پر نہیں تھی۔ مگر یوں معلوم دے رہا تھا۔ ابھی ابھی کوئی اس بستر سے اٹھ کر گیا ہے۔ جیدہ جیدہ اس نے دو تین آوازیں دیں تو غسل خانے سے پانی چلنے کی آواز بلند ہو گئی۔ تب اسے معلوم ہو گیا کہ اس وقت جیدہ غسل خانے میں ہے۔ اس لئے اس نے ایک رسالہ اٹھا لیا۔ اور اس کے پلنگ پر نیم دراز ہو کے اس کی ورق گردانی کرنے لگی۔ ورق گردانی کرتے کرتے وہ چونکی۔ کیا جیدہ ایسے رسالے پڑھتی ہے؟ جن میں حیا سوز تصویریں چھپتی ہوں اور اخلاق سوز مواد چھپتا ہو۔

بہت حیران اور پریشان ہو رہی تھی اور سوچ رہی تھی شاید اتنا عرصہ انگلینڈ میں رہنے سے اسے یہ عادتیں پڑ گئی ہیں۔

ابھی وہ کچھ اور سوچ نہ پائی تھی کہ ایک دم غسل خانے کی چٹخنی کھلنے کی آواز آئی۔ رملیٰ نے رسالہ منہ پر سے ہٹا کر اس طرف دیکھا۔ غسل خانے کا دروازہ کھلا۔ مگر جیدہ کی بجائے یاور باہر نکل آیا۔

آپ ______ ؟

رملیٰ مارے حیرت کے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

یاور نے نہا کر ایک بڑا سا تولیہ اپنے گرد لپیٹا ہوا تھا۔ اس کے بالوں میں سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔ اس نے اپنے بال جھٹک کر رملیٰ کی طرف دیکھا۔ رملیٰ کو وہ ایک بدلا ہوا آدمی نظر آیا۔ خوف کی ایک لہر رملیٰ کے پاؤں سے اٹھی اور سر تک دوڑ گئی ______

مگراس نے رملیٰ کو سنبھلنے کا موقع نہ دیا۔

بھیڑئیے کی طرح لپک کر باہر نکلا اور رملیٰ کو دبوچ لیا۔

حیرانی، خوف، صدمہ، ندامت پچھتاوا ____ ان سب باتوں نے مل کر رملیٰ پر حملہ کر دیا۔

اس کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی۔ جس طرح اچانک بجلی کا کرنٹ لگنے سے انسان کے اندر سے ایک اجنبی، اندوہناک مگر دلخراش سی چیخ نکلتی ہے۔ اپنی چیخ ہونے کے باوجود انسان اس کو پہچان نہیں سکتا۔ خدا جانے گلے سے نکلتی ہے یا ذہن سے۔۔۔۔ کن پاتالوں سے ہو کر آتی ہے کہ اپنے کانوں کو نامانوس لگتی ہے۔

اپنے خیالی دیوتا کو درندے کی شکل میں دیکھا تو شدید جھٹکا لگا۔ بجلی کا جھٹکا ایک دم سارے جسم کی جان نکال دیتا ہے۔ اور پورا جسم تھوڑی دیر کے لئے مردہ ہو جاتا ہے۔ مردہ جسم احتجاج کے قابل نہیں ہو سکتا ____ مگر پچھلے کچھ دنوں سے جو ایک روشن دریچہ کھل گیا تھا۔ اس نے اس وقت بڑا سہارا دیا ____

وہ جنبش بھی نہیں کر سکتی تھی۔ اس کی جدوجہد بھی ناکام جا رہی تھی ____ اس پر بے خبری میں حملہ کیا گیا تھا ____

مورچے میں بیٹھنے والا اپنے شکار پر نظر رکھتا ہے اور ایسے وقت میں حملہ کرتا ہے جب شکار مدافعت نہ کر سکے ____ حملہ آور کا داؤ بالکل ٹھیک تھا۔

زندگی اور موت میں فاصلہ ہی کتنا ہے ____؟

ایک ثانیے میں رملیٰ نے اپنے ذہن کو جگایا۔ اس کے علاوہ اور کوئی تدبیر کارگر نہ ہو سکتی تھی۔

پلیز مجھے چھوڑ دیجئے ____

اپنی اجنبی آواز میں رملیٰ نے پہلے تو التجا کی ____

وہ مکروہ انداز میں ہنسا اور بولا ____

بہت دن تک تم نے مجھے ادائیں دکھائی ہیں۔ اتنی دیر میں نے کسی لڑکی پر نہیں لگائی جتنی تم پر لگائی ہے۔ میں جلدی اپنا حساب بے باق کر لیا کرتا ہوں۔ زیادہ دن تک تم پارسائی کا دعویٰ نہ کر سکو گی ____؟

اف۔۔۔۔ رملیٰ نے اپنی قہر بھری نظروں سے اس حسین شہزادے کو دیکھا۔ جس نے اس کے خوابوں میں آگ لگا دی تھی۔ اس وقت وہ دنیا کا بدصورت ترین انسان دکھائی دے رہا تھا۔

اس کی زندگی کی ساری خباثت اس کے چہرے پر تھی۔ اس کی آنکھیں سور کی آنکھوں کی طرح چڑھی ہوئی تھیں۔

اس کے چہرے کے نقوش بگڑے ہوئے تھے۔ وہ انتہائی مکروہ انسان نظر آ رہا تھا۔

اف۔۔۔۔ رملیٰ نے سوچا اتنے گھٹیا انسان کو وہ اپنے شوہر پر ترجیح دے رہی تھی۔

ڈرو نہیں ____ قہقہہ لگا کر بولا۔ میں تمہیں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں ایک راستہ محبت کرنے والوں کے لئے کھلا رہتا ہے۔۔۔۔ باقی یہ شادی نکاح ____ طلاق ____ سب ڈھونگ ہیں۔ اچھی زندگی گذارنا چاہتی ہو تو میرے اشاروں پر چلتی رہو ____

رملیٰ نے نفرت سے منہ پھیرا تو اچانک دروازے کی طرف دیکھ کر زور سے بولی۔

جیدہ! مجھے بچاؤ ____

شاید مقبولیت کی گھڑی تھی۔ یاور نے گھبرا کر اسے چھوڑ دیا۔ حالانکہ تھوڑی دیر پہلے اس نے جیدہ کو خود بھیجا تھا۔ مگر اس کے بازو کھل گئے۔ رملیٰ دروازے کی طرف دوڑی۔ وہ اس کی چال سمجھ گیا اس کے پیچھے دوڑا۔ اور لپک کر رملیٰ کا سرخ پھولوں والا دوپٹہ پکڑ لیا۔ رملیٰ نے اس وقت دوپٹہ چھڑوانے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ دوپٹے سے زیادہ اس کی عزت قیمتی تھی۔ بھاگ کر کوریڈور میں آئی تو باہر والا دروازہ درِ دعا کی طرح ابھی تک کھلا ہوا تھا۔ اچھے وقتوں کی طرح جسے وہ بند کر کے نہیں گئی تھی ____

اپنی زندگی کی پوری طاقت سے دوڑتی ہوئی دروازے سے ٹکرائی اور باہر نکل گئی۔ باہر اور باہر۔۔۔۔ امی جان کے گھر کی باڑھ کے قریب پہنچ کر اس نے مڑ کر دیکھا یاور اپنے صدر دروازے میں کھڑا تھا۔ غصے سے پھنکتا ہوا۔ اس کے ہاتھ میں رملیٰ کا دوپٹہ تھا۔ اس نے دوپٹہ رملیٰ کی طرف اچھالا اور بلند آواز میں بولا۔

اگر دوپٹہ واپس لینا چاہتی ہو۔ تو اسی وقت لوٹ آؤ۔۔۔۔ ورنہ یہ دوپٹہ تمہیں بہت مہنگا پڑے گا ____

بلا سے ____ رملیٰ نے اپنے دھک دھک کرتے سینہ پر ہاتھ رکھا اور باہر نکل گئی۔

باقی کا راستہ بھی اس نے دوڑ کر ہی پار کیا۔ امی جان کے گھر کے باہر رک کر اس نے سانس کو درست کیا۔ اس کے بال بکھر گئے تھے۔ ذرا سی دیر کو جو قیامت اس پر گذر گئی تھی وہ اس کے حلیے سے نظر آ رہی تھی۔ حلیے کے علاوہ اس کے ذہن کا بہت برا حال تھا۔ وہ چلا چلا کر رونا چاہتی تھی چیخنا

چاہتی تھی۔ فریاد کرنا چاہتی تھی۔ منہ اٹھا کر آسمان کو کوسنا چاہتی تھی کہ آج اس کے ساتھ کیا ظلم ہونے جا رہا تھا۔

مگر اس وقت کچھ بھی نہ کر سکتی تھی۔

بہت سکون کے ساتھ اندر جانا تھا۔ اندر جا کر چہرے پر بشاشت پیدا کرنی تھی۔ سب سوالوں کے جواب سکون سے دینا تھے۔ اور یہ کس قدر مشکل تھا ______

کسی شخص کے اوپر سے ریل گاڑی گذر جائے اور وہ صحیح سلامت رہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے ______؟

اپنے قیمہ قیمہ ہوتے وجود کو اٹھا کر اندر چلی گئی۔ امی سامنے ہی برآمدے میں بیٹھی اخبار پڑھ رہی تھیں اسی طرح سینے پہ دونوں ہاتھ رکھے جب ان کے قریب سے گذرنے لگی تو امی جان نے سر اٹھا کر دیکھا اور بولیں ______۔

آج تو بڑی جلدی آ گئی ہو ______؟ وہ تیز تیز قدموں سے گذرتی گئی۔

وہ اس کی طرف غور سے دیکھ کر بولیں۔

دوپٹہ کہاں ہے تمہارا ______؟

دوپٹہ کہاں ہے تمہارا ______؟

دوپٹہ کہاں ہے تمہارا ______؟

زمین و آسمان سے یہی آوازیں آنے لگیں۔ وہ دوڑ کر اپنے کمرے میں گھس گئی اور ایک دم بستر پر چت گر گئی۔

ہر عضو سلگ رہا تھا۔ جس جس جگہ اس بدبخت کے ہاتھ اور بازو لگے تھے۔ اس اس جگہ سے ٹیسیں اٹھ رہی تھیں ایسے لگا تھا رگوں میں زہر پھیل گیا ہے۔ اپنے وجود سے اسے گھن آ رہی تھی ______

اپنے آپ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کو دل چاہ رہا تھا ______

اور ابھی کچھ نہیں ہوا تھا ______

کچھ بھی نہیں بگڑا تھا ______

مصیبت کی گھڑی پر شاید والدین کی دعائیں سایا بن کر کھڑی ہو گئی تھیں ------ کسی بزرگ کی دعا نے اسے غلاظت میں گرنے سے بچا لیا تھا۔ ڈوبتے ڈوبتے وہ تر گئی تھی ______

مرتے مرتے بچ گئی تھی ______

لیکن اگر ---- اگر ------

پھر ایک تیز رفتار بوچھاڑ آنسوؤں کی آئی۔ جسے آنا ہی تھا ______ دونوں ہاتھوں سے اپنا کلیجہ پکڑ کے وہ الٹی ہو گئی ______ اور آنسوؤں کی طغیانی اس کو بھگوتے ہوئے گذرنے لگی ______

اس مرحلے سے بھی جلد نکلنا تھا۔ اگر امی اندر آ جاتیں۔ اگر پوچھ لیتیں کیا ہوا ہے تو ______؟ اف ______

اک ذرا سی لغزش کی اتنی بڑی سزا کہ اپنی ندامتوں پر رونے کو بھی وقت نہیں تھا۔

اپنے آپ کو ذرا سا ہلکا کر کے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ غسل خانے میں گئی۔ منہ پر خوب ٹھنڈے پانی کے چھینٹے لگائے ______ جتنا ٹھنڈا پانی ڈالتی۔ اندر سے اتنا گرم پانی نکلتا آتا ------

دنیا میں کوئی ایسی دعا نہیں جو آنسوؤں کو پھوٹنے سے روک سکے ______

وہ اسی طرح باہر نکل آئی۔ تولیے سے چہرہ اور آنکھیں صاف کر کے آئینہ دیکھا صاف لگ رہا تھا کہ روئی ہے اور خوب روئی ہے ______ مگر اب گھر بھی جانا تھا۔ اس لئے کمرے کی الماریاں کھول کے کھڑی ہو گئی۔ کبھی کبھی وہ اپنے کپڑے یہاں چھوڑ جایا کرتی تھی تا کہ اگلی مرتبہ ساتھ نہ لانے پڑیں ان کپڑوں میں سے کھڑی کوئی دوپٹہ تلاش کر رہی تھی کہ امی جان اندر آ گئیں۔

رمو! کیا کر رہی ہے اندر ______ انہوں نے اتنے پیار سے کہا کہ رملیٰ کا دل چاہا ان سے صاف کہہ دے کہ اپنا کالا منہ چھپا رہی ہوں۔ مگر اس نے الماری میں سے چہرہ باہر نہیں نکالا۔ اندر ہی سے جواب دیا۔

امی میں پچھلی بار اپنے کپڑے چھوڑ گئی تھی۔ وہ لے رہی ہوں۔

دوپٹہ کہاں ہے تمہارا ______؟

امی نے پھر پوچھا ______

امی ------ رملیٰ نے ذرا کی ذرا ان کو مڑ کر دیکھا اور بولی۔ وہ جیدہ نے نمونے کے لئے رکھ لیا ہے۔ ویسا بنوانا چاہتی ہے۔

توتم اس کا دوپٹہ اوڑھ کے آجاتیں _______

وہ تو دے رہی تھی۔ میں نے کہا یہاں کپڑے پڑے تو ہیں۔ یہیں سے کوئی نکال لوں گی۔

کیا تمہیں زکام ہو رہا ہے رملیٰ _______؟

امی نے اس کی آواز سے اندازہ لگا کر کہا۔

جی امی _______ رملیٰ نے منہ اندر ہی رکھا۔

میں ڈاکٹر امجد کو دکھانے جا رہی ہوں۔ تم بھی چلو میرے ساتھ _______

نہیں امی _______ رملیٰ نے جان بوجھ کر اپنے پرانے کپڑے سمیٹ لئے تھے جیسے ان کو آج لے جانا بہت ضروری ہو۔ انہیں پلنگ پر رکھ کر اس نے ایک کالا دوپٹہ نکالا اور اوڑھ لیا بولی۔

امی اب گھر چلوں گی۔ معوذ کو سلا کر آئی تھی۔ بے جی انتظار کر رہی ہوں گی۔

اپنی صحت کا خیال رکھا کرو بیٹا۔ امی نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

تب رملیٰ نے نظریں اٹھا کر امی جان کی طرف دیکھا اور اس کا دل ہل گیا۔

امی جان کا چہرہ اترا ہوا تھا۔ اور وہ صدیوں کی مریض لگ رہی تھیں۔

امی! اب آپ کا کیا حال ہے _______؟

ٹھیک ہوں بیٹا۔ انہوں نے بے دلی سے کہا۔

دوائی تو باقاعدہ کھا رہی ہیں نا؟ _______

ہاں ---- ان کی آواز میں بڑی مایوسی تھی۔ دوائی بھی کھا رہی ہوں۔ ڈاکٹر کو بھی دکھا رہی ہوں۔ مگر یہ سب باتیں صرف تم لوگوں کی تسلی کے لئے ہیں۔ اصل میں ------

پھر وہ چپ ہو گئیں۔

رملیٰ نے باہر قدم بڑھائے۔ وہ بولیں۔

رملیٰ میں تم سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتی ہوں۔ بیٹی --- اگر تمہارے پاس وقت ہو تو رک جاؤ _______

اس وقت نہیں امی جان _______ رملیٰ نے فوراً کہا۔ پھر کسی وقت آجاؤں گی۔

پھر کسی وقت _______؟

امی جان چپ کر کے کرسی پر بیٹھ گئیں۔

امی میں پھر آجاؤں گی۔ اس وقت میرا جانا بہت ضروری ہے۔

وہ امی سے یہ نہ کہہ سکتی تھی کہ بھیڑیئے کی اس نگری سے میں جلد از جلد دور ہو جانا چاہتی ہوں _______ ابھی مجھے بہت سارونا ہے۔ بہت سا پچھتانا ہے _______ اپنا ماتم آپ کرنا ہے --------

اچھا --- پتہ نہیں امی نے اتنی مایوسی سے کیوں کہا۔

امی! میں جان محمد کو ساتھ لے جاؤں _______؟

رملیٰ نے پوچھا۔

کیوں _______؟ امی جان پھر حیران ہوئیں۔

بس ٹیکسی میں اکیلے جاتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ واقعی آج تو رملیٰ کو ہواؤں سے بھی ڈر لگ رہا تھا۔ ایسے لگ رہا تھا۔ ہر چوراہے پہ ہر موڑ پر ایک یاور اس کا دوپٹہ لئے کھڑا ہے اور اسے دھمکا کے واپس بلا رہا ہے۔

رملیٰ نے گھر کے باہر ٹیکسی رکوائی اور جان محمد کو واپسی کے پیسے دے کر جلدی جلدی اپنے گھر کے اندر داخل ہوئی۔ آج اسے اپنے گھر کے اندر داخل ہونے کی بہت جلدی تھی۔ اور جلدی میں وہ بھول گئی کہ جاتے وقت اس نے سرخ دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا۔ اور اب بے خیالی میں سیاہ دوپٹہ اوڑھ کے آ گئی ہے ______ بے جی برآمدے میں بیٹھی اپنی چادر کو لیس لگا رہی تھیں اور محلے کی ایک عورت ان کے پاس بیٹھی تھی۔ اس وقت اس عورت کی موجودگی کو رملیٰ نے غنیمت جانا۔ ورنہ اسے بہت غصہ آیا کرتا تھا کہ ہر وقت بے جی کے پاس کوئی نہ کوئی عورت آئی رہتی ہے۔

سلام کر کے جلدی سے گذرنے لگی۔

تو بے جی نے سر اٹھایا۔ پھر عینک اتار کر حیرت سے بولیں۔

اے وہٹی ______ دوپٹہ کس کے ساتھ بدل کے آئی ہو ______؟

جی ______؟ زمین نے رملیٰ کے پاؤں پکڑ لئے اور احساس جرم نے اس کی زبان جکڑ لی فوری طور پر جواب نہ دے سکی۔

جی وہ۔۔۔ میری ______ اور پھر اسے یاد آیا کہ وہ بے جی کو بتا کر ہی نہیں گئی تھی کہ وہ جیدہ کے ہاں جا رہی ہے ______

جی وہ ______ اس نے کچھ کہنے کے لئے زور لگایا۔ اور کچی کچی آواز میں بولی۔

جی وہ باجی خضریٰ آئی ہوئی تھیں۔ وہ نمونے کے لئے لے گئی ہیں۔

اچھا۔۔۔۔ اچھا ______ یہ کالا دوپٹہ اتار دے جا کر ______ بے جی نے پھر عینک لگا لی۔ میں نے تمہیں پہلے بھی منع کیا تھا کہ یہ کالا منحوس رنگ نہ پہنا کرو۔ تجھے اچھا نہیں لگتا صبح جب گئی تھی چاند کی طرح تیرا چہرہ چمک رہا تھا۔ اب دیکھ کیسی زرد اور سنولائی سی لگ رہی ہے۔ دفع کر اس دوپٹے کو ______

رملیٰ اپنے بیڈروم میں چلی گئی۔ معوذ ابھی تک سو رہا تھا۔ اس نے گلے میں سے سیاہ دوپٹہ

اتار کر یوں پرے پھینکا جیسے سیاہ ناگ کو اپنے سے جدا کیا ہو ______ اپنے پرانے کپڑوں کی گٹھڑی صوفے پر دے ماری اور جھپاک سے غسل خانے میں گھس گئی۔

ٹونٹی کھولی اور نل کے نیچے بیٹھ گئی۔

اسی رفتار سے اس کے آنسو رواں ہو گئے۔

روتے روتے اسے خیال آیا۔ نہ اس نے کپڑے اتارے ہیں۔ نہ بال کھولے ہیں۔

______ ہائے ______

کتنا عجیب سا احساس ہو رہا تھا۔ جیسے وہ لمحہ بھر کو گڑھے میں گر گئی تھی۔

غلیظ کیچڑ کا لباس پہن لیا تھا اس نے ______

اس کے جسم پر کوڑھ ہو گیا تھا ______ یا ______ یا اس کے ایک ایک عضو پر لعنتوں کا مینہ برس رہا ہے۔

اف وہ کمینہ آدمی ______ اف اس کا وہ شیطانی چہرہ ______ اس کے وہ جارحانہ انداز اور بے ہودہ کلمات ______

کیا لوگ اپنے اوپر اس طرح ماسک چڑھا لیتے ہیں ______ کیا خوبصورت چہروں کے اندر اتنے گھناؤنے دل ہوتے ہیں ______ کیا متعفن لوگ خوشبوئیں اوڑھ کر رہتے ہیں۔

پتہ نہیں اسے رونا کس بات پر آ رہا تھا۔

اس کے خوابوں کا شیش محل چکنا چور ہو گیا تھا ______ اس کا البیلا شہزادہ بھیانک دیو میں تبدیل ہو گیا تھا۔ یا ______ ذرا سی دیر کو اس کے خیالات بھٹک گئے تھے۔ اور اسے انجانی راہوں پر لے گئے تھے۔

پانی چلتا رہا۔۔۔ اور وہ بھی دھواں دھار روتی رہی۔ کبھی کبھی اس کا دل چاہتا اپنے وجود کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ اس نے کتنے غلط لوگوں پر بھروسہ کیا۔ جیدہ صورت سے کتنی معصوم اور مسکین نظر آتی تھی۔ اس پر جان چھڑکتی تھی۔ کیسی لچھے دار باتیں کرتی تھی کیا وہ بھی اتنی بے غیرت ہے۔ کیسی چالاکی سے اس نے رملیٰ کو پھنسانے کی چال چلی تھی۔

شاید بے جی کی دعاؤں سے وہ بچ گئی۔

ورنہ اس وقت اس کا کیا حال ہوتا ______؟

کیا حال ہوتا اس کا ______ کیا وہ اس واقعے کے بعد جینے کے قابل رہ جاتی؟

کیا وہ معاذ سے نظر ملا سکتی ______ ؟اس کی پرورش کیسے نیک والدین کی گود میں ہوئی ہے ______ ؟کس طرح اس کے قدم ایک غلط ڈگر پر جا پڑے۔

رملی !اگر ایسا ہو جاتا تو دنیا کے سارے دریا مل کر تیری گندگی کو نہ دھو سکتے۔

رملی دنیا بھر کی خوشبوئیں تیرے وجود کے تعفن کو نہ دور کر سکتیں۔

رملی ! دنیا کا کوئی صابن تیرے تن کا میل نہ اتار سکتا ______

رملی !! ایسا محلول دنیا میں نہیں تیار کیا گیا جو عصمت کے ٹوٹے ہوئے شیشے کو جوڑ سکے۔۔۔

کوئی ٹوٹکا نسوانیت کی چادر پر لگے داغ نہیں اتار سکتا۔

اک ذرا سی ٹھیس لگتی ہے تو ثابت شیشہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ٹوٹے ہوئے شیشے میں تو اپنا چہرہ بھی پورا نہیں نظر آتا ______

ٹوٹے ہوئے چہرے کے ساتھ تو بھلا کب تک جی سکتی؟

اک ذرا سی ٹھیس سے اس شیشے کو بچانے کے لئے عورت پر روایات کی چادریں ڈالی جاتی ہیں۔

اور عورت کی عصمت تو اس کے ساتھ قبر میں جاتی ہے ______ سنا تو نے!

یہ مرد بہت بہت بڑا ہے رملی ______

اس کی بہت سی طاقتیں ہیں رملی ______

عورت کی بس ایک ہی طاقت ہے!

عورت کی بس ایک ہی پونجی ہے۔

وہ لٹ جائے تو عورت کنگال ہو جاتی ہے۔مفلس ہو جاتی ہے۔قلاش ہو جاتی ہے۔

شکر کر تو کنگال ہونے سے بچ گئی۔تو نے اپنے خزانے کی حفاظت نہیں کی تھی ______

مگر قدرت کو تجھ پر ترس آ گیا تھا۔

کردار کی ناداری سب سے بڑی بدنصیبی ہے۔

اور تیرا وجود برف کی ڈلی نہیں کہ پانی تلے رکھنے سے گھل جائے۔آنکھیں کھول کے چل ______ اس ٹھوکر سے سنبھل۔۔۔

اور پھر اچانک اسے شان بھائی یاد آ گئے۔اور وہ رات بھی ______

وہ اور بھی شدت سے رونے لگی۔اسے اپنی حماقتوں پر رونا آنے لگا۔سمجھنے کے لئے تو وہ ایک رات بھی کافی تھی۔آخر اس کی آنکھیں کیوں نہ کھلیں۔

رملی تیرے چہرے پر کیا لکھا ہے ______ ؟

اس نے زور زور سے اپنے چہرے کو رگڑا ______ اور پانی کی تیز و تند دھار کے نیچے رکھ دیا۔جیسے آج وہ اس پانی میں اپنے چہرے کے سارے نقوش بہا دینا چاہتی ہو ______

اور پھر اسے اپنی شادی کی پہلی رات بھی یاد آئی اور اس کے ساتھ وابستہ ہر بات بھی یاد آئی۔

اپنی شادی شدہ زندگی کے پچھلے دو سال یاد کر کے اس کا دل چاہا۔اسی پانی میں ڈوب کر مر جائے۔جس پانی کو اس نے ہمیشہ اپنا نجات دہندہ جانا تھا۔

اسے معلوم تھا جو کچھ ہو چکا ہے۔ اسے بھول جانا ہے وہ بھول بھلیوں سے باہر نکل آئی۔ اب توبہ کر کے سیدھی ڈگر پر چلنا ہے۔ اس لئے سارا دن وہ اپنے آپ کو نارمل رکھنے کی کوشش کرتی رہی۔ آج پہلی بار اس نے معوذ کو بہت پیار سے نہلایا۔ اس کے ساتھ کھیلتی رہی۔ باتیں کرتی رہی۔ بار بار بے جی کے پاس جا کر بیٹھی۔ ہمسایوں کے بارے میں ڈھیر سارے سوالات کرتی رہی۔ اپنے آپ کو مصروف رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اس حادثے سے گزر کر سنبھلنے کا ہر داؤ استعمال کیا۔

شام کو جب معاذ آیا۔ تو وہ بہت اچھی طرح سے تیار تھی۔ مگر نظر اٹھا کے معاذ کی طرف دیکھنے کا اسے حوصلہ نہیں ہوا۔ معاذ نے پہلی نظر اس پر ڈال کر پوچھا۔

کیا کہیں جا رہی ہو ______؟

نہیں تو ______ اس نے نظریں جھکا لیں۔ معاذ نے اسے شرم سے تعبیر کیا۔

معاذ اسے تھوڑی دیر بڑی گرم نظروں سے دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔

اس طرح بن ٹھن کر رہا کرو۔ مجھے اچھی لگتی ہو ______

رہوں گی ۔۔۔۔ آج کے بعد رہوں گی ۔۔۔۔ رملیٰ کے دل سے آواز نکلی مگر اس کے ہونٹ لرز کر رہ گئے۔ صبح والا واقعہ نظروں میں گھوم گیا۔ وہ دانتوں سے اپنا نچلا ہونٹ کاٹنے لگی جیسے اس واقعے کو کھرچ کر پھینک دینا چاہتی ہو۔

اس طرح ہونٹ نہ کاٹو۔ معاذ نے شرارت سے کہا۔ رات ابھی بہت دور ہے۔

تب بے اختیار رملیٰ کا دل چاہا معاذ کے کندھے پر سر رکھ کر رونا شروع کر دے۔

اوراک کے دریچے ٹھوکر لگنے پر ہی کیوں کھلتے ہیں؟ باتیں تو معاذ ہمیشہ سے ایسی ہی کرتا تھا۔ آج اس کی باتیں سمجھ میں کیوں آ رہی تھیں۔ وہ اس کی صورت دیکھنا چاہتی تھی۔ مگر آنکھوں میں دو آنسو مجرم بنے کھڑے تھے۔ اس لئے ذرا سی پلک اٹھا کے گرالی اور بولی۔

میں آپ کے لئے چائے لاؤں ______؟

لاؤ بھئی ۔۔۔۔۔ چائے لاؤ ۔۔۔۔۔ چاہت لاؤ ۔۔۔۔۔ کچھ بھی لاؤ ______

معاذ ہنسا ______ رملیٰ نے مڑتے مڑتے دیکھا۔ اس کے سفید دانت نمایاں ہوئے تھے۔ اسی انداز میں جب کبھی وہ پہلے ہنستا تھا۔ تو اسے کتنی کراہت آتی تھی۔ جیسے کالے دیو کے سفید دانت نظر آ رہے ہوں۔ مگر آج اسے ایسا محسوس نہیں ہوا۔ بلکہ معاذ کے چہرے پر جو ایک خوشی کا رنگ بکھر گیا تھا۔ وہ رملیٰ کو بہت اچھا لگا۔

دوڑ کر چائے لے آئی۔

ویسے ہو تم بڑی خدمت گذار بیوی ______ معاذ نے پیالی اس کے ہاتھ سے پکڑ لی ______

اچھی ہو یار تم بھی ______ بس ذرا لئے دیئے میں رہتی ہو۔ اصل میں مجھے شوخ و شنگ اور باتونی عورتیں پسند ہیں۔ میں دفتر سے آؤں تو سارا وقت میرے کان کھاتی رہے۔ اپنے بیڈروم میں جب تک بیوی بے شمار لامعنی باتیں نہ کرے تو بیڈروم میں سناٹے کا گمان ہوتا ہے۔ مرد ایک تھکے ہوئے بیل کی طرح گھر آتا ہے ______ یہ ملازمت سارا لہو نچوڑ لیتی ہے۔ پھر دل صرف سننے کو چاہتا ہے۔ جب تم نہیں بولتی ہو تو پھر میں موسیقی سننے لگتا ہوں۔

رملیٰ چپ کھڑی رہی۔

اس کا دل چاہا ______ کہہ دے معاذ میں اب بولنے کی کوشش کروں گی۔ اب چپ نہیں رہوں گی۔ چپ کا سناٹا اندھیری راہوں پر لے جاتا ہے۔ مگر اس سے تو کچھ بھی نہیں کہا گیا۔ اس نے سوچا کاش کوئی ایسا آلہ ایجاد ہوتا جو دل میں اٹھنے والے تمام جذبات کو ادا کر سکتا یا اسے تھوڑی بہت گفتگو کی عادت ہوتی۔ اس وقت کچھ تو کہہ سکتی۔

اتنے میں معوذ پاؤں پاؤں چلتا ہوا کمرے میں آ گیا اور معاذ پیالی چھوڑ کے اس کی طرف لپکا ______ معاذ کی جان اپنے بیٹے میں پھنسی رہتی تھی۔ اس کو دیکھتے ہی بے تاب ہو اٹھتا۔ گو معوذ ابھی باتیں نہیں کر سکتا تھا۔ مگر بے جی کی کوششوں سے وہ ابوابو کہنے لگا تھا۔ وہ بھی معاذ کو دیکھتے ہی اس کی طرف لپک کر آتا۔ تب رملیٰ سوچا کرتی۔ یہ ماں باپ کی محبت بھی کیسی شے ہے ______؟ نہ تو بچے کو والدین کی بدصورتی کا احساس ہوتا ہے اور نہ والدین کو بچہ بدصورت لگتا ہے۔ ایک ہی رشتہ ہے جس میں پیار اندھا ہوتا ہے۔ مگر آج وہ ان دونوں کو اور ہی زاویے سے دیکھ رہی تھی۔ تب اس کی سمجھ میں آیا کہ محبت کی نگاہ دنیا میں سب سے وسیع نگاہ ہے۔ اگر محبت کی

نظر گہری نہ ہوتی تو بس دنیا میں صرف حسین لوگ ہی چاہے جاتے اور پھر اسے تعجب بھی ہو رہا تھا کہ ایک دن میں ہی اس کا نقطہ نظر بدل گیا تھا۔

شام حسب معمول لوگوں کے آنے جانے میں گذر گئی۔ وہ معمول کے مطابق ہر کام کرتی رہی۔

معوذ جب بے جی کے کمرے میں سو جاتا تھا تو وہ بلاناغہ اسے ایک نظر دیکھنے جاتی تھی۔ بے جی سے دو چار باتیں کر کے آ جاتی تھی۔ آج بھی جب وہ اپنے کمرے میں آئی تو رات کے دس بج رہے تھے۔ معاذ کپڑے بدل کر بستر میں لیٹ چکا تھا۔ مگر سائیڈ لیمپ جلا کے ایک کتاب پڑھ رہا تھا۔ پہلے رملی نے کمرے میں پھیلے ہوئے معوذ کے کھلونے اور کپڑے اٹھا کر سلیقے سے الماریوں میں رکھے۔

پھر سونے کے لئے آ کر بستر پر بیٹھ گئی۔ معاذ نے نگاہ بھر کے اسے دیکھا تو وہ خود ہی مسکرا دی۔ معاذ کی نگاہ میں جو کچھ تھا۔ اس کا مفہوم اس نے پالیا تھا اور سوچ رہی تھی۔ آج پہلی بار وہ پیش قدمی کرے گی۔ آج کے بعد معاذ کو گلہ نہیں رہے گا اس کی بے حسی کا۔ گو اس مقام سے گذرنا اس کے لئے بہت مشکل تھا مگر ہر مشکل کو پہلی بار دل کڑا کر کے عبور کیا جاتا ہے ______

آج تو کتنی ہی باتوں نے اس کے دل میں ہلہ بول دیا تھا۔

آج اس کے اندر طوفان اٹھ رہے تھے آج وہ بہت سی باتیں کرنا چاہتی تھی۔ اس پل صراط سے جلدی گذر جانا چاہتی تھی۔

معاذ نے کتاب ہاتھ سے رکھ دی اور اس کی طرف رخ پھیر لیا۔ اور پھر اس کے ساتھ باتیں کرنے لگا۔ بڑے دھیمے دھیمے لہجے میں ______ اس کے لہجے کا سوز رملی پہلی بار محسوس کر رہی تھی۔ اور ٹک ٹک اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی اس نے ایک پل کے لئے بھی معاذ کے چہرے سے نگاہیں نہیں ہٹائیں۔ یہی وہ چہرہ ہے۔ جس کی جانب دیکھنے سے وہ کتراتی تھی۔ خوف کھاتی تھی۔ اسے ابکائی آ جاتی تھی مگر آج اس نے اپنی پلک نہیں جھپکی اور بڑی توجہ سے اس کی باتیں سننے لگی۔

اسی وقت فون کی گھنٹی بجی ______

تو معاذ نے کہا۔ جاؤ رملی تم سن کے آؤ۔ اگر میرا فون ہوا تو کہہ دینا میں سو چکا ہوں۔

رملی جانتی تھی معاذ نے ایسا کیوں کہا ہے۔ اس لئے ننگے پاؤں دوڑتی ہوئی گئی اور ٹیلی فون کا ریسور اٹھایا۔ بھاگ کر آئی تھی۔ اس لئے اپنی سانسوں پر قابو پا کر بولی ______ ہیلو

ہیلو ______

اس کے بعد دو دفعہ ہیلو کہنے کے بعد ادھر سے ایک بڑی گھمبیر اور پراسرار آواز آئی۔

رملی ______

رملی سن ہو گئی۔

اس آواز کو وہ پہچانتی تھی۔ ایک بار اس آواز نے اس کا سکون دل لوٹا تھا۔ اب یہ آواز اس کا گھر اجاڑنا چاہتی تھی۔

رملی ______ وہ عجیب انداز میں بولا۔

تم سمجھتی ہو گی۔ تم میرے چنگل سے بچ کر نکل گئی ہو۔ مگر یہ صرف تمہارا خیال ہے۔

اگر اپنا دوپٹہ لینا چاہتی ہو تو ایک بار آؤ۔ دوپٹے کی قیمت ادا کرو۔ ورنہ یہ دوپٹہ اپنی قیمت آپ چکا لے گا اور تم پسند نہیں کرو گی کہ یہ دوپٹہ اپنی داستان تمہارے شوہر کو سنائے۔۔۔

رملی کو ایسا محسوس ہوا۔ اچانک اس کے چاروں طرف شعلے نکل آئے ہیں اور وہ بچاؤ کے لئے کسی کو پکار بھی نہیں سکتی۔

اس کو چپ دیکھ کر وہ بولا۔

میں اپنا قرض معاف نہیں کیا کرتا ______ سیدھے سیدھے سمجھوتہ کر لو۔ ورنہ تمہاری زندگی جہنم بنا دوں گا ______

رملی کا سارا جسم لرزنے لگا۔ جیسے کھڑے کھڑے کسی نے اس کا لہو نچوڑ لیا ہو۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ بس اس نے آہستہ سے ریسور رکھ دیا۔ اسے کافی دیر ہو گئی تھی۔ اور جا کر معاذ کو جواب دینا تھا۔ معاذ جو شوق کی شمع جلائے اس کا منتظر تھا۔

وہ اپنے آپ کو گھسیٹتے ہوئے کمرے میں آئی۔

معاذ نے پوچھا۔

کس کا فون تھا ______؟

بولی ______ رانگ نمبر تھا۔

یہ کہتے وقت اس نے آواز اس طرح نکالی جیسے ذبح ہوتی ہوئی مرغی آخری بار حلق سے آواز نکالتی ہے۔

معاذ نے نظر اٹھا کر دیکھا۔ رملی کا رنگ ہلدی کی طرح زرد ہو رہا تھا اور اس نے ٹھیک

طرح سے چلا بھی نہیں جا رہا تھا۔

بولی ______ رانگ نمبر تھا۔

یہ کہتے وقت اس نے آواز اس طرح نکالی جیسے ذبح ہوتی ہوئی مرغی آخری بار حلق سے آواز نکالتی ہے۔

معاذ نے نظر اٹھا کر دیکھا رملیٰ کا رنگ ہلدی کی طرح زرد ہو رہا تھا اور اس سے ٹھیک طرح سے چلا بھی نہیں جا رہا تھا۔

وہ اسے حیران ہو کر دیکھتا رہا۔ اور رملیٰ گھسیٹتی ہوئی غسل خانے میں گھس گئی۔ اندر سے چٹخنی چڑھائی اور اپنا پیٹ پکڑ کے بیٹھ گئی۔ پیٹ میں ایک دم مروڑ اٹھنے لگے تھے۔ دل ڈوبا جا رہا تھا۔

اپنی بربادی کا نقشہ سامنے نظر آ رہا تھا اور کوئی راہ نجات نہ تھی۔ ہاں ایک راستہ تھا۔ جو وہ کمینہ انسان خود دکھا رہا تھا۔ کیا اس راستے پر چل کر وہ اپنی ازدواجی زندگی بچا لے گی؟ اس خبیث کے ہاتھ میں آلہ کار بن کے کیا وہ اپنے شوہر کو منہ دکھانے کے قابل رہے گی۔ ایک دوپٹے کی خاطر کیا وہ اپنی عزت کا سودا کر لے ______؟

مگر یہ بھی تو دیکھ تیری بات کا کون اعتبار کرے گا۔ اگر وہ ذلیل انسان یہ دوپٹہ ثبوت کے طور پر پیش کر دے تو کون اس کی بات کا یقین نہیں کرے گا۔ جبکہ دوپٹے کے بارے میں امی جان نے بھی پوچھا اور بے جی نے بھی استفسار کیا تھا ______ اور معاذ اچھی طرح سے پہچانتا ہے کہ یہ دوپٹہ تیرا ہی ہے۔ اور اسی نے تجھے لا کر دیا تھا۔

کون تیری بے گناہی کا یقین کرے گا؟

کس کس کے آگے قسمیں کھائے گی ______؟

اور پھر شوہر ______

جو ہمہ وقت بدگمان ہونے کے بہانے ڈھونڈتا ہے۔

معاذ کو تو اس نے کبھی اپنی محبت کا ثبوت ہی نہیں دیا تھا۔ معاذ نے تو ہمیشہ اس کی گم صم کیفیت پر اعتراض کیا تھا۔ معاذ تو اس کی بے حسی کا شاکی رہا تھا ______؟

اپنی پاک دامانی ثابت کرنے کو اس کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا ______؟

ایک طرف کھائی تھی اور دوسری طرف اندھا کنواں ______

موت دونوں طرف یقینی تھی۔

اس نے بڑی مشکل سے اپنی آنکھوں میں آئے آنسو سنبھالے۔ اس وقت رو کر جاتی تو معاذ پوچھ لیتا کہ کیا ہوا ______؟

معاذ باہر اس کا انتظار کر رہا تھا۔

معاذ کے دل میں آج اس نے آگ لگائی تھی۔

محبت کو پہلی آنچ دکھائی تھی ______

زیادہ دیر اندر بھی نہیں رہ سکتی تھی۔

اپنے آپ کو آمادہ بھی کرنا تھا۔ باہر بھی نکلنا تھا۔ پھولوں کی سیج بھی سجانا تھی مگر دل میں الاؤ سلگ رہے تھے۔

لمحے بھر کو اس کے دل میں خیال آیا کہ ساری بات معاذ کو بتا دے۔ شوہر سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوتا۔ اس وقت معاذ ہی اسے اس مصیبت سے بچا سکتا ہے۔

لیکن پھر ______ اسے شروع سے لے کر آخر تک سارے واقعات بتانے پڑیں گے۔

کتنی شرم آئے گی سب بتاتے ہوئے ______

پھر اس نے یہ بھی سن رکھا تھا کہ شوہر اس معاملے میں بڑے متعصب ہوتے ہیں۔ خود تو بڑے سے بڑا گناہ کر کے معافی کے طلب گار ہوتے ہیں۔ مگر بیوی کی ذرا سی خطا بھی معاف نہیں کر سکتے۔

میں کیا کروں ______؟

میں کیا کروں ______؟

کشمکش نے رملیٰ کو ادھ موا کر دیا۔ اس نے کلائی پر بندھی گھڑی میں دیکھا۔ اسے غسل خانے میں بیٹھے آدھ گھنٹہ ہو گیا تھا۔

اف ______

وہ گھبرا کر کھڑی ہو گئی۔

جلدی سے پورا نل کھول دیا اور منہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارنے لگی۔ منہ دھو کر تولیے سے صاف کرتی ہوئی باہر نکل آئی۔

معاذ نے بتی بجھا دی تھی۔ اور تکیے پر چہرہ رکھ کر اوندھا لیٹا ہوا تھا۔ ڈرتی ڈرتی رملیٰ آئی اور بالکل سیدھی لیٹ گئی۔ اس نے اپنا دایاں ہاتھ پیٹ پر رکھا ہوا تھا ______

معاذ آنکھیں کھول کر تھوڑی دیر اسے دیکھتا رہا۔ پھر آہستہ سے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا تو رملیٰ ڈر کر پرے سمٹ گئی۔ اس کے منہ سے ہلکی سی سسکی بھی نکلی۔

کیا ہوا ہے رمو ____؟

معاذ نے سر اٹھایا اور ہلکی روشنی میں اس کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کی۔

کچھ نہیں ____ رملیٰ نے لرز کر کہا۔ بس ۔۔۔ میرے پیٹ میں شدید درد ہو رہا ہے

____

معاذ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

کیوں ہو رہا ہے ____؟ میں کوئی دوا لا دوں تمہیں ____؟ اتنا شدید درد تو نہیں کہ ڈاکٹر کو دکھانا پڑے۔

نہیں نہیں۔۔۔۔۔۔رملیٰ اور بھی خوف زدہ ہو گئی۔

پلیز آپ سو جائیں۔ میں خود ہی ابھی ٹھیک ہو جاؤں گی۔ پلیز آپ سو جائیں ____

رملیٰ نے اس طرح چیخ کر کہا کہ معاذ لیٹ گیا۔

رملیٰ کراہتی رہی۔

وہ اسے دیکھتا رہا۔ اور پھر شاید سو گیا ____

لیکن رملیٰ کو نیند نہیں آئی۔ وہ تڑپتی رہی اور کروٹیں بدلتی رہی۔

لیٹے لیٹے اس کے کانوں میں ٹیلی فون کی گھنٹی کی دلخراش آوازیں آنے لگیں۔

آہ ____ آج سے پہلے اس فون کی گھنٹی اتنی بھیانک نہ لگی تھی۔ اسے یوں لگتا۔ فون ساری رات بجتا رہے گا۔ اور اس کے کرتوت کی کہانی ساری دنیا کو سنا کر رہے گا۔ جب اس کی طبیعت بہت بے چین ہوئی تو وہ بستر سے اٹھ گئی۔ مبادا بار بار کروٹیں بدلنے سے معاذ ڈسٹرب ہو یا اس کے اضطراب کو پڑھ لے۔ اس لئے اٹھ کر قالین کے اوپر لیٹ گئی۔

اور جب قالین پر لیٹی تو اسے یوں محسوس ہوا کہ وہ آسمان سے زمین پر آ رہی ہے اس خیال سے اس کے آنسو بہتے رہے اور وہ بے تحاشا روتی رہی۔ اسے اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ یہ بات تو طے ہو گئی تھی کہ وہ یاور کی ہوس کا نشانہ نہیں بنے گی۔ نہ کٹھ پتلی بن کے اس کے اشاروں پر ناچے گی۔ کیونکہ اس نے اس قسم کی بلیک میلنگ کے کئی قصے پڑھ رکھے تھے۔ یہ ایک مرتبہ والی بات نہیں تھی۔ بلکہ ایک مرتبہ جانے کا مطلب تھا۔ وہ ہمیشہ کے لئے اپنے آپ کو

اس کے جال میں پھنسا لے ____

یہ تو ٹھیک ہے۔ اس نے فیصلہ کر لیا۔ کہ وہ یاور کی دھمکیوں سے ڈر کر دوبارہ اسے ہرگز نہیں ملے گی۔

لیکن یاور اس سے کس قسم کا انتقام لے گا؟ یہ سوچ کر وہ لرز جاتی اب اس کا پورا کردار کھل کر رملیٰ کے سامنے آ رہا تھا۔ اسی لئے وہ اکثر رملیٰ کو مجبور کرتا رہا کہ رملیٰ اس کو خط لکھے تا کہ اس کے خطوں کے ذریعے وہ رملیٰ کو بلیک میل کر سکے۔

خط تو رملیٰ نے نہ لکھے مگر اس کی چال میں پھنس گئی۔

کبھی اسے امی ابا کا خیال آتا۔ ان کو کتنی اذیت پہنچے گی۔ کبھی بے جی کی طرف دھیان جاتا ۔ انہوں نے تو بارہا اس کو کہا تھا۔ تو نیکوں کی اولاد ہے۔ کیا نیکوں کی اولاد ایسی ہوتی ہے۔ ممکن ہے اس کی وجہ سے اس کی ہنستی بستی بہنوں کی زندگی اجیرن ہو جائے۔ پھوپھو جی کو تو شان بھائی طعنے دے دے کر مار ڈالیں گے۔ اف وہ کیسے ننگ خاندان بن گئی۔

آج کی رات اسے بہت بھاری نظر آ رہی تھی۔

آج کی رات ہی فیصلہ کرنا تھا۔

کیونکہ آج تو اتفاق سے رملیٰ نے فون سن لیا تھا۔ کل کوئی اور بھی یہ فون سن سکتا ہے۔

آج تو اس نے رانگ نمبر کہہ کر بات بنا لی تھی۔ کل کیا بات بتائے گی ____

ندامت نے اس کا برا حال کر دیا ____

اس نے سوچا صبح اٹھ کر وہ اپنا مکروہ چہرہ کسی کو نہ دکھا سکے گی۔ اور ذلت کی زندگی سے تو موت ہی بہتر ہے ____

ایک جھٹکے کے ساتھ وہ اٹھی ____

معاذ کے سرہانے لگا ہوا ٹیبل لیمپ اٹھایا۔ اس کا سوئچ نکالا اور اسے سٹڈی میں لے گئی۔

ایک جنون سا اس پر سوار ہو گیا۔

اس نے لیمپ کا پلگ کھول کر بجلی کی تاریں ننگی کر دیں۔ اس کو کچھ علم نہیں تھا کہ ہذیانی انداز میں وہ کیا کر رہی ہے۔

بس اسے اس وقت ہوش آیا جب اسے ایک دھچکا لگا اور وہ دور جا گری۔ اس کے منہ سے ایک بے اختیاری چیخ بھی نکلی تھی۔

سنبھلتے ہی اس نے دیکھا۔ معاذ اس کے سر پر کھڑا تھا۔ اور بہت غصے سے اسے گھور رہا تھا۔

اسی بات سے وہ ڈرتی تھی۔ اس کی نفرت کا سامنا کرنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔

وہی بات ہو کر رہی۔

معاذ نے اس کے ہاتھ سے تار کھینچ کر لیمپ کو سمیٹ کر ایک طرف رکھ دیا ______ پھر اس کے دونوں بازو زور سے پکڑ لیے اور اسے اس طرح جھنجھوڑا جیسے وہ کوئی تناور درخت ہو جسے وہ جڑوں سمیت اکھیڑنا چاہتا ہو۔ اس ایک جھٹکے میں رملی کو معاذ کی فولادی قوت کا اندازہ ہو گیا۔ اس نے سہمے ہوئے انداز میں معاذ کے غصے سے تنتے ہوئے چہرے اور پھنکارتی ہوئی آنکھوں کی طرف دیکھا۔ پتہ نہیں ان آنکھوں میں اس وقت کیا تھا۔ ایک بدصورت آدمی ستارے کی طرح ٹوٹا اور جا کے اس کے دل میں جا گزیں ہو گیا۔ چبھ گیا۔ بیٹھ گیا ـــــ پھانس کی تازہ تازہ چبھن جان نکال لیتی ہے۔

ہمیں بدنام کرتی ہو۔ ہمیں رسوا کرتی ہو۔ تاکہ تم تو قبر میں جا کے سو جاؤ۔ اور میں زندگی بھر بھگتتا رہوں۔

معاذ نے غرا کر کہا۔

بتاؤ کیا ہوا ہے ______؟

اور وہ رات کو کس کا فون آیا تھا۔ جس کے بعد تمہاری ایسی حالت ہو گئی ہے کہ ایک پل کو تمہیں قرار نہیں آیا ______

وہ بدصورت آدمی جسے اس نے کبھی درخور اعتنا نہ جانا تھا۔ تمام تر بدگمانیوں کا اسیر ہو چکا تھا۔ بدگمان ہوا تو کتنا دور۔ کتنا اجنبی نظر آیا۔ اسی لمحے رملی کو خیال آیا کہ بس یہی ایک انسان تو دنیا بھر میں اس کا اپنا تھا۔ جسے اس نے کبھی اپنا نہ جانا تھا ______ آج یہ ہمیشہ کے لئے کھو جائے گا۔ تو اس کے کھو جانے پر دل میں درد سے کیوں جاگ رہے ہیں۔ تم نے اسے کیا دیا ہے ______؟ جو وہ آج کی رات لوٹائے گا ______

رملی سسکیاں بھر بھر کے رونے لگی۔

ابھی تک معاذ نے اپنے مضبوط ہاتھوں سے اسے پکڑا ہوا تھا۔ پھر اسے پکڑ کے ایک صوفے پر بٹھا دیا۔ باہر گیا۔ ایک گلاس ٹھنڈے پانی کا بھر کر لایا۔ اسے پلایا۔

رملی نے اپنی آنکھیں صاف کیں۔ چہرہ صاف کیا۔ اور معاذ کی طرف نظر بھر کر دیکھا۔

پھر بولی۔

بیٹھ جائیں میں آپ کو سب کچھ بتا دیتی ہوں۔

معاذ اسی طرح تنا تنا سا سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

رملی اس طرح بولنے لگی۔ جس طرح پھانسی کے تختے پر جانے والا مجرم تھوڑی دیر پہلے اپنی آخری خواہش کا اظہار کرتا ہے۔

میں جو کچھ آپ کو بتاؤں گی۔ اس میں میرا اپنا قصور ہے۔ آپ معاف کر سکیں تو کر دیں کیونکہ آپ عالی ظرف ہیں اور ایک عظیم ماں کے بیٹے ہیں۔ مجھے بچانا چاہیں تو اس مصیبت سے بچا لیں۔ لیکن میرے لئے طلاق کی سزا تجویز نہ کریں۔ اسی خوف سے میں اپنے آپ کو ختم کرنے لگی تھی۔ کہ میرے ماں باپ میری طلاق کو برداشت نہ کر سکیں گے۔ خصوصاً جس دن میری ماں نے سنا مجھے طلاق ہو گئی ہے۔ وہ مر جائے گی۔ میں اپنی ماں کو اپنی وجہ سے مارنا نہیں چاہتی ـــــ اس کے علاوہ آپ جو بھی سزا تجویز کریں مجھے منظور ہو گی۔

معاذ چپ بیٹھا رہا۔

رملی نے پھر اسے غور سے دیکھا ______

ایک ٹھنڈی سانس چھوڑی۔ اس کے چہرے سے کچھ بھی پتہ نہیں چل رہا تھا۔ اور آج اس کی زندگی کا فیصلہ اس مکروہ صورت آدمی کے ہاتھ میں تھا۔ جو اس کی تقدیر بنا بیٹھا تھا۔

معاذ!

رملی نے اس طرح اس کا نام لیا۔ جیسے مرتا ہوا آدمی اپنے اللہ کو پکارتا ہے۔

معاذ! میں صرف آپ کی گنہگار ہوں ـــــــ

اور پھر اس نے شروع سے لے کر آخر تک ساری کہانی معاذ کو سنا دی۔

رملیٰ کی آنکھ کھلی تو اٹھ کر بستر پر بیٹھ گئی۔ بیٹھی تو سر کو زور سے چکر آیا۔ اس نے پاؤں نیچے لٹکا دیئے۔ تو یوں لگا۔ صدیوں سے ہواؤں میں دوڑتی آ رہی ہے۔ اس کے پاؤں اس حد تک پھول گئے ہیں کہ اب زمین پر نہیں ٹک سکتے ______ شکستہ پائی کے احساس سے مغلوب ہو کر اس نے جھک کر اپنے دونوں پاؤں دیکھے اور پھر یاد کرنا چاہا کہ وہ رات بھر کہاں سرگرداں رہی۔ تو اسے رفتہ رفتہ سب یاد آنے لگا۔ اس نے رو رو کر اور چیخ چیخ کر ہذیانی انداز میں اپنی نادانی کی ساری سرگذشت معاذ کو سنا دی تھی۔ اور اس کا گریبان پکڑ کر اس طرح روئی تھی کہ جیسے اپنے آپ کو ختم کر دینا چاہتی ہو۔ پھر معاذ نے اسے ویلیئم کی ایک گولی کھلا دی تھی اور اسے اس کے بستر پر ڈال دیا تھا۔ اس کے بعد اسے کچھ بھی یاد نہیں رہا تھا ______

نظر اٹھا کر اس نے دروازے سے باہر دیکھا سارے صحن میں دھوپ پھیلی ہوئی تھی اور معوذ بھاگ بھاگ کر مرغی کے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا جب کہ بے جی رات کی باسی روٹیاں کتر کتر کے مرغیوں کے آگے ڈال رہی تھیں وہ ہمت کر کے کھڑی ہوگئی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی باہر نکل آئی اسے دیکھ کر بے جی کا ہاتھ رک گیا۔

بسم اللہ ______ ووہٹی اب کیسی ہے تو ______؟

آنکھیں ملتی ہوئی ننگے پاؤں چلتی ہوئی رملیٰ آ کر بے جی کے پاس آلتی پالتی مار کے فرش پر بیٹھ گئی۔

صبح معاذ مجھے بتا کے گیا تھا کہ تمہارے پیٹ میں تمام رات درد رہا ہے۔ تم ساری رات نہیں سو سکیں۔ اس لئے جب تک تم خود نہ اٹھو تمہیں میں نہ جگاؤں ______؟

رملیٰ نے بس اثبات میں سر ہلایا۔

مجھے جگا لیا ہوتا ووہٹی۔ آخر کیوں ہوا ایسا ظالم درد ______ میری چھوٹی الماری میں ہر وقت اجوائن پڑی رہتی ہے۔ اگر اس میں تھوڑا سا نمک ملا کے پھانک لیتیں تو فوراً آرام آ جاتا۔

(رات تو کہیں سے تھوڑا سا زہر بھی مل جاتا تو میں پھانک لیتی بے جی)

رملیٰ صرف زبردستی مسکرا کر رہ گئی۔

کیسی سوج رہی ہیں تیری آنکھیں ______ جا ٹھنڈے پانی سے نہا کے آ۔ اور اپنے بال سمیٹ ______ بے اختیار بے جی کا ہاتھ اٹھ گیا۔ اور انہوں نے پیشانی پر سے رملیٰ کے بال پیچھے ہٹانے شروع کر دیئے۔ جونہی پیشانی کو چھوا چونک گئیں۔

اے ووہٹی! تیری تو پیشانی تپ رہی ہے۔

رملیٰ نے اپنے ہاتھ کی پشت اپنی پیشانی پر رکھی تو اسے کچھ بھی احساس نہیں ہوا۔ ایک آگ اس کے دل میں لگی ہوئی تھی۔ اس لئے باہر کی تپش اسے بالکل بھی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

بے جی نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر اٹھایا اور اندر بستر پر لے گئیں۔

تجھے تو سخت بخار ہے ووہٹی ــــــــ

میں معاذ سے کہہ کر ڈاکٹر کو بلواتی ہوں۔ تو لیٹ جا ______

رملیٰ پھر سیدھی کی سیدھی بستر پر دھم سے گر گئی۔ ایک رات کی دہشت اتنی زیادہ تھی کہ اسے بخار آ گیا تھا۔

یہ بخار پچیس دن تک رہا۔

پچیس دن معاذ نے اس کی خوب تیمارداری کی۔ اور بے جی دم درود کر کے اسے پھونکتی رہیں۔

پچیس دن میں جب کبھی ہوش کی گھڑی آئی۔ اس نے مرنے کی دعا کی پچیس دن بہت تھے پچھتانے اور غم کرنے کے لئے ______ گذرے دنوں کا ماتم کرنے لے لئے ______ اپنی غلطیوں پر اپنے آپ کو کوسنے کے لئے ـــــ؟

اس روز اس کا جی اچھا تھا۔

اٹھ کر نہائی دھوئی کپڑے بدلے۔ کنگھی بھی کی اور آ کر بستر پر بیٹھ گئی۔ اسی وقت بھاگتا ہوا معوذ آیا اور اس کی ٹانگوں سے لپٹ گیا۔ رملیٰ کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا پچیس دن اس نے اپنے بچے کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ اگر بے جی نہ ہوتیں تو اس کے بچے کا کیا حشر ہوتا۔ یہ سوچتے ہی اس نے معوذ کو دونوں بازوؤں میں سمیٹ لیا اور پھر اس کے منہ چومنے کے لئے جب اس کا چہرہ اٹھایا۔ تو ایک دم اس کی چیخ نکل گئی۔ معوذ کے چہرے پر بے شمار چھوٹے چھوٹے دانے نکلے ہوئے تھے۔

دودھ کا گرم پیالہ لے کر اندر آتی ہوئی بے جی نے اس کی چیخ سن لی تھی۔ دوڑ کر آئیں اور

بولیں۔

کیا ہوا ہے ووہٹی ________؟

بے جی ________ رملیٰ نے بڑے خوف زدہ اور دردناک لہجے میں کہا۔

یہ دیکھیں معوذ کا چہرہ دیکھیں۔۔۔۔۔۔

ہاں دیکھ رہی ہوں۔انہوں نے اطمینان سے کہا۔

کہیں۔۔۔۔کہیں۔۔۔۔۔ میرے بچے کو بھی چیچک نہ نکل آئے۔ کہیں اس کا چہرہ بھی ________

پھر وہ کہتے کہتے ایک دم رک گئی۔ وہ کیا کہنے چلی تھی پگلی۔

بے جی نے دودھ کا پیالہ اس کی تپائی پر رکھ دیا۔ اور معوذ کو پکڑ کے اپنے دوپٹے سے اس کا چہرہ صاف کر دیا۔

پھر اسے گود میں لے کر سامنے صوفے پر جا بیٹھیں۔ بے جی کے چہرے پر ایک سانولا بادل لہرایا تھا۔ بے جی نے شاید رملیٰ کے خدشہ کو پا لیا تھا۔ ان کے لہجے میں کچھ ٹوٹ گیا تھا۔

انہوں نے معوذ کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔ اور کہنے لگیں۔

ڈرو نہیں۔۔۔۔۔ یہ چیچک کے دانے نہیں ہیں۔ پرسوں رات سپرے نہیں کرایا تھا۔ تو مچھروں نے اسے کاٹ لیا۔ صبح اٹھ کر اس نے کھجا لیا اس لئے دانوں کی صورت اور ہو گئی ہے ان دانوں کو چھیڑنا نہیں چاہیے۔ خود بخود سوکھ جائیں گے۔

شرمندہ سی رملیٰ نے دودھ کا پیالہ اٹھایا اور آہستہ آہستہ پینے لگی ________

معوذ چھلانگ لگا کر بے جی کی گود سے اترا اور باہر بھاگ گیا۔ بے جی تھوڑی دیر رملیٰ کا اترا ہوا چہرہ دیکھتی رہیں۔ پھر بڑی اداس لے میں کہنے لگیں۔

ووہٹی! ہمارا زمانہ مجبوریوں کا زمانہ تھا۔ میری ساس بہت سخت گیر خاتون تھیں۔ اللہ بخشے گھر میں ان کا ڈنڈا چلتا تھا۔ جب معاذ پیدا ہوا اور ہم نے اسے چیچک کا ٹیکہ لگوانا چاہا تو انہوں نے سختی سے منع کر دیا۔ وہ ٹیکوں اور اسپتالوں کے سخت خلاف تھیں۔ انہوں نے حکم دیا کہ اتنی چھوٹی جان کو کوئی ٹیکہ نہیں لگوایا جائے گا۔ جب بڑا ہو گا تو دیکھا جائے گا میری عمر بھی چھوٹی تھی۔ ان باتوں کی کچھ سمجھ بھی نہ تھی نہ اتنی تعلیم تھی۔ اور میں ان سے ڈرتی بھی بہت تھی۔ اس لئے دوبارہ خیال ہی نہ آیا۔ اسی زمانہ میں ہمارے گاؤں میں چیچک کی وبا پھیلی اور میرے بیٹے کو بھی نکل آئی ________

رملیٰ نے سر نہیں اٹھایا۔ آہستہ آہستہ دودھ پیتی رہی۔

بے جی نے ایک ٹھنڈی سانس چھوڑی۔

اور دوبارہ گویا ہوئیں۔

ووہٹی! ویسے تو ہر ماں کو اپنا بچہ چاند ہی لگتا ہے۔ مگر جب میرا معاذ پیدا ہوا تھا۔ تو بالکل موجو کی طرح تھا۔ (بے جی معوذ کو پیار سے موجو کہتی تھیں) گورا چٹا۔ خوبصورت صحت مند ________ مگر تمام اتفاقیہ حادثے اس کی قسمت میں لکھے ہوئے تھے۔ اسے چیچک اتنی بری طرح سے نکلی۔ آنکھوں کے اندر باہر اتنے دانے نکل آئے کہ آنکھیں سکڑ گئیں۔ رنگ جل کر سیاہ ہو گیا۔ شیطان بھی بہت تھا۔ معاذ ایک بار کھیلتا کھیلتا ایک کنوئیں میں گر گیا تھا اور کئی دن تک بے ہوش رہا ________ بچپن میں اس پر کئی بیماریوں نے حملہ کیا۔ دوبارا اسے ٹائیفائڈ ہوا تھا۔ میں تو بس اللہ سے ہمیشہ اپنے بچے کی زندگی مانگتی رہی۔ اور میرے مولا نے ہر بار بچہ مجھے لوٹا دیا ________

وہ کھڑی ہو گئیں ________

اور ماں کو بچے کی صورت کب نظر آتی ہے ________؟

میں جانتی ہوں ووہٹی میرا بیٹا بدصورت ہے۔ مگر میں نے اس کی تربیت اتنے اچھے انداز میں کی ہے کہ صورت کا اس پر کبھی اثر نہیں پڑ سکتا۔ یہ میں جانتی ہوں میرا بیٹا کیا ہے ________؟

رملیٰ نے دودھ کا پیالہ خالی کر کے واپس تپائی پر رکھ دیا تھا۔ اور شرم کے مارے اس کی گردن جھک گئی تھی۔

بے جی نے آگے بڑھ کر پیالہ اٹھا لیا۔ اور کہنے لگیں۔

لیکن تو نے تو ابتدا ہی میں موجو کو ٹیکہ لگوا لیا تھا ________؟

جی ________

رملیٰ نے بہت آہستہ سے کہا۔

پھر اتنی خوفزدہ کیوں ہے ________؟

رملیٰ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

انشاءاللہ یہ اسی طرح خوبصورت رہے گا۔ اللہ اسے نظر بد سے بچائے۔ اور خواہ مخواہ کے وہم بھی دل میں نہ رکھا کر۔۔۔۔صورت تو بالکل ایک عارضی چیز ہے ووہٹی۔ انسان کے دل سے پیار

کرنا سیکھو ______

بے جی نے ٹھیک کہا تھا۔ مگر رملیٰ کیا کرتی۔ اس کا خدشہ اس کے منہ سے نکل گیا تھا۔

بے جی کو پتہ نہیں کیا سوجھا۔ دوبارہ بیٹھ گئیں۔

اور کہنے لگیں۔

وہ بٹی! تم لوگ خوش قسمت ہو۔ اس زمانے کی پیداوار ہو۔ اور آزادی کی فضا میں سانس لے رہی ہو۔ جو چاہو کر سکتی ہو۔ ہمارے زمانے میں ہر قسم کی پابندیاں تھیں اور گھروں میں بزرگوں کا سکہ چلتا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ مجھے روایتی ساس بننے سے ہمیشہ نفرت رہی۔ میرا خیال ہے کہ بزرگوں کو اپنی نئی نسل کے ساتھ چلنا چاہیے۔ اس لئے تو میں ہر بات سیکھنے کی کوشش کرتی ہوں۔ زمانے کا ادراک رکھتی ہوں۔

نئے تقاضوں کو قبول کر لیتی ہوں۔ مجھے خواہ مخواہ کا بزرگ بننے سے نفرت ہے ______

اچھا اب تم آرام کرو۔ وہ پھر کھڑی ہو گئیں۔

اور خواہ مخواہ اپنے دل کو پریشان نہ کرو۔ کوئی بات ذہن کو پراگندہ کر رہی ہو تو مجھے بتا دیا کرو۔ اپنے آپ کو بیمار نہ کرو۔ اس عمر میں لگے ہوئے روگ ساری عمر نہیں جاتے ______

بے جی باہر نکل گئیں۔

اور رملیٰ کے کانوں میں ان کے آخری فقرے کی بازگشت رہ گئی۔

اس عمر میں لگے ہوئے روگ ساری عمر نہیں جاتے ------

پتہ نہیں روگ کیا ہے ______

رملیٰ نے نظر اٹھا کے سامنے دیکھا تو ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے میں اسے اپنی صورت نظر آ گئی۔

کس قدر بدل گئی تھی رملیٰ ______ جس طرح کسی کچے رنگ کے دوپٹے کو دھونے سے اس کا رنگ اتر جائے اور وہ بدرنگ ہو جائے۔ آنکھیں اندر کو دھنس گئی تھیں۔ رخسار زرد ہو گئے تھے ہونٹ سیاہ پڑ گئے تھے۔ اس کی صورت ہی بدل گئی تھی۔

اسی صورت پر اسے ناز تھا۔

بے جی سچ کہتی تھیں۔ صورت ایک عارضی شے ہے۔ جس چیز پر کسی کا اختیار نہ ہو۔ اس پر کوئی اترائے کیوں ______؟

اس نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور بستر پر لیٹ گئی۔ سوچنے کی ہمت نہیں تھی۔

اس رات کے بعد کیا ہوا ______؟

کچھ یاد نہیں آ رہا تھا۔ ایک دم دل میں معاذ کو دیکھنے کی خواہش مچل رہی تھی۔ یہ تو اس نے بیماری ہی میں محسوس کر لیا تھا کہ معاذ دفتر سے آ کر اس کی بہت تیمارداری کرتا تھا۔ اور رات کو کئی بار اٹھ کر اسے دیکھنے آتا تھا۔ کیونکہ جب سے وہ بیمار ہوئی تھی۔ معاذ نے اپنا بستر سٹڈی میں لگا لیا تھا۔

پتہ نہیں اب کیا ہو ______؟

اسے تو یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے اپنی ساری ہمت راستے میں ہی لٹا بیٹھی ہے۔

اور آج تو بے جی کو بھی پتہ لگ گیا تھا کہ اسے معاذ کی صورت پسند نہیں ______

اور یہ کہ ______ وہ جی کو کوئی روگ لگائے بیٹھی ہے۔

وہ لیٹی سوچوں کے دوش پر اڑ رہی تھی کہ ایک دم بے جی کی آواز اس کے کان میں آئی۔

وہ بٹی! تمہارا فون ہے۔ اگر آ کر سن سکتی ہو تو آؤ ______

رملیٰ کھڑی ہو گئی۔ پاؤں میں چپل پہنے۔ چلنے کو قدم بڑھایا تو آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا۔ شاید بہت دن بعد چلنے کی کوشش کی تھی۔ اس لئے چند قدم چلنے سے اس کا دل دھڑکنے لگا اور چہرے پر پسینہ آ گیا۔ کرسی کی پشت پکڑ کے اس نے ریسیور اٹھا لیا۔

ہیلو۔ اس نے بہت آہستہ سے کہا۔

رملیٰ ______

ادھر سے ایک آواز سنائی دی۔

اور بس ایک آواز سن کر ہی رملیٰ کے ہاتھ سے ریسور گر گیا۔ دور سے بے جی نے ریسور گرتا ہوا دیکھا۔ جب تک وہ قریب آئیں۔ رملیٰ بے ہوش ہو کر فرش پر ڈھیر ہو چکی تھی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی سن کر رملیٰ کا دل کیوں ڈوبنے لگتا ہے۔ اور وہ بار بار بے ہوش کیوں ہو جاتی ہے۔ اس بات پر رملیٰ کو کئی بار غصہ آیا تھا۔ اس نے اپنے دل کو تسلی دی تھی کہ وہ سب کچھ اپنے شوہر کو بتا چکی ہے۔ اب کس بات کا ڈر ہے _______ ؟ مگر اب بھی اسے شوہر کے ردعمل کا تو پتہ نہیں تھا۔ وہ تب سے بیمار پڑی تھی۔ معاذ اور بے جی ہر وقت اس کا دھیان رکھتے تھے۔ ڈاکٹروں کو دکھایا جا رہا تھا۔ باری باری سب بہنیں اور امی ابا بھی دیکھنے آئے تھے۔ امی جان نے بہت مجبور کیا تھا۔ کہ وہ چل کر کچھ دن اِن کے پاس رہے۔ مگر رملیٰ نے صاف انکار کر دیا تھا۔ اور تو اور پھوباجی کا پنڈی سے فون آیا تھا۔ انہوں نے بھی اسے پنڈی آنے کی دعوت دی تھی _______ مگر وہ کہیں نہیں جا سکتی تھی۔ امی کے ہاں یاور رہتا تھا اور پنڈی میں شان بھائی تھے اور وہ ان رستوں سے گزرنا نہیں چاہتی تھی۔ جہاں یہ دونوں تھے۔ اپنے گھر میں کتنا سکون تھا۔ کتنا آرام تھا۔ طمانیت تھی۔ اپنائیت تھی _______ اپنے گھر کا احساس اسے پہلی بار ہوا تھا۔ یہاں ہر چیز اس کی اپنی تھی _______ اپنی صرف اس لئے کہ اس گھر کے آدمی سے اس کا ایک اٹوٹ ناتا تھا۔ وہ اس گھر کا ایک مہرہ تھی۔ اس دیوار کی ایک اینٹ تھی۔ اس چھت کی ایک کڑی تھی۔ اس گھر کے مقابلے میں اسے امی کا گھر بھی اچھا نہیں لگتا تھا۔ اس گھر میں وہ مہمانوں کی طرح جاتی اور چلی آتی۔ مگر اس گھر سے اسے کوئی بے دخل نہیں کر سکتا تھا۔

حیران ہوتی کہ اس بات کی سمجھ اتنی دیر بعد کیوں آئی _______ ؟ لیٹے لیٹے جب معاذ کے بارے میں سوچتی تو گذری ہوئی تمام باتیں ایک ایک کر کے یاد آنے لگتیں۔

تو وہ اپنے آپ پر نفرین بھیجنے لگتی۔

اس نے اپنی کسی بات سے معاذ پر ثابت نہیں کیا تھا کہ وہ اسے پسند کرتی ہے۔ محبت کرنا تو دور کی بات ہے۔

اور اس روز بے جی نے ٹھیک کہا تھا۔ انہوں نے معاذ کی تربیت بہت اچھے انداز میں کی تھی

۔ معاذ کی فطرت کا حسن فوراً کھل جاتا تھا۔ وہ اس حسن کو ڈھونڈنے کے قابل کیوں نہ ہوئی۔

پچھلے ہفتے جب وہ فون کی آواز سن کر بے ہوش ہو گئی تھی تو بے جی نے فوراً معاذ کو دفتر فون کر کے بلوالیا تھا۔ وہ ڈاکٹر لے کر آ گیا تھا۔ اور بے جی نے اسے ساری بات بتا دی تھی۔

ہفتہ بھر وہ پھر بستر پر لیٹی رہی۔ اس دوران بے جی نے اسے دو مرتبہ آ کر بتایا کہ تمہاری سہیلی جیدہ تمہیں فون پر بلا رہی ہے۔ مگر رملیٰ نے صاف کہہ دیا۔

اس سے کہہ دیں۔ ابھی میں چل کر نہیں آ سکتی۔ جب طبیعت ٹھیک ہو گی تو خود فون کر لوں گی۔

اور بے جی نے نہایت معصومیت سے اسے بتا بھی دیا تھا۔ کہ پچھلے ڈیڑھ مہینے سے رملیٰ بیمار ہے۔ اور بستر پر ہے۔

رملیٰ کو اپنے بیمار ہونے پر بھی شرم آتی۔ حالانکہ گھر میں کوئی اس کی بیماری پر اعتراض نہیں کرتا تھا۔

آج پھر اس نے چلنے پھرنے کی کوشش کی۔ موجو کی انگلی پکڑ کر باہر نکل گئی۔

مرغیوں کے بچوں کو دیکھا۔ کوارٹروں تک گئی۔ نوکروں کا حال پوچھا _______

تھوڑی دیر چلنے سے طبیعت کو بہت تقویت ملی _______

پھر اندر آ کے تخت پر بیٹھ گئی۔

ابھی سانس درست کر رہی تھی کہ فون کی گھنٹی بجنا شروع ہو گئی۔ اس کی آواز سے رملیٰ پھر ڈر گئی۔ اس کا دل دھڑ دھڑانے لگا۔ رنگ اڑنے لگا۔ مگر اس میں ہمت نہیں ہوئی ریسیور اٹھانے کی جب گھنٹی بہت دیر تک بجتی رہی تو پھر بے جی نے اپنے کمرے سے نکل کر جھانکا۔ رملیٰ فون کے پاس بیٹھی تھی _______

اس لئے وہ واپس چلی گئیں۔

رملیٰ نے مرے ہوئے ہاتھوں سے ریسیور اٹھالیا۔

ہیلو۔۔۔۔۔ اس سے بھی مری ہوئی آواز میں بولی۔

ہیلو رملیٰ میں جیدہ بول رہی ہوں۔

یہ سنتے ہی رملیٰ نے ریسیور واپس رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی پھر بجنے لگی۔ اسے معلوم تھا یہ جیدہ ہی ہے۔ اگر وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی جاتی تو یقیناً بے جی فون اٹھا کر اسے بلانے آ جاتیں اور اب وہ فون تک نہ آ سکنے کا بہانہ بھی نہیں کر سکتی تھی۔ کیونکہ جیدہ نے اس کی آواز سن لی تھی۔

وو ہٹی! فون کیوں نہیں اٹھاتی ہو______؟

اچانک بے جی نے باہر نکل کر کہا اور پھر باورچی خانے میں چلی گئیں۔ رملیٰ نے اپنا ہاتھ اس طرح بڑھایا جیسے مردہ ہاتھ ہے اور چونگا اٹھالیا۔

رملیٰ! جیدہ جلدی سے بولی۔

تمہیں اپنے بیٹے کی قسم ہے۔ میری بات ضرور سن لو۔

رملیٰ کا سارا جسم لرزنے لگا۔ وہ اتنی بڑی قسم کی متحمل نہ ہو سکتی تھی۔

ایک دم اس نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبایا جیسے کسی درد کی لہر کو روکنا چاہتی ہے۔

اور اگر اب بھی تو فون رکھ دے گی تو میں پھر سارا کچا چٹھا تیری ساس کو کھول کے سنا دوں گی۔

رملیٰ کا فون والا ہاتھ کانپنے لگا اور اس نے اپنی پشت دیوار کے ساتھ لگا لی۔

بہت ڈھونگ سے تو بیماری کا بہانہ کر کے بستر پر پڑی ہے۔

جیدہ کے لہجے میں سخت نفرت تھی۔

تیرا یہ مکر تیرے شوہر اور ساس پر چل سکتا ہے مجھ پر نہیں______

رملیٰ نے سانس روک لی۔

بولتی کیوں نہیں۔ کیا تجھے سانپ سونگھ گیا ہے______

اس نے پھر غصے سے کہا۔ بتا تو سہی تو فون سن بھی رہی ہے یا نہیں______ ورنہ جو بھی سن رہا ہے۔ میں اس سے ساری بات کہہ دوں گی رملیٰ نے بڑی مشکل سے اپنے حلق سے آواز نکالی اور بولی۔

تمہیں جو کچھ کہنا ہے۔ کہہ دو میں صرف سنوں گی______

ذلیل، کتیا، کمینی______ جیدہ نے دانت پیس کر کہا۔ جب تو میرے شوہر پر ڈورے ڈال رہی تھی۔ تجھے پتہ نہیں تھا کہ اس کا کیا انجام ہوگا______؟ تمہیں غیرت نہیں آئی کہ میں تمہاری سہیلی تھی۔ سہیلیاں بھی بہنوں کے برابر ہوتی ہیں۔ کیا تو اپنی بہن کا گھر اجاڑ سکتی ہے______؟ کیا اپنے بہنوئی سے عشق کر سکتی ہے______؟

یہ ہوتی ہیں آج کل کی سہیلیاں، سہیلوں کے شوہروں پر نظر رکھتی ہیں۔ اور انہیں غیرت نہیں آتی۔ اگر تو اپنے گھر میں ناآسودہ تھی تو ذلیل عورت کوئی اور آدمی تلاش کیا ہوتا۔ تیرے جیسی عشوہ طراز عورت کو کئی تیرے جیسے مل جاتے۔ جو اپنے چہرے پر معصومیت کا نقاب چڑھا کے رہتی

ہیں۔ مگر دوسروں کے شوہر لوٹ لیتی ہیں۔ ہاں اگر میں ہر روز تیرے شوہر کو بن ٹھن کے دکھاتی۔ اس کو ناز نخرے دکھایا کرتی تو پھر تجھے پتہ چل جاتا۔ تیرے دل پر کیا گذرتی ہے۔

آوارہ عورت! میں سب اپنی آنکھوں سے دیکھتی رہی اور برداشت کرتی رہی______ اور یہ سوچتی رہی کبھی تو تجھے غیرت آئے گی______ تو ایک بار سوچے گی کہ یاور تیری سہیلی کا شوہر ہے۔

جیدہ نے ذرا سا دم لیا۔

رملیٰ کی آنکھوں میں ڈھیر سارے آنسو اکٹھے ہو گئے۔ پلکیں جھپکا کر جنھیں اس نے رخساروں پر انڈیل دیا۔ اور پھر دوسرے ہاتھ سے اپنا دوپٹہ پکڑ کے رخساروں کو صاف کرنے لگی۔

سن رہی ہے یا مر گئی ہے۔ جیدہ نے غصے سے پوچھا۔

تو پتہ نہیں رملیٰ میں اتنی طاقت کہاں سے آ گئی۔ بولی۔

تمہیں جو کچھ کہنا ہے۔ کہتی جاؤ۔ آج میں تمہاری ساری بات سنوں گی۔

کہنے کو تو رملیٰ کا دل چاہا______ کہ اسے کہے۔ تم نے مجھ سے انتقام لینے کے لئے جو حرکت کی تھی۔ وہ میری زندگی ختم کرنے کو کافی تھی۔ تم نے جو منصوبہ بنایا تھا۔ جس جال میں مجھے پھنسانا چاہا تھا اس سے میرے اللہ نے مجھے نکال دیا ہے۔ اب اور کیا چال چلنا چاہتی ہو۔ مگر رملیٰ اپنے منہ سے کچھ بھی نہیں کہہ سکتی تھی______؟

بے جی ادھر ادھر آ جا رہی تھیں۔ آج اسے صرف سننا تھا۔ اپنے دل کا غصہ ہونٹ کاٹ کاٹ کے پینا تھا۔ اس لئے ریسیور کان سے لگائے بیٹھی رہی۔

کتیا! تو سننے کے سوا اور کیا کہہ سکتی ہے۔ تیرے پاس کہنے کو ہے کیا؟ میرا دل چاہتا ہے تو میرے سامنے ہو اور میں تیرے بال نوچ لوں۔ تیرا یہ حسین چہرہ جس پر تجھے بہت ناز ہے اپنے ناخنوں سے لہولہان کر دوں۔ تیری گردن دبا دوں۔

جیدہ نے اس طرح دانت پیسے جیسے واقعی اس کے ہاتھ رملیٰ کی گردن کی طرف بڑھ رہے ہوں۔

مگر افسوس صد افسوس______ میں کچھ بھی نہیں کر سکتی______ کچھ بھی نہیں کر سکتی______

یہ کہتے ہوئے جیدہ کی آواز بھرا گئی۔۔۔۔۔ رملیٰ کو اس پر ترس آنے لگا۔ شاید وہ غصہ کرنے میں حق بجانب تھی۔ اپنے شوہر کو دوسری کے قبضے میں کون سی عورت دیکھ سکتی ہے۔ رملیٰ سے غلطی ہو گئی تھی۔ اس نے خمیازہ بھگتنا تھا۔ وہ اور خمیازہ بھگتنے کو بھی تیار تھی۔ وہ چاہتی تھی جیدہ آج

ہی اپنے غصے اور اپنی نفرت کا اظہار کر دے تا کہ اسے پھر کبھی فون کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہو۔

کہتے ہیں۔ ڈائن بھی سات گھر چھوڑ دیتی ہے اور تجھے مجھ پر رحم نہ آیا۔ تو نے میرے ہی گھر کو توڑا۔ تو نے میری سیج اجاڑ دی۔ میں پہلے کون سی خوش تھی ______

یہ کہتے ہی جیدہ کی آواز ٹوٹ گئی۔ شاید اس پر بھی آنسوؤں نے حملہ کر دیا۔ غصے اور رنج کے موقع پر بھی اسی طرح آنسو نکلے چلے آتے ہیں۔ اس نے پھر اپنی آواز پر قابو پایا۔

حرافہ! تو اس روز بچ کے آ گئی۔ پتہ نہیں کس طرح بچ کے آ گئی ______؟ ورنہ میں بھی تیرے سلگنے کا تماشا دیکھا کرتی ______

رملیٰ کو جھرجھری آ گئی۔ تو اس منصوبے میں جیدہ بھی شامل تھی۔ اور اگر واقعی ایسا ہو جاتا تو یہ دونوں مل کر اسے کس طرح بلیک میل کر رہے ہوتے؟

جیدہ تھوڑی دیر روتی رہی۔ کیونکہ وہ دوبارہ بولی تو اس کی آواز بدلی ہوئی تھی۔

مگر اب میں نے سوچا ہے۔ شاید تیری تقدیر مجھ سے اچھی ہے۔ شاید اللہ کو تیری بہتری مقصود ہے۔ شاید تجھ پر تیرے ماں باپ کی دعائیں سایہ فگن ہیں۔ شاید تیری سانس تجھ پر دم پھونکتی رہتی ہے۔ اس لئے تجھ پر آنچ نہ آئی اور جال تڑا کر باہر نکل آئی ______

رملیٰ نے فوراً گردن موڑ کر دیکھا۔ بے جی پالک کے پتے اٹھا کر سامنے برآمدے میں آ بیٹھی تھیں۔ اور ایک ایک پتے سے ڈنڈی الگ کر رہی تھیں۔ اور معوذ بھی ان کی دیکھا دیکھی پتے توڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔

بے جی نے ایک بار نظر اٹھا کر دیکھا۔ رملیٰ ریسیور کان سے لگائے توجہ سے سن رہی تھی۔ وہ پھر اپنے کام میں مگن ہو گئیں۔

جیدہ کو رونے سے شاید قرار آ گیا تھا۔

دوبارہ بولی تو اس کی آواز میں قدرے نرمی تھی۔

رملیٰ! میں نے تجھے جو کچھ کہا ہے۔ اس کے لئے مجھے معاف کر دینا۔ اگر تو میری جگہ ہوتی تو بتا کیا کرتی ______ سوچ ذرا سوچ ______

سن رہی ہے یا نہیں ______؟ اس نے پھر پوچھا۔

سن رہی ہوں۔ رملیٰ نے جواب دیا۔

پھر جواب کیوں نہیں دیتی۔

کیا جواب دوں جیدہ! تجھے حق پہنچتا ہے۔ جو بھی کہہ لے ______ میں تو ڈیڑھ مہینے سے اپنے آپ کو ہر طرح کی اذیت دے رہی ہوں۔ لیکن جس طرح تیرا دل خوش ہوتا ہے تو بھی کر لے ______

رملیٰ نے اتنی آہستہ آواز میں کہا۔ جسے بے جی نہ سن سکیں۔

رملیٰ۔ جیدہ بولی۔

ہر شے کی حقیقت وہ نہیں جو تجھے نظر آتی ہے۔ گو میں تیری صورت نہیں دیکھنا چاہتی تجھ سے سخت نفرت کرتی ہوں۔ مگر آج تجھے اپنی زندگی کی چند باتیں ضرور بتاؤں گی۔ صرف تمہیں۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے تم طبعاً شریف النفس ہو اور اس واقعے کے بعد مجھے تم سے کوئی خطرہ بھی نہیں۔

بے جی ٹرے اٹھا کے ذرا اور قریب آ گئی تھیں۔ کیونکہ برآمدے میں دھوپ آ گئی تھی اس لئے رملیٰ نے بہت محتاط انداز میں کہا۔

ہاں ضرور کہو ______ جسے بے جی نے بھی سن لیا اور انہیں پتہ چل گیا کہ اس طرف سے کوئی بات سنائی جا رہی ہے۔

رملیٰ تو نہیں جانتی میری شادی کس طرح ہوئی تھی ______؟ میں جب یاور کے جال میں پھنسی اس وقت میری عمر سترہ سال کی تھی۔ یاور نے اپنے اوپر ایک دلکش شخصیت کا ماسک چڑھا رکھا ہے۔ یہ میں نہیں جانتی تھی۔ مجھے بس دنیا میں یاور کے سوا کوئی نظر بھی نہیں آتا تھا۔ میرے ماں باپ نے یاور کے ساتھ میری شادی کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن یاور کے کہنے پر ایک روز میں یاور کے ساتھ بھاگ گئی۔ یاور نے اپنے چند دوستوں کی موجودگی میں مجھ سے نکاح کر لیا۔ پھر ہم شہر شہر گھومتے رہے ______ اور ایک دن ملک سے باہر چلے گئے۔

— انگلینڈ جا کر مجھ پر یاور کی فطرت کھلی ______

یہاں پر رک کر اس نے ایک ٹھنڈی سانس چھوڑی اور کہنے لگی۔

لیکن اس وقت کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ مجھے یاور کا آلہ کار بننا پڑا۔ اس کے اشاروں پر ناچنا پڑا۔ اس کی کارکردگیوں میں اس کا ساتھ دینا پڑا ______

جانتی ہو کیوں ______؟

تھوڑی دیر رک گئی۔ پھر بولی۔

اس لئے کہ یاور نے سچ مچ میرے ساتھ نکاح نہیں کیا تھا۔ بلکہ وہ سارا فراڈ تھا۔ اب

میرے لئے کوئی جائے پناہ نہ تھی۔ دنیا والوں کی نظر میں ہم میاں بیوی تھے۔ یہ بھانڈہ میں نہ پھوڑ سکتی تھی نہ اپنے گھر والوں تک اپنی فریاد پہنچا سکتی تھی۔ انہوں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ یاور اچھا آدمی نہیں ہے۔

پھر ______ رملیٰ نے اس کے لئے اپنے دل میں ہمدردی محسوس کرتے ہوئے بے اختیار پوچھا۔

بس ______ اب اتنے لمبے قصے کیا بتاؤں۔

جیدہ نے اداسی سے کہا۔

تم یوں سمجھو کہ یہ ایک ایسی دلدل تھی جس کے اندر میں دھنستی چلی گئی پھر یاور نے ایک اور ظلم بھی مجھ پر کر دیا تھا۔ جس کا علم مجھے بہت بعد میں ہوا۔

یہ کہہ کر جیدہ رونے لگی۔

جیدہ رو نہیں پلیز رملیٰ نے آہستہ سے کہا۔ مجھے بتاؤ۔ اپنے دل کی ہر بات مجھے بتاؤ ______

دکھاوے کی شادی کے بعد جب میری کوکھ ہری ہوئی تو ______ جیدہ پھر بے اختیار رونے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔

تو اس ظالم آدمی نے مجھے طرح طرح سے ورغلانا شروع کیا۔ محبت کے ایسے ایسے سبز باغ دکھائے اور میرے راستے میں اتنی چاندنیاں بچھا دیں کہ مجھے یقین آ گیا۔ بچہ محبت کے راستے کا روڑہ ہے اور فی الحال ہمیں بچہ پیدا نہیں کرنا چاہیے۔ سو میں نے یاور کے مجبور کرنے پر حمل ضائع کروا دیا۔ اور میری حماقت دیکھو۔ بہت عرصہ بعد مجھے اس بات کا پتہ چلا کہ انہی دنوں یاور نے آپریشن کروا کے میری ہری بھری کھیتی جلا دی تھی۔ مجھے پانچ سال بعد پتہ چلا کہ میں کبھی ماں نہیں بن سکتی۔

جیدہ رونے لگی۔

رملیٰ کو اپنے دل میں درد سا محسوس ہوا اور یاور کا چہرہ بھیانک روپ دھار کے اس کی آنکھوں کے آگے آ گیا۔ اف دنیا میں کیسے کیسے گھناؤنے لوگ ہیں۔

جیدہ روتی رہی۔۔۔ چیخ چیخ کر ہذیانی انداز میں روتی رہی ______ اور رملیٰ چپ چاپ اس کی چیخیں سنتی رہی ______

کاش یہ باتیں جیدہ نے اسے پہلے بتا دی ہوتیں تو وہ کتنی محتاط ہو جاتی۔

جب جیدہ اچھی طرح رو چکی تو اپنی بھاری آواز میں پوچھا۔

رملیٰ تم سن رہی ہو ______؟

ہاں جیدہ! میں سب سن رہی ہوں تم اطمینان سے کہتی جاؤ ______

بے جی نے سر اٹھا کر رملیٰ کی جانب دیکھا۔ وہ بڑے انہماک سے چونگا کان کو لگائے سن رہی تھی۔

رملیٰ! میں بڑی گنہگار ہوں۔ جیدہ نے پھر کہنا شروع کیا۔

اصل میں میں نے اپنے والدین کا دل دکھایا تھا۔ اور میرا ایمان ہے۔ والدین کا دل دکھانے والے بچے زندگی میں کبھی خوش نہیں رہ سکتے۔ دنیا میں ان کے لئے اذیت کے سوا کچھ نہیں ہے ______ لیکن دعا کرو کہ یہ عذاب صرف اسی دنیا کے ہوں۔ اگلی دنیا میں میں چھوٹ جاؤں ______؟

لیکن جیدہ ______ رملیٰ نے بڑی ہمت کر کے کہا۔ تم اب بھی ان سے مل کے معافی مانگ سکتی ہو۔ ماں باپ کا دل بڑا ہوتا ہے۔ وہ اپنی اولاد کی ہر خطا معاف کر دیتے ہیں؟

ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔ جیدہ پھر دھواں دھار رونے لگی۔ میں جانتی ہوں۔ اگر میں ان کے قدموں پر سر رکھ دوں تو وہ مجھے معاف کر دیں گے۔ مگر میں اب ایسا نہیں کر سکتی ______

کیوں ______؟ رملیٰ نے پوچھا

رملیٰ! میں اپنی سیاہ کاریوں کی داستان کہاں تک سناؤں ______؟ میں نے تجھے بتایا تھا۔ میں ایک عرصے سے یاور کی آلہ کار بن چکی ہوں۔ یاور ایک خوبصورت مہکتا ہوا شہزادہ نظر آتا ہے۔ اس کا اندرون بہت گھناؤنا ہے۔ نہ ہی اس کا کوئی ذریعہ معاش ہے۔ یہ خوبصورت لڑکیوں کو اپنے جال میں پھنساتا ہے۔ پھر انہیں بلیک میل کر کے روزی کماتا ہے۔ میں اس سازش میں اس کے ساتھ شریک ہوتی ہوں۔ اس نے کئی لڑکیوں کو خراب کیا ہے۔ کئی کے گھر اجاڑے ہیں۔ کئی بار میں خود کسی بھاگی ہوئی لڑکی سے اس کی شادی کروا چکی ہوں۔ کئی لڑکیاں اس کی وجہ سے خودکشی کر چکی ہیں۔ جو لڑکیاں پھنس جاتی ہیں۔ یہ ان کی کمائی کھاتا ہے۔ مگر تم نے دیکھا شکل سے کتنا خوبصورت اور معصوم دکھائی دیتا ہے۔۔۔ یہ مجھے اپنے والدین سے ملنے کی اجازت نہیں دیتا اگر میں زبردستی چلی گئی تو یہ انہیں کسی مصیبت میں پھنسا دے گا۔

اف۔۔۔۔۔۔ رملیٰ کے سر کو زور سے چکر آیا۔ اس نے ریسیور اپنے دوسرے ہاتھ میں

پکڑ لیا۔اور خوف سے اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

جیدہ۔۔۔جیدہ! وہ خوفزدہ انداز میں کچھ کہنے لگی تھی۔مگر اس سے کچھ بھی نہیں کہا گیا

________ ہاں میں چاہتی تھی کہ تو اس کے جال میں نہ پھنسے۔میں تیرے والدین کو جانتی ہوں مگر میں مجبور ہو گئی تھی۔یاور مجھے قتل کی دھمکیاں بھی دے رہا تھا۔اس لئے ہم تیرے اردگرد جال بنتے رہے۔اور تو اتنی بے وقوف ہے۔احمق ہے ________

ہاں۔۔۔۔رملیٰ نے بس اتنا کہا اور پھر اپنی گلوگیر آواز پر قابو پا لیا۔

یہ شادی والی بات بھی میں نے یاور کے کہنے پر تم سے کہی تھی۔کیونکہ تم کسی طرح بھی زیادہ قریب آنے پر راضی نہیں ہو رہی تھیں اور جب تم شادی کی بات سن کر بدک گئیں تو اس دن یاور نے دوسرا منصوبہ بنایا۔مجھ سے تمہیں فون کروا دیا۔اور پھر مجھے گھر سے باہر بھیج دیا۔

اور اس روز میرے ضمیر نے مجھے بہت کچوکے لگائے۔اس روز میں نے بھی اللہ سے بہت دعائیں کی تھیں کہ تم گھر سے نہ نکل سکو۔حتیٰ کہ یہ دعا بھی مانگی تھی کہ راستہ میں تمہارا ایکسیڈنٹ ہو جائے۔اور تم یاور تک نہ پہنچ سکو ________ یاور نے کمرے میں ایک کیمرہ فٹ کیا ہوا تھا۔ وہاں ٹیپ ریکارڈر بھی موجود تھا۔وہ بلیک میل کرنے کے سارے ہتھکنڈے جانتا ہے۔بڑا کمینہ اور خطرناک انسان ہے۔

رملیٰ کا دل چاہا ریسور ہاتھ سے رکھ دے اور ابھی یہیں سجدے میں گر جائے کہ اللہ نے اسے ایک خبیث انسان کی خباثت سے بچا لیا تھا۔

رملیٰ۔جیدہ پھر بولی۔

شاید تجھے یقین نہ آئے میں جب جلتی کڑھتی واپس آئی اور مجھے پتہ چلا کہ تو بچ کے چلی گئی ہے۔مجھے روحانی خوشی نصیب ہوئی۔سینکڑوں لڑکیاں ہم نے تباہ کی ہوں گی۔مگر تیرے بچ جانے سے میرا دل بہت مسرور تھا۔اگر تو پھنس جاتی تو شاید میں اپنے آپ کو معاف نہ کر سکتی۔۔۔۔

بعد میں کیا ہوا کچھ مت پوچھو ________ یاور اپنی شکست برداشت نہیں کر سکتا میں نے اسے بہت سمجھایا تھا کہ تیرا خیال چھوڑ دے ________ اب تو ہاتھ نہیں آئے گی۔

مگر اس نے بھی قسم کھائی تھی کہ تجھے تباہ کر کے رہے گا ________

رملیٰ کو خوف سے ایک جھرجھری آ گئی۔سر کو چکر آیا اور آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔

بڑی دیر کے بعد رملیٰ اپنے آپ کو سنبھال کر بولی۔

جیدہ۔۔۔۔۔جیدہ۔۔۔۔۔

اب تجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے رملیٰ۔جیدہ بولی۔

پہلے میں بھی تجھ سے نفرت کرتی تھی۔مگر کل رات میں نے فیصلہ کیا تھا کہ تجھے فون کر کے سب کچھ بتا دوں گی۔اس لئے کہ خود قدرت کو تیری بہتری منظور ہے۔تجھ پر اللہ کا کوئی خاص کرم ہے۔شاید تو اس کے پسندیدہ بندوں میں سے ہے۔اس لئے وہ تجھے صاف بچا لے جاتا ہے ________؟

رملیٰ کچھ بھی نہیں بول سکی۔بے جی سامنے بیٹھی تھیں۔

تو جیدہ دوبارہ گویا ہوئی۔

رملیٰ تجھے تو علم نہیں ہو گا۔کل رات تیرا شوہر ہمارے گھر آیا تھا۔

کیا ________؟ رملیٰ کے منہ سے چیخ نکل گئی۔

پہلے ساری بات سن لے۔

کل رات دس بجے کے قریب باہر کی گھنٹی بجی۔میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو معاذ وہاں کھڑا تھا۔اس نے اپنی رعب دار آواز میں صرف اتنا پوچھا۔یاور کہاں ہے۔میں نے کہا بیڈروم میں ہے۔نہ اس نے اجازت طلب کی اور نہ مزید کچھ کہا۔آگے بڑھ کے یاور کے کمرے میں گھس گیا یاور بستر پر لیٹا ہوا تھا۔اس نے یاور کا گریبان پکڑ کے اسے کھڑا کر دیا۔اور پھر مکے اور تھپڑ مار مار کے اس کا چہرہ بگاڑ دیا۔یاور اس اچانک حملے کے لئے تیار نہیں تھا۔ویسے بھی جرائم پیشہ لوگوں میں دم خم تو ہوتا نہیں۔اور جب یاور کی اچھی طرح مرمت کر چکا تو ایک فیصلہ کن انداز میں بولا۔

میری بیوی کا دوپٹہ دے دو۔میرا خیال ہے تمہارے لئے آج اتنا ہی کافی ہے۔

یاور نے اپنی مقفل الماری میں سے دوپٹہ نکال کے اس کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔

معاذ نے دوپٹہ جھپٹ کر لیا اور پھر غرا کر کہنے لگا۔

رملیٰ ایک غیرت مند آدمی کی بیوی ہے اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ اس واقعے کے بعد میں اس سے بدگمان ہو جاؤں گا۔اور وہ تمہاری آلہ کار بن جائے گی۔تو بالکل غلط خیال ہے۔میں تمہیں قانون کے حوالے بھی کر سکتا ہوں۔تم جیسوں کو مزہ چکھانا خوب جانتا ہوں۔مگر اس طرح تمہارے نام کے ساتھ میری بیوی کا نام بھی آ جائے گا۔اس کو اس روحانی اذیت سے بچانے کے لئے آج میں خود آ گیا ہوں۔مجھے امید ہے آج کے بعد تم اپنی گندی زبان سے رملیٰ کا نام بھی نہیں

لو گے اور کبھی فون کرنے کی جسارت نہیں کرو گے۔ بلکہ یہ شہر ہی چھوڑ جاؤ تو تمہارے حق میں بہتر ہے۔ ۔ورنہ نتائج کے ذمہ دار تم خود ہو گے۔

یہ کہا اور اس طرح گردن اٹھا کر باہر نکل گیا۔ جس طرح وہ دنیا کا طاقتور ترین اور ناقابل تسخیر مرد ہے۔ اس کے قدموں کے دھپ دھپ مجھے دیر تک سنائی دیتی رہی۔ یاور اپنے جبڑے پکڑ کر بیٹھ گیا اور میں دروازے کا پٹ پکڑے اسے دیکھتی رہ گئی۔

جیدہ رونے لگی۔۔۔۔۔

رملیٰ پہلی بار میں نے تجھ سے حسد محسوس کیا۔ مجھے زندگی میں پہلی بار اندازہ ہوا کہ غیرت مند اور عظیم مرد کیا ہوتا ہے ______؟ گو یاور معاذ سے ہر لحاظ سے خوبصورت ہے مگر کتنا مکروہ اور قابل نفرت انسان ہے ______؟

جیدہ کے آنسو بہتے رہے ______ وہ رک رک کر بولتی رہی۔ رملیٰ کا ہاتھ کانپتا رہا۔

اس کے ہونٹ پھڑکتے رہے۔۔۔مگر وہ ہونٹ کاٹ کاٹ کر اپنے آنسو ضبط کرتی رہی۔

رمو! جیدہ اپنی بھیگی آواز میں یوں بولی جس طرح کوئی اپنی ہمدرد سہیلی کے گلے لگ جاتا ہے۔

تو شاید نہیں جانتی جس مرد کا کردار نہیں وہ مرد نہیں۔ مرد کی شکل وصورت ثانوی چیز ہے جو بات مرد کو مرد بناتی ہے۔ وہ اس کا اونچا کردار ہے۔

میں ساری رات روتی رہی۔ اور اللہ کے آگے فریاد کرتی رہی کہ اے کاش! میرا شوہر اندھا ہوتا ______ لولہ لنگڑا ہوتا۔ مفلوج ہوتا۔ مگر شریف آدمی ہوتا رزق حلال پہ یقین رکھتا۔ مجھے اپنی آبرو سمجھتا اور مجھے پریشان کرنے والے کا گلا گھونٹنے چلا آتا ______

جیدہ ہچکیاں لے لے کر رونے لگی۔

اب رملیٰ کی برداشت سے باہر ہو گیا۔ اس کا دل پھر ڈوبنے کو تیار ہو رہا تھا۔ موجو کھیلتا کھیلتا اس کے پاس آ کر فون کی تار کھینچنے لگا۔

رمو!

جیدہ نے اچھی طرح رو کر کہا۔ میں پھر شاید تمہیں زندگی میں کبھی نہ مل سکوں۔ فون بھی نہیں کروں گی۔ کیونکہ مجھے لگ رہا ہے یاور یہ شہر چھوڑ جائے گا۔

ویسے بھی وہ کافی عرصے سے امریکہ جا کر بسنے کے خواب دیکھ رہا ہے ______ مگر میری عبرتناک زندگی کو پیش نظر رکھنا۔ انہونی باتوں کے خواب دیکھنے والی لڑکیوں کا انجام بہت

دردناک ہوتا ہے۔۔۔۔ اور معاذ جیسے شوہر۔۔۔۔۔

اچانک موجو نے تار زور سے کھینچ لی۔ ٹیلی فون کٹ گیا۔ اور جیدہ کی آواز ڈوب گئی رملیٰ کچھ اور سننا بھی نہیں چاہتی تھی۔ اس میں کچھ اور سننے کی تاب بھی نہیں تھی۔ اس کے اندر عجیب سے طوفان اٹھ رہے تھے۔

بڑی مشکل سے اٹھی اور اپنے آپ کو گھسیٹتی ہوئی آ کر بستر پر دھم سے گر گئی۔ دل قابو میں نہیں آ رہا تھا۔ اور آنکھیں چھلکنے کو بے قرار تھیں ندامت کے ساتھ ساتھ احساس شکر گزاری اسے ادھ موا کیے دے رہا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ پیٹ پر رکھ لیا۔ اور دوسرا آنکھوں پر ______

اسی وقت بے جی اندر آ گئیں۔ بڑے تردد سے آ کے اس کے سرہانے کھڑی ہو گئیں۔

رملیٰ نے سایہ سا محسوس کر کے جھٹ ہاتھ اٹھا لیا۔ اور بے جی کو دیکھ کر ڈر گئی۔

کیا بات ہے دوہٹی ______

وہ گھوم کر سامنے آ گئیں۔

کچھ نہیں بے جی۔۔۔۔ رملیٰ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

آج تو جیدہ نے بڑی لمبی بات کی۔ تو اتنی دیر نہیں بیٹھ سکتی۔ تو کیوں بیٹھ کر سنتی رہی۔

بس بے جی ______ رملیٰ دوبارہ لیٹ گئی۔

اس نے بات ہی ایسی شروع کر دی تھی۔ یہ کہہ کر وہ خود گھبرا گئی۔

کیا بات شروع کر دی تھی۔؟ بے جی کے لہجے میں اصرار تھا۔

وہ جی۔۔۔۔ بس بے جی۔ رملیٰ نے جلدی سے بات بنائی۔ بڑی بدنصیب ہے۔ جیدہ! آج اس نے مجھے اپنی شادی کی ساری کہانی بتائی ہے۔ اس کا شوہر بڑا کمینہ آدمی ہے۔ بچاری چیخ چیخ کر رو رہی تھی۔ بس کیا بتاؤں بے جی آپ کو۔ اس وقت میرا دل بہت برا ہو رہا ہے۔ اس نے مجھے بھی بہت رلایا۔

ہاں ______ جس دن میں نے اس کے شوہر کو دیکھا تھا۔ وہ مجھے اور طرح کا لگا تھا۔ بالکل اور طرح کا ______ مگر ڈر کے مارے بولی نہیں کہ تم نوجوان لوگ جانے کیا کہہ دو ______

بچاری کو اپنے گھر بلا کے تسلی دینا تھی۔

نہیں بے جی ______ یہ لوگ اس قابل نہیں کہ ان سے ملا جائے۔ پھر بولی۔

ہمیں کیا ضرورت ہے میاں بیوی کے جھگڑے میں پڑیں۔اس کے نصیب ________

ہاں بچاری کے نصیب ________؟ ماں باپ سب کچھ دیتے ہیں۔لڑکی کو نصیب نہیں دے سکتے۔۔ چہ چہ چہ۔۔۔۔

بے جی افسوس کرتے ہوئے جانے کو مڑیں۔مگر رک رک کر بولیں۔تیرا رنگ بالکل ہلدی کی طرح زرد ہو رہا ہے۔تجھے گرم دودھ کی ایک پیالی لا دوں؟

لا دیں بے جی ________

رملیٰ تنہا رہنا چاہتی تھی۔بالکل تنہا!

بے جی دودھ گرم کر کے لائیں اور پیالہ اس کے پاس رکھ گئیں۔تھوڑی دیر بعد رملیٰ بستر سے اٹھی۔دھیرے دھیرے چلتی ہوئی الماری کے پاس گئی۔دھڑکتے دل سے الماری کھولی ________ سامنے ہی وہ سرخ پھولوں والا دوپٹہ پڑا تھا۔دوپٹے کا گولہ بنا ہوا تھا۔

توجیہ کی ہر بات کی تصدیق ہو گئی۔

معاذ نے اس سے کوئی ذکر نہیں کیا تھا۔معاذ کو صرف یہ پتہ چلا تھا کہ ٹیلی فون سن کے رملیٰ ہمیشہ بے ہوش ہو جاتی ہے ________

آج رملیٰ کو اتنی شرم آئی۔اتنی شرم آئی کہ اس کا دل چاہا۔وہ زمین کے اندر جا کے چھپ جائے۔

کبھی احساس سو جاتا ہے۔کبھی دل سو جاتا ہے۔سونے جاگنے کی کیفیت ہمیشہ زندگی پر طاری رہتی ہے۔پے در پے عجیب و غریب حالات رونما ہونے لگیں تو انسان اپنے آپ کو حالات کے دھارے پر چھوڑ دیتا ہے۔رملیٰ کے ذہن نے مزید سوچنے سے انکار کر دیا۔اس لئے وہ دم سادھے یوں پڑی رہی جس طرح وہ صدیوں کی بیمار ہے۔اور اس گھر میں کتنا اچھا دستور تھا۔بے جی روایتی ساس نہیں تھیں۔بہت سی نندیں، دیورانیاں او جٹھانیاں وقت بے وقت دخل اندازی نہیں کرتی تھیں۔کوئی اس کے گم صم موڈ اور ہر دم روتی آنکھوں کا راز جاننے کی کوشش نہیں کرتا تھا۔

دن اور رات معمول کے مطابق بیت رہے تھے۔

اور رملیٰ گزرتے دن رات کا کوئی سرا پکڑ کے ساتھ چلنے کے بارے میں ہی سوچتی رہ جاتی۔

اس روز صبح ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو دم سادھے لیٹی رہی ٹیلی فون کا خوف جاتا رہ تھا۔کالی گھٹائیں جو قسمت کے آسمان پر نمودار ہوئی تھیں اپنے آپ چھٹ گئی تھیں اور ہر خوف اپنے آپ دور ہو گیا تھا ہاں اب ضمیر کی خلش بے چین رکھتی تھی۔بے جی نے فون اٹھایا۔تھوڑی سی بات کی ________

اور پھر آ کر اس کے سرہانے کھڑی ہو گئیں۔رملیٰ اپنا منہ نرم تکیوں میں چھپائے لیٹی تھی۔تھوری دیر بعد اسے احساس ہوا کوئی سرہانے کھڑا ہے۔تکیے ہٹا کے جلدی سے دیکھا۔تو بے جی تھیں۔

بے جی چپ تھیں اور ان کا رنگ زرد ہو رہا تھا۔

رملیٰ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

بے جی نے آرام سے اپنا ہاتھ رملیٰ کے سر پر رکھ دیا۔

رملیٰ کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر بے جی کا کانپتا ہوا ہاتھ پکڑ لیا۔اور ڈری سہمی آواز میں پوچھا۔

کیا ہوا ہے بے جی ________؟

بے جی نے اس کی مضطرب آنکھوں میں اپنی بوڑھی آنکھیں پھنسا دیں اور ولیوں والے

انداز میں بولیں۔

جو کچھ بھی ہوتا ہے اللہ کی جانب سے ہوتا ہے۔اس کے حکم کے بغیر تو پتہ بھی نہیں ہل سکتا۔

رملیٰ اسی طرح پاگلوں والے انداز میں ان کی آنکھوں میں دیکھتی رہی اور بات سمجھنے کی کوشش کرتی رہی۔

وہ دوسری طرف آ کے رملیٰ کے ساتھ اس کے پلنگ پر بیٹھ گئیں۔اور کہنے لگیں۔

زندگی اور موت کا مالک وہی ہے۔وہی فیصلے صادر کرتا ہے اور انسانوں کو اس کے فیصلوں کے آگے سر جھکانا پڑتا ہے۔یہی بندگی ہے اور یہی کچھ اس دنیا میں دن رات ہوتا رہتا ہے۔

رملیٰ نے سانس روک لی۔

پتر۔۔۔۔۔۔بے جی نے آہستہ سے رملیٰ کو اپنے سینے کے ساتھ لگالیا۔

ابھی تیری بڑی بہن کا فون آیا تھا۔تیری امی کا انتقال ہو گیا ہے۔۔۔۔

امی______ رملیٰ نے ایک چیخ ماری اور بے جی سے لپٹ گئی۔

کئی دنوں سے جی کیسا اجڑا اجڑا تھا۔دنیا کیسی بری بری لگ رہی تھی۔ذہن کتنا پژمردہ تھا۔ جیسے ابھی کچھ اور ہونے والا ہے۔وہ اپنی ہی تپش میں جلتی رہی______ اپنے آپ جزا و سزا کا حساب کرتی رہی۔امی جان کی طرف دھیان گیا ہی نہیں۔۔۔۔

امی جان نے اس روز کتنی حسرت سے کہا تھا۔

رملیٰ میں تم سے کوئی ضروری باتیں کرنا چاہتی ہوں۔بیٹی اگر تمہارے پاس وقت ہو تو رک جاؤ______

مگر اس کے پاس وقت نہیں تھا۔اپنی ماں کی بات سننے کا وقت نہیں تھا۔ماں کچھ کہنا چاہتی تھی۔وہ ماں کی پیاری بیٹی تھی۔ماں اس کے آگے دل کے ورق کھولنا چاہتی تھی۔پتہ نہیں ماں جاتے ہوئے کیا کہنا چاہتی تھی______ مگر اس دن وہ خود طوفانوں سے گزر رہی تھی۔اس نے ماں کی پروا نہیں کی تھی۔غور سے اپنی ماں کا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔ماں کے ٹوٹے ہوئے لہجے پر غور نہیں کیا تھا۔ماں کی بجھتی آنکھیں صاف کہہ رہی تھیں۔ذرا کی ذرا رک کر مجھے غور سے دیکھ لو! پھر میں نہیں ہوں گی۔ضعیف مائیں خزاں زدہ زرد پتے کی طرح ہوتی ہیں۔شاخ کے ساتھ لگا رہے تب بھی کانپتا رہتا ہے______ نظریں اس پر جمائے رکھو تو بھی گرتے وقت پتہ نہیں لگنے دیتا______ ڈھیر سارے دکھ______ ڈھیر ساری محرومیاں______ ڈھیر سارے

پچھتاوے رملیٰ کی چیخوں سے نکلنے لگے۔

پتر______ بے جی نے اسے پیار سے تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

جلدی سے تیار ہو جاؤ۔میں معاذ کو فون کر دوں۔ہمیں جلدی پہنچنا چاہیے۔رونے کو تو عمر پڑی ہے۔اٹھ میری بچی تیار ہو جا______

رملیٰ کو کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔مگر دھندلائی آنکھوں سے وہ کھڑی ہو گئی۔۔۔۔

اور پھر اپنی آنکھوں سے وہ سب دیکھا۔جس کا کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔پتہ نہیں کچھو باجی کو دیکھ کر رملیٰ کے ضبط کے بند کیوں ٹوٹ گئے۔دونوں بہنیں گلے لگ کر کتنی دیر تک روتی رہیں۔

آج رملیٰ کو سمجھ آئی کہ غم کیا ہوتا ہے۔اور ہجوم غم میں کسی غمگسار کی ضرورت کیوں محسوس ہوتی ہے۔اور پھر جب بھری دنیا میں ماں بھی اٹھ کے چل دیتی ہے۔تو تنہائی کا احساس کس طرح گھائل کر کے رکھ دیتا ہے۔

پتہ نہیں کس طرح گھڑیاں جلدی جلدی بیت گئیں۔اور پھر جب سب لوگ امی جان کو ان کے آخری منزل پہ چھوڑ کر آ گئے______ تو سارے گھر نے اداسیوں کی چادر اوڑھ لی۔ایسے میں جب سارے گھر والے رو رو کر بیدم ہو رہے تھے۔شان بھائی گھر کے اندر داخل ہوئے اور انہوں نے روتی ہوئی کسریٰ باجی کو اشارے سے بلایا۔رملیٰ نے اپنی سوجی ہوئی آنکھیں شان بھائی کے چہرے پر گاڑ دیں۔ان کے چہرے پر سفاکی اور سختی تھی۔جیسے کوئی انتہائی ناخوشگوار فرض ادا کر کے آئے ہوں۔کسریٰ باجی ان کے اشارے پر یوں بھاگ کر گئیں۔جیسے ان کے اشارے کی غلام ہوں۔شان بھائی نے انہیں کچھ کہا۔اور کچھو باجی جو رو رو کر بے حال ہو رہی تھیں۔ آنکھیں صاف کر کے باورچی خانے کے اندر چلی گئیں۔تھوڑی دیر بعد وہ چائے کا ٹرے پکڑے باہر نکلیں۔اور اس کمرے میں چلی گئیں جہاں شان بھائی بیٹھے تھے۔رملیٰ کو جانے کیوں اختلاج ہونے لگا۔عورتوں کے ہجوم سے اٹھ کر وہ بھی اندر آ گئی اندر آ کر دیکھا شان بھائی بڑی شان سے نیم دراز تھے اور باقاعدہ سگریٹ پی رہے تھے۔اور کچھو باجی پیالی میں چائے بنا کر دے رہی تھیں۔رملیٰ نے انہیں غور سے دیکھا اور پھر مروت کے مارے سلام کر دیا۔انہوں نے اشارے سے سلام کا جواب دیا۔اور کچھ بھی نہیں کہا______ نہ امی جان کا افسوس کیا نہ تسلی کے دو بول کہے۔بلکہ جلدی سے چائے کی پیالی پکڑ لی۔اور پینے لگے۔رملیٰ دل پکڑ کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔اور بڑی حسرت سے کچھو باجی کی مرجھائی ہوئی شکل دیکھنے لگی۔

چائے پینے کے بعد شان بھائی ایک دم سے کھڑے ہو گئے۔ اور بولے۔

کسریٰ میرا سوٹ کیس بند کر دو میں واپس جا رہا ہوں۔

ابھی سے ______؟ پھوباجی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

کیوں اب کیا رہ گیا ہے ______؟ انہوں نے اس طرح پوچھا جیسے کہہ رہے ہوں۔ تمہاری ماں کو دفنانے کے بعد دنیا میں کون سا کام رہ گیا ہے۔ اور میرا یہی احسان کیا کم ہے؟

ابھی تو ساری برادری بیٹھی ہے۔ پھوباجی نے آہستہ سے کہا۔

تو میں کیا کروں ______؟ انہوں نے رعونت سے کہا۔ تمہاری برادری کو تو ابھی پلاؤ کا انتظار ہو گا۔ مگر میں اب اس بک بک سے گھبرا گیا ہوں۔ کل رات سے جاگ رہا ہوں۔ گھر جا کے آرام کروں گا۔

بس آج کی رات ٹھہر جاؤ شان ______۔ پھوباجی نے لجاجت سے کہا۔ کل صبح بے شک چلے جانا۔

آج رات ٹھہر کر میں کیا کر لوں گا۔ انہوں نے غصے سے کہا۔ میں الٹی سیدھی رسموں کا قائل نہیں ہوں۔

لیکن سوئم پر آپ کا ہونا بہت ضروری ہے۔

سوئم تو پرسوں ہے۔ پرسوں دیکھا جائے گا۔

شان بھائی کھڑے ہو گئے اور خود ہی اپنا سوٹ کیس اٹھا کے کپڑے درست کرنے لگے۔

پھوباجی نے ان کے ہاتھ سے سوٹ کیس لے لیا۔ اور کپڑے ٹھیک کر کے لگانے لگیں۔

رملیٰ یہ منظر نہ دیکھ سکی۔ اٹھ کر ایک دم باہر آ گئی۔ اسی وقت معاذ گھر کے اندر داخل ہوا۔ اس نے اباجی کو سہارا دے رکھا تھا۔ انہیں لا کے ان کے کمرے میں لٹا دیا۔ اور جس وقت ان کے کمرے سے باہر نکلا تو شان بھائی اپنا سوٹ کیس اٹھا کے باہر جا رہے تھے۔ معاذ نے آگے بڑھ کر پوچھا ______

یار اتنی جلدی جا رہے ہو ______؟

مگر شان بھائی نے کوئی جواب نہ دیا۔ رعونت سے گردن اٹھائی اور چلے گئے۔ رملیٰ کو شان بھائی کے اس انداز پر بے حد غصہ آیا ______ پتہ نہیں اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں جیسا بھی ہے معاذ اس کا شوہر ہے اور انہیں اس کے ساتھ عزت سے پیش آنا چاہیے۔ پتہ نہیں کس بات کا غرور ہے انہیں ______؟

شان بھائی کے جانے کے بعد پھوباجی پھر آ کر عورتوں میں بیٹھ گئیں اور زار و قطار رونے لگیں۔

سب عورتوں آگے بڑھ کر انہیں تسلی دینے لگیں ______ ان کی صورت دیکھ کر رملیٰ نے بھی دوبارہ رونا شروع کر دیا ______ اب پورے ہجوم میں صرف پھوباجی اور رملیٰ رو رہی تھیں اور ساری رشتہ دار عورتیں بلائیں لے لے کر انہیں چپ کرا رہی تھیں۔ روتے روتے رملیٰ کو خیال آیا۔ ماں کا دکھ تو اپنی جگہ ہے اور اس دکھ کو عذر دے کر وہ دونوں اپنے اپنے دکھوں کو رو رہی تھیں۔ ماں تو انہیں رونے کا بہانہ دے گئی تھی۔ اب کون جانے کہ کس کس زخم کے ٹانکے کھل گئے تھے۔ اک ذرا درد کی ہوا چلتی ہے۔ تو محرومیوں کے کئی دریچے وا ہو جاتے ہیں۔ عورتیں اپنے دکھ اپنی جھولیوں میں بھر کے یونہی بوجھل بوجھل پھرتی رہتی ہیں۔ پھر اک دن۔۔۔ کوئی سا بہانہ بنا کے اپنے اپنے آنسو بہا دیتی ہیں۔ کون کسی کے لئے روتا ہے ______؟ ہر کوئی اپنے لئے روتا ہے ہر کوئی رونے کا بہانہ ڈھونڈتا ہے۔ ہر کوئی آنکھوں میں ندیاں چھپائے پھرتا ہے۔

تھوڑی دیر بعد رملیٰ اٹھ کے پھوباجی کے پاس جا بیٹھی اور جب دونوں بہنوں کی نظریں ملیں تو رملیٰ ایک دم پھوباجی سے لپٹ گئی۔ اور دونوں بہنیں پھر چیخ چیخ کر رونے لگیں۔ دیکھنے والے تو صرف یہ جانتے تھے کہ زخم تازہ ہے۔ مگر وہ دونوں ایک دوسرے کا درد جان رہی تھیں۔

روتے روتے رملیٰ نے نظر اٹھا کر دیکھا۔ معاذ ہر ایک کو بڑی محبت سے اندر لا کر بٹھا رہا تھا۔ کسی کو پانی پلا رہا تھا۔ کسی کو تکیہ لگا کے دے رہا تھا۔

رملیٰ روتی روتی ٹھٹک گئی۔ اور غور سے معاذ کا چہرہ دیکھنے لگی۔ آج پہلی بار اسے معاذ کا چہرہ بالکل بدصورت نہیں لگا تھا۔ وہ کتنا اچھا لگ رہا تھا اسے ______ ہمدردی اور محبت کی تصویر بنا ہوا۔ ہر ایک سے جھک جھک کے انکساری سے مل رہا تھا ______ ہر ایک کو تسلی دے رہا تھا۔ سارے گھر کو اپنے بازوؤں میں لے لینا چاہتا تھا۔ اور اسی طرح بے جی بھی محبت اور مروت کی تصویر بنی ہوئی سب بہنوں کو باری باری پیار کر رہی تھیں۔ رملیٰ کو آنسو اس کے رخساروں پر ٹھٹھک گئے۔ اور وہ سوچنے لگی۔ جینے کے لئے انسانی ہمدردی درکار ہے۔ یا حسنِ یوسف کی ضرورت ہے ______؟

اس بات کی سمجھ اسے سوئم کے روز آئی کیونکہ وہ دیکھ رہی تھی کہ شان بھائی کے جانے کے بعد پھوباجی کی حالت نیم بسمل سی ہوئی تھی۔ ہر رشتے دار استفسار کر رہا تھا کہ تیرا شوہر اتنی جلدی کیوں

چلا گیا______؟ اور ہر رشتے دار کے آگے وہ بچاری کوئی عذر تراش کے رکھ دیتی ۔ کسی کو کہتی ان کی طبیعت بہت خراب تھی ۔ کسی سے کہتی کل سے انہیں شدید بخار تھا ______ کسی سے کہتی اشد ضروری میٹنگ تھی ۔ مگر وہ یہ بات کسی کو نہ بتا سکی کہ اس کا خوبصورت شوہر یہاں ایک پل ٹھہرنے کا روادار نہیں تھا ۔ اور پتہ نہیں وہ اسے کس طرح منت سماجت کر کے ساتھ لائی تھی ۔

دہ دن پھوباجی شان بھائی کو چپکے چپکے فون کر کے اصرار کرتی رہیں کہ وہ سوئم کے روز ضرور آجائیں ۔ پھر آخر وقت تک راہ دیکھتی رہیں ۔ مگر وہ نہیں آئے ۔ باہر عورتوں کے درمیان بیٹھی بظاہر وہ گٹھلیوں پر کلمہ طیبہ پڑھ رہی تھیں ۔ مگر نظریں باہر والے دروازے پر لگی تھیں ۔ کسی موٹر کی آواز آتی تو منتظر ہو بیٹھتیں کہ جیسے ابھی کوئی آکے بتائے گا شان بھائی آ گئے ______ مگر شان بھائی نہیں آئے ۔ پھر گٹھلیوں کے ساتھ ساتھ ان کے آنسو سفید چادر پر گرنے لگتے ۔ اور وہ سوچتیں ۔ یہ کیسا رشتہ ہے خدایا کہ دنیاداری کی خاطر بھی شوہر بیوی کا ساتھ نہیں دے سکتا ۔ بعض عورتیں ایسے میں کچوکے لگانے سے باز نہیں آتیں ۔ اور جو کوئی منہ پھیر کے پوچھ لیتی ______

اے تیرا شوہر آج بھی نہیں آیا ______

تو وہ اپنی گیلی پلکیں جھکا کر پھر من گھڑت کہانیاں انھیں سنانے لگتیں ۔ کہ چھٹی نہیں مل سکی ۔ دفتر میں ایک ضروری میٹنگ تھی وغیرہ وغیرہ ______

تب رملیٰ نے سوچا ساری نیک عورتیں تمام عمر اپنے شوہروں پر پردے ڈالتی رہتی ہیں ۔ پتہ نہیں کیوں ______؟ میکے آکر صاف صاف کیوں نہیں کہہ دیتیں کہ آپ نے جو شوہر مجھے ڈھونڈ کر دیا تھا وہ نہ میرے میکے آنا پسند کرتا ہے اور نہ میکے کے رشتہ داروں سے ملنا پسند کرتا ہے ۔ مگر آپ کا دیا ہوا تحفہ ہے ۔ اس لئے میں نے کلیجے سے لگا کے رکھا ہوا ہے ۔

اسی رات شان بھائی کا فون آ گیا ۔ انہوں نے کسریٰ باجی کو حکم دیا کہ وہ علی الصبح پنڈی کے لئے روانہ ہو جائیں ۔ کسریٰ باجی نے بہت کہا ۔ مگر انہوں نے ایک نہ مانی ۔ پتہ نہیں انہوں نے فون پر اور کیا کہا کہ کسریٰ باجی اپنا سامان سمیٹنے لگیں ۔ دوسری صبح جاتے ہوئے وہ بلک بلک کر رو رہی تھیں ۔ وہ یہاں سوا مہینہ رہنا چاہتی تھیں ۔ ایک بڑا صندوق کپڑوں کا بھر کر لائی تھیں ۔ مگر انہیں اب ماں کے گھر رہنے کی اجازت نہ تھی ______ انہیں رونے اور دل کی بھڑاس نکالنے کی اجازت نہ تھی ۔ اس لئے وہ چلی گئیں اور جاتے جاتے رملیٰ کی آنکھیں بھی کھول گئیں ۔

تھوڑی دیر بعد بے جی اور معاذ نے گھر جانے کی اجازت چاہی تو رملیٰ بے اختیار بولی ۔

آج میں بھی گھر چلوں گی بے جی ۔ کل پھر آجاؤں گی ۔

ابھی تم رہو وہٹی ______ بے جی نے پیار سے کہا ۔ تمہارے سارے رشتہ دار یہیں ہیں ۔

نہیں بے جی میرا جی کچھ اچھا نہیں ۔ یہاں تو رات کو ایک پل بھی نیند نہیں آتی ۔ آج گھر جا کے اطمینان سے سو جاؤں گی ۔ کل صبح آجاؤں گی ۔ اور پھر معوذ بھی آپ کو تنگ کرتا ہوگا ۔

پہلے دن ہی بے جی معوذ کو اپنے ساتھ لے گئی تھیں ۔ یہ کہہ کر کہ بچہ یہاں تمہیں تنگ کرے گا ۔ میں اسے رکھ لوں گی ______

معاذ چپ چاپ کھڑا ساس اور بہو کا مکالمہ سنتا رہا ۔ تھوڑی دیر بعد رملیٰ بھی آ کے موٹر میں بیٹھ گئی ۔

جس وقت رملیٰ اپنے بیڈروم میں داخل ہوئی ۔ اس کے ذہن پر پھوباجی کا اداس مرجھایا ہوا اور رنجیدہ چہرہ تھا ۔ لڑکیاں کتنی مجبور ہوتی ہیں وہ دل میں سوچ رہی تھی ۔ اور اب اسے سمجھ آ رہی تھی کہ شوہر کا گھر اتنی جلدی چھوڑ دینا کوئی آسان بات نہیں ہے ۔ اور اولاد کتنی بڑی مجبوری ہوتی ہے ۔

اور جب معاذ اس کے کمرے میں آیا ۔ تو بے اختیار بولی ۔

یہ جو شان بھائی ہیں نا؟ بڑے عجیب آدمی ہیں ۔ معاذ نے حیران ہو کر رملیٰ کی طرف دیکھا ۔

تو جو کچھ شان بھائی نے ان دنوں کیا تھا ۔ رملیٰ نے سب کہہ سنایا ۔ غالباً پہلی مرتبہ وہ معاذ سے بیویوں والے انداز میں کوئی ذاتی بات کہہ رہی تھی ۔

اور معاذ برابر اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا ۔

ساری بات سنا کر آخر میں بولی ۔

آخر اتنا غرور کیوں ہے شان بھائی کو اپنے آپ پر ______ مرد کا خوبصورت ہونا ہی تو ایک خوبی نہیں ______

معاذ ذرا مسکرایا ۔

رملیٰ اپنے ہی فقرے سے چونک گئی ۔ کب ______ کس وقت ______ کس نے یہ فقرہ اس کے ذہن میں ڈالا تھا ______؟ یہ فقرہ شاید اندر سے اگا تھا اور اس فقرے کو اندر اگانے کے لئے وہ کتنے مرحلوں سے گزری تھی ۔ رملیٰ نے خود ہی شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا ۔

سر جھکایا تو معاذ کے رویے پر غور کرنے لگی ______

معاذ تب سے خاموش تھا مگر اور ہی طرح خاموش تھا؟

کتنی باتوں کا احساس جاگا ۔ وہ سر جھکا کے آنسو بہانے لگی ۔ اسی وقت بے جی موجو کو

تھامے ہوئے اندر آئیں۔

ہائے وو ہٹی تو پھر رو رہی ہے۔ انہوں نے قریب آ کے اسے چمکارا۔ رات کے وقت نہیں روتے مرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

(جو جیتے جی مر گئے ہوں بے جی ______ وہ رات کے وقت کیا کریں ______ کہ رات ہی تو ادراک بن کر آتی ہے۔)

رملیٰ سسکیاں لینے لگی۔ معاذ اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔

بے جی اس کے پاس بیٹھ گئیں۔

میں جانتی ہوں ماں کی کمی کبھی پوری نہیں ہو سکتی۔ ماں کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔ مگر پتر اب ان کے بغیر جینا سیکھ۔ اللہ بخشے بہت نیک تھی تیری ماں ______ پڑھ پڑھ کر اسے ثواب پہنچایا کرو۔ اولاد کی طرف سے یہی تحفہ وہاں کام آتا ہے۔ آنسو بہا کر اپنے آپ کو بیمار کر لو گی۔ اور انہیں تکلیف پہنچاؤ گی۔

روتے روتے رملیٰ نے اپنا چہرہ اٹھایا۔ اور پھٹ پڑی۔

بے جی آپ میری ماں بن جائیے۔ بے جی آپ میری ماں بن جائیے۔

میں تیری ماں ہی ہوں پگلی۔ بے جی نے اسے سینے سے لگا لیا۔

نہیں بے جی آپ میری غلطیاں معاف کرنے والی ماں بن جائیے۔ میں نے آپ کو کبھی نہیں بتایا کہ میں کیا کیا غلطیاں کرتی ہوں۔ کیا کیا بے ہودگیاں کرتی ہوں۔ اب میری ماں نہیں رہی۔ اب کون مجھے معاف کرے گا۔ آپ۔۔۔۔ آپ میری ماں بن کے میری ہر غلطی کو معاف کر دیا کریں۔

معافیاں بتا کر نہیں دی جاتیں بیٹی ______ بزرگوں کا کام چھوٹوں کو معاف کرنا ہے۔ اور بزرگ چپ چاپ یہ سب کرتے رہتے ہیں۔ آج کے بعد تو میری بیٹی ہی ہے۔ یہ کہہ کر بے جی نے رملیٰ کو گلے سے لگا لیا۔

رملیٰ نے دھیرے سے دروازہ کھولا اور آ کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ معاذ بڑے انہماک سے اپنا کام کر رہا تھا اور دھیمی موسیقی کمرے میں زندگی کا احساس دلا رہی تھی۔

رملیٰ کو دیکھا تو معاذ نے پنسل ہاتھ سے رکھ دی۔ دوسرا ہاتھ بڑھا کے موسیقی بند کر دی۔

رملیٰ عام طور پر کام کے دوران معاذ کی سٹڈی میں نہیں آیا کرتی تھی۔ آج اس کو یوں آتے دیکھا تو معاذ فکر مند سا ہو گیا۔

رملیٰ آ تو گئی ______ مگر آ کر ٹھٹک گئی۔ اس کا ارادہ بھی اندر آنے کا نہیں تھا۔ پتہ نہیں کون سی طاقت اسے کھینچ کر اندر لے آئی تھی۔ کتنے دنوں سے یہ ہو رہا تھا۔ وہ رات گئے تک بستر پر لیٹی ہلکی ہلکی موسیقی کی آوازیں سنتی رہتی اور کروٹیں بدلتی رہتی ______ زندگی کے ورق اتنی جلدی پلٹ رہے تھے۔ کہ ایک پل بھی سوچنے کی مہلت نہیں ملی تھی۔ اب جب زندگی میں ایک بار پھر ٹھہراؤ آ گیا تھا تو اچانک اسے اندازہ ہوا۔ انجانے میں جیون کی راہیں بدل گئی تھیں۔ گو ساتھی نہیں بدلے تھے۔ جب رملیٰ کو بے ہوشی کے دورے پڑنے شروع ہوئے تھے۔ معاذ نے اپنا بستر سٹڈی میں لگا لیا تھا۔ وہیں سے راتوں کو اٹھ اٹھ کر رملیٰ کو دیکھا کرتا تھا۔ یوں تو وہ ہمیشہ سے رات گئے تک اپنی سٹڈی میں بیٹھ کر کام کرنے کا عادی تھا۔ مگر وہ اپنی راتیں بھی وہیں بسر کرنے لگے گا۔ رملیٰ نے کبھی سوچا بھی نہ تھا ______

جن دنوں امی جان فوت ہوئیں۔ وہ ماڈل ٹاؤن آتی جاتی رہی۔ ابا جی شدید بیمار رہے۔ عجیب طرح زندگی کے ورق بکھرے رہے ______

چاروں طرف سوائے پریشانیوں کے کچھ نہ تھا۔ اس لئے اسے معاذ کے رویے پر غور کرنے کا موقع ہی نہ ملا۔ مگر معاذ کے رویے میں کوئی غیر معمولی تبدیلی آتی تو وہ غور بھی کرتی۔ وہ ہمیشہ کی طرح مستعد مشفق اور نرم خو تھا۔ امی جان کی فوتگی پر اس نے اس کے میکے والوں کی جس طرح دلدہی کی تھی اور ابا جی کو جس طرح سہارا دیا تھا۔ سارا زمانہ عش عش کر رہا تھا۔ روز ایک ڈاکٹر لے کر

جاتا۔ رات گئے تک وہاں بیٹھا رہتا۔ جب رملیٰ میکے جانا چاہتی ۔فوراً لے کر پہنچ جاتا۔ اس کی بہنوں کی بے حد عزت کرتا۔ اب تو رملیٰ کی آنکھیں کھل چکی تھیں۔ اب وہ انسانوں کا فرق جان چکی تھی۔ اب وہ معاذ کی منفرد طبیعت کو سمجھ رہی تھی۔ اب اسے پتہ چل رہا تھا کہ مرد مرد میں بھی فرق ہوتا ہے ______ مگر اس ادراک کی تہہ میں ایک خلش بھی تھی۔ آخر کچھ جاننے کے لئے کچھ لٹانا کیوں ضروری ہوتا ہے۔ دنیا میں ہر شے کی کوئی قیمت کیوں ہے ______؟

کئی راتوں سے وہ سکون سے نہیں سو سکی تھی۔ اس کی زندگی میں جو تبدیلی آ گئی تھی اس کا بری طرح سے احساس ہو رہا تھا۔ کئی راتوں سے اس کا دل چاہ رہا تھا۔ وہ معاذ کے کمرے میں جائے۔ جھانک کر دیکھے وہ کیا کر رہا ہے۔ اس کے اس رویے کی وجہ جانے ____؟ مگر ہر بار شرم اس کے قدم پکڑ لیتی۔ وہ تو اپنے آپ کبھی اس کے کمرے میں نہیں جایا کرتی تھی۔ اب وہ کیا کہے گا؟

اور پھر کس برتے پر جائے ______؟

لیکن آج جانے کس جذبے کے تحت اٹھی ______ اور ایک دم دروازہ کھول کے اس کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ معاذ نے جب موسیقی بند کر کے استفسارانہ انداز میں اس کی جانب دیکھا تو اس کے اوسان خطا ہو گئے۔ جو کچھ سوچ کر آئی تھی ذہن سے نکل گیا۔

تھوڑی دیر معاذ اس کا چہرہ دیکھتا رہا۔ جب وہ کچھ نہیں بولی۔ تو پھر خود ہی پوچھا۔

خیریت ______؟

جی ______ رملیٰ شرمندہ سی ہو گئی۔

بہت دیر ہو گئی آپ کو کام کرتے ہوئے۔ چائے یا کافی کی ضرورت ہو تو لا دوں۔

معاذ زور سے ہنس پڑا۔

بہت دن ہو گئے مجھے اس طرح کام کرتے ہوئے۔ تم نے پہلے کبھی چائے یا کافی کا نہیں پوچھا تھا؟

رملیٰ اپنے ہونٹ کاٹنے لگی۔ معاذ نے بالکل سادگی سے یہ بات پوچھی تھی۔ مگر رملیٰ کو نہ جانے کیوں یہ سب طنز لگا۔

اسے چپ دیکھ کر معاذ خود ہی بولا۔

نہیں رملیٰ تمہارا شکریہ ______ میں کام کرتے وقت کچھ بھی کھانا پینا پسند نہیں کرتا۔

کس قدر رکھ رکھاؤ اانداز تھا۔ شکریہ ادا کرنے کا۔ اس انداز میں نرمی غیرت تھی رملیٰ دکھ کے

اندھیرے میں اترتی گئی۔ مگر نہ جانے کیوں وہیں کھڑی رہی ______

وہاں کھڑے ہونے کا کوئی جواز نہ تھا۔ اور جو بات کہنے آئی تھی۔ باوجود کوشش کے کہی نہ جا رہی تھی۔ معاذ سر جھکا کے کام کرنے لگا اور وہ کمرے کا جائزہ لینے لگی۔ اس کمرے میں ہمیشہ ایک دیوان پڑا رہتا تھا۔ جس پر لیٹ کر کبھی کبھار معاذ مطالعہ کرتا تھا۔ اب اسی دیوان پر معاذ نے اپنا بستر لگا رکھا تھا۔

رملیٰ اپنے آپ کو ملامت کرنے لگی۔ اتنی ہمت کر کے آ تو گئی تھی۔ مگر آگے بات نہیں چلائی جا رہی تھی۔ اگر ان دو سالوں میں معاذ سے کھل کر بولنے اور لڑنے کی عادت پڑ جاتی تو کم از کم اس وقت لڑ کر ہی دل کی بھڑاس نکال لیتی۔ مگر اسے تو لڑنے کا ڈھنگ بھی نہیں آتا تھا۔ اور لڑتی بھی تو کیسے؟ معاذ تو لڑائی کا موقع ہی نہ دیتا تھا۔

کافی دیر بعد جب معاذ نے سر اٹھایا تو وہ وہیں دروازے پر جمی تھی۔ معاذ کے کچھ پوچھنے سے پہلے بولنا چاہا ______

آپ ـــ آپ ـــ وہ ہکلائی ـــ آپ اب اس کمرے میں سویا کریں گے؟

ہاں ______ معاذ نے سر جھکا لیا۔ آج کل کام بہت زیادہ ہوتا ہے۔

پہلے بھی جب کام زیادہ ہوتا تھا۔ آپ کام ختم کر کے ادھر آ جاتے تھے۔

معاذ نے اپنی تیز نظریں رملیٰ کے چہرے پر گاڑ دیں اور یک ٹک اسے دیکھنے لگا وہ ہونٹ کاٹنے لگی۔

معاذ تھوڑی دیر تک اسے اس نداز میں دیکھتا رہا۔ اسے اس چہرے میں کوئی تبدیلی سی محسوس ہوئی۔ ہنس کر بولا۔

پہلے مجھے بہت سی باتوں کا پتہ نہیں تھا۔

رملیٰ کا دل دھڑکنے لگا۔ معاذ سر جھکا کے پھر سے لکیریں کھینچنے لگا۔ رملیٰ دہلیز پکڑے کھڑی رہ گئی۔

آپ ـــ تھوڑی دیر بعد وہ ہمت کر کے بولی آپ ـــ مجھ سے ابھی تک خفا ہیں۔

نہیں ______ معاذ نے اپنا سر پھر اٹھایا۔ خفا نہیں ہوں رملیٰ۔ تمہاری عمر کی لڑکیوں سے ایسی غلطیاں ہو ہی جاتی ہیں۔ ابھی تمہاری عمر کیا ہے ______؟ رفتہ رفتہ زندگی کو سمجھ جاؤ گی۔ میں تمہیں زندگی کو سمجھنے کا وقت دینا چاہتا ہوں۔ میں جلد باز آدمی نہیں ہوں۔ مگر ______ وہ ذرا رکا۔ پھر گویا ہوا۔ یہ جان کر کہ تم مجھے پسند نہیں کرتی ہو۔ میں تمہارے قریب نہیں آنا چاہتا۔ خواہ مخواہ تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا۔ جتنا تنگ کیا وہ لاعلمی میں کیا ______؟

رملی کے گلے میں پھر ایک گولا سا اٹک گیا۔ اس نے بے اختیار ہو کر کچھ کہنا چاہا۔ مگر کچھ بھی نہ کہہ سکی۔

اگر گلے میں گرداب بن جائے تو آنکھوں میں بے اختیار پانی امنڈ آتا ہے۔ یہ انسان کی بے بسی کی انتہا ہوتی ہے۔ وہ دروازہ پکڑے کھڑی رہی ______

کہنا چاہتی تھی ______

مجھے عقل کی لاٹھی تھما کے خود انجان بننا چاہتے ہو۔ بے نیاز بننے کی کوشش کر رہے ہو۔

(بے نیاز اور انجان تو تو بھی بنی رہی رملی ______)

مگر اس کے ہاتھ لرزتے رہے۔ رنگ اڑتا رہا۔ دل دھڑکتا رہا۔ اور وہ دروازہ پکڑ کے کھڑی رہی ______

دو صورتیں اس کے سامنے تھیں۔ آگے بڑھ کے میز کے اوپر بیٹھ جاتی۔ اس کے گھنے بالوں والا جھکا ہوا سر بالوں سے پکڑ کے اٹھا دیتی۔ اور بے اختیار اسے اپنے کلیجے سے لگا لیتی۔ اور کہتی ______ محبت کرنے کے انداز مجھے نہیں آتے تھے۔

انسانوں کی شناخت مجھے نہیں تھی۔

اور بعض دفعہ بینائی درست کرنے کے لئے ایک آپریشن کی ضرورت ہوتی ہے۔

یا پھر آگے بڑھ کے ______ اپنا سر اس کے قدموں پر رکھ دیتی۔ اور کہتی ______

عورت کی زبان نہیں ہوتی ______

عورت کسی زبان میں اظہار محبت نہیں کر سکتی ______

عورت ساری زندگی جس مرد کے لئے مرتی جیتی رہتی ہے ______ ٹوٹتی پھوٹتی رہتی ہے ______ زمانے کے ستم سہتی ہے ______ اس سے ساری زندگی یہ نہیں کہہ سکتی کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے۔ عورت کے محبت کرنے کے انداز مبہم ہوتے ہیں ـ ـ ـ ـ

آنسوؤں کی رم جھم میں مسکراتے رہنا اور بھری بہار میں اپنا دل چیر کے رکھ دینا عورت کی محبت کے ادنیٰ سے انداز ہیں۔

یہی تو اس کی ریت ہے۔

بہت دکھی ہو تو رو پڑتی ہے۔

بہت خوش ہو تو اپنا آپ پیش کرتی ہے۔

تم تیار ہو وو ہٹی ______؟

بے جی نے آ کے رملی کے کمرے میں جھانکا۔

جی بے جی ______

رملی موجو کے کپڑوں کی ٹوکری اٹھا کر باہر آ گئی۔ بے جی نے سارا سامان برآمدے میں رکھ چھوڑا تھا۔ اسی وقت موٹر پورچ میں کھڑی کر کے معاذ باہر نکل آیا اور نوکر کی مدد سے سامان ڈگی میں رکھنے لگا۔

آج رملی بے جی اور معاذ کے ساتھ پہلی بار ان کے گاؤں جا رہی تھی۔ اس نے بے جی سے ان کے گاؤں کے بہت قصے سن رکھے تھے۔ ایک آدھ بار معاذ بھی بے جی کے ساتھ گاؤں گیا تھا۔ مگر رملی کو تو نہ ان کے ساتھ جانے کا شوق تھا اور نہ گاؤں دیکھنے کا ______ پچھلے ہفتے بے جی نے رملی کو بتایا کہ ان کا ایک ہی بھائی ہے اور اس کے بیٹے کی شادی پر انہوں نے گاؤں جانا ہے۔ تو رملی بھی تیار ہو گئی۔ کہنے لگی۔ بے جی مجھے آپ کے گاؤں جانے کا بہت شوق ہے۔ پلیز مجھے بھی ساتھ لے چلیں ______

معاذ نے سنا تو اس سے آ کر کہنے لگا۔

رملی تم گاؤں میں رہ لو گی۔

رملی نے بڑی شفقت سے نظر اٹھائی اور مسکرا کر بولی۔ کیوں نہ رہ لوں گی ______ گاؤں میں کیا ہوتا ہے۔

گاؤں میں شہری سہولتیں نہیں ہوتیں۔

مگر وہاں بے جی اور آپ تو ہوں گے ______؟

کہنے کو تو رملی نے کہہ دیا۔ مگر ایک دم اس کا منہ سرخ ہو گیا۔ پھر جلدی سے بولی۔ ہم کون سا ساری عمر رہنے کے لئے جا رہے ہیں۔ چند دنوں کی تو بات ہے ______

اس کے بعد معاذ نے کچھ نہیں کہا۔ باہر نکل گیا۔ رملیٰ کا دل چاہتا رہا۔ وہ پہلے کی طرح کوئی شوخ سا فقرہ کہے۔ پہلے معاذ کو رملیٰ کے ساتھ سفر پر جانے کا بہت شوق تھا۔ سفر میں بہت خوش باش اور ہلکا پھلکا ہوتا تھا۔ جب کہ عام مرد سفر میں چڑ چڑے اور تھکے تھکے سے لگتے ہیں۔ ایک سفر اس نے پنڈی کا معاذ کے ساتھ کیا تھا اور اس کی طبیعت کی جولانیاں دیکھی تھیں۔ اب وہ چاہتی تھی۔ اس کے ساتھ جانے کا سن کے معاذ پہلے کی طرح خوشی سے پھولا نہ سمائے کبھی ادھر سے آ کے اسے چھیڑے کبھی ادھر سے آ کے کوئی شوخ سا فقرہ کہے۔ اور نہیں اس سے اتنا ہی پوچھ لے کہ اب تم اتنی لگن سے میرے ساتھ کیوں جا رہی ہو۔ مگر معاذ نے کچھ بھی نہیں کہا تھا۔ جیسے وہ اس کی ہر خوشی کے آگے بس سر ہی جھکانا جانتا ہے۔

معاذ نے سارا سامان لگا دیا۔ بے جی موجو کو لے کر سیٹ پر بیٹھ گئی۔ رملیٰ معاذ کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اور دن کے ٹھیک گیارہ بجے وہ لوگ گھر سے روانہ ہوئے۔

راستہ خاموشی سے کٹتا رہا۔ کسی وقت بے جی اپنی زمینوں کے بارے میں معاذ سے کوئی بات کر لیتیں یا موجو چیخنے چلانے لگتا۔ کبھی اسے پکڑ کے رملیٰ اپنی گود میں بٹھا لیتی۔ اور جب وہ سٹیئرنگ کو چھیڑ چھیڑ کے معاذ کو تنگ کرنے لگتا۔ تو پھر اسے بے جی کو پکڑا دیتی ______

تھوڑی دیر کے بعد موجو نے بری طرح چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ جب وہ بہت زیادہ مچلنے لگا تو رملیٰ نے اسے گود میں بٹھا لیا۔ محسوس کیا تو اس کے کپڑے گیلے ہو رہے تھے۔ اس لئے معاذ کی طرف چہرہ کر کے بولی۔

کسی مناسب جگہ پر جہاں پانی بھی ہو روکیے گا۔ اس نے چھی کر دی ہے۔ اور جب تک اسے دھوؤں گی نہیں تو اسے چین نہیں آئے گا ______

معاذ نے صرف سر ہلایا اور موٹر چلتی رہی۔

پھر ایک جگہ معاذ نے موٹر آہستہ کر دی اور سڑک کے کچے کنارے پر موٹر کھڑی کر کے بولا۔

وہ سامنے نلکا ہے۔ جاؤ معوذ کو لے جاؤ اور اس اسے صاف کرلاؤ ______

رملیٰ نے مچلتے ہوئے معوذ کو پکڑا اور موٹر کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔ قدم بڑھائے پھر ایک دم جھجک گئی۔ موٹر کے کچھ فاصلے پر بہت سے لوگ کھڑے تھے۔ اور جو دور دور تھے وہ بھی موٹر میں سے ایک خوبصورت عورت کو نکلتے دیکھ کر قریب کھسک آئے تھے۔

دھوتیوں والے، شلواروں والے۔ سافے بندھے ہوئے، بے باک منہ پھٹ اور اجڈ قسم

کے لوگ جن کی آنکھیں ہمہ وقت ان کے اندر کے جذبے اگلتی رہتی ہیں۔ پڑھے لکھے لوگوں کی طرح وہ اپنے باطن کا جانور چھپانے میں ماہر نہیں ہوتے۔ اس لیے سڑکوں پر کھڑے ہو کر مختلف انداز میں اظہار تمنا کرتے رہتے ہیں۔

ایک نے رملیٰ کو اس طرف آتے دیکھا تو دونوں ہاتھوں سے ------- دل کو تھام لیا۔

دوسرا بولا "یار ذرا سگریٹ تو دینا۔ بڑی طلب ہو رہی ہے۔"

تیسرے نے نگاہیں تو رملیٰ کے چہرے پر رکھیں۔ مگر زور سے بولا۔

"رات والی فلم دیکھی ہے۔ بھئی بڑی ظالم شے ہے۔"

پھر سب ٹھٹھا لگا کے ہنسنے لگے۔

رملیٰ قریب سے گزری۔ تو ایک آدمی خواہ مخواہ دوسرے سے بغلگیر ہو گیا۔ اور ہنس کر بولا۔

کلیجے میں ٹھنڈ ڈال دی ہے۔

رملیٰ نے قدم بڑھائے ------

پھر ایک بولا۔ ہٹ جا رستے سے -----

دوسرے نے کہا ______

میں صدقے جانواں سارا رستہ ہی تیرا ہے۔

رملیٰ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس نے بڑی بے بسی سے مڑ کر اپنی موٹر کی جانب دیکھا۔

معاذ اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

ان بے ہودہ اور بدتمیز لوگوں کے ہجوم میں سے گذر کر نل تک جانا اس کے لئے مشکل ہو گیا تھا۔ ہر عورت کسی کی ماں کسی کی بہن کسی کی بیوی ہوتی ہے اور ہر مرد کے گھر کوئی ماں بہن کوئی بیٹی ہوتی ہے۔ پھر بھی جب ان کو سر راہ کوئی عورت نظر آ جاتی ہے تو اسے نظروں ہی نظروں میں کھا جانا چاہتے ہیں۔ جیسے وہ نہ کسی کی عزت ہے۔ نہ کسی کی لاج ______ رملیٰ نے بڑے کرب سے سوچا ______ اس کا ایک ایک قدم من من کا ہو رہا تھا۔ اس پر موجو سخت بیقرار تھا۔ اور بار بار اس کی گود سے پھسل رہا تھا۔

اسی وقت جیسے رملیٰ کی بے بسی کو بھانپ کر معاذ بل کھا کے موٹر سے نکلا۔ اس کے ہاتھ میں تولیہ پکڑا ہوا تھا۔ جو بے جی نے اسے تھمایا تھا۔ لپک کر رملیٰ کی طرف بڑھا۔ معاذ کو آتا دیکھ کر سب مرد جو کھڑے اسے نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ ادھر اُدھر ہو گئے۔ بلکہ دبک گئے۔ معاذ تیز تیز قدم

اٹھاتا اس کے برابر آ گیا۔ رملیٰ کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ چلچلاتی دھوپ میں ننگے سر جا رہی تھی اور اچانک ایک ٹھنڈا میٹھا سا سایہ اس کے سر پر آ گیا ہے۔ معاذ نے ابھی تک کالی عینک لگائی ہوئی تھی۔ گرمی کی وجہ سے اس کا چہرہ تمتمایا ہوا تھا۔ وہ کالا کلوٹا آدمی جسے اس نے کبھی قابل التفات نہ جانا تھا۔ اس کے ساتھ قدم ملا کے چلنے لگا۔ تو زمانے کی ہوسناک نگاہیں پیچھے ہٹ گئیں۔ معاذ کے چہرے پر سختی تھی۔ اس کے قدموں میں وزن تھا۔ وہ اس کے پہلو میں ایسے چل رہا تھا۔ جیسے کسی عورت کا مالک چلتا ہے۔ سارے مالکانہ غرور کے ساتھ کہ دیکھو یہ میری عزت ہے۔ اور میں اس کی حفاظت کرنا خوب جانتا ہوں۔

رملیٰ بے خوف ہو گئی۔

شوہر آسمان ہوتا ہے بیوی زمین ہوتی ہے۔ ہر زمین کا ایک آسمان ہوتا ہے۔ اور کوئی زمین آسمان کے بغیر نہیں ہے۔ زمین و آسمان کا جنم جنم کا ناتا ہے۔ زمین و آسمان کا نام ساتھ ساتھ آتا ہے۔ زمین جب نرم اور بھری بھری ہو جاتی ہے تو آسمان اس پر جھک آتا ہے۔ کیا آسمان کی حقیقت سے انکار کیا جا سکتا ہے ______؟

رملیٰ نے معوذ کے کپڑے اتار کر اسے کھڑا کر دیا تو معاذ دوسری طرف سے آ کر ہینڈ پمپ چلانے لگا۔ اس وقت وہ صرف ایک باپ تھا۔ ایک عورت کا شوہر تھا۔ اس کے چہرے سے بالکل یہ ظاہر نہ ہو رہا تھا کہ وہ ایک ذہین فطین بہت بڑا افسر ہے اور کئی لوگ دن میں اسے کئی بار سلام کرتے ہیں۔

رملیٰ نے معوذ کی ٹانگیں اچھی طرح دھو کر اسے تولیے میں لپیٹا اور معاذ کی طرف بڑھا دیا۔

معاذ نے لپک کر اسے پکڑ لیا۔ اور پھر اس کے گیلے گیلے منہ پر بے اختیار پیار کر لیا۔ عجیب چیز ہے یہ بچہ بھی ______

انسانوں کو انسان بنائے رکھنے کا ایک سبب ______

معاذ موجو کو لے کر موٹر کی طرف چلا گیا۔ اور رملیٰ نے بہتر سمجھا کہ اس کا گندہ نیپکن دھو کر ہی جائے۔ اس لئے وہ ایک ہاتھ سے نل چلاتی رہی اور دوسرے ہاتھ سے دھوتی رہی ______

اور عجیب بات یہ ہوئی کہ کسی بھی واہیات مرد نے ادھر اُدھر سے آ کر نہ اسے جھانکا نہ اس پر آوازہ کسا ______ چند قدم اس کے ساتھ چل کر معاذ انہیں بتا گیا تھا کہ اس عورت کا میں کون ہوں ______؟

ایک دم رملیٰ کے دل میں پرانے درد جمع ہونے لگے۔

ٹھیک ہی تو ہوا تھا اس کے ساتھ ______ اگر بیوی شوہر کو شوہر نہ جانے تو ہر بدنیت قریب آنے کی کوشش کرتا ہے۔ کسی کی عزت کی حفاظت کوئی اور کیوں کرے ______؟ اور عورت اتنی ہلکی کیوں ہو جائے کہ جو بھی چاہے ہاتھ بڑھا کر اٹھا لے ______

رملیٰ واپس آ کر موٹر میں بیٹھ گئی۔

اس کے دل پر انجانی اداسیوں کا مینہ برسنے لگا۔ اداسیوں میں پچھتاوے بھی شامل تھے۔

چار گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد حبیب نگر کی حدود شروع ہو گئیں۔ ہر طرف لہلہاتے کھیت اور کچی پگڈنڈیاں دیکھ کر رملیٰ کی طبیعت ایک دم بشاش ہو گئی۔ سامنے ایک بورڈ پر بڑے بڑے حروف میں لکھا تھا۔ حبیب نگر۔

بے جی ______ رملیٰ نے اک دم سر موڑ کر پوچھا۔

اس گاؤں کا نام بہت خوبصورت ہے۔ کس نے رکھا تھا یہ نام ______؟

بے جی صرف مسکرائیں۔ مگر جواب معاذ نے دیا۔ بڑی نرم آواز میں بولا۔

یہ نام ہمارے والد بزرگوار نے رکھا تھا ______

اس نے ایک کچا موڑ کاٹا تو ساری دھول اڑ کے موٹر کا طواف کرنے لگی۔ ذرا آگے موٹر نکال کے وہ پھر بولا۔ ہمارے والد صاحب بڑے رومانٹک آدمی تھے۔ یہ گاؤں انہوں نے خود آباد کیا تھا۔ ورنہ اس سے پہلے تو یہ نرا جنگل تھا۔ تمہیں معلوم ہے۔ بے جی کا نام حبیبہ ہے ______؟

معاذ نے رملیٰ کی طرف دیکھ کر کہا۔

اچھا اچھا ______ رملیٰ کو جیسے ساری بات سمجھ میں آ گئی۔ بے جی نے شرما کر سر جھکا لیا۔

ہمارے ابا جی نے شادی کے بعد یہ گاؤں آباد کیا۔ اور اس کا نام حبیب نگر رکھ کر بے جی کو تحفے میں دے دیا تھا۔

رملیٰ نے مڑ کر دیکھا۔ بے جی کا چہرہ ایک دم بجھ گیا تھا۔ ماضی کی یادوں نے شاید ان پر یلغار کر دی تھی۔ وہ بڑی حسرت سے موٹر سے باہر دیکھ رہی تھیں۔ ان کی بجھی آنکھوں میں ننھے ننھے ستارے ٹمٹما رہے تھے ______ معوذ دودھ پی کے ان کی گود میں سو گیا تھا۔ پھر ایک بوجھل سی خاموشی چھا گئی۔ جیسے توڑنے کی کسی نے بھی کوشش نہیں کی۔

اسی وقت آسمان پر اچانک کالے کالے اور مٹیالے بادل نمودار ہوئے۔ سورج پردے میں

آ گیا۔ اور سارا ماحول شرمیلا شرمیلا ہو گیا۔ عین دوپہر کے وقت سورج کے چھپ جانے سے سارا ماحول اچانک شرمیلا شرمیلا ہو جائے تو سرکش تمنائیں جاگ اٹھتی ہیں اندر کی آرزو بیدار ہوتی ہے۔

اب موٹر کھیتوں کے بیچوں بیچ کچی سڑک پر جا رہی تھی۔ اس لئے دھچکے زیادہ لگ رہے تھے۔

رملی نے ماحول کو محسوس کر کے چہرہ گھما کے معاذ کی طرف دیکھا۔ وہ اسی طرح کالی عینک لگائے موٹر چلا رہا تھا۔ جیسے وہ کوئی فولادی آدمی ہے۔ اور اس کے دل میں جذبات نہیں بس ایک کمپیوٹر فٹ ہو چکا ہے۔

رملی پلکیں جھپکے بغیر معاذ کا چہرہ دیکھتی رہی۔ پہلے وہ جان بوجھ کر معاذ کے چہرے پر نظریں نہ ٹکاتی تھی۔ مگر اب ______ جب اس نے یاور کا چہرہ غور سے دیکھ لیا تھا۔ اور شان بھائی کے اندر جھانک لیا تھا۔ دن میں کئی بار معاذ کے چہرے کو غور سے دیکھا کرتی تھی۔ غور سے دیکھتی اور سوچتی۔ آخر کیا تھا اس چہرے میں جو وہ ہمیشہ اس چہرے سے نفرت کرتی رہی۔ یہ ضرور ہے کہ معاذ کا رنگ کالا تھا۔ مگر اب صبح و شام اس کو دیکھ دیکھ کر وہ اتنی عادی ہو گئی تھی کہ معاذ کا رنگ اتنا کالا نہیں لگتا تھا۔ وہ سوچتی دنیا میں ایک حبشیوں کی قوم بھی ہے۔ کالا رنگ بھی تو خدا نے ہی بنایا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ معاذ کے چہرے پر چیچک کے داغ تھے۔ اب شادی شدہ زندگی گزارنے کے بعد۔ ذہنی اور جسمانی آسودگی نے اس کا چہرہ بھر دیا تھا۔ اب وہ کٹوریاں اتنی نمایاں محسوس بھی نہیں ہوتی تھیں۔ اس کی آنکھیں رملی کو ہمیشہ وحشت زدہ لگا کرتی تھیں۔ مگر اس نے ان آنکھوں کو کبھی غور سے دیکھا ہی نہ تھا۔ معاذ کے پورے چہرے پر اس کی آنکھیں ہی تو بہت خوبصورت تھیں ______ اس کی آنکھوں میں بلا کی چمک تھی۔ وہ ان آنکھوں سے باتیں کرنے کا فن بھی جانتا تھا۔ بڑی متحرک، بڑی نوکدار ______ دل میں چھید کر دینے والی آنکھیں تھیں۔ ہونٹ موٹے تھے۔ مگر دانت بہت خوبصورت تھے۔ اوپر والے ذرا سے ابھرے ہوئے۔ ہنستا تو ایک دم اپنا سا لگتا۔ مضبوط اور بھرا بھرا سا جسم تھا۔ اور اسے ایک دم یاور کی اس دن کی جسارت یاد آ گئی۔

اف جب یاور نے اسے پکڑا تھا تو کیسے لجلجے اور زنانے سے اس کے ہاتھ محسوس ہوئے تھے۔ ایک دم اسے ابکائی سی آ گئی۔ اور بے اختیار اس نے معاذ کے ہاتھوں کی طرف دیکھا جو اس وقت اسٹیئرنگ پر تھے۔

کیا برائی تھی ان ہاتھوں میں ______ بس ذرا کالے تھے نا؟ مگر محبت کی گرمی سے چور تھے۔

پھر اسے اچانک پنڈی کا وہ سفر یاد آ گیا۔ جب معاذ اسے کسریٰ باجی کے ہاں چھوڑنے جا رہا تھا۔ جس وقت وہ لوگ جہلم کی حدود میں پہاڑیوں کے قریب سے گذر رہے تھے۔ تو شام گہری ہو گئی تھی۔ سڑک کالی ہوئی تو معاذ نے آرام سے اپنا بازو رملی کے کندھے پر رکھ دیا۔ رملی کو بہت برا لگا۔ تڑپ کر بولی۔

یہ کیا کر رہے ہیں آپ ______؟ کوئی دیکھ لے گا تو کیا کہے گا ______؟

کون دیکھے گا اس سڑک پر ______؟

دیکھیں نا کیسے خفیہ موڑ ہیں یہاں، اچانک کوئی موٹر یا ٹرک سامنے سے نکل کر آ سکتے ہیں۔

تو آ جائے ٹرک یا موٹر ______ لوگ یہی کہیں گے۔ کوئی پاگل آدمی ہے۔ ایک خوبصورت لڑکی کو بھگا لئے جا رہا ہے۔ اور سر راہ رنگ رلیاں منا رہا ہے۔

یہ سوچنا کوئی اچھی بات ہے۔ رملی نے برا مان کر کہا۔

میرے اوپر یہ الزام لگے۔ مجھے تو بہت اچھا لگتا ہے۔ پھر وہ والہانہ انداز میں بولا بھلا دنیا میں کوئی شخص اس بات پر یقین کر سکتا ہے کہ کوئی شوہر اپنی بیوی سے اس حد تک عشق کرتا ہے۔ مگر میں نے تو سارا عشق ہی اپنی بیوی کے لئے سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔

رملی نے بے دلی سے اس کا بازو پکڑا اور کندھے سے ہٹا دیا۔

وہ دیکھیں ایک ٹرک آ رہا ہے۔

معاذ زور سے ہنسنے لگا۔

لڑکیاں واقعی اتنی ڈرپوک ہوتی ہیں؟

پھر مڑ کر دیوانوں کی طرح اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔

سامنے دیکھ کر چلائیے۔ یہ بڑے خطرناک موڑ ہیں۔

میں بھی اس وقت بڑی خطرناک موڑ پر ہوں۔

معاذ نے پہاڑوں کا ایک نازک موڑ کاٹا۔ پھر اس کی ڈری سہمی صورت کو شام کی تاریکی میں غور سے دیکھ کر بولا۔

پتہ ہے میرا جی اس وقت کیا چاہ رہا ہے؟

تمہیں بازو سے پکڑ کر کمر پر مشک کی طرح لادلوں اور دوڑ کر اس اونچے پہاڑ پر چڑھ جاؤں۔ پھر ______ وہ تھوڑا سا رکا ______ شرارت سے رملی کی طرف دیکھا اور مستی میں کہنے

لگا۔ پھر تمہیں بوٹی بوٹی کر کے کھا جاؤں۔۔۔۔۔۔

رملیٰ سر سے لے کر پاؤں تک لرز گئی۔ اسے معاذ کی صورت اور بھی بھیانک نظر آنے لگی۔ نیم تاریک ماحول میں وہ کوئی آدم خور جانور لگا جس حسین لڑکیوں کی گردن پر منہ رکھ کر لہو پی جاتا ہے۔

وہ تھرا گئی۔

اور پھر بقیہ سارا راستہ اس سے بات ہی نہیں کی۔

آج اس پورے سفر میں معاذ نے رملیٰ کی طرف دیکھا بھی نہیں تھا۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ آج ان کے ساتھ بے جی بھی تھیں مگر معاذ تو بہت ہی اظہار محبت کرنے والا شوہر تھا۔ کیسا کھردرا بنا بیٹھا تھا۔ نہ ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ نہ بازو کندھے پہ رکھا۔ نہ ساتھ جڑ کر بیٹھا ______ آسمان پر سیاہ کالے بادل یوں لہرا رہے تھے جیسے سبز فصلوں نے اچانک کالی اوڑھنی اوڑھ لی ہے۔ ہوا سرد ہو گئی۔ اور نشے سے لڑکھڑانے لگی ______ راستے کشادہ مگر کچے تھے ______ حد نظر تک کھلا آسمان نظر آ رہا تھا۔ فضا پر اسرار ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ گاؤں کی فضا شہر کی فضا سے بالکل مختلف لگی۔ پتہ نہیں اس فضا میں کیسا طلسم تھا۔ کہ رملیٰ کو اپنا آپ ایک دم بدلا ہوا سا محسوس ہوا

______

رملیٰ کی آنکھوں میں بہت سا کڑوا پانی جمع ہو گیا۔

بدنصیب آنکھیں روتی رہی ہیں۔ وصل کے لمحوں میں بھی ______ جدائی کی گھڑیوں میں بھی ______ جس وقت گلی کے باہر جا کے موٹر رکی تو سارا گاؤں اکٹھا ہو گیا۔

سلام جی ______ سلام جی ______

چھوٹے بڑے دوڑ دوڑ کر معاذ کو سلام کرنے لگے۔ کوئی سامان اتارنے کو دوڑا۔

کوئی گھر میں خبر کرنے کو لپکا ______

اور بے جی کو قدم تو گاؤں کے لوگوں نے اس طرح چھوئے جیسے گاؤں میں کوئی پیر فقیر آ جاتا ہے۔

رات تک سارے گاؤں کو بے جی کے آنے کی خبر مل گئی تھی۔ اس لئے گاؤں کی عورتیں کام کاج سے فارغ ہو کر بے جی کے پاس جمع ہونے لگیں۔ بہت سی عورتوں کو بے جی کی بہو اور پوتا دیکھنے کا شوق کھینچ لایا تھا۔ اور واقعی وہ رملیٰ کو دیکھ کر بہت خوش ہو رہی تھیں۔

آتے ہی بے جی نے رملیٰ سے کہہ دیا تھا کہ وہ کوئی زرق برق جوڑا پہن کر سنگھار کر لے کیونکہ گاؤں کی عورتیں اسے دولہن کے روپ میں پہلی مرتبہ دیکھیں گی۔ رملیٰ نے بھی جھٹ بے جی کا کہا مان کے ایک خوبصورت جوڑا پہن کے زیوارات پہن لیے تھے۔ جو بھی رملیٰ کو دیکھتا وہ بے جی کو مبارک باد دیتا کہ ان کی بہو تو چاند کا ٹکڑا ہے۔ آج رملیٰ کو ان گاؤں کی سیدھی سادی عورتوں کی تعریف بہت اچھی لگ رہی تھی۔ اور اس کا دل چاہ رہا تھا۔ اس سولہ سنگھار کے عالم میں معاذ بھی اسے دیکھے ______ اسے دیکھے اور پھر اس پر دیوانگی چھا جائے اس کی آنکھوں میں مستی کے سامنے رنگ لہرائیں۔ مگر معاذ تو سر شام ہی چار خانوں والا تہہ بند باندھ کے کھلے بازوؤں کا کرتا پہن کے کچھ مردوں کے ساتھ باہر مردانے میں نکل گیا تھا۔

بے جی بڑی محبت سے ہر عورت کا حال پوچھتیں۔ ہر ایک سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھیں۔

اتنے میں ایک نوجوان اور خوبصورت سی عورت آ گئی۔ اس نے ایک پیاری سی بچی اٹھا رکھی تھی۔

بے جی اسے دیکھ کر کھل اٹھیں۔

آؤ آؤ خفصہ آؤ ______ میری بیٹی کیسی ہو تم ______؟

خفصہ قریب آ گئی۔ اپنی بچی کو گود سے اتارا اور پھر بے جی کے سینے سے لگ گئی۔ بے جی نے اسے پیار کیا۔ اس کی بچی کو چوما۔ گھر بار کی خیریت دریافت کی۔ پھر وہ وہیں بے جی کے ساتھ جڑ کر بیٹھ گئی۔ رملیٰ نے غور سے دیکھا۔ خفصہ ان گاؤں کی عورتوں میں بالکل مختلف اور تعلیم یافتہ نظر آ رہی تھی۔ اس کے حسن میں ایک حزن تھا۔ اس کی آنکھوں میں ایک ملال تھا۔ رملیٰ کو محسوس ہوا کسی زمانے میں

وہ بالکل ایسی ہی شکل بنا کر رہا کرتی تھی۔شاید اسے بھی کوئی دکھ ہے۔رملیٰ نے سوچا۔

پھر اس کا دل چاہا بڑھ کر اس سے دوستی کر لے۔

اسی وقت بے جی نے حفصہ کی طرف چہرہ کر کے پوچھا۔

اب تیرا جی ٹھیک ہے پتر۔اب تو پڑھائی کا غم نہیں ستاتا۔

حفصہ نے چہرہ جھکا لیا۔

بے جی نے پھر کہنا شروع کر دیا۔

کیا کرنا تھا اتنا زیادہ پڑھ کے ______ آخر عورت کو گھر داری کرنا ہوتی ہے۔اور بچے پالنے ہوتے ہیں۔یہی عورت کے اصلی کام ہیں۔

مگر بے جی ______ اس عورت نے چہرہ اٹھایا۔وہ رو رہی تھی۔

بس ڈاکٹر بننے میں میرے دو سال رہ گئے تھے۔میں نے بہت محنت کی تھی۔میری زندگی کی آرزو تھی کہ میں ڈاکٹر بنوں اور انسانیت کے کام آؤں ______

پتر انسانی بھلائی کے لئے تو آدمی کئی کام کر سکتا ہے،اور ہر عمر میں کر سکتا ہے۔

لیکن کیا حرج تھا بے جی اگر مجھے دو سال کی اور مہلت دے دی جاتی۔

بے جی ہنسنے لگیں۔

یہ بچپن کے نکاح بڑے واہیات ہوتے ہیں۔حفصہ روتی ہوئی بولی مراد نے صاف کہہ دیا۔

اگر میں نے پڑھائی نہ چھوڑی تو وہ نکاح توڑ دے گا۔یہ ظلم نہیں بے جی ______؟

اب اس طرح نہ سوچا کر ______ بے جی بولیں۔اب تو ایک بچے والی ہوگئی ہے خوش رہا کر۔

انسان کی ہر خواہش انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتی۔تو ایسا کرنا اپنی لڑکی کو ڈاکٹر بنا لینا۔

ہاں ______ وہ تڑپ کر بولی۔اپنی بیٹی کے لئے تو مراد ابھی سے کہتے ہیں۔اسے اعلیٰ تعلیم دلواؤں گا۔

بے جی کیا ہم کسی کی بیٹیاں نہیں ہوتیں ______؟

سب ایسے ہی چلتا ہے۔بے جی نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا۔کسی زمانے میں مجھے بھی بہت خواہش تھی۔ڈاکٹری پاس کرنے کی مگر میں تو سکول کی شکل ہی نہ دیکھ سکی تھی۔لیکن بعد میں میں نے اپنا یہ شوق اپنی بیٹی کی صورت میں پورا کر لیا۔اب اپنی بیٹی کو ڈاکٹر کے روپ میں دیکھ

کر اتنا ہی جی خوش ہوتا ہے۔جب تیری بیٹی بڑی ہوگئی تو دیکھنا تیرے شوہر کے خیالات کتنے بدل چکے ہوں گے۔

ہاں میں جانتی ہوں ------ یہ کہہ کر حفصہ پھر رونے لگی۔میں کوئی ناچ گانے کی تربیت تو نہیں لینا چاہتی تھی بے جی ______ کوئی برا کام تو نہیں کرنا چاہتی تھی۔صرف علم ہی حاصل کرنا چاہتی تھی۔نا؟ کیا علم کسی کو نقصان دیتا ہے۔؟

پتر حالات کے ساتھ سمجھوتہ کر لینے کا نام ہی علم ہے۔ایک ایسی خواہش جو پوری نہ ہو سکی،اس کی خلش میں اپنی خوشیاں ختم کر دینا اور اپنے گھر کو جہنم بنائے رکھنا علم کی توہین ہے۔ایک علم وہ بھی ہے۔جو انسان روزمرہ کی زندگی میں ہر روز حاصل کرتا ہے۔دنیا میں اور بھی کروڑوں لوگ ہیں۔جن کی دلی حسرتیں پوری نہ ہو سکیں مگر وہ بڑے کامیاب انسان بن کر ابھرے ______

حفصہ دوپٹے سے اپنے بہتے ہوئے آنسو پونچھنے لگی۔بے جی نے اس کی بیٹی زبیدہ کو پکڑ کے اپنے گھٹنوں پر بٹھا لیا۔اسے چمکارا اور بولیں۔

چپ کر جا۔دیکھو تمہاری بیٹی تمہیں دیکھ کر بسور رہی ہے۔اپنی ذہنی کیفیت اپنی بچی اور شوہر پر ظاہر کر کے تم انھیں خوش نہیں رکھ سکتیں۔خوش رہا کرو۔وہ لوگ بڑے بدنصیب ہوتے ہیں۔جو جوانی تو ذرا ذرا سی بات کے لئے روتے ہوئے گذار دیتے ہیں۔اور بڑھاپے میں جوانی کی تمنا کرتے ہیں۔

مریم تیرا کیا حال ہے؟ کیا تیری بیٹی کی سگائی ہوگئی۔؟

انہوں نے دور بیٹھی ہوئی عورت کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

جی آپ کی دعا سے ہوگئی بے جی ______؟

کب رخصتی ہے ______؟

جی اگلے ساون میں ______

اچھا اللہ مبارک کرے۔شادی سے پہلے میرے پاس شہر آنا۔

آؤں گی جی۔وہ خوش ہو کر بولی۔

زینب تیری ساس کو آرام ہے؟

کہاں جی ______ زینب بسور کر بولی۔اسی طرح وخت ڈالا ہوا ہے اس نے ______؟

تجھے کہا نہیں تھا۔ اسے لے کر شہر آ جاؤ۔ میں ہسپتال میں داخل کرا دوں گی۔

اب جی یہ تو مردوں کے کام ہیں۔

صبح وحید سے بات کروں گی۔

بالی تو کیوں اتنی زرد ہو رہی ہے۔

انہوں نے ایک عورت سے پوچھا جو چادر میں اپنا آپ چھپائے بیٹھی تھی۔

عورت نے جواب نہیں دیا بس شرما کر سر گھٹنوں پر رکھ لیا۔

کیا بات ہے ________؟ بے جی نے ساتھ بیٹھی عورت کو اشارہ کیا۔

جی یہ پھر ________ دوسرے جی سے ہے ________

ہائے زینب۔۔۔۔ بے جی نے ہمدردی سے کہا۔ یہ ساتواں بچہ ہے۔

جی ________ وہی عورت بولی۔

زینب تیری صحت تباہ ہو گئی ہے۔ نہ رنگ روپ رہا اور نہ طاقت۔ پچھلی بار جب میں آئی تھی۔ میں نے تجھے کہا تھا نا کہ شہر آنا میں تیرا آپریشن کرا دوں گی۔

جی سلطان مانتا ہی نہیں۔ زینب نے سر اٹھا کر بڑے کرب سے کہا۔

ہائے ایک تو ان مردوں کو ان کی انا مارے ڈالتی ہے۔ چھوٹے کی کیا عمر ہے ________

جی دس مہینے کا ہے۔

بس تو اب تو میرے ساتھ چلے گی۔ دیکھتی ہوں سلطان کیا کر لے گا۔ تیرے اندر طاقت نہ رہی تو ان سات بچوں کو کیسے پالے گی؟

اسی طرح بے جی رفتہ رفتہ سب عورتوں سے ان کے نجی معاملات پوچھ پوچھ کر ان کو مشورے دیتی رہیں۔ اور ہمدردی کا اظہار کرتی رہیں۔

تھوڑی دیر بعد حفصہ نے جانے کی اجازت چاہی تو بے جی نے کہا۔

عورت کو اتنا زیادہ علم حاصل کرنے کی کیا ضرورت ہے پتر۔ عورت کے پاس عقل ہوتی ہے اسے عقل کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرنی چاہیے۔ زیادہ علم تکلیف دیتا ہے۔

میری بات یاد رکھو۔ عورت عقل ہے اور مرد علم ہے۔ مرد زندگی کے سارے فیصلے اپنے علم کے زور پر کرتا ہے۔ اور عورت اپنی ساری زندگی عقل کے ساتھ گذارتی ہے۔

علم اور عقل مل کر ازدواجی زندگی کو خوشگوار بناتے ہیں۔ جہاں علم کام نہیں کرتا وہاں عقل کام

کرتی ہے۔ اپنی عقل سے عورت بدترین اور بگڑے ہوئے مرد کو بھی راہ راست پر لے آتی ہے۔

مجھے تم پر فخر ہے کہ تم ایک عقل مند عورت ہو۔ شاباش ________ خوش خوش رہا کرو۔ اور مستقبل کے بارے میں اچھی اچھی باتیں سوچا کرو ________

حفصہ اٹھ کر چلی گئی تو کچھ اور عورتیں قریب آ گئیں۔ باتیں کرتے کرتے بے جی نے ایک دم نظر اٹھا کر رملیٰ کی طرف دیکھا۔ وہ جمائیاں لے رہی تھی۔ بولیں۔

وو ہٹی پتر تو اب جا ________ سو جا جا کے ________ لمبا سفر کر کے آئی ہے۔ تھک گئی ہو گی۔

رملیٰ نے ادھر ادھر دیکھا تو وہ کہنے لگیں۔

موجو تو میرے کمرے میں سو گیا ہے۔ تو اوپر چلی جا ________ شاید تمہارے بستر انہوں نے چھت پر لگا دیئے ہیں۔

درحقیقت رملیٰ بہت تھک گئی تھی۔ مگر بے جی کی دلچسپ باتیں سننے کے لئے بیٹھی ہوئی تھی۔

پھر اس کو یہ آس بھی تھی کہ معاذ ابھی اندر آ جائے گا۔ اور اسے سولہ سنگھار میں دیکھ کر خوش ہو گا۔

لیکن وہ شاید باہر اس طرح مصروف ہو گیا تھا۔ جس طرح بے جی اندر عورتوں میں گھری بیٹھی تھیں۔

رملیٰ سب کو خدا حافظ کہہ کر آ گئی۔

سیڑھیاں چڑھتے ہوئے بے جی کے الفاظ اس کے کانوں میں گونجنے لگے۔۔۔۔

عورت عقل ہے اور مرد علم ہے۔ عورت کے پاس عقل ہوتی ہے اسے عقل کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرنی چاہیے۔۔۔۔

بے جی کسی مکتب میں نہیں پڑھی تھیں۔ پرانے وقتوں کی گھریلو پڑھی لکھی خاتون تھیں مگر بے جی کے پاس اتنا علم کہاں سے آیا تھا۔ شاید علم کا دوسرا نام تجربہ ہے۔ تجربہ ہمیشہ علم میں اضافہ کرتا ہے۔ شاید تجربے کے بغیر یہ زندگی اندھیرا کنواں ہے۔

رملی چھت پر آ گئی۔ اوپر موٹے رنگین پایوں والے دو پلنگ لگے ہوئے تھے۔ جن پر کھڈی کے بنے ہوئے خوبصورت کھیس بچھے ہوئے تھے۔ اور یہ دیکھ کر رملی کو سخت حیرت ہوئی کہ معاذ نہ جانے کب آ کر گہری نیند سو گیا تھا۔

کسی گاؤں کی کچی منڈیروں والی چھت پر رملی کے سونے کا یہ پہلا موقع تھا اس نے چھت پر کھڑے ہو کر چاروں طرف دیکھا۔ آسمان پر تیرھویں کا چاند چمک رہا تھا۔ کھلا آسمان اس قدر خوبصورت ہوتا ہے۔ اور کھلے آسمان پر چاند کی یہ شان ہوتی ہے۔ بڑے شہر میں رہنے والی رملی نے پہلی مرتبہ محسوس کیا۔ جگمگاتے چاند کی اوٹ سے آسمان کو دیکھا تو دور ونزدیک کالی کالی بدلیاں ڈھیر کی صورت پڑی تھیں۔ جن میں سے شریر ستارے داغوں کی مانند چمک رہے تھے۔ اس وقت اس نے سوئے ہوئے معاذ کو غور سے دیکھا۔ سفید وائل کے کڑکڑاتے کرتے اور چار خانے والے تہمند میں وہ بے سدھ سو رہا تھا۔ اس نے اوپر آ کر رملی کو بلایا نہیں تھا۔ کھلی ہوا اور چاندنی نے اسے گدگدایا نہیں تھا۔ وہ رات کو کبھی بیگانہ بن کے سونے کا عادی نہیں تھا۔ رملی کا دل چاہا وہ آرام سے جا کر معاذ کے بستر پر بیٹھ جائے اور ٹھنڈی ہوا کے ساتھ مل کے اس کے گھنے خوبصورت بالوں کو منتشر کر دے۔

مگر وہ جلدی سے اپنے پلنگ پر بیٹھ گئی۔ اور تکیہ اٹھا کے اپنے گھٹنوں پر رکھ لیا۔ چاند کی روشنی اتنی واضح تھی کہ اس نے تکیے پر کڑھا ہوا شعر بھی صاف پڑھ لیا۔ لکھا تھا ________

تجھ پہ اے تکیے میں کیا تکیہ کروں
مجھ کو تکیہ ہے خدا کی ذات پر

اردگرد خوب چڑیاں طوطے بنے ہوئے تھے۔ تکیہ وزنی بھی کافی تھا۔ تھوڑی دیر وہ تکیے پر ہاتھ پھیرتی رہی پھر چت لیٹ گئی۔

چاند چلتا چلتا بادلوں میں آ گیا۔

نہیں یہ تو محض فریب نظر تھا۔ چاند اپنی جگہ پر ساکت تھا۔ سیاہ بدلیاں ادھر ادھر تیر رہی تھیں۔ اس کے ساتھ اٹکھیلیاں کر رہی تھیں۔ ایک بدلی مستی بھری ادا کے ساتھ آگے بڑھی اور چاند کو اپنی آغوش میں ڈھک لیا۔ کالی بدلی کی آغوش میں دبکا ہوا چاند بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ جیسے کسی حسینہ نے کالے دوپٹے سے گھونگھٹ کاڑھ لیا ہو۔ شاید [redacted] کی برسات کے لئے سیاہ بدلی کی ضرورت ہوتی ہے۔ پتہ نہیں موتیا کی خوشبو کہاں سے آ کے اس کے پاس ٹھہر گئی تھی۔ گاؤں کی کچی منڈیریں سرگوشیاں سننے کی تمنا میں سانس روکے کھڑی تھیں۔ دور سے مینڈکوں کے ٹرانے کی آوازیں بھی آ رہی تھیں۔ کبھی کبھی کسی جانور کی آواز ان آوازوں کے ساتھ مل کر ماحول کو بہت قدرتی اور بہت پراسرار بنا رہی تھی۔

گاؤں کی ایک اپنی خوشبو ہوتی ہے۔ جو آدھی رات کو کچے اور خوابیدہ گھروں سے نکل کر سارے عالم میں پھیل جاتی ہے۔ یہ خوشبو زندگی سے قریب ہوتی ہے۔ اس لئے زندگی کو بھڑکا دیتی ہے۔ اس خوشبو میں زندگی کے سارے اسرار پوشیدہ ہوتے ہیں۔ کھلے آسمان تلے لیٹی ہوئی رملی نے اپنے دل میں ایک عجیب سا درد محسوس کیا اور مڑ کر معاذ کی طرف دیکھا جو اس کی طرف پیٹھ موڑے بے سدھ سو رہا تھا۔ اس کے گھنے بالوں کی گنجلک ٹوکری اس کی گردن تک ڈھلک آئی تھی۔ اور وہ اپنے بالوں کی گپھا میں گم ________ جانے کن بادلوں میں تیر رہا تھا۔ رملی کے دل میں اس کی گردن پر انگلیاں پھیرنے کی شدید تمنا جاگی ان بالوں میں اپنا تنفس گم کر دینے اور پھر زندگی بھر نہ ڈھونڈنے کو دل چاہا۔

رملی کا دل چاہا وہ اسے جھنجھوڑ کر جگا دے۔ اور پھر اس سے کہے میں نے چاند کو جی بھر کر دیکھ لیا ہے۔ اس میں بھی داغ ہے۔ اس میں کیا ہے کہ لوگ اس پر مرتے ہیں۔ اور ان کو چاند کا داغ نظر نہیں آتا۔

میں نے تمہارے چہرے کے داغ بھی جی کے بھر کے دیکھے ہیں۔ اور ان کے اندر جو روشنی ہے وہ بھی مجھے نظر آ گئی ہے۔ پھر کیوں مجھ سے منہ موڑے سو رہے ہو ________؟

یہ سوچتے ہی رملی کے دل میں ہوک اٹھی اور وہ زاروقطار رونے لگی۔ اور روتے روتے اسے بھول گیا کہ وہ کھلی چھت پر لیٹی ہے ---------

اس کی ہچکیاں سن کر معاذ ایک دم جاگ گیا۔ پھر پریشان ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اٹھ کر اس طرف آیا اور بولا۔

رمو تمہیں کیا ہوا ہے جان ________

رملیٰ بہت کچھ کہنا چاہتی تھی ۔ مگر اس کی آواز نہیں نکل رہی تھی ۔

کچھ تو بتاؤ تمہیں کیا ہوا ہے رمو ________ ؟ بے جی کو بلاؤں ________ ؟

معاذ اور بھی گھبرا گیا ۔

نہیں مجھے کچھ نہیں ہوا ۔ رملیٰ نے ہچکیوں کے درمیان کہا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یونہی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یونہی

پھر وہ بات بنا کر بولی ۔ امی جان یاد آ گئی تھیں ________

معاذ نے گلاس میں پانی بھر کے اسے پلایا ۔ اسے صبر کی تلقین کی اور پھر آ کر اپنے بستر پر لیٹ گیا ۔ لیٹ کر بھی اس سے اچھی اچھی باتیں کرتا رہا ۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد سو گیا ۔ رملیٰ نے سر اٹھا کر دیکھا ۔ وہ پھر گہری نیند میں اتر گیا تھا ۔

رملیٰ نے آنکھیں خشک کر کے اس کے پلنگ پر نظر ڈالی ۔ اس کی لمبی لمبی سانسیں صاف سنائی دے رہی تھیں ۔ وہ واقعی دوبارہ سو گیا تھا ________ اب اس کا چہرہ رملیٰ کی طرف تھا اور چاند کی شفاف روشنی میں اس کا چہرہ صاف نظر آ رہا تھا ۔ رملیٰ اس کے چہرے کی طرف دیکھتی رہی تب اس کی سمجھ میں آیا کہ چہرہ ایک عارضی پڑاؤ ہوتا ہے ۔ جب لوگ دل میں جانے کے راستے تلاش کر لیتے ہیں تو چہروں پر سے یوں گزر جاتے ہیں ۔ جس طرح کسی سڑک پر سڑک کے نام کا بورڈ پڑھ کے آدمی آگے نکل جائے ۔ ایک جہان چہرے سے آگے بھی ہے ۔

اس کا دل چاہا ________ وہ معاذ کا گریبان پکڑ کے کہے ________

ایک بار پھر اسی والہانہ پن سے میرے ساتھ محبت کرو ۔

مجھے قتل کر دو ۔

مجھے مار ڈالو ۔

مگر بے اعتنائی کی چھری سے ذبح نہ کرو ۔

بے اعتنائی عورت کو مار ڈالتی ہے ۔

وہ جگ ہنسائی سے نہیں ڈرتی ۔ ۔ بے اعتنائی سے ڈرتی ہے ۔

اس نے اپنی شادی کی پہلے سال کی اک اک رات کو قریب بلایا اور پھر یادداشت کی خوردبین لگا کے اس کا ایک ایک پل دیکھا ۔ اسے مرد کی محبت کی ادا سمجھ میں آئی ۔ پھر اس کے نیر بہنے لگے ۔ مگر اس مرتبہ اس نے اپنے دوپٹے کا پلو اپنے منہ میں رکھ لیا کہ آواز باہر نہ جا سکے ۔

اس کا ایک ایک آنسو کہہ رہا تھا ۔

او کالے بدصورت آدمی ________

تو میری پہچان بن گیا ہے ________

میری جان بن گیا ہے ________

اور تبھی انجان بن گیا ہے ________

جب سے میں نے تیرے اندر کا حسن دیکھا ہے ۔ تجھے میرے نفس کی بدصورتی نظر آ گئی ہے ۔

ایک بار آ ________ مجھے توڑ پھوڑ دے ________

میری راتیں مجھے لوٹا دے ________ میری باتیں مجھے سونپ دے ________

میرے لمحے مجھے دے دے ________

لمحوں کے بغیر میں گونگی ہو گئی ہوں ۔ کچھ بھی نہیں کہہ سکتی ۔ محبت میں اظہار کے لئے گویائی کی نہیں لمحوں کی ضرورت ہوتی ہے ۔ جن لمحوں کو میں نے اپنی ناقدری تلے روندا ________ ان لمحوں کا ایک سرا مجھے پکڑا دے ۔

اب مجھے پتہ چلا ہے کہ محبوب کو آنکھیں بند کر کے محسوس کرنا چاہیے ۔ محبوب کی سانسیں روک کر سونگھنا چاہیے ۔ نفس نفس میں اتارنا چاہیے ۔ محبت میں شناخت کی گھڑیاں زیادہ دیر نہیں ٹھہرتیں ۔

محبت ہمیشہ آنکھیں بند کر کے کرنی چاہیے ________

کھلی آنکھیں دھوکا کھا جاتی ہیں ۔ بند آنکھوں سے روشنی کے جھرنے پھوٹتے ہیں ۔

اور میں کیا جانتی تھی ۔ محبت کا چہرہ سب سے حسین چہرہ ہے ________

میں چہروں میں محبت تلاش کرتی رہی ________

لیکن محبت کا چہرہ نہ پہچانا ________

افوہ ________

محبت کا ذرا سا لفظ ادا کرنا کتنا مشکل لگ رہا تھا ۔ یہ تولہ بھر زبان جو زندگی بھر لایعنی بکواس کرتی ہے ۔ ایک ننھے سے لفظ کا بوجھ نہیں اٹھا سکتی ۔ اس سے ایک ذرا سا لفظ محبت نہ ادا ہو رہا تھا ________ جس کی ادائیگی رواں رواں کر رہا تھا ۔

معاذ صرف تین دن کی چھٹی لے کر آیا تھا۔ اور ان تین دنوں میں اس نے گاؤں کے بہت سے بکھیڑے نمٹائے تھے۔ صبح ان لوگوں نے واپس جانا تھا۔ مگر بے جی نے آ کر کہا

____

میں ابھی تم لوگوں کے ساتھ نہ جا سکوں گی۔

کیوں بے جی ____ ؟ رملیٰ پریشان سی ہو گئی۔

پتر یہاں میری عدم موجودگی میں بہت سے کام خراب ہو گئے ہیں۔ پہلے میں ہر چھ ماہ کے بعد آ کر یہاں کچھ دن رہا کرتی تھی۔ پچھلے دو تین سالوں سے میں شہر میں ہی مصروف ہو گئی ہوں۔ اب کچھ دن یہاں رہ کر سب کام ٹھیک کرنا چاہتی ہوں۔

بے جی آپ کتنے دن بعد آ جائیں گی ____ ؟

پتر آ جاؤں گی جب کام ختم ہو جائیں گے۔ تم معاذ کے ساتھ اپنے گھر جاؤ۔۔۔۔

مگر ہم وہاں اکیلے کیسے رہیں گے ____ ؟

بے جی ہنسنے لگیں۔

ماشاءاللہ تم تین افراد ہو۔ اکیلے کیسے ہو ____ !

بے جی۔۔۔۔۔۔ میں تو۔۔۔۔۔ آپ کے بغیر رہنے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔

پگلی ! بے جی نے اسے سینے سے لگا لیا۔ بڈھوں کے ساتھ اتنا دل نہیں لگاتے۔ وہ تیرا گھر ہے۔ اللہ اسے آباد رکھے۔ میں بھی آ جاؤں گی۔

لیکن معوذ کیسے رہے گا۔ آپ کے بغیر بے جی ____ رملیٰ نے آخری پتہ پھینکا۔

اسے میں یہاں رکھ تو لوں۔ مگر مجھے شاید زیادہ دن لگ جائیں۔ پھر یہ اپنے باپ کے لئے اداس ہو جائے گا۔ اس لیے اسے ساتھ ہی لے جاؤ۔

رملیٰ نے بہت زور لگایا۔ مگر بے جی وہیں گاؤں میں رک گئیں۔ رملیٰ جانتی تھی کہ گاؤں

میں کچھ کام ضروری ہیں۔ مگر اپنے گھر میں بے جی کے بغیر رہنے کے خیال سے ہی رملیٰ کو ہول اٹھ رہے تھے۔ بے جی اس کی زندگی میں اس طرح داخل ہو گئیں تھیں کہ وہ ایک دن بھی ان کے بغیر رہنے کا نہ سوچ سکتی تھی۔ لیکن جب گھر آئی اور آ کے گھر کو سنبھالا تو سارے کس بل نکل گئے۔

پورا ایک مہینہ ہو گیا تھا۔ اسے گھر داری کرتے ہوئے۔ اس ایک مہینے میں اسے احساس ہوا۔ ذمہ داری کیا ہوتی ہے۔ صبح اٹھ کر پہلے معاذ کے لیے ناشتہ بناتی اور اسے دفتر روانہ کر دیتی۔ اتنے میں معوذ اٹھ کر آ جاتا۔ اس کے ننھے ننھے کام کرتے ہوئے وہ سوچتی دوپہر کو کیا پکے گا۔ رات کے کھانے میں کیا ہونا چاہیے۔

یوں تو وہ پچھلے کئی ماہ سے دیکھتی آ رہی تھی کہ بے جی کیا کچھ پکاتی ہیں۔ اور کس طرح سے دیتی ہیں۔ لیکن جب سب کچھ کرنا پڑا تو اسے بہت مشکل لگا۔ مثلاً یہی کہ آج کیا پکے گا۔ وہی گوشت سبزی وہی دال بھاجی ____ جو انسان روزمرہ کھانے کے عادی ہیں مگر اس میں بھی ہر روز تنوع پیدا کرنا۔ بے جی اکثر کہا کرتیں ____

اچھی گرہستن وہ ہوتی ہے۔ جو اسی گوشت سبزی کو ہر روز نئے سلیقے سے پیش کرے ایک ہی چیز ہر روز کھا کھا کر گھر کے مرد اکتا جاتے ہیں ____

رملیٰ کو ہر روز سوچنا پڑتا کون سی چیز کس طرح پکائے۔ اس گھر میں ایک نوکرانی بھی تھی جو صبح شام آتی تھی۔ برتن مانجھ دیتی یا آٹا گوندھ کے پھلکے بنا دیتی۔ باقی سارا کام بے جی خود کرتی تھیں۔ یہ کام رملیٰ کو کرنا پڑا تو اسے احساس ہوا بڑھاپے میں بے جی اتنا کام کیسے کر لیتی تھیں اور تو اور صبح اٹھ کر دودھ بھی بلو لیتی تھیں۔ کیونکہ انہوں نے شہر میں ایک بھینس رکھ چھوڑی تھی رملیٰ نے بہت کوشش کی مگر اسے دودھ بلونا نہ آیا۔ اس کام کے لئے وہ نوکرانی کا انتظار کیا کرتی۔ دوپہر کا کھانا معاذ کے دفتر جایا کرتا تھا۔ اس کے لیے خاص اہتمام کرنا پڑتا تھا۔ شام کی چائے وہ گھر آ کر پیتا تھا۔ اور رات کے کھانے پر کبھی کبھی دوست کو بھی بٹھا لیتا تھا۔ ایک صرف کھانا پکانا ہی تو کام نہیں ہوتا۔ رملیٰ کو احساس ہونے لگا کہ ایک ہنستے بستے گھر کے پیچھے ایک مکمل عورت ہوتی ہے۔ مرد تو گھروں میں مہمانِ خصوصی کی مانند رہتے ہیں۔ دن چڑھے نکل گئے اور ایک خاص وقت پر واپس آ گئے۔ گھر کو صاف ستھرا رکھنا۔ چادریں اور تکیے کے غلاف بدلنا۔ باقاعدگی سے ہر ہفتے دھوبی کو کپڑے دینا۔ سودا سلف منگوانا۔ آنے جانے والوں کی تواضع کرنا۔ تقریبات میں جانا بچوں کے ساتھ راتوں کو جاگنا۔ دن کو انہیں اسکول چھوڑنے جانا۔ ہر وقت گھر کا دھیان رکھنا۔ ہر وقت یہ

سوچنا گھر میں کوئی چیز ختم نہ ہو جائے۔ ہر وقت خدمت کے لیے تیار رہنا کتنے جان جوکھم کام تھے۔ معاذ بہت دوست نواز آدمی تھا۔ گھر میں بہت لوگ آتے تھے۔ بے جی سارا دن تواضع کرتی نہ تھکتیں۔ جتنے مہمان آتے رہتے۔ چائے کے ساتھ نئی نئی چیزیں بھیجتی رہتیں۔ شروع شروع میں رملیٰ کو بہت سی مشکلات پیش آئیں۔ دوسری بار ڈرائنگ روم میں چائے بھیجنا پڑتی تو وہ گھبرا جاتی۔ بار بار برتن دھونے پڑتے۔ بار بار ٹرالی لگانی پڑتی۔ بیچ میں موجو آ کے تنگ کیا کرتا اور وہ جھلائے ہوئے انداز میں اس کو تھپڑ مار دیتی۔ پہلا ایک ہفتہ کٹھن تھا۔ اسے یوں لگتا وہ کسی امتحان میں پھنس گئی ہے۔ بے جی پتہ نہیں کس طرح ہر وقت سارے گھر کو صاف ستھرا رکھا کرتی تھیں۔ کئی بار بے جی نے اسے کہا تھا۔

دو ہٹی! غسل خانے میں میلے کپڑوں کا ڈھیر مت لگایا کرو۔ بہت برے لگتے ہیں۔ ان کو سمیٹ کے ایک تھیلے میں ڈال کے رکھا کرو ______

تب اسے بہت عجیب لگتا تھا کہ اگر میلے کپڑے غسل خانے میں ڈھیر نہ ہوں گے تو کہاں ہوں گے۔

لیکن اب اسے اپنے آپ سمجھ آ گئی تھی کہ گھر میں ہر چیز کی ایک جگہ ہوتی ہے۔ ہمہ وقت یہ خیال بھی رہتا کہ بے جی کے نہ ہونے سے معاذ کو کوئی واضح فرق نہ محسوس ہو۔ پہلے ہفتے تو اسے یہ سب کچھ بہت مصیبت لگا۔ کئی بار وہ اوندھے منہ بستر پر گر گئی اور رونے لگی۔ رفتہ رفتہ وہ ہر کام سے مانوس ہوتی گئی۔ رات اس طرح تھک ٹوٹ کر سوتی کہ بس صبح سویرے ہی آنکھ کھلتی۔ کبھی کبھی وہ سوچتی کہ شادی کے فوراً بعد اس نے بڑی عیش کی زندگی بسر کی ہے۔ اگر ابتدا میں ہی اس پر اتنی ذمہ داریاں پڑ جاتیں تو کس قدر گھبرا جاتی۔ اس وقت جب معاذ کو دیکھتے ہی اس پر نفرت کے بادل چھا جاتے تھے۔ اگر اسے گھر کے یہ سارے کام کرنے پڑتے تو اس کا کیا حال ہوتا ______؟

بے جی نے اسے بے شمار ذمہ داریوں سے بچا لیا تھا۔ گھر میں شہزادیوں کی طرح رکھا تھا۔

اور تو اور بچے کی بہت ساری ذمہ داریاں بھی انہوں نے بانٹ لی تھیں۔ حتیٰ کہ وہ رات بھر آرام سے سوئی رہتی۔ اب احساس ہوتا کہ وہ تو ایک جنت میں رہتی تھی۔ اس قدر آرام میں اسے فضول قسم کی باتیں سوچنے کا موقع ملتا رہا۔ اور وہ ایک خیالی جنت آباد کرتی رہی۔ ظاہر ہے اگر کسی کے پاس اتنا فالتو وقت ہو گا تو وہ فضول باتیں سوچے گا۔ اگر شروع دن سے ہی اس پر اتنی ذمہ داریاں پڑ جاتیں تو اسے معاذ کے بارے میں اتنا زیادہ سوچنے کا موقع نہ ملتا۔

اب وہ اتنی مصروف رہتی کہ معاذ کی کوئی بات قابلِ اعتراض نہ لگتی۔ وہ گھر میں بھی ہوتا تو وہ

کبھی اس کی شکل و صورت کے بارے میں نہ سوچتی۔ زندگی تو ہر قسم کے معمول کی عادی ہو جاتی ہے اور زندگی کو بہلانا کون سا مشکل ہے۔؟

اندر ہی اندر سے وہ تمنا کرتی کہ بے جی جلدی سے آ جائیں اور سارے گھر کو سنبھال لیں۔ وہ پہلے کی طرح ہلکی پھلکی ہو جائے اب اسے اندازہ ہوتا کہ لوگ بزرگوں کو گھر کی برکت کیوں کہتے ہیں۔ اور گھر میں کسی بزرگ ہستی کے ہونے کے کیا فائدے ہیں ______؟ اور لوگ بے جی سے مل کر اسے خوش قسمت کیوں کہتے تھے ______؟

ایک دن اس نے باتوں باتوں میں معاذ سے کہا بھی کہ وہ بے جی کو بلا لے۔ تو وہ بڑے سکون سے بولا۔

میں نے بے جی کو ان کی مرضی کے خلاف کبھی مجبور نہیں کیا۔ وہ جب جانا چاہیں انہیں بھیج دیتا ہوں اور جب تک خود بخود آنے پر آمادہ نہ ہوں میں بلاتا نہیں۔ جب ان کا دل چاہے گا وہ خود ہی آ جائیں گی ______

پھر رملیٰ کو اپنے رویے پر خود ہی شرم بھی آئی تھی۔ وہ گھر کے کام کرنے کے لئے بے جی کو بلا رہی تھی۔ حالانکہ یہ ذمہ داریاں اس کی اپنی تھیں۔ اور جو سہولتیں اسے بے جی نے دے رکھی تھیں اور جتنا آرام اسے بے جی نے پہنچایا تھا۔ وہ کتنی عورتوں کے مقدر میں ہوتا ہے ______؟

اسے اپنے ماضی پہ شرم آنے لگتی۔ اللہ نے اسے بے شمار نعمتیں دے رکھی تھیں سسرال میں پہنچ کر اسے کسی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑا تھا۔ اسے ایک ذرا شوہر کی صورت اس کی پسندیدہ نہ تھی تو اس نے کتنے غلط قدم اٹھائے ______؟

کیا اس دنیا میں سب کچھ مل جاتا ہے ______؟

نہیں ______

جو لوگ یہ سوچتے ہیں وہ احمق ہیں۔ دنیا میں ہر خوشی اور ہر تمنا پوری نہیں ہوتی جو نصیبوں سے مل جاتا ہے اس کے ساتھ سمجھوتہ کر لینے کا نام ہی دنیا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا منصف ہے وہ اپنی نوازشیں برابر بانٹ دیتا ہے۔ کسی کو کچھ دیتا ہے کسی کو کچھ ______

مگر افسوس انسان کو دوسروں کی نعمت تو نظر آتی ہے۔ مگر اپنی صرف محرومی ہی نظر آتی ہے۔

رملیٰ پر جب احساس ندامت حملہ کرتا تو وہ پھر تندہی سے گھر کے کاموں میں جت جاتی اپنے آپ کو اتنا زیادہ مصروف کر لیتی کہ ضمیر کے کچوکے اسے تنگ نہ کر سکیں۔

اس رات معاذ نے اپنے بہت سے دوستوں کو کھانے پر بٹھالیا تھا۔ رملیٰ نے جلدی سے دو چار چیزیں اور بنالیں۔ جب لوگ کھانا کھا کر چلے گئے تو وہ برتن سمیٹنے لگی اس کے چہرے پر تھکن کے آثار تھے جنھیں معاذ نے پڑھ لیا تھا۔

اس کا چہرہ دیکھ کر بولا۔

آج کل بے جی یہاں نہیں۔ تمہارا کام تو بڑھ گیا ہوگا ______؟

نہیں نہیں ______ رملیٰ جلدی سے بولی۔ کام کا کیا ہے۔ یہ تو میرے گھر کا کام ہے۔

معاذ نے اس کا چہرہ غور سے دیکھا۔

تم تھکی ہوئی لگ رہی ہو۔ تمہارا چہرہ اتر گیا ہے۔ آرام کیا کرو۔

رملیٰ اداسی سے مسکرائی تو وہ بولا۔

کل رات کا کھانا باہر کھائیں گے اور کوئی پکچر بھی دیکھنے چلیں گے۔ کیا خیال ہے ______؟

تم تھوڑی سی تفریح بھی کیا کرو ______

رملیٰ برتن سمیٹنے لگی۔

اور برتنوں کے ساتھ ساتھ اپنی آنکھوں میں بھر بھر آنے والے نیر بھی سمیٹتی رہی۔ معاذ کا رویہ اس کے ساتھ ہمیشہ سے مشفقانہ تھا۔ ہمیشہ اس کا خیال رکھتا۔ بڑی نرمی سے بات کرتا۔ بڑی محبت سے اس کا حال پوچھتا۔ یاور والے واقعے کے بعد اس نے ایک دن بھی تو اسے طعنہ نہیں دیا تھا۔ اسے ایک بار بھی تو سختی سے نہیں بولا تھا۔ بہانے بہانے اس کی عیب جوئی نہیں کی تھی۔

کاش وہ اسے طعنے دے لیتا۔ برا بھلا کہہ لیتا۔ اٹھتے بیٹھتے اس کی انا کو مجروح کرتا۔ اس کے کیریکٹر پر بار بار حملے کرتا۔ تو رملیٰ کے ضمیر کا بوجھ کچھ تو اتر جاتا۔

مگر وہ کتنے آرام سے کہہ رہا تھا۔

تمہارا چہرہ اتر گیا ہے ______؟

اس چہرے کا کیا ہے ______؟ رات اپنے بستر پر لیٹ کر رملیٰ نے سوچا۔

یہ تو اترتا ہی رہا ______

پہلے نفرت کی سطح پر اترا۔ پھر جھوٹی محبتوں کے سمندر میں غرق ہوا ______ پھر تمہارے دل سے اترا ______ آج کل پچھتاووں کی خندق میں اترا ہوا ہے۔

اس چہرے کا کیا پوچھتے ہو ______؟

اس نے کبھی دل کا ساتھ نہیں دیا۔ اس لئے یہ نہ سمجھو کہ یہ روزمرہ کام کی تھکاوٹ ہے۔

یہ تو روح کی تھکاوٹ ہے ______

ذہن کی تھکاوٹ ہے ______

چہرہ ایک چراغ کی مانند ہوتا ہے۔

اس میں خوشی کا تیل نہ ڈالو تو بجھ جاتا ہے۔

اس روز موجو صحن میں اپنی ٹرائی سائیکل چلا رہا تھا۔ اُچھل کر گرا اور اس کا ایک اوپر والا دانت ٹوٹ گیا۔ رملی نے دوڑ کر اسے پکڑا اور جب اس کا لہولہان چہرہ دیکھا تو چلا چلا کر رونے لگی۔ گھبرا کر اندر سے معاذ نکل آیا اس نے روتے ہوئے بچے کو بازوؤں میں لے لیا اور اندر لے گیا۔ رملی کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو رہے تھے۔ دل بیٹھا جا رہا تھا۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا۔ اپنے بچے کے منہ پر لگا ہوا لہو دیکھتی تو کلیجہ مسوس کر رہ جاتی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس وقت کیا کرے اسے شدت سے بے جی یاد آئیں۔ موجو بہت شیطان اور طرار بچہ تھا۔ جب سے اس نے چلنا سیکھا تھا۔ آئے دن اسی طرح چوٹیں لگوا لیا کرتا تھا۔ مگر بے جی جھٹ اسے سنبھال لیتی تھیں۔ پتہ نہیں کس طرح وہ اسے دوائی بھی لگا دیتیں اور چپ بھی کرا لیتی تھیں۔ رملی کو تو عام طور پر بعد میں پتہ لگا کرتا تھا۔ وہ تو ہمیشہ اپنے خیالوں کی جنت میں ہی سرگردان رہتی تھی اس نے بچے کے پالنے کے دکھ نہیں اٹھائے تھے پہلے اسے پتہ ہی نہیں چل سکا تھا۔ جنم دینے کی تکلیف تو بس ایک ہی بار ہوتی ہے مگر بچے کو پالنا ایک کرب مسلسل ہے۔ جس سے عورت بار بار گذرتی ہے۔ اور اس کرب سے بار بار گذر کے ہی وہ جلدی بوڑھی ہو جاتی ہے۔ ایک بچے کی پیدائش کے بعد ہی ______ اس پر سے روپ کا خمار اتر جاتا ہے۔ راتوں کو جاگ جاگ کر وہ اپنی خوبصورت آنکھوں کا کیف بچے پر لٹا دیتی ہے۔ نہ اسے اپنے رنگ روپ کا خیال رہتا ہے۔ نہ خوبصورت جسم کا ______ شادی کیا ہوتی ہے۔ عورت کے نچھاور ہونے کا موسم شروع ہو جاتا ہے۔ پہلے اپنے شوہر کی پسند میں ڈھلتی ہے اور جو بچ جاتا ہے اس کو بچوں پر وار دیتی ہے۔ بے جی نے رملی کو اپنا آپ وارنے کا موقع نہیں دیا تھا۔ بے جی ایک سخت گیر اور خود پسند ساس کے ہاتھوں سے نکلی تھیں۔ اس لئے وہ اپنی بہو کو اس آنچ سے دور رہی رکھنا چاہتی تھیں۔

اب گھر کا کام کرنے کے ساتھ ساتھ دن رات رملی کو موجو کا خیال رکھنا پڑتا۔ اس کے پیچھے پیچھے بھاگنا پڑتا کہ کہیں باہر نہ نکل جائے۔ بجلی کے کسی سوئچ میں انگلی نہ ڈال دے ______

چاقو سے اپنے ہاتھ نہ زخمی کر لے ______ اس عمر میں بچہ اس بگولے کی طرح ہوتا ہے جو کسی کے ہاتھ میں نہیں آتا۔ اور ان چند مہینوں میں ہی رملی کے ہوش اڑ گئے تھے۔

اور ابھی موجو کو لہولہان دیکھ کر وہ بے اختیار رونے لگی۔ معاذ نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

تم تو چپ کرو رملی۔ میں موجو کو سنبھالوں یا تمہیں ______ جاؤ تھوڑا سا گرم پانی لاؤ اور روئی سے اس کا چہرہ صاف کرو۔ دیکھیں کہاں کہاں چوٹ لگی ہے۔

رملی دوڑ کر نیم گرم پانی اور روئی لے آئی۔ مگر قریب آ کر رک گئی۔ اس کے ہاتھ لرزنے لگے۔ کہنے لگی۔

میں اپنے بچے کا خون صاف نہیں کر سکتی۔ مجھ سے یہ سب نہیں ہوتا۔ خدا کے لئے اسے ڈاکٹر کے پاس لے چلیں۔

لے چلتے ہیں۔ معاذ نے بہت آہستہ سے کہا۔ اور روئی گیلی کر کے اس کا چہرہ صاف کرنے لگا۔

کھڑے کھڑے رملی کو یوں محسوس ہوا۔ کوئی اس کے دل پر نشتر چلا راہ ہے۔ ہر بار جب معاذ روئی سے اس کا چہرہ صاف کرتا۔ رملی کے دل میں سوئی چبھ جاتی۔

اف ماں بچے کا یہ تعلق ہوتا ہے ______ رملی کے زار و قطار نیر بہتے رہے ______

موجو کے چہرے سے بہت خون نکل رہا تھا۔ معاذ نے روئی سے صاف کر کے دیکھا تو اس کا ایک اوپر والا دانت ٹوٹ گیا تھا۔ ابھی چند ہفتے ہی تو ہوئے تھے۔ موجو کے اوپر والے سارے دانت نکل آئے تھے۔ اور وہ ہنستا ہوا بہت پیارا لگتا تھا۔ شاید میری نظر لگ گئی۔ رملی نے دل میں سوچا۔

اور ساتھ ہی اوپر والا ہونٹ بھی پھٹ گیا تھا۔ معاذ نے احتیاط سے اس کو اٹھایا اور بولا۔ اسے ڈاکٹر کے پاس لے جانا پڑے گا۔

رملی بھی دوڑ کے اس کے پیچھے گئی۔ اور اگلی سیٹ پر بیٹھ کے موجو کو گود میں لے لیا۔ اور معاذ بڑے سکون سے موٹر چلانے لگا۔

معاذ نے عام شوہروں کی طرح غصے میں پھنکارتے ہوئے رملی کی بے پروائیوں کو بالکل نہیں کوسا۔ بلکہ رملی خود ہی لرزتی ہوئی شرمندہ سی آواز میں کہنے لگی۔

سارا دن اس کا خیال رکھتی ہوں۔ بھاگ بھاگ کر پیچھے جاتی ہوں۔ پتہ نہیں کس وقت باہر نکل جاتا ہے۔

کوئی بات نہیں۔ معاذ نے بڑی ملائم آواز میں کہا۔ بچوں کو چوٹ لگ ہی جاتی ہے۔ اس عمر میں بچے ایک پل چین سے نہیں بیٹھتے۔

مگر یہ تو کچھ ضرورت سے زیادہ ہی شوخ ہے۔

سب بچے ایسے ہوتے ہیں۔ معاذ پھر آہستہ سے بولا۔

بس اسے تو بے جی ہی قابو کر سکتی ہیں۔

رملیٰ نے جان بوجھ کر بے جی کا ذکر چھیڑ دیا۔ تا کہ ان کو بلانے کی بات شروع کر سکے۔

معاذ تھوڑی دیر چپ رہا۔ پھر بولا۔

تمہیں بے جی نے نہیں بتایا۔ میں بچپن میں بہت شریر ہوا کرتا تھا۔ ہر وقت مجھے چوٹیں لگتی تھیں۔ ایک بار کنوئیں میں بھی گر گیا تھا۔ ہر روز بے جی کے لئے کوئی نہ کوئی مصیبت کھڑی کر دیتا تھا۔

رملیٰ نے اثبات میں سر ہلایا۔

بے جی مجھے سب کچھ بتاتی رہتی ہیں۔

اس لحاظ سے تو ہمارا موجو بڑا شریف بچہ ہے۔ دو سال میں یہ پہلی بڑی شرارت کی ہے اس نے ______

رملیٰ چپ رہی۔ کیوں کہ اسے تو موجو نے چند مہینوں میں ہی بیدم کر دیا تھا۔

پھر معاذ شرارت سے ہنس کر بولا۔

طبیعت کا یہ سکون اور یہ تھوڑی سی شرافت غالباً اس نے تم سے لے لی ہے۔۔۔۔

رملیٰ کا دل دھڑکنے لگا۔ وہ جانتی تھی۔ معاذ یہ سب کچھ خوش نیتی سے کہہ رہا ہے۔ مگر اپنے آپ پر اسے شرم آئی۔ وہ طبعی شرافت کی وجہ سے لئے دیے میں نہ رہتی تھی۔ وہ تو اپنی نفرت کو چھپانے کی خاطر چپ چاپ رہتی تھی۔

ڈاکٹر کے کلینک میں پہنچے تو ڈاکٹر نے بتایا کہ اس کا اوپر والا ہونٹ پھٹ گیا ہے اور ایک ٹانکا لگانا پڑے گا۔

ابھی ڈاکٹر کے منہ سے یہ الفاظ ادا ہوئے تھے کہ رملیٰ کو یوں محسوس ہوا ڈاکٹر نے سوئی اٹھا کے اس کے دل میں کھبو دی ہے۔

رملیٰ کا رنگ ہلدی کی طرح زرد ہو گیا۔

معاذ نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ رمو تم باہر جاؤ۔ اور جا کر موٹر میں بیٹھ جاؤ میں موجو کی پٹی کروا کے آتا ہوں۔

رملیٰ کی پلکوں پر دو التجائی آنسو لرز رہے تھے۔ کانپتی آواز میں ڈاکٹر سے پوچھنے لگی۔

ڈاکٹر صاحب ٹانکا لگانے سے میرے بچے کو تکلیف تو نہیں ہو گی؟

نہیں ہو گی بی بی ____ ڈاکٹر ہنس کو بولا ہم جانتے ہیں بچے کو کس طرح ٹانکا لگانا چاہیے۔

پھر جاتے جاتے مڑی اور اچانک بولی۔

اس کے ہونٹ پہلے کی طرح ٹھیک ہو جائے گا نا؟ کہیں میرا بچہ بدصورت تو نہیں ہو جائے گا۔

ڈاکٹر ہنسنے لگا۔

محترمہ آپ تسلی رکھیں۔ کچھ دنوں تک اس چوٹ کا نشان بھی نہیں رہے گا۔

رملیٰ باہر نکل آئی اور موٹر میں بیٹھ گئی۔ موٹر میں بیٹھتے ہی اسے خیال آیا کہ اس نے ڈاکٹر سے کیسا بے ہودہ سوال پوچھ لیا تھا۔ کہیں میرا بچہ بدصورت تو نہیں ہو جائے گا ______

اسے معاذ کے سامنے یہ سوال نہیں پوچھنا چاہیے تھا۔ آخر یہ بدصورتی کا احساس اس کے اندر سے ختم کیوں نہیں ہو جاتا۔ اور کیا دیکھنا باقی ہے ______؟

بس منہ سے بے خیالی میں ایسے جملے نکل جاتے ہیں۔ اس نے بے اختیار موٹر کے آگے لگے ہوئے ننھے سے شیشے میں اپنا چہرہ دیکھا؟

کیا تو پہلے جیسی ہے ______؟

پھر اس نے ارد گرد بازار میں آتے جاتے ہوئے لوگوں کو دیکھا۔

اس کی زندگی کا فلسفہ ہی بدل گیا تھا۔

کچھ دن پہلے وہ معاذ کے ساتھ اسی بازار میں آئی تھی اس روز انہیں موجو کے لئے نئے جوتوں کی ضرورت تھی۔

معاذ تھکا ہارا گھر آیا۔ تو رملیٰ نے آہستہ سے بتا دیا کہ موجو کے سب جوتے ٹوٹ گئے ہیں۔

تو معاذ نے فوراً کہا۔

چلو بازار چل کر لے آتے ہیں۔

پہلے آپ چائے پی لیں۔ منہ ہاتھ دھو لیں۔ رملیٰ نے جلدی سے کہا۔

کہیں دوکانیں تو بند نہیں ہو جائیں گی۔

نہیں۔ رملیٰ بولی۔ دوکانیں تو آٹھ بجے تک کھلی رہتی ہیں۔

ٹھیک ہے۔ معاذ نے کہا۔ پھر ہاتھ منہ دھو کر کپڑے بدلے۔ چائے پی اور ان دونوں کو لے کر بازار آ گیا۔

جوتوں کی دوکان کے اندر داخل ہوتے ہی سامنے قدآدم آئینے پر رملی کی نظر ٹھہر گئی۔ اس نے اپنا سراپا دیکھا۔ اور اپنے آپ کو معاذ کے ساتھ اندر آتے ہوئے بھی دیکھا ________ وہ اپنا آپ دیکھ کر حیران رہ گئی۔ وہ بالکل ایک عام سی عورت لگ رہی تھی۔ آنکھوں کے گرد حلقے تھے۔ رنگ میلا ہو رہا تھا چہرہ مرجھایا ہوا تھا۔ بالوں میں وہ پہلے جیسی چمک نہ تھی۔ اس میں پہلے جیسا بانکپن نہ تھا۔ جس طرح ایک پھول شاخ سے لگا رہے تو خوب تر و تازہ نظر آتا ہے۔ شاخ سے توڑ کے گلدان میں لگا دیں تو اس کی رعنائی ماند پڑ جاتی ہے ________

کہاں گیا وہ روپ کا خزانہ ________؟

اس نے خاص طور پر غور کیا کہ وہ معاذ کے ساتھ چلتی ہوئی عجیب نہیں لگ رہی تھی اور معاذ بھی اُسے کچھ زیادہ برا نہیں لگتا تھا۔ پھر اس نے اردگرد کا جائزہ لیا۔ تو بہت سی عورتیں اپنے بچوں کو لے کر اپنے شوہروں کے ہمراہ آئی ہوئی تھیں۔ سب میاں بیوی بس ایسے ہی تھے۔ شاید جب بچے ہو جاتے ہیں۔ تو میاں بیوی ایک دوسرے کو نہیں دیکھتے۔ صرف بچوں کو دیکھتے ہیں۔ اور بچوں کو دیکھتے دیکھتے آرزوؤں اور خوابوں کی عمر گزر جاتی ہے۔

رملی کو اچانک محسوس ہوا کہ پچھلے صوفے پر بیٹھی ہوئی ایک سمارٹ سی عورت کو معاذ بار بار دیکھ رہا تھا۔

رملی نے بھی بطور خاص اسے دیکھا۔ کوئی خاص بات تو نہ تھی اس میں ________

مگر وہ اپنے شوہر سے باتیں کرنے میں اتنی مگن تھی کہ اسے اردگرد کا ہوش نہ تھا۔ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے میں گم تھے۔ غالباً وہ بھی پہلے بچے کے لئے جوتے لینے آئے تھے۔ بچہ پاس ہی جوتوں سے کھیل رہا تھا۔ اس کا شوہر بھی بہت کالا تھا۔ مگر وہ دونوں ایک دوسرے میں مگن تھے شاید معاذ یہی سب دیکھ رہا تھا۔ پھر رملی نے محسوس کیا۔ سب شوہر بیوی بات بات میں ایک دوسرے سے مشورے لے رہے تھے۔ جب کہ وہ بالکل خاموش تھی۔ اور رملی کو یہ محسوس کر کے تعجب ہوا کہ اسے معاذ کا اتنی محویت سے اردگرد کی عورتوں کو دیکھنا بہت برا لگا۔ کچھ حسد کی سی کیفیت پیدا ہوئی۔ اسی وقت اس نے سوچا ________ جب عورت اپنے شوہر کے علاوہ کسی دوسرے مرد کو دلچسپی سے دیکھتی ہے ________ تو شوہر کی کیا کیفیت ہوتی ہوگی؟

مرد تو اس قسم کے اقدام کو ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ مرد عورت سے زیادہ اس عورت سے زیادہ غصہ دار اور عورت سے زیادہ تنگ دل ہوتا ہے۔ بعض اوقات تو صرف شک کی بنا پر ہی عورت کو قتل کر دیتا ہے۔ یہ سوچ کر رملی کو جھرجھری آ گئی۔ اور ساتھ ہی شرم بھی

____

پتہ نہیں معاذ نے یہ سب کیسے برداشت کیا ہوگا ________؟

کیا معاذ فرشتہ ہے یا دیوانہ ________؟

اگر اس کی محبت بھری باتیں یاد کرتی تو وہ محض ایک دیوانہ سا لگتا ________ اور اگر اس کے موجودہ رویے پر غور کرتی تو وہ ایک فرشتے کی مانند نظر آتا ________

مگر ـ ـ ـ ـ مگر ـ ـ ـ ـ ـ ـ راہ میں کہیں شیشے کی ایک دیوار اچانک آ گئی تھی۔

بالکل ایسے جیسے کام کرتے کرتے اس کی خوبصورت آنکھوں کے آگے پانی کی ایک دیوار آ جاتی تھی۔ اور دور و نزدیک کی ہر شے دھندلا جاتی تھی۔

وہ سیٹ پر سر رکھے۔ منہ اوندھائے بیٹھی تھی کہ معاذ موجو کو کندھے سے لگائے آ گیا۔ معاذ نے موٹر کا دروازہ کھولا تو رملی نے چونک کر سر اٹھایا۔ اور پھر ہاتھ بڑھا کر موجو کو پکڑ لیا۔ موجو پر اس وقت غنودگی سی طاری تھی۔ رملی نے گھبرا کر پوچھا۔

اسے کیا ہوا ہے ________؟

معاذ نے اسٹیرنگ تھامنے سے پہلے رملی کے چہرے کو غور سے دیکھا۔ اس کی پلکوں کے آس پاس آنسوؤں کے خیمے لگے تھے۔ شاید وہ بے خیالی میں روتی رہی تھی۔ اور معاذ نے سمجھا کہ اپنے بچے کے لئے روتی رہی ہے۔

ڈاکٹر نے اسے ٹیکہ لگا دیا ہے۔ یہ تھوڑی دیر سکون سے سویا رہے گا۔ اب فکر کی کوئی بات نہیں ________ معاذ نے جواب دیا۔

موٹر چلی تو رملی نے موجو کو اپنے ساتھ بھینچ لیا۔

رمو ________ تھوڑی دیر آگے چل کے معاذ نے کہا۔ فرض کرو کہ تمہارا بیٹا بدصورت ہو جائے۔ تو پھر تم کیا کرو گی ________؟

پھر اس نے ہنس کر گردن موڑی اور رملی کے زرد ہوتے ہوئے چہرے کو دیکھا۔

رملی نے ہونٹوں پر زبان پھیری اور شرمندہ سی آواز میں بولی۔

کچھ بھی نہیں ________

کیا مائیں اپنے بدصورت بچوں سے محبت کرنا چھوڑ دیتی ہیں؟ معاذ نے پھر پوچھا۔

رملی جان بوجھ کر خاموش رہی۔ اسے افسوس ہونے لگا کہ اس نے معاذ کے سامنے ڈاکٹر

صاحب سے ایسا بودا سوال کیوں پوچھا۔

ایکٔ ماں ہی تو ہے۔ جس کی محبت اس دنیا کی ایک بڑی سچائی ہے اور ماں ہی ہے۔ جو عیبوں سے بھرے مکروہ صورت بچے سے بھی ٹوٹ کر پیار کرتی ہے۔

رملیٰ نے ڈرتے ڈرتے معاذ کا چہرہ دیکھا۔ اس کے چہرے پر بڑی سنجیدگی تھی۔ اس سنجیدگی سے رملیٰ کو ڈر آنے لگا۔ اسے معاذ ہنستا کھیلتا ہی اچھا لگتا تھا۔ سنجیدہ ہو کے جانے کیوں خوفناک لگنے لگتا تھا۔

ماں کے علاوہ ______ رملیٰ نے ڈرتے جھجکتے رک رک کر کہنا شروع کیا۔ اور رشتے بھی ہیں۔ جو سچی محبت کے مظہر ہوتے ہیں۔

اب معاذ بالکل خاموش رہا۔ غالبًا اسے کسی روایتی سوال کی ضرورت نہ تھی۔

اس لئے رملیٰ پھر اسی انداز میں اٹک اٹک کر بولنے لگی۔

جب کوئی انسان کسی انسان کے اندر کا حسن یا نیکی دیکھ لیتا ہے۔ تو۔۔۔ تو۔۔۔۔۔

پھر اس نے ہونٹوں پر زبان پھیری ______

اصل میں محبت کرنے کے لئے پہلے محبت کو سمجھنا بہت ضروری ہے ہم بادی النظر میں جسے محبت کہہ لیتے ہیں۔ وہ محبت نہیں ہوتی۔۔۔۔۔

درحقیقت محبت کے لیے کوئی پیمانہ مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تو۔۔۔۔ یہ تو۔۔۔۔

اپنے ہی انداز سے بوکھلا کر رملیٰ خاموش ہو گئی۔ جانے کیا کہنا چاہتی تھی۔ اور منہ سے کیا کچھ نکل رہا تھا۔ سیدھی سی بات تھی۔ وہ اگر کہہ سکتی تو کہہ دیتی کہ سچی محبت شکل وصورت سے ماوری ہوتی ہے۔ اور تم ٹھیک کہتے ہو۔ دنیا میں ماں ہی سچی محبت کی عظیم علامت ہے۔

مگر وہ اس کے علاوہ بھی کچھ کہنا چاہتی تھی۔ یہ کہنا چاہتی تھی کہ سچی محبت نیکی کی طرح دھیرے دھیرے قریب آتی ہے۔ مذہبی کتاب کی طرح اپنے ورق آہستہ آہستہ الٹتی ہے۔

جس طرح منہ اندھیرے دبے پاؤں چلنے والی ہوا۔ کلیوں پر شبنم گرا جاتی ہے۔ اور طلوع ہوتے سورج کے ساتھ ساتھ کلیاں غنچوں اور پھولوں میں بدلتی جاتی ہیں۔ اور جب محبت ادراک کے دروازوں پر دستک دیتی ہے۔ تو شکل وصورت کے سارے عیب دب جاتے ہیں محبت اور کچھ نہیں ایک احساس ہے۔ نیکی کی طرح دل میں کسی لمحے اچانک پھوٹتا ہے ______

لیکن پھر اسے کچھ بھی کہنا نہیں آیا ______

اور گھر آ گیا۔

رات موجو کو اپنے پاس پلنگ پر سلانے کے بعد رملیٰ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اپنی ہی سوچوں میں ڈوبی ہتھیلی رخسار پر رکھے بیٹھی تھی کہ معاذ کپڑے بدل کر اس کے قریب سے گزر گیا۔ وہ اپنی اسٹڈی میں چلا گیا۔ اور اس نے حسب عادت بیچ والا دروازہ بند کر دیا۔ رملیٰ بڑی دیر تک اس دروازے کو دیکھتی رہی۔ اور پھر سوچنے لگی ______ کہ انسانی محسوسات حیرت انگیز طور پر بدل جاتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے جب معاذ اس کے قریب آیا کرتا تھا۔ تو اس کے جذبات نفرت کے مارے سکڑ جاتے تھے۔ اور وہ چاہتی تھی کسی طرح یہ آدمی دور چلا جائے۔ جا کر کسی دوسرے کمرے میں سو جائے۔ اس سے بات تک نہ کرے۔ مگر آج جب وہ بدصورت آدمی بیگانگی سے اس کے قریب سے گزر کر دوسرے کمرے میں سونے کے لئے چلا گیا تھا تو اسے کتنا قلق ہوا تھا ایک چھری سی سینے میں اتر گئی تھی ______

وہ اپنے آپ موازنہ کرنے لگی ______ ایک بدصورت مرد کو برداشت کرنا مشکل تھا یا اس کی سردمہری کا مقابلہ کرنا مشکل ہے ______؟

یقیناً یہ مشکل ترین صورت حال ہے۔ اس نے اپنے آپ سے کہا۔ پتہ نہیں جو مشکل گذر جاتی ہے۔ وہ چھوٹی کیوں ہو جاتی ہے۔ ______ ہر نئی مشکل پہلے سے بڑی کیوں لگتی ہے ______؟

ایک ہی گھر میں رہنا۔ ایک ہی کمرے میں رہنا ______ مگر اتنے فاصلوں میں رہنا ______؟ یہ فاصلے کس نے پیدا کیے رملیٰ ______؟

رملیٰ بے اختیار رونے لگی۔ جب اس کے آنسو اجلے بستر کی سفید چادر پر بارش کی بوندوں کی طرح گرنے لگے۔ تو اسے اپنے آنسوؤں پر بھی غصہ آنے لگا۔ اس نے سوچا ______ اس پورے عرصے میں ایک ہی کام ہے۔ جو اس نے تواتر کے ساتھ کیا ہے۔ اور وہ ہے رونا ______

اف ______

رونے کے سوا اس نے کیا کیا ہے ______؟

اور یہ ساری رونے کی ہی نحوست ہے۔

اے کاش وہ بات بات میں نہ رویا کرتی۔ تو زندگی اس منحوس دوراہے پر نہ آ کر کھڑی ہو جاتی۔

جلدی سے وہ اپنی ہتھیلیوں سے اپنی آنکھیں صاف کرنے لگی۔ اسی وقت نہ جانے کیسے معاذ دروازہ کھول کر اس کے کمرے میں آ گیا اور اس کے قریب کھڑا ہو کر اسے غور سے دیکھنے لگا۔

رملیٰ روتے روتے ڈر گئی اور اس کی طرف دیکھنے لگی۔

موجو تو ٹھیک ہے نا؟ معاذ نے بڑے ملائم لہجے میں پوچھا۔

جی بالکل ٹھیک ہے ______

پھر معاذ نے بے اختیار آگے بڑھ کر موجو کے ماتھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ وہ اس وقت بھی گہری نیند سو رہا تھا۔ جس وقت معاذ نے آگے بڑھ کر موجو کو چھوا اس کے اندر سے اک گرم مگر جان لیوا مہک نکلی جو سیدھی رملیٰ کے نتھنوں میں گئی ______

وہ بالکل اس کے قریب ______ اس کے سانسوں کے آس پاس موجو پر جھکا ہوا تھا۔

اس کے نفیس اور بے شکن کپڑے اس کی آنکھوں کے بالکل آگے تھے۔ اس کی مخصوص خوشبو رملیٰ کا گھیراؤ کر رہی تھی۔ اس وقت اچانک رملیٰ کو یوں جان پڑا، جیسے خوشبو کی بھی زبان ہوتی ہے۔ خوشبو باتیں کرتی ہے۔ خوشبو ہنستی ہے۔ اور خوشبو ان کہی کہانیاں کہتی ہے۔

کبھی کبھی خوشبو کہتی ہے مجھ سے لپٹ جاؤ۔۔۔

رملیٰ کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

اسی وقت معاذ سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اور بولا۔

موجو تو اب بالکل ٹھیک ہے۔ یہ ساری رات سکون سے سویا رہے گا۔ اس کے اس طرح سونے سے ڈرنا نہیں اسے ڈاکٹر نے سونے کی دوائی دی ہے۔

جی اچھا ______ رملیٰ نے آہستہ سے کہا۔

تم بہت پریشان لگ رہی ہو۔ کیا بات ہے ______

کچھ نہیں ______ کچھ نہیں کہتے کہتے۔ رملیٰ کی آواز بھرا گئی۔

تمہیں معوذ کو ساتھ سلانے کی عادت نہیں ہے۔ اگر تم رات کو بے آرام ہوتی ہو تو اسے میں

اپنے پاس سلا لیتا ہوں ______

رملیٰ نے آنسو بھری آنکھیں اٹھا کر معاذ کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہی ہو ______

اسے بھی ______ اسے بھی ______ اپنے پاس سلا لینا چاہتے ہو۔ میری راتیں بالکل ویران کرنا چاہتے ہو۔ ہر چیز مجھ سے لے لینا چاہتے ہو۔

مگر وہ رندھے ہوئے گلے کے ساتھ بولی۔

بھلا اپنے بچے کو اپنے ساتھ سلانے میں ماں کو کیا تکلیف ہو سکتی ہے۔ وہ کوئی بدنصیب ماں ہو گی۔ جو ایسا سوچے گی ______

اصل میں یہ تو شروع دن سے بے جی کے پاس سو رہا ہے نا؟ ____ معاذ جانے کے لئے مڑا۔

ہاں ______ رملیٰ کھڑی ہو گئی۔ اور بولی۔ بے جی کب آئیں گی کب بلوائیں گے آپ انہیں ______؟

معاذ نے پلٹ کر اسے دیکھا ______ اور پوچھا ______ کیوں ______؟

ویسے ہی میرا دل بے جی کے لئے بہت اداس ہو گیا ہے اور یہ کہتے ہی رملیٰ کے آنسو پھر نکلنے لگے۔

میں نے تم سے کہا تھا نا رملیٰ ______ معاذ جاتے جاتے واپس آ گیا۔ بے جی کسی کے کہنے سے نہیں آیا کرتیں۔ اپنی مرضی سے جاتی ہیں اور اپنی مرضی سے آ جاتی ہیں۔

رملیٰ نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے اور بولی۔

آپ ایک بار مجھے جانے کی اجازت دے دیں۔ میں خود ان کو لے آؤں گی۔

اس طرح بے جی سمجھیں گی شاید میں نے تمہیں کوئی تکلیف دے رکھی ہے ______؟

تکلیف ______؟ رملیٰ نے اپنی زخمی آنکھیں اٹھائیں اور اس کی آنکھوں میں گاڑ دیں ______ نہیں ______ بے جی جانتی ہیں آپ ایسے نہیں ہیں میں انہیں صاف بتا دوں گی کہ جس دن سے میری شادی ہوئی ہے۔ میں ان کے ساتھ رہ رہی ہوں۔ میں ان سے مانوس ہو گئی ہوں۔ ان کے بغیر نہیں رہ سکتی ______؟

معاذ مسکرایا۔۔۔۔

اس کا مطلب ہے بے جی بڑی خوش نصیب ہیں۔ اس سے تم بے جی سے ایسی باتیں نہ کہنا۔ اس دنیا میں ایک میری ماں ہی تو میری اپنی ہے۔ ایسی باتیں کر کے تم اسے بھی مجھ سے

چھین لینا چاہتی ہو۔

معاذ۔۔۔رملی کے ہونٹ پھڑک کر رہ گئے۔اس نے ایک بڑا سا گھونٹ بھرا۔

(اذیت دینا تمہاری عادت نہ تھی۔نہ جانے یہ اداتم نے کہاں سے سیکھی)

میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں ______

کہو۔

معاذ واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

میں نے اس روز آپ سے کہا تھا کہ آپ مجھے جو بھی سزا دینا چاہیں دے لیں مگر طلاق نہ دیں۔یہ سب غلط تھا۔

کیا غلط تھا ______؟ معاذ کا رنگ ایک دم اڑ گیا۔

میں نے بڑے دعوے سے کہا تھا کہ جو سزا چاہیں دے لیں۔ہے نا؟

ہاں ______

مگر یہ غلط تھا۔آپ کی طرف سے میں کسی بھی سزا کی متحمل نہیں ہو سکتی۔جو سزا آپ مجھے دے رہے ہیں۔وہ برداشت سے باہر ہے۔آپ مجھے معاف نہیں کر سکتے؟

رملی ______ معاذ نے آہستہ سے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیا۔معاف کرنے اور بھول جانے میں بڑا فرق ہے۔میں تمہیں وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ میں نے اسے تمہاری ایک نادانی سمجھ کر اسی روز معاف کر دیا تھا۔جس روز میں دوپٹہ لے کر آیا تھا ______

اور آپ نے مجھے بتایا تک نہیں ______ وہ گلے بھرے انداز میں بولی۔

کیا بتاتا ______؟ کہ میں نے یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے۔اب تم زندگی بھر میری احسان مند رہنا۔نہیں رملی ______ مجھے احسان مندی کے جذبات پسند نہیں۔میں تمہیں اپنا شکرگزار کر کے اپنا مطیع نہیں کرنا چاہتا۔رملی تم جانتی ہو احسان مندی اور محبت میں بہت فرق ہوتا ہے۔اور میں یہ بھی جانتا ہوں طبعاً تم معصوم اور نیک لڑکی ہو جو کچھ بھی تم سے ہوا۔وہ نادانستہ طور پر ہوا۔اسی لئے تو جوانی کو ایک بھول کہا گیا ہے۔______ میں نے اپنے آپ کو اس قابل بنایا کہ میں تمہیں معاف کر دوں۔میں ایک روایتی شوہر بن کر نہ دکھاؤں۔شاید ان ساری باتوں میں بے جی کی تربیت اور ان کے حکم کا بھی دخل ہے ______؟

جی ______؟

رملی اس بری طرح چونکی جیسے اس نے کوئی دیو دیکھ لیا ہو۔

کیا کہہ رہے ہیں آپ ______؟

شاید مجھے یہ بات نہیں بتانا چاہیے تھی۔مگر اب میرے منہ سے نکل گئی ہے۔تو صاف صاف بتا دیتا ہوں۔جو کچھ میں نے کیا بے جی کے حکم سے کیا ہے۔______

رملی کا پورجسم لرزنے لگا۔

تو۔۔۔۔تو۔۔۔۔۔اس کا مطلب ہے اس پوری بات کا بے جی کو علم تھا؟

ہاں انہیں علم تھا ______

انہیں کیسے پتہ چلا ______؟

میں اس کی تفصیل نہیں بتانا چاہوں گا۔لیکن نجات کا ایک راستہ مجھے بے جی نے سمجھایا تھا۔وہ ایک زمانہ بیں خاتون ہیں۔تمہاری اچانک بیماری اور بار بار غشی کا بھید ان سے چھپا نہیں رہ سکتا تھا۔اپنے طور پر بے جی بہت ہی باخبر خاتون ہیں۔شاید تمہیں اس بات کا پتہ نہیں ہے۔بے جی نے ٹھیک کہا تھا۔صرف ایک انسان کے معاف کر دینے سے ایک پورا خاندان بچ سکتا ہے۔اور ایک فرد کی عقلمندی سے ایک غلطی بروقت درست کی جا سکتی ہے۔تم جانتی ہو۔میرے لئے بے جی کا حکم قرآن کا ورق ہے۔ورنہ میں بھی دوسرے مردوں سے کچھ مختلف نہیں ہوں۔

رملی کو ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔ایک عجیب سے خوف کی لہر اس کے پورے جسم میں دوڑ گئی۔اس نے بہت سہم کر بہت ڈر کر معاذ کی جانب دیکھا۔

معاذ نے رملی کے چہرے کے بدلتے رنگوں کو خوب اچھی طرح محسوس کیا پھر ایسے مسکرانے لگا جیسے کسی بچے کو پرچانے کے لئے مسکراتے ہیں۔

رملی! میں تم سے نفرت نہیں کر سکتا۔نفرت کے جراثیم میرے اندر نہیں ہیں۔میں تم سے انتقام نہیں لے سکتا کیونکہ میں بے جی کا بیٹا ہوں اور بے جی نے میری فطرت میں سے ایسے سارے کانٹے چن چن کے نکالے ہیں۔لیکن۔۔۔۔لیکن۔۔۔۔۔ان سب باتوں کے باوجود میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں فرشتہ نہیں ہوں۔میں انسان ہوں اور انسان ہی رہنا چاہتا ہوں اور پھر انسان ہونے کے ساتھ میں ایک شوہر بھی ہوں۔تم جانتی ہو نا؟ شوہر اونٹ کی طرح اپنا کینہ اپنے اندر رکھتا ہے۔مگر مجھ میں اور روایتی شوہروں میں بس اتنا فرق ہے کہ میں اپنی کمزوریوں اور خامیوں کا اعتراف بھی کر لیتا ہوں۔اعتراف کر لینے سے ضمیر کی کسک نہیں رہتی۔۔۔۔شاید

میرے اندر تھوڑا سا کینہ ہے یا غصہ ہے ______ یا رنج ہے کچھ ہے جسے میں باہر نکالنا چاہتا ہوں۔تم مجھے تھوڑا سا وقت دو رملی ______

مرد کو محض ایک جانور نہیں سمجھنا چاہیے۔۔۔۔یا میں محض ایک جانور نہیں ہوں۔محبتوں کے عمل محبتوں سے ہی زیب دیتے ہیں۔اور پھر میں صاف دلی سے تمہارے قریب آنا چاہتا ہوں۔

اب جب کہ مجھے پتہ چل گیا ہے کہ میں تمہارے خوابوں کا شہزادہ نہیں ہوں۔ میں تمہیں موقع دینا چاہتا ہوں کسی نئے فیصلے کا ______ کسی نئے جذبے کا ______

آج تم محض میری شکر گزار ہو۔لیکن قربتیں جذبوں کی تمنائی ہوتی ہیں۔شاید میں جذباتی آدمی ہوں۔بھوک کے بغیر کھانا نہیں کھاتا۔اور بے وقت پانی بھی نہیں پیتا۔میں تمہیں مناسب وقت دینا چاہتا ہوں۔تم اپنے آپ کو سمجھو ______ اپنے آپ کو تلاش کرو اور سوچو کہ تم کیا چاہتی ہو۔ایسی صورت میں جب کہ ہم دونوں ہی ذہنی انتشار کا شکار ہیں۔خلق خدا میں اضافہ کرنے سے کیا فائدہ ______؟

رملی نے سر جھکا لیا۔ایک ٹھنڈی سانس لی اور سر کو ہاتھوں سے تھام لیا۔اب وہ کیا کچھ سمجھنے کے قابل ہوگئی تھی۔مگر کہنے کے قابل نہ ہوئی تھی اور کہتی بھی تو کس منہ سے؟

معاذ کھڑا ہوگیا ______ پھر اس کے قریب آیا۔اس کے پاس بیٹھ گیا۔جھک کر اس کا ٹھنڈا یخ ہاتھ اپنے دونوں گرم ہاتھوں میں تھام لیا۔

اسی وقت رملی کو یوں لگا جیسے فیوز تاروں میں بجلی کی لہر دوڑ گئی ہو۔پہلے بھی بارہا اس نے رملی کا ہاتھ پکڑا تھا۔مگر اس کے ہاتھ میں آتے ہی رملی کا ہاتھ مردہ ہو جاتا تھا۔آج رواں رواں سوالی بن گیا۔

رمو! میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔وہ بڑے پیار سے بولا اور یہ محض ایک عارضی دور ہے۔یہ بھی گذر جائے گا۔تم خوش خوش رہا کرو۔۔۔۔۔

اور ہاں ______ اسی طرح اس کا ہاتھ پکڑے پکڑے بولا۔کتنے دن ہوئے تم اباجی کی خبر لینے نہیں گئیں ______؟

ایک ہفتہ ہی تو ہوا ہے ______؟ رملی بسور کر بولی۔

نہیں ہمیں ہر دوسرے تیسرے روز جانا چاہیے۔پہلا سال تنہائی کا ان کے لئے بہت اذیت ناک ہوگا۔تم مجھے یاد دلا دیا کرو۔میں بعض اوقات کام کی زیادتی کی وجہ سے بھول جاتا ہوں۔اچھا کل شام کو چلیں گے۔اور کھانا ان کے ساتھ کھائیں گے۔۔۔۔

رملی نے صرف سر ہلایا۔

معاذ نے رملی کا ہاتھ چھوڑ دیا۔اور کھڑا ہوگیا ______

اچھا رمو ______ شب بخیر ______ اس نے ایک جمائی لی اور چلا گیا ______

وہ تو رملی کا ہاتھ چھوڑ کر جا چکا تھا۔مگر رملی کے ہاتھ پر اس کی ہتھیلی کی گرفت رہ گئی تھی۔

ابھی تک ایک گرم حلقہ تھا جس نے اس کے ہاتھ کو گھیرے میں لیا ہوا تھا۔ابھی تک ایک ئروح سی تمنا اس ہاتھ پر بیٹھی تھی۔

پھر ایک اجنبی سی خواہش نے دل کو گدگدایا۔۔۔۔پھر کسی شناسا درد نے دل میں چٹکی لی ______

عجیب ہے یہ عورت ذات بھی۔سارا دن ذرہ ذرہ چن کر اپنے آپ کو جوڑتی رہتی ہے اور رات کو ریت کی طرح بکھر جانا چاہتی ہے۔

اپنی اس تبدیلی پر رملی کو بہت تعجب ہوا۔

معاذ کے چلا جانے سے اس کا دل اداس ہوگیا تھا۔

آج اس کا دل بے اختیار چاہ رہا تھا۔وہ معاذ کو روک لے ______ مگر جو کچھ معاذ نے کہا تھا۔اسے سننے کے بعد وہ پتھر کی طرح بوجھل بن کر بیٹھی رہ گئی۔اور اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکی ______ مڑ کر دائیں جانب دیکھا ______ تو ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے میں اپنی ہی صورت نظر آگئی ______ وہ اپنے آپ کو یوں دیکھنے لگی جیسے پہلی مرتبہ دیکھ رہی ہو۔اپنے چہرے کا اک اک نقش اجنبی لگ رہا تھا۔پتہ نہیں اپنا آپ کہاں رکھ کر بھول گئی تھی۔

کیا اس حسن پر تجھے ناز تھا ______؟ جسے وہ نظر انداز کر کے چلا گیا ہے؟

اس نے اپنے آپ سے پوچھا ______

حسن تو اک سوز مسلسل ہے۔حسن تو ایک کرب ہے ______ حسن تو ایک ناسور ہے۔

حسن تو ایک سزا ہے۔

پتہ نہیں لوگ حسن کی تمنا کیوں کرتے ہیں۔

شمع کتنی روشن ہوتی ہے۔مگر اس کا جگر ہمیشہ جلتا رہتا ہے۔لوگ اس کے جلنے کو زندگی کی علامت کہتے ہیں ______ خود جل کے دوسروں کو روشنی دینا کس قدر مشکل کام ہے۔

حسن کے نصیب میں عام طور پر آنسو آتے ہیں ______

حسن کو اپنا خراج ہمیشہ آنسوؤں سے ادا کرنا پڑتا ہے ________
حسن کو اپنی قیمت اپنی کسی محرومی کی صورت میں ادا کرنی پڑتی ہے ________
وہ گھبرا کر کھڑی ہوگئی۔

اپنا سارا سراپا آئینے میں دیکھا اور سوچا ________
باری تعالیٰ ________ مجھے اتنا حسن نہ دیتا۔ مگر اچھے نصیب دے دیتا ________
کتنی خوش رہتی ہیں یہ عام سی شکلوں کی لڑکیاں ________
اچھی صورت کا سب سے بڑا عیب ہی یہ ہے کہ دیکھنے والے اسے منزل سے بھٹکا دیتے ہیں۔
اس نے بتی بجھائی اور آکر بستر پر لیٹ گئی۔
لیٹتے ہی اسے معاذ کا خیال آیا۔ کل تک جس کے خیال سے اسے گھن آتی تھی۔ آج اس کا خیال دربان بنا احساس کے ہر دروازے پر کھڑا تھا۔ تب اس نے سوچا ________
مرد کی خوبصورتی کیا ہوتی ہے۔ بھلا ________ ؟
اس کے پورے وجود پر جیسے آوازوں کی بارش ہونے لگی۔
خوبصورت مرد وہ ہوتا ہے۔ جو عورت کی بڑی سے بڑی خطا معاف کر دیتا ہے۔
خوبصورت مرد وہ ہوتا ہے۔ جو عورت کو روٹی کپڑا اور پناہ دیتا ہے۔
خوبصورت مرد وہ ہوتا ہے جو روٹی کپڑا اور پناہ دے کر احسان نہیں کرتا۔ بلکہ خود شکر گزار نظر آتا ہے۔
خوبصورت مرد وہ ہوتا ہے۔ جو وحشت کے گھوڑے پر سوار ہو کر عورت کی انا کی دھجیاں نہیں اڑا دیتا ________
خوبصورت مرد وہ ہوتا ہے۔ جو مانگے بنا عورت کو محبت دیتا ہے۔
خوبصورت مرد ہوتا ہے۔ جو عورت کو نفسانی خواہش کا محض آلہ نہیں سمجھتا۔
خوبصورت مرد وہ ہوتا ہے جو عورت کی نیند کو اپنے نفس پر ترجیح دیتا ہے۔
خوبصورت مرد وہ ہوتا ہے جو عورت کو موتیا کا پھول سمجھتا ہے۔ موتیا کا پھول گرم سانس کی گرمی نہیں سہہ سکتا۔ وہ عورت کو اپنے مزاج کی تپش سے جلا کر راکھ نہیں کر دیتا۔
خوبصورت مرد ________ ؟
افوہ! رملیٰ نے سر کو تکیے پر ادھر اُدھر دے مارا۔

ایک شام کام ختم کر کے رملیٰ نے معوذ کو کھانا کھلایا پھر اسے کمرے میں سلا کے ٹی وی دیکھنے بیٹھ گئی۔ کوئی بہت ہی دلچسپ پروگرام ہو رہا تھا پروگرام دیکھتے دیکھتے اسے یوں محسوس ہوا خوشبوؤں کے معطر جھونکے کسی خاص سمت سے آ رہے ہیں۔ کافی دیر بعد وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں آئی تو دیکھا۔ معاذ آئینے کے آگے کھڑا تیار ہو رہا تھا۔ اسے خوشبوئیں استعمال کرنے کی عادت تھی اور غالباً وہ خوشبوؤں کی زبان جانتا تھا۔ اس وقت اس نے ایسی خوشبو لگا رکھی تھی جو رات کی تنہائی میں آواز بن کر ہر جذبے کو جگا دیتی ہے۔ رملیٰ حیران سی جا کر اس کے پاس کھڑی ہوگئی۔ اور اسے دیکھنے لگی۔ معاذ نے کتھئی رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اندر سفید سلک کی قمیض تھی۔ اور اسی رنگ کی پرنٹڈ ٹائی باندھی ہوئی تھی۔ معاذ بہت اسمارٹ لگ رہا تھا۔ اگر اس کے پورے سراپے پر نظر ڈالو تو وہ ایک دم خوش لباس مرد نظر آتا تھا۔ تب رملیٰ کی سمجھ میں آیا کہ مرد کی وجاہت اس کے پورے سراپے میں ہوتی ہے۔ صورت اس کے لئے ثانوی شے ہے مگر اس کی صورت پر ایک گرم آنچ تھی۔ جسے رملیٰ محسوس کیے بغیر نہ رہ سکی۔
کہاں جا رہے ہیں آپ ________ ؟ رملیٰ ضبط نہ کر سکی اور ایک دم پوچھ لیا۔
معاذ نے قرینے سے اپنے گھنے بال جمائے۔ پھر اسپرے کیا۔ ایک کریم لے کر اپنے چہرے پر لگائی۔ مڑ کر رملیٰ کو دیکھا اور اپنے صحت مند ہاتھ ایک دوسرے کے ساتھ ملتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اور بولا۔
میں جھوٹا آدمی نہیں ہوں اور جھوٹ کو چھپانے کے لئے رنگ برنگے بہانے بھی نہیں تراشتا ________ وہ ہاتھ نیچے کر کے جوتے کے تسمے کھول کر دوبارہ پھول بنانے لگا۔
اور نہ میں نے کبھی دعویٰ کیا ہے کہ میں فرشتہ ہوں ------
بدنصیبی یا خوش نصیبی سے میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میں ایک بدصورت آدمی ہوں۔
رملیٰ لرز گئی اور اس نے اپنی شرمندہ سی نگاہ جھکا لی۔

ایسا تو کسی الہامی کتاب میں نہیں لکھا کہ بدصورت مرد جذبات و احساسات سے عاری ہوتے ہیں۔ ممکن ہے ایک عام مرد سے زیادہ آگ ہے میرے اندر۔۔۔۔

کبھی کبھی مجھے باہر جانا پڑے گا ______ اس کی اجازت میں تم سے ضرور لوں گا ۔۔۔۔۔

اورتم جانتی ہو۔ تم اس کی اجازت مجھے ضرور دوگی۔

پہلے تو میں تمہارے جذبات سے آگاہ نہیں تھا۔ اس لئے انجانے میں تمہیں تنگ کرتا رہا۔ خیر اس کا ایک فائدہ بھی ہوا۔ ماشاءاللہ ہمارا ایک بچہ ہے۔ اب دنیا کی نظر میں ہم دونوں کامیاب میاں بیوی ہیں۔ میں اور تم بہت سے الزامات سے بری ہو گئے ہیں۔۔

میں جان گیا تھا تمہیں میرا قرب ناپسند ہے۔ پہلے بھی تم اپنی چیخیں اپنے گلے میں دبا کر میرے ساتھ بستر کرتی رہی ہو۔ میں تمہیں آزاد کر دیتا۔ مگر تم نے طلاق کو ناپسند کیا ہے۔ تمہارے اس جذبے کی میں قدر کرتا ہوں۔ ایک اور مجبوری بھی ہے۔ میری ماں تم سے بہت پیار کرتی ہے۔ تمہارا باپ آج کل بہت دکھی ہے۔ تم منتشر اور کھوئی کھوئی رہتی ہو تم سے ابھی تک فیصلہ نہیں ہو سکا ______ تم بہت معصوم ہو ______ میں چاہتا ہوں میں ہی بدترین آدمی بن جاؤں تا کہ تمہارے پاس میرے ساتھ نفرت کرنے کا جواز ہو۔

اس نے ایک بار پھر شیشہ دیکھا۔ سر سے پاؤں تک ______

پھر رملیٰ کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔ اور بولا۔

تمہیں حیرت ہوگی کہ مجھ جیسا بدصورت انسان بھی بار بار شیشہ دیکھتا ہے۔ یہ کہتے وقت وہ ذرا بھی احساس کمتری میں مبتلا نظر نہیں آ رہا تھا۔ بلکہ عجیب سا وقار تھا اس کے چہرے پر ______

بات یہ ہے کہ باہر کی عورت مرد کے ہر قسم کے وقار کو بحال کر دیتی ہے۔ اس کی انا کو ساتویں آسمان پر پہنچا دیتی ہے۔ اسے جھوٹی تعریف کے اتنے ہار پہنا دیتی ہے کہ اسے اپنا اصل چہرہ نظر ہی نہیں آتا ______ جھوٹ بول بول کر ایک رات میں اسے اتنا سیراب کرتی ہے کہ صبح تک وہ ایک نیا مرد بن جاتا ہے۔ دنیا میں زندہ رہنے کے لئے ہر انسان کو خوش فہمیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے مجھ جیسے مرد بھی دکھاوے کا بناؤ سنگھار کر لیتے ہیں۔

اچھا خدا حافظ ______

اس نے چلتے چلتے کہا۔

ممکن ہے میں صبح آؤں۔۔۔۔ یا ذرا لیٹ آؤں ______ کچھ کہہ نہیں سکتا تم اطمینان سے سو جانا۔ گیٹ پر چوکیدار موجود ہے۔

اور وہ باہر نکل گیا۔

رملیٰ کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ پتھر کی طرح راہ گذر میں پڑی رہ گئی ہے۔ اور وہ اسے ٹھوکر لگا کے چلا بھی گیا ہے۔

تو گویا آج رات معاذ ایک دوسری عورت کے ساتھ گذارے گا۔ کون ہوگی یہ دوسری عورت ______ کیا اس سے زیادہ خوبصورت ہوگی ______ ؟

چھی چھی ______ ہوگی کوئی پیشہ ور طوائف ______ گندی عورت ______ ذلیل!

اور اس گندی عورت کے ساتھ ساری رات وہ اچھی اچھی باتیں کرے گا اور وہ سب کہے گا جو رملیٰ سے کہتا رہا ہے ______

چھی ______ کتنا واہیات ہوتا ہے یہ مرد ______ جھوٹا اور کمینہ!

مگر مجھے پروا کیوں ہو ______ ؟

میں کیا جانتی ہوں اس کو ______ مجھے اپنا کارنامہ سنا کر چلا گیا ہے ______ جیسے میں جل ہی تو جاؤں گی۔ جلتی ہے میری جوتی ______ ؟

اور وہ کون سی حسن پریاں ہوتی ہیں۔ کمینی اور گھٹیا عورتیں۔۔۔۔

وہ اٹھ کر بے ارادہ باہر چلی گئی ______ ادھر اُدھر گھوم پھر کر پھر اندر آ گئی۔ بے اختیار آئینے کے آگے کھڑی ہو گئی ______ بڑی حسرت سے اپنی صورت دیکھنے لگی۔ یوں لگا آج یہ صورت اجڑ گئی ہے۔

روپ کا پنچھی اڑ گیا ہے ______

اونہہ ______

اس نے زور سے پاؤں فرش پر مارا ______

آخر مجھے اس کی پروا کیوں ہو۔؟ کیوں کروں میں اس کی پروا ______ مجھے بتانا چاہتا ہے کہ دنیا میں مجھ سے بھی زیادہ حسین عورتیں ہیں۔ اور اسے میری ذرا بھی پروا نہیں ہے ______ ؟

وہ۔۔۔ وہ قابل ہی نہیں تھا۔ خواہ مخواہ میں نے اسے سر پر چڑھانے کی کوشش کی ______

منتیں کیں۔معافیاں مانگیں۔ بھلا ایسے بدنیت انسان سے معافی مانگنے کی کیا ضرورت تھی۔
جو معاف کر دیتے ہیں۔وہ کوئی بدلے لیتے ہیں۔ بدلہ لینا کیا اچھے انسانوں کا کام ہے۔
اونہہ۔۔۔۔۔۔
میں اسے فرشتہ سمجھ بیٹھی تھی۔کیا فرشتے ایسے ہوتے ہیں۔سب مرد ہرجائی ہوتے ہیں اور
تمہارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے رملی______؟
آئینے نے پوچھا______
تم نے کیا کیا______ تمہیں کچھ یاد ہے؟

ایک کراہ کے ساتھ رملی شیشے کے آگے سے ہٹ گئی۔اور پھر معاذ کی اسٹڈی روم میں چلی گئی یونہی ایک ایک کاغذ کو اٹھا کر دیکھتی رہی۔ان پرزوں کو دیکھنے کا کیا فائدہ ہے رملی اصل بات تو وہ تجھے بتا گیا ہے۔ہاں اس بات کا تو غصہ ہے۔بھلا اصل بات بتانے کی کیا ضرورت تھی۔اور بھی مرد بددیانتیاں کرتے ہوں گے تو کیا اپنی بیویوں کو بتا کر جاتے ہوں گے______؟ بتا کر جانے کا مطلب تو یہ ہے کہ بیوی اس آگ میں مسلسل جلتی رہے اچھا اب وہ مجھے جلا جلا کر مارنا چاہتا ہے______ مگر میں کیوں جلوں______؟ میں ہرگز نہیں جلوں گی۔جلتی تو وہ بیویاں ہیں جو اپنے شوہر پر مرتی ہیں۔میں کیوں مروں گی ایسے خبیث انسان پر______ اچھا ہے میں نے تو اسے کبھی پسند ہی نہیں کیا______

غصے سے بل کھا کر وہ اسٹڈی روم سے باہر نکل آئی۔

بھلا مجھے پروا کیوں ہو______؟ جو مرضی ہو جائے______ میں نے پہلے کبھی اس کے دن رات کا حساب رکھا ہے جو آج پروا کروں۔پتہ نہیں پہلے کہاں کہاں جاتا ہوگا ______ کیا بھروسہ ایسے مردوں کا______ بیویوں کے سامنے اپنی پارسائی کے قصے سناتے ہیں اور کرتوت یہ ہیں______ اونہہ______

آ کر اپنے بستر پر بیٹھ گئی۔

تھوڑی دیر بستر پر بیٹھی رہی______ پھر لیٹ گئی______ سیدھی چت______ چھت پر نظریں جمائیں تو تکیے میں سے معاذ کی خوشبو نکل آئی او آ کر احساس سے ہٹ گئی______

کیا فائدہ ایسے گھٹیا آدمی کے بارے میں سوچنے سے______

اب وہ کسی گندی عورت کی خوشامد کر رہا ہوگا۔اس کی جھوٹی تعریف کر رہا ہوگا۔

وہ کم بختیں تو پیسے کی پیر ہوتی ہیں۔ پیسے ہتھیانے کے لئے کوئی کتیا اس کی جھوٹی خوشامد کر رہی ہوگی۔ ہر روز سینکڑوں بے وقوف آتے ہیں ان کے پاس______ کتنوں کو بھگتاتی ہیں وہ چڑیلیں______ اور مرد تو روز اول سے بے وقوف بننا چاہتا ہے۔۔۔

بیوی کے ہاتھوں نہیں دوسری عورتوں کے ہاتھوں______ میں طوائف نہیں ہوں۔
میں جھوٹ نہیں بول سکتی، ہاں۔۔۔بس۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔۔
پھر اس نے جھلا کر کروٹ بدل لی______

تو تکیے میں سے دوسرا جھونکا نکل آیا۔پتہ نہیں معاذ کی خوشبو تکیوں میں کیوں بس گئی تھی۔ جب وہ اس کے دل میں نہیں بس سکا تھا تو تکیوں میں کیوں بس گیا تھا۔اس کے ساتھ ہی اسے اپنی شادی کی کچھ ابتدائی راتیں بھی یاد آ گئیں۔معاذ قریب آ کر بیٹھتا تو یوں لگتا آگ کا ایک الاؤ قریب آ گیا ہے۔پتہ نہیں اس میں اتنی تپش کیوں تھی؟ یہ تپش عشق کی علامت تھی بے خودی کی یا اس کے گرم جذبوں کی______

اس کے ہاتھ بہت گرم اور بہت بے تاب ہوتے تھے۔ہاں کئی بار اس نے سوچا تھا۔معاذ کی ابتدائی پرورش چونکہ گاؤں میں ہوئی تھی۔ اس لئے وہ شہری مردوں کی نسبت بہت توانا اور مضبوط تھا۔اس کے ہاتھ تو لوہے کے ہاتھ لگتے تھے۔معاذ کی سانسوں میں سے ہمیشہ ایک ہیجان انگیز مہک نکلا کرتی تھی۔اس مہک کو کسی بچے کی سانس کی مہک سے تشبیہہ نہیں دی جا سکتی۔مگر نہ جانے اس کی سانسوں میں سچائی کیوں بولتی تھی۔

وہ جب سو رہا ہوتا تب بھی اس کی خوشبودار سچ بولتی ہوئی سانسوں کی پھوار رملی کو بے چین کر دیتی______ وہ گھبرا کر آنکھیں کھول دیتی مگر آنکھیں کھولتے ہی اس کی نظر اس کے بد صورت چہرے پر جا پڑتی اور وہ ٹوٹ پھوٹ جانے کی کیفیت ایک دم زائل ہو جاتی۔پھر وہ دل مسوس کر ایک دم کروٹ بدل لیتی۔اٹھتے بیٹھتے ہوئے______ چلتے پھرتے ہوئے۔۔۔

معاذ ایک فولادی آدمی لگتا تھا۔چھا جانے والا______

ابھی ابھی۔۔۔۔۔تو اسے ان سب باتوں کی سمجھ آئی تھی۔۔۔۔۔ابھی۔۔۔۔ابھی ۔۔۔تو اسے پتہ چلا تھا کہ مرد کی اصل کیا ہے______

اور اس نے اپنی اصلیت دکھا بھی دی تھی۔

اچھا ہے وہ اور زیادہ نہیں جھکی تھی۔اس کے آگے سر نہیں پٹکا تھا۔وہ اس قابل تھا ہی نہیں۔

افوہ ______

اس نے سر کو ادھر اُدھر جھٹکا۔ وہ مسلسل معاذ کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

اگر مجھے اس کی پرواہ نہیں ______ مجھے اس کے اس طرح چلے جانے کا قلق نہیں ______ میں اسے ذرا بھی پسند نہیں کرتی تو مسلسل اس کے بارے میں کیوں سوچے جا رہی ہوں۔؟ ______

مجھے واقعی اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے ______

بلا سے وہ جہاں بھی جائے۔ گندگی میں منہ مارے یا غلاظت سونگھتا پھرے ______

لعنت بھیجو اس کے ہر خیال پر ______

مگر اس نے کیا جرم کیا ہے ______؟ رملی کے ضمیر نے کچوکا لگایا۔

تمہی نے ہر طریقے سے اسے بتایا ہے کہ تم اسے ناپسند کرتی ہو۔ کوئی مرد اپنی باہر کی کاروائیاں اپنی بیوی کو نہیں بتاتا۔ دیکھو ______ معاذ کتنا مختلف مرد ہے ______؟ وہ یہ سب ضرورت سے مجبور ہو کر کر رہا ہے ______ اگر طبعاً عیاش ہوتا تو کیا تمہیں بتا کر جاتا۔۔۔۔

نہیں بتایا تو اس نے اس لئے ہے کہ میں اذیت میں مبتلا رہوں ______

تو تم کیوں ہوتی ہو اذیت میں مبتلا ______ لعنت بھیجو اس کے ہر خیال پر اور سکون سے سو جاؤ ______

سو جاؤں ______

ہاں ہاں سو جاؤ اور یوں سمجھو جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ______

مگر نیند بھی تو آئے ______

نیند کہاں چلی گئی آج ______

پتہ نہیں وہ کہاں بیٹھا ہو گا ______؟ کیسی عورت ہو گی وہ کمینی ______ اونہہ ۔۔۔۔ اسے ایک دم ہسپتال کا زمانہ یاد آ گیا۔ جب نرس آ کر اسے معاذ کی دیوانگی کے بارے میں بتایا کرتی تھی۔ اور وہ چاہتی تھی نرس سے کہہ دے۔ تم لے لو میرے شوہر کو۔۔۔!

نہیں رملی۔! اپنا شوہر کسی کو سونپا نہیں جا سکتا۔ اپنا شوہر تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔

یہ بڑی دکھن کا کام ہے ______

حالانکہ تجھے اس کی پرواہ نہیں ______ تو اس سے ہمیشہ نفرت کرتی رہی ہے۔

مگر یہ جو شوہر بیوی کا رشتہ ہے نا؟ بس ______ ہے بڑا ذلیل رشتہ ______ اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آتی۔ دور رہ کر قریب ہوتے ہیں ______ قریب ہوں تو دوریاں ہی دوریاں ہوتی ہیں۔

اف میں کیا کروں ______؟

کیا تو نے کبھی اسے اپنا شوہر سمجھا ______؟

اب تو سمجھنے لگی تھی ______؟

تو اس کے لئے کیا کیا تو نے ______ اپنی انا تک تو بھینٹ نہیں چڑھائی اسے منانے کے لئے کیا کیا ______؟

کیا کرتی میں ______ میں ایک عورت ہوں۔ اور اس سے زیادہ کیا کر سکتی ہوں ______؟

ہاں تو سب کر سکتی ہے ______ وہ سب جو اس وقت ایک عورت معاذ کے ساتھ کر رہی ہو گی ______

تو نے سنا نہیں شاعر کہتا ہے ______

مینوں کنجری بننا عیب نئیں
مینوں نچ کے ڈھول مناؤن دے

اپنے ساجن کو پرچانا عیب نہیں ______

نہیں میں یہ سب نہیں کر سکتی ______ اس نے دوسری طرف کروٹ بدل لی۔

گھڑی پر نظر چلی گئی۔ دو بج رہے تھے اور وہ ابھی تک جاگ رہی تھی اور مسلسل اس کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ جس کی اسے پرواہ نہیں تھی۔

اب نہیں سوچوں گی اس کے بارے میں ______ اس نے ہاتھ بڑھا کے بتی گل کر دی۔ اور آنکھیں موند لیں۔

وہ تو کہیں صبح اپنا مکروہ چہرہ لے کر آئے گا ______

پھر میں کس کے بارے میں سوچوں ______

اندھیرا ہوتے ہی اچانک اسے شان بھائی یاد آ گئے۔ شان بھائی دیکھنے میں کتنے شاندار مرد تھے۔ مگر ان کا باطن کتنا بدصورت تھا۔ اف پھوبا جی بیچاری۔۔۔۔۔ ایسے بدطینت آدمی کے

ساتھ گذارہ کررہی ہیں۔

خوبصورت تو ______

وہ لرز گئی ______

یاور بھی۔مگر اندر سے کتنا گھناؤنا ______؟

تھو ______ یاور گندہ آدمی تھا۔جس طرح طوائف گندی ہوتی ہے۔

اور رملیٰ دنیا میں اچھا کون ہے ______؟

کون ہے اچھا ______؟

اپنے خیالی تخت سے نیچے اتر آؤ۔اتنی ٹھوکریں کھائیں اور زندگی کا قرینہ نہ سیکھا۔

اچھا یا برا اپنا دل ہوتا ہے رملیٰ ______

اور جو دل کے قریب بیٹھے ہوں ان کو دل کی گلیوں میں تلاش کر لیتے ہیں۔اچھائیاں تلاش کرنے سے ملتی ہیں ______ انسانوں کو کھوجنا پڑتا ہے۔دفینے بڑی محنت سے تلاش کئے جاتے ہیں۔

اور اچھائی کا بیج پہلے اپنے من میں پھوٹتا ہے ______

محبت وہ سورج ہے جس کی شعاع پہلے اپنے تن سے نکلتی ہے ______ اور معاذ تم تو اتنے اچھے تھے۔

بے جی کے پیارے بیٹے تھے ______

تمہاری سانسوں میں آسمانی خوشبو آتی تھی ______

اور معاذ اب تو میں ہر رات اس خوشبو میں جھولا جھولتی سو جاتی تھی ______

اچھا معاذ تم نے اتنی گندی حرکت کیوں کی ______؟

رملیٰ تکیے کو سینے سے لگا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

ابھی پلک لگی تھی۔ابھی موجو کے رونے سے آنکھ کھل گئی۔ایک دم اٹھ بیٹھی۔باورچی خانے میں گئی۔بوتل بنا کے اس کے منہ کے ساتھ لگا دی۔جسے موجو نے دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔اور دروازہ کھول کر باہر نکلی تو ساتھ والے کمرے میں معاذ سو رہا تھا۔یہ کب آیا ______؟اس نے فوراً دیوار گیر کلاک کے طرف دیکھا۔صبح کے ساڑھے پانچ بج رہے تھے۔شاید صبح ہونے سے پہلے آ گیا۔اس نے غور سے سوئے ہوئے معاذ کو دیکھا۔اب اس نے کپڑے بھی بدلے ہوئے تھے۔رات کا کرتا اور پاجامہ پہن رکھا تھا۔

یہ کپڑے کس وقت بدل لیے ______؟رملیٰ کو حیرت ہونے لگی۔صبح تین بجے تک تو وہ کروٹیں بدلتی رہی تھی اور کراہتی رہی تھی۔ذرا کی ذرا ایسا سوئی کہ کسی کے آنے جانے کی۔سدھ نہ رہی۔

کیسا بے سدھ سو رہا ہے ______؟

رملیٰ کو غصہ آنے لگا۔جیسے بے دم ہو کر آیا ہو۔اس کا دل چاہا کہ معاذ کو بالوں سے پکڑ کر جگا دے۔اس کا گریبان پھاڑ ڈالے ______ اور اس کے منہ پر خوب تھپڑ لگائے۔

گھبرا کر وہ صحن میں نکل گئی______

نومولود سی صبح طلوع ہو رہی تھی۔۔۔۔دن کا آغاز ہو رہا تھا۔ہر نظارہ کروٹ لے کر جوان ہو رہا تھا۔

باہر بالکل نیا موسم تھا۔

جس طرح اس کے اندر ایک بالکل نیا موسم جنم لے چکا تھا۔

وہ تمام شب جلتی کڑھتی رہی تھی۔مگر اب تھکی تھکی بے دم نہیں تھی۔بلکہ اس کے اندر عجیب سا ولولہ اور جذبہ جنم لے رہا تھا۔

اب معاذ پر ایک عجیب سا غصہ آ رہا تھا۔

مگر یہ سب کیوں ______ یہ سب کیوں ______
دور دور چہچہاتے ہوئے پرندے اس سے سوال کر رہے تھے۔

مجھے تو اس کی پرواہ ہی نہیں۔ ایسے بدصورت اور بدکردار آدمی سے میرا کیا ناتا؟ میں اس سے کوئی واسطہ ہی نہیں رکھوں گی۔ نظر اٹھا کے اس کی طرف دیکھوں گی بھی نہیں ______ بات بھی نہیں کروں گی۔ اسے بتا دوں گی۔ اگر وہ میری سیج پر انگارے بچھا سکتا ہے تو میں بھی اس کے بغیر رہ سکتی ہوں۔

بھلا مجھے کیوں پرواہو ______
جلتی کڑھتی وہ پھر اندر آ گئی۔

معاذ اوندھا لیٹا ہوا تھا۔ اس کا دل چاہا۔ وہ پکڑ کے اسے سیدھا کر دے۔ شاید اس طرح سویا سویا تھک گیا ہوگا۔

(مگر میں کیوں اس کی اتنی پرواہ کر رہی ہوں)

رملی کا دل چاہا اس کے قریب بیٹھ جائے۔ اس کا چہرہ اپنی طرف موڑ لے اور پھر اس کا سر پکڑ کے اپنے زانو پر رکھ لے اور کہے اب دیکھتی ہوں میرا حلقہ توڑ کے تم کہاں جا سکتے ہو ______

(افوہ! اسے پھر غصہ آیا ایسے گندے آدمی کے لئے وہ کیسی اچھی اچھی باتیں سوچ رہی تھی)

اسی وقت اچانک اسے بے جی کی باتیں یاد آ گئیں ______

ایک روز ایک خاتون بے جی کے پاس رونا رونے آئی تھی کہ اس کا شوہر رات کو بہت دیر سے آتا ہے۔

تو بے جی نے کہا تھا۔

دیر سے آنے کی وجہ اس سے دریافت نہ کیا کرو۔ اپنے آپ سے پوچھو ______

عورت وہی اچھی ہوتی ہے جو رات کو اپنے شوہر کو پرچالے۔ یہ ٹھیک ہے کہ تم نے گھر کو بہت سجا بنا کر رکھا ہے۔ بچوں کا بھی دھیان رکھتی ہو۔ گھر میں اللہ کا دیا سب کچھ ہے۔ مرد جتنا زیادہ کما کر لاتا ہے۔ اتنے زیادہ اس کے ناز اٹھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ زیادہ کمانے والے مرد اور بے تحاشا آسائشیں مہیا کرنے والے شوہر اپنی بیویوں سے بے پناہ توقعات رکھتے ہیں۔ زمانے کے مطابق رہنا ہی ضروری نہیں اپنے شوہر کی توقعات اور مطالبات کو سمجھنا بھی بہت ضروری ہے۔

بے جی میں سارا دن کی تھکی ہاری ہوتی ہوں اس عورت نے بسور کر کہا۔ میرا دل چاہتا ہے شام کو جب شوہر گھر آئے تو میرے ناز اٹھائے مجھے کہیں لے کر جائے۔ سینما دکھائے دوستوں کے ہاں گپ شپ کرنے جائیں۔ مگر وہ تو باہر سے ہی اپنا موڈ خراب کر کے گھر آتا ہے پھر ذرا سی بات پر آگ بگولہ ہو کر باہر نکل جاتا ہے اور کہیں رات گئے آتا ہے ______

اپنی رات اپنے شوہر کو دو ______ بے جی نے آہستہ سے کہا۔

دن کے کام کم کر دو۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ صاف ستھرا خوبصورت گھر مرد کو آسودگی دیتا ہے۔ مگر مرد کو زندگی میں ایک تھکی ہوئی عورت کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ خود بہت تھکا ہوا ہوتا ہے۔ اس لئے باہر کی عورتوں کی طرف دوڑتا ہے۔ تم رات کو اس کو ایک تازہ دم خوش مزاج اور خوش لباس عورت کی طرح ملا کرو۔ زندگی کے معمول سے ہٹ کر باتیں کیا کرو ایک رات میں اسے تازہ دم اور ہلکا پھلکا کر دیا کرو۔ پھر وہ اپنی جنت اپنے بیڈ روم میں آباد کرنے لگ جائے گا۔

عورتیں زندگی کی دوڑ میں مردوں سے پہلے تھک جاتی ہیں اس لئے مرد باہر کا رخ کرتے ہیں ______

مگر میں تھکی ہوئی عورت نہیں ہوں۔ رملی نے سوچا ______

تو ایک بیزار عورت ہے۔ اور بے زار عورت کے قرب سے مرد بھاگ جاتا ہے۔

رملی پھر باہر نکل گی۔ اور جا کر باورچی خانے کا کام کرنے لگی۔ پتہ نہیں بے جی یہاں ہوتیں تو اس صورت حال کا کیا اثر لیتیں۔ آج اس نے شکر کیا کہ بے جی یہاں نہیں تھیں۔ کیونکہ ان کی موجودگی میں تو معاذ کبھی رات کو باہر رہنے کی جراًت نہیں کر سکتا تھا۔ تب اسے احساس ہوا کہ گھر میں ایک بزرگ کا ہونا کتنا ضروری ہے۔ ایسا بزرگ جس کا احترام شوہر کرتا ہو۔

بزرگ گھر کا حجاب ہوتے ہیں ______
گھر کا پردہ رکھ لیتے ہیں ______

ہمارے لوگ کتنے بھی کمینے ہو جائیں۔ بزرگ کے سامنے نگاہ جھکا لیتے ہیں۔

اگر بے جی یہاں ہوتیں تو معاذ کو کبھی کہیں جانے کی جرات نہ ہوتی۔ رات کو سونے سے پہلے معاذ بے جی کے پاس ضرور بیٹھتا تھا۔ کبھی ان کی ٹانگیں دبا دیتا۔ سر دبا دیتا وہ خواہ منع کرتی رہیں۔ مگر معاذ سونے سے پہلے اپنی ماں کے کمرے میں ضرور جایا کرتا تھا۔ عام بیویوں کی طرح رملی کو اس بات سے غصہ نہیں آتا تھا۔ نہ ہی حسد محسوس ہوتا تھا۔ ہاں اسے یہ بات عجیب ضرور لگتی

تھی۔ اس لئے کہ اس کے بھائی ایسا نہیں کرتے تھے۔ بلکہ امی جان تو ان کی صورت دیکھنے کو ترستی بلکتی چلی گئیں۔

رملی کو ہر قدم پر احساس ہو رہا تھا کہ معاذ عام مردوں سے مختلف ہے۔ اس میں خاص آدمیوں والی باتیں تھیں۔ جن باتوں کی اس نے قدر نہ کی۔ بلکہ اپنے سلوک کی وجہ سے وہ اسے بھی عام آدمیوں کی صف میں دھکیل رہی تھی۔

یوں تو رملی باورچی خانے میں کام کر رہی تھی۔ مگر ذہن برابر معاذ کی جانب لگا ہوا تھا ______

کھڑے کھڑے اسے اپنے آپ پر غصہ آیا۔ کہ یہ میاں بیوی کا رشتہ بھی کیسا ذلیل رشتہ ہے ______ توڑنا چاہو تو ٹوٹتا نہیں ______ قریب آنا چاہو تو فاصلے کٹتے نہیں ______ ایسے فاصلے جو نظر نہیں آتے مگر جو زندگی کو گھٹا کر رکھ دیتے ہیں۔

خفگی بھی ہے اور خفگی کے اندر اندر ایک آس کا دیا بھی جل رہا ہے ______

آس یکجا ہو جانے کی ______ پھر قریب ہو جانے کی ______ ایک دوسرے کا ہو جانے کی ______ عارضی نفرتوں میں ______ غصے کی سرخ آندھیوں میں ______ برابر یہ خیال ذہن میں چپکا رہتا ہے۔

جس طرح پہلے وہ معاذ کی بالکل پروا نہیں کرتی تھی۔ اسی طرح اسے اب بھی پروا نہیں کرنی چاہیے۔

اب کیا ہو گیا ہے ______؟

وہ اپنے آپ سے پوچھتی ______ کہ اب کیا ہو گیا ہے ______؟

اس نے ایک بار باہر آ کر جھانکا ______ معاذ اٹھ کر غسل خانے میں چلا گیا تھا۔ وہ بھی آ کر اس کا ناشتہ بنانے لگی۔ ناشتہ بناتے ہوئے اس نے سوچا ______ وہ بھلا ایسے آدمی کا ناشتہ کیوں بنا رہی ہے جو ایک غیر عورت کے ساتھ رات گذار کر آیا ہے۔ صاف صاف کہہ دے کہ آج سے میں تمہارا کوئی کام نہیں کروں گی۔ جاؤ اسی عورت کے پاس چلے جاؤ ______

یہ سوچتے ہی اس کے کلیجے میں برچھی سی لگی۔ ہائے اپنا شوہر کسی کے حوالے کر دینا کتنا مشکل کام ہے۔ اس وقت اس نے شوہر اور بچے میں موازنہ کیا۔ بچہ زیادہ عزیز ہوتا ہے یا شوہر ______

پتہ نہیں ______ اس کا دل ایک دم گھبرانے لگا۔ بچے میں تو جان اٹکی رہتی ہے مگر شوہر کیوں اپنی ذات سے اس قدر قریب لگتا ہے۔ بیٹا ہو تو لاشعور میں ہوتا ہے کہ شادی کے بعد الگ ہو جائے گا۔ بیٹی ہو تو اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بھی چھوڑ کر چلی جائے گی ______ مگر شوہر ______ شوہر کے بارے میں تو دن بدن یہی جی میں آتا ہے۔ اور قریب ہو گا اور قریب ہو گا۔

بس ایک دن ہم دونوں رہ جائیں گے ______

بھلا شوہر کسی کے حوالے کیا جا سکتا ہے ______؟

ناشتہ بنا کے اس نے میز پر رکھا تو معاذ حسب معمول تیار ہو کر آ گیا۔ اسی طرح ایک خوش لباس خوشبودار آدمی بن کے وہ میز پر آ بیٹھا۔ رملی نے نظر اٹھا کے دیکھا مگر سلام بالکل نہیں کیا۔ اس کے اندر سے مخصوص خوشبو کی لپیٹیں نکل رہی تھیں۔ وہ کیسا صحت مند اور مطمئن لگ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں آسودگی کے لال ڈورے تھے۔ رملی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی راجدھانی میں سے ایک علاقہ آج دشمن کی تحویل میں چلا گیا ہے۔ اس کا یہ تاثر اس کے چہرے پر ابھرا ______ پیشانی پر بے شمار شکنیں لے کر سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

معاذ نے جب نیپکن بچھایا تو رملی نے معمول کے مطابق ڈبل روٹی اور انڈہ اس کے آگے بڑھایا ______

اور پھر اسے خود معلوم ہوا پلیٹ میز پر رکھنے کی بجائے جیسے اس نے پٹک دی تھی۔ اس ادا پر معاذ نے نظریں اٹھا کر باقاعدہ اسے دیکھا۔

پھر مسکرا کر بولا ______

آج چائے نہیں بناؤ گی ______؟

روز تو رملی خود چائے بنا کر دیتی تھی۔ جلدی سے چائے بنانے لگی۔ پھر وہی ہوا پیالی اسے پکڑاتے وقت غصے سے چھلکا دی۔ معاذ زیر لب مسکرایا۔ مگر اس نے کچھ نہیں کہا۔ رملی تنی تنی سی بیٹھی رہی۔ وہ پوچھتا ہی نہ تھا کہ بھئی تمہیں کیا ہوا ہے۔ تو وہ بھلا کس طرح اپنے غصے کا اظہار کرتی۔

بڑے سکون سے ناشتہ کر کے معاذ کھڑا ہو گیا۔

مگر آج اس نے کوئی بات نہیں کی۔ یہ نہیں کہ اس کا موڈ خراب تھا۔ بلکہ اس کا موڈ تو بڑا شگفتہ نظر آ رہا تھا۔ بس ایسے ______ جیسے وہ رملی کو نظر انداز کر رہا ہو۔ اس نے رملی سے بہتر کوئی صورت دیکھ لی ہو ______ اور وہ صورت دل میں اتر گئی ہو ______

اس نے خدا حافظ کہا اور باہر نکل گیا۔

آج رملیٰ نے جواب میں خدا حافظ بالکل نہیں کہا۔ منہ پھلائے کھڑی رہی۔ اور آہستہ آہستہ میز پر سے برتن سمیٹنے لگی۔

کار اسٹارٹ ہونے کی آوز آئی اور پھر کار گھر سے نکل گئی۔ اس وقت رملیٰ کو چھا جوں رونا آیا________

جیسے آج اس نے پہلی بار معاذ کو کھو دیا ہو________؟

پگلی تو نے اسے پایا ہی کب تھا وہ تیرا فریب نظر تھا________

کیا اپنانے کے ڈھنگ ایسے ہوتے ہیں________؟

اور آج جو تو نے اس کے ساتھ سلوک کیا ہے۔ اس کے بعد وہ تیری کیا پروا کرے گا؟

شوہر کے ساتھ بے اعتنائی برتی جائے تو وہ اور بھی دور چلا جاتا ہے۔ اس کے سامنے بہت سے راستے ہوتے ہیں۔ ایک نہ سہی دوسرا سہی________ شوہر صبر نہیں کرتا۔ انتظار نہیں کرتا۔ وقت ضائع نہیں کرتا________ اس کی زندگی روزمرہ کی زندگی ہوتی ہے۔ اس کی زندگی میں کل نہیں ہوتا________ وہ آج________ بھرپور انداز میں اپنی مسرتوں کے ساتھ جینا چاہتا ہے۔ ہر آج اس کا اپنا آج ہوتا ہے________

تو کس کل کے انتظار میں ہے________؟

تیرا کل نہ آیا تو کیا ہوگا________؟

شوہر کے ساتھ رہنے کے لئے تھوڑی سی بے غیرتی کی بھی ضرورت ہوتی ہے________ بہت سی باتوں کو نظر انداز کرنا پڑتا ہے________ بار بار اپنے آپ کو زمین سے اٹھانا پڑتا ہے۔

اور تیرا شوہر تو اتنا اچھا تھا۔ اس نے ایک بار بھی تمہیں زمین پر نہیں گرایا تھا۔ آج تیری زندگی میں پہلی بار آیا ہے________ اس آج کا فیصلہ آج ہی کر لے________ یوں تن کر رہے گی تو وہ تجھے کبھی نہیں منائے گا۔ اور تو کس مان پر اکڑتی ہے________ تو تو خود عیبوں بھری ہے________ لدی ہوئی شاخ کی طرح پیا کے آگے جھک جا________

آج تجھے اس کو منا لینا چاہیے تھا________

کل کی رات کے بعد ایسی رات نہ آنی چاہیے تھی________

آنکھیں کھول________ اب اور کیا گنوانا چاہتی ہے________؟

کئی دنوں تک رملیٰ کا موڈ معاذ کے ساتھ بگڑا رہا۔ نہ اس کے ساتھ سیدھے منہ بات کرتی نہ ڈھنگ سے اس کی کسی بات کا جواب دیتی۔ اس کا ہر کام منہ پھُلا کے کرتی جیسے احسان کر رہی ہو________ کئی بار اس کے سامنے اس نے موجو کو تھپڑ بھی مارا۔ مگر معاذ پر کسی بات کا اثر نہیں ہو رہا تھا وہ ہمیشہ کی طرح پرسکون اور مطمئن تھا۔ جھٹ موجو کو پکڑ کے سینے سے لگا لیتا۔ اور سہلانے لگتا کبھی پلٹ کر یہ نہ کہتا رملیٰ تم نے بے قصور کیوں مار دیا کس کے بدلے لے رہی ہو۔

گھر کا ہر کام معمول کے مطابق جاری تھا مگر رملیٰ کبھی کبھی گڑ بڑ کر دیتی اس کا دل چاہتا معاذ کو کوئی بات بری لگے وہ رملیٰ کے ساتھ الجھ پڑے پھر رملیٰ کو بھی اپنے دل کا غصہ نکالنے کا موقع مل جائے رملیٰ کے اندر بہت گھٹن رہی۔ وہ اس گھٹن کو کسی بہانے نکالنا چاہتی تھی وہ معاذ کے ساتھ لڑنا چاہتی تھی بالکل بیویوں والے انداز میں________

ایک بار معاذ نے کہا تھا نا کہ تم لڑ جھگڑ کے اپنی بات منوایا کرو جب بیویاں چیختی چلاتی ہیں اور شوہروں کو برا بھلا کہتی ہیں تو دراصل وہ اپنے استحقاق کو اور مضبوط کرتی ہیں لڑنا جھگڑنا بیویوں کا اظہارِ محبت ہوتا ہے________

اچھا میں لڑ جھگڑ کر اظہارِ محبت کروں________؟

خود ہی اپنے دل سے پوچھتی ایسے گندے آدمی کے ساتھ جواب باہر رہنے لگا ہے۔

اس کو گندہ آدمی کس نے بنایا________؟

کس نے اس کے اعتماد کو مجروح کیا________؟

کس نے اسے بدصورتی کا احساس دلایا________؟

کون اس سے کھینچا کھنچا رہتا ہے________؟

اب میں عورت ذات ہو کر اس کے آگے جھکوں اور اپنے منہ سے کہوں۔۔۔۔

اور لڑ جھگڑ کے اس کو بتاؤں کہ میں اس کی پروا کرتی ہوں________

اور لڑنے جھگڑنے پر تم تلی بیٹھی ہو۔۔۔۔۔

رملی کا دل چاہتا وہ معاذ کا گریبان پھاڑ ڈالے ایک زوردار لڑائی کرے یہ جو مطلع ابر آلود سا تھا۔کئی دنوں سے زمین کے آسمان پر کالی کالی گھٹائیں تلی کھڑی تھیں۔ان سے رملی بوجھل ہو گئی تھی۔وہ چاہتی تھی یہ گھٹائیں کھل کے برس جائیں مطلع پھر صاف ہو جائے۔ساری کدورت اپنے آپ نکل جائے۔

تب اسے احساس ہوتا۔ازدواجی زندگی میں کبھی کبھار لڑنا کتنا صحت مند عمل ہے۔بلکہ نفرت کا غصہ آخر نکال لینا چاہیے۔دل میں زہر لے کر پھرنا اور لوگوں کو ہنس ہنس کر دکھانا اچھا فعل نہیں اور اگر میاں بیوی اپنا زہر نہ نکالتے رہیں تو یہ رشتہ کتنا زہریلا ہو جائے۔

رملی اپنا زہر نہ نکالنا چاہتی تھی۔بیویوں والے انداز میں معاذ سے لڑنا چاہتی تھی اونچی اونچی بول کے چیخ چلا کے اپنی تقدیر کو کوس کے اپنے آپ کو ٹھنڈا کرنا چاہتی تھی۔دل کے اندر آگ سی لگی ہوئی تھی۔

اور یہ ظالم موقع ہی نہ دے رہا تھا۔

کیسا مطمئن تھا۔جیسے اسے اب رملی سے کوئی شکوہ نہیں؟

کیوں شکوہ نہیں ______؟

رملی کا دل گھبرا اٹھتا۔جب گلے شکوے کی حاجت نہیں رہتی۔تب دلوں سے محبت اٹھ جاتی ہے۔

کیا واقعی اب معاذ کو رملی کی پروا نہیں ہے۔اسی پروا کو جاننے کے لئے وہ ایک بھرپور انداز میں اس سے لڑنا چاہتی تھی اور وہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی بے حسی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

لڑائی کر کے اسے اپنی طرف کھینچنا چاہتی تھی۔

اب وہ معاذ کی ہر بات پر شک کرنے لگی تھی۔پہلے بھی کئی بار اسے دفتر میں دیر ہو جاتی تھی۔

تب وہ اس تاخیر پر بہت خوش ہوتی تھی۔معاذ تھکا ہارا گھر کے اندر داخل ہوتا تو رملی سے کسی روایتی جملے کی تمنا کرتا۔

یعنی ______

اتنی دیر کہاں لگا دی ______؟

کہاں رہ گئے تھے ______ میں انتظار کر کے تھک گئی تھی۔آپ کو معلوم نہیں تھا آج میں نے اپنی امی جان کے ہاں جانا تھا۔

مگر رملی تو کچھ بھی نہیں کہتی تھی۔بس ایک سرد سی نگاہ اس پہ ڈال کے منہ بند کر لیتی تب وہ

وہی کہنے لگتا۔

آج دفتر میں ایک غیر ملکی ٹیم آ گئی تھی ______

یا مہینے کے اختتام پر کام ذرا بڑھ جاتا ہے ______

یا آج اتنا زیادہ کام کرنا پڑا کہ میں تھک گیا ہوں۔

وہ کہتا رہتا اور رملی سنتی رہتی۔لیکن اب جب معاذ کو دفتر میں دیر ہو جاتی رملی کا دل گھبرانے لگتا۔سو طرح کے وسوسے ستاتے۔بار بار گھڑی کو دیکھتی ______ بار بار دروازے کی طرف دیکھتی۔کوئی موٹر سڑک سے گذر جاتی تو اس کا دل دھڑک اٹھتا۔ شام ہوتی تو اسے ہیکلی کی بیماری لگ جاتی۔اس کا دل چاہتا کہ معاذ جلدی سے گھر آ جائے اور جس روز جلدی سے گھر نہیں آتا تھا اس روز وہ کھولتی رہتی۔۔۔۔۔۔

اب تو کبھی کبھی معاذ راتوں کو بھی دیر سے آنے لگا تھا۔وہ کھانا سامنے رکھے انتظار میں بیٹھی رہتی۔۔۔۔موجو سو جاتا۔سارے گھر پر سناٹا چھا جاتا۔نوکر چاکر سب اپنے کوارٹروں میں چلے جاتے۔۔۔۔سارے گھر سے اسے وحشت ہونے لگتی۔بے جی یہاں تھیں۔تو وہ سارا دن ان کے ساتھ باتیں کرتی رہتی تھی۔اسے کبھی معاذ کے ساتھ بے شمار باتیں کرنے کا خیال نہیں آتا تھا۔

اب بے جی بھی نہیں تھیں۔تو رات کو اس کا دل گھبرانے لگتا کسی سے بے شمار باتیں کرنے کی تمنا دل میں جاگ اٹھتی۔معاذ بھی تو اب زیادہ باتیں نہیں کرتا تھا۔اگر وقت پر گھر آ جاتا تو تھوڑی دیر موجو کے ساتھ کھیلتا رہتا۔پھر کھانا کھا کے اسٹڈی میں چلا جاتا۔یا بس کوئی ادھر ادھر کی بات اس سے کر لیتا۔مگر گھر میں ہوتا تو گھر بھرا بھرا لگتا۔اسے بھی تسلی سی رہتی ______

لیکن جس روز وہ رات کو دیر سے آتا رملی کی جان پر بن جاتی۔سوچتی پتہ نہیں کہاں چلا گیا ہوگا ______؟

پتہ نہیں کس کے پاس چلا گیا ہوگا ______؟

پتہ نہیں کیا کر رہا ہوگا ______؟

پھر اپنے آپ سے کہتی ______ تجھے اس کا اتنا فکر کیوں ہے ______؟ جہاں بھی جائے ______ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

ایسے بدصورت آدمی کے لئے تو اتنی پریشان کیوں ہوتی ہے۔۔۔۔؟

مگر وہ میرا خاوند ہے ______

اور یہی تعلق کیا کم ہے ________؟

تو اس کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ خاوند خاوند ہی ہوتا ہے۔ بدصورت ہو یا خوبصورت اس کے ساتھ ایک ظالم سا تعلق ہوتا ہے۔

جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ________

اس کی عدم موجودگی میں بڑے بڑے منصوبے بناتی کہ اب وہ آئے گا تو خوب لڑے گی یہ کہے گی ________ وہ کہے گی ________

کھولتی رہتی۔ فقرے ترتیب دیتی رہتی۔

لیکن جب وہ آ جاتا اور مسکرا کر اس کی طرف دیکھتا۔ پھر بڑی شفقت سے پاس بیٹھ جاتا اور ہنس کر کہتا۔

آئی ایم ساری جان ________ آج واقعی دیر ہو گئی تھی۔ کچھ پرانے دوست مل گئے تھے۔ وہ زبردستی ہوٹل میں لے گئے۔

پھر وہاں باتوں باتوں میں اتنی دیر ہو گئی کہ ________؟

تو وہ بس اسے دیکھتی رہ جاتی۔

ٹھنڈی آہ بھر کر چپ کر جاتی۔

وہ پوچھتا ________

تم نے کھانا کھا لیا ہے۔

نہیں ________ وہ آہستہ سے کہتی۔

او ہو رمو جان! تم میرے انتظار میں بھوکی نہ رہا کرو۔ پلیز کھانا کھا لیا کرو اوفوہ ________ اٹھو جلدی سے کھانا کھاؤ۔ لاؤ میں سالن گرم کر کے لا دوں۔

وہ جلدی سے کھڑا ہو جاتا۔

تب رملیٰ کو غصہ آنے لگتا۔ پتہ نہیں وہ اس کے سامنے اتنی بودی کیوں ثابت ہوتی تھی۔ صاف صاف کہہ دیتی کہ اس طرح باتیں نہ بناؤ سیدھے سیدھے بتاؤ اتنی دیر کہاں لگا کے آئے ہو ________؟

مگر اسے لڑنے کا سلیقہ نہیں آتا تھا۔ معاذ دو چار ادھر اُدھر کی باتیں کر کے اٹھ کر چلا جاتا۔ اور وہ جلتی کڑھتی وہیں بیٹھی رہ جاتی۔

کئی دنوں سے اس کا موڈ بگڑا ہوا تھا۔ اس نے منہ پھلا رکھا تھا۔ مگر معاذ کو نظر ہی نہیں آتا تھا۔

کسی روز پوچھ ہی لیتا کہ بھئی تمہیں کیا ہوا ہے ________؟ پوچھنے کی بجائے اس نے ہ تر باہر رہنا شروع کر دیا تھا۔

زندگی میں کتنے دکھ ہیں۔ رملیٰ سوچا کرتی۔ جب اس کی شادی ہوئی تھی تو وہ اپنے آپ کو کی بدقسمت ترین عورت سمجھنے لگی تھی۔ کیونکہ اس کا شوہر بدصورت تھا۔ اور اسے ساری دنیا ہی ورت نظر آ رہی تھی۔ مگر اب جب اس کی آنکھیں کھل گئی تھیں تو وہ سوچ رہی تھی۔ زندگی صرف ے مسئلے کا نام نہیں ________ کتنی عجیب بات ہے ________ کہ شوہر بدصورت بھی ہو اور پروا ں نہ کرتا ہو۔ اپنا زیادہ وقت باہر کے لوگوں میں گذارنا شروع کر دے اور کتنی بڑی بدقسمتی ہے۔ یک دن آرام سے اپنی بیوی کی نفی کر دے ________؟

کیا کہیں ایسا ہوا ہے ________؟

بیوی بھی ایسی جو چاندی کے تاروں سے گندھی ہوئی ہو ________؟

تب رملیٰ کو اس محاورے کا مطلب سمجھ میں آتا ________ وہ جو کہتے ہیں سہاگن وہی ے پیا چاہے۔ عورت کا حسن صورت خاک میں مل جاتا ہے۔ اگر شوہر اسے نہ چاہے وہ معاذ کے ں میں اپنی پرانی چاہت جگانا چاہتی تھی۔ مگر اس کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آ رہا تھا۔ کہاں پر تیر خطا ہو یا ________ کہاں پر نشانہ چوک گیا ________

گذرے وقت کو ہاتھ جوڑ کے بلاتی تھی۔ اور وہ وقت پاس نہیں آتا تھا۔ پھر وہ اپنے ہی دل وستی ________ اور کہتی تو پہلے جیسا ہو جا ________ تو دل صاف انکار کر دیتا۔ شاید اس ل کو بدصورت آدمی بھا گیا تھا۔ اور کیسی بدنصیبی تھی کہ اب اس بدصورت آدمی کو وہ نظر ہی نہ آتی ھی۔ گھر میں پڑی ایک فالتو چیز کی طرح وہ اسے دیکھ کر اور کبھی جھاڑ پونچھ کر گذر جاتا تھا۔

پچھلے دو چار ہفتوں سے کبھی کبھی ایک عورت معاذ کو فون کر دیتی تھی۔ معاذ کو پہلے بھی کئی ورتوں کے فون آئے تھے۔ کبھی بے جی اٹھا لیتیں اور کبھی رملیٰ۔ کاروبار کے سلسلے میں ________ یا دفتری معلومات کے لئے کئی عورتیں فون کر لیتی تھیں۔ مگر رملیٰ کو کبھی برا محسوس نہیں ہوتا تھا۔ اب اگر کسی عورت کا فون آتا تو وہ کرید کرید کر اس کا نام اور اتہ پتہ پوچھتی۔ اور یہ بھی پوچھتی کہ اسے معاذ سے کیا کام ہے۔ رملیٰ چھپ چھپ کے معاذ کے فون بھی سنا کرتی وہ کسی کو فون کرتا ہے اور کس کے ساتھ کیا بات کرتا ہے ________ وہ اس کے کپڑے لٹکاتے ہوئے اس کی

جیبیں ٹٹولا کرتی۔ اس کی عدم موجودگی میں اس کی دفتر کی میز پر جا کر تمام کاغذات الٹ پلٹ کر کے دیکھا کرتی۔ اسے کبھی کہیں سے معاذ کی کسی رومانوی کاروائی کا سراغ نہیں ملا تھا۔ اس کے باوجود وہ ہر وقت سلگتی رہتی۔ تڑپتی رہتی۔۔۔۔۔

اسے یوں محسوس ہوتا جیسے اس نے اپنی مٹھی میں ایک جگنو پکڑا ہوا تھا۔ ایک دن غلطی سے مٹھی کھول بیٹھی اور وہ جگنو اڑ گیا ___ اب اس ننھی سی روشنی کو وہ دیوانہ وار ڈھونڈتی پھرتی تھی۔

ایک دن معاذ کو دوپہر کا کھانا کھلاتے ہوئے بڑے لاچار سے انداز میں رملی ایک دم بولی۔

یہ رخسانہ کون ہے ___؟

پوچھنے کے بعد رملی کو حیرت ہوئی۔ اس کا انداز بالکل بیویوں والا تھا۔ وہی لب و لہجہ ___ وہی کاٹ

معاذ نے نوالہ منہ میں ڈالا۔ اور نظر اٹھا کے دیکھا ___

تو جلدی سے بولی۔

اکثر آپ کو فون کرتی ہے اور آپ کے معمولات کے بارے میں پوچھتی رہتی ہے۔

ہے ایک عورت۔۔۔۔۔

معاذ نے دوسرا نوالہ توڑتے ہوئے جواب میں کہا۔

کیسی عورت ہے ___؟

یہ پوچھتے ہوئے رملی کا لہجہ غصے سے کچھ اور تن گیا۔

معاذ نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا اور جواب دیئے بغیر نوالہ منہ میں ڈال لیا۔

اس عورت کو آپ کب سے جانتے ہیں؟

اب رملی باقاعدہ لڑنے پر آمادہ نظر آتی تھی۔

کیسے لایعنی سوال کر رہی ہو۔ معاذ بولا ___ کاروباری دنیا میں ہزاروں عورتوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اگر کوئی فون کرتا ہے تو ظاہر ہے اپنے کام کے لیے کرتا ہے ___؟

وہ آپ کو بہت پوچھتی ہے۔

معاذ مسکرانے لگا۔ تم اتنا فکر کیوں کرتی ہو۔ تمہارا شوہر ایک بدصورت آدمی ہے۔ اس میں بھلا کون دلچسپی لے سکتا ہے۔ معاذ کے لہجے میں طنز تھا۔ مگر رملی کے اندر اپنی ہی آگ لگی ہوئی تھی۔ اس لئے اس کی بات سمجھے بغیر بولی۔

کیا یہ بہت خوبصورت عورت ہے ___؟

معاذ نے نظریں جھکا لیں اور منہ ہی منہ میں مسکرانے لگا۔ مسکراتا جاتا اور کھانا کھاتا جاتا۔ اس کے اس طرح بے نیازی کے ساتھ کھانا کھانے پر رملی کو بے تحاشا غصہ آ رہا تھا۔ معاذ کا لب و لہجہ ترش نہیں ہو رہا تھا اس لئے وہ اپنے لب و لہجہ کی تلخی اس پر ظاہر نہ کر سکتی تھی۔

معاذ نے اطمینان سے کھانا کھایا۔ نیپکن سے ہاتھ صاف کیے۔ پھر پلیٹیں ایک طرف سرکا دیں۔ اور کہنیاں میز پر ٹکا کر رملی کی آنکھوں کی سیدھ میں دیکھتا ہوا بولا۔

کیا عورت کی صرف یہی خوبی ہے کہ وہ خوبصورت ہو ___؟

رملی نے اس کی آنکھوں کی تاب نہ لا کر نظریں جھکا لیں ___ اس کا رنگ زرد ہو گیا۔ شرمندگی کی ایک لہر دل سے اٹھی اور دماغ تک گئی۔ اسے یوں لگا جیسے معاذ نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا ہو۔

رملی اپنے لمبے ناخنوں سے میز کا کونا کریدنے لگی۔ معاذ نے ایک کینو اٹھایا اور اسے چھیل کر کھانے لگا۔

تم عورتوں کا خیال ہے کہ مرد صرف خوبصورت عورت پر مرتا ہے تم لوگ سوچتی ہو کہ صرف چہرے مرد کی کمزوری ہوتے ہیں ___؟ اور بس ___

رملی سن ہو گئی۔

اس نے آرام سے سارا کینو کھایا۔ ہاتھ صاف کیے پھر کھڑا ہو گیا اور اپنے کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر اور بڑے انداز سے مسکرا کر بولا ___

رمو جان! خوبصورت وہ عورت ہوتی ہے جسے اپنانے کا ڈھنگ آتا ہے ___ اور پھر باہر نکل گیا۔

بہت دنوں کے بعد آج پھر معاذ آئینے کے آگے کھڑا تیار ہو رہا تھا۔

مرد کی تیاری اس کے ارادے کی مظہر ہوتی ہے۔ رملیٰ اپنا دل پکڑ کے باہر نکل گئی۔ اور جا کر بے جی کے کمرے میں ان کے بستر پر سیدھی چت لیٹ گئی۔ دکھ کی اس بھٹی سے وہ ایک بار پہلے بھی نکل چکی تھی۔ پھر رفتہ رفتہ اس نے اپنا دل ٹھنڈا کر لیا تھا اور سوچ لیا تھا کہ اب اس کے اندر حسد اور محرومی کی آندھیاں نہیں اٹھیں گی۔ مگر ایسا نہیں تھا ______

اس کا دل کوئی چٹکیوں سے مسل رہا تھا۔ اور وہ مسلسل سوچے جا رہی تھی۔ کہ زندگی کے معاملے بھی عجیب ہیں۔ اور پھر زندگی کے پلو میں افسوس کی کوئی نہ کوئی گرہ تو لگی رہتی ہے ______

کبھی یہ دل تاسف سے خالی نہ ہوا ______ کبھی پچھتاوے ______ کبھی افسوس ______

یہ دونوں سائے آگے پیچھے چلتے ہیں۔ ان کے سحر سے زندگی نکلتی ہے یا نہیں ______

اس کا دل چاہا اس آنچل کو آگ لگا دے۔ جس میں اتنی گرہیں ہیں۔ ایک گرہ کھولتی ہے تو دوسری پڑ جاتی ہے۔

پچھلے کتنے دنوں سے زندگی کتنی ویران اور بیکل رہی ______

اور اپنی بیکلی کسی سے کہہ بھی نہ سکی ______

بس دلوں کی اداسیاں دلوں کی محرم ہوتی ہیں۔

اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کا دل مسلسل اداسیوں کی تہہ میں کیوں دبا جا رہا تھا۔

اس نے شروع میں اپنے شوہر کی پروا نہیں کی تھی ______ اب وہ بھی اس کی پروا نہیں کر رہا ______ جس طرح اس نے چور دروازے بنا لئے تھے ______ اسی طرح آج وہ بھی خارجی دروازہ بنا بیٹھا تھا۔ چڑھی ہے یہ آندھی اتر جائے گی ______ نہ بھی اتری تو زندگی گذر ہی جائے گی ______

مگر نہیں ______

اس نے لیٹے لیٹے سوچا یوں زندگی نہیں گذرے گی۔ اپنے سامنے اپنے شوہر کو جاتا ہوا دیکھوں اور روک نہ سکوں۔ اپنے سامنے اسے لٹتا ہوا دیکھوں ______ اسے ٹوٹتا پھوٹتا اور بکھرتا ہوا دیکھوں ______

اور کچھ نہ کر سکوں ______؟

مگر میں کیا کر سکتی ہوں؟

تو سب کر سکتی ہے ______؟

کس طرح سے کروں ______؟

بس ذرا عقل کی ضرورت ہے۔

کہاں سے لاؤں عقل ------ کہاں سے لاؤں عقل ______؟

عقل کا پودا دکھ کے بیج سے نکلتا ہے اور کرب کی ہوا اس کی نمو کرتی ہے آندھیاں اسے پروان چڑھاتی ہیں اور اسے محرومیوں کی چھایا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اتنی دیر سے گنجلک راستوں سے گذرتی چلی آ رہی ہے۔ تار تار دامن کو بار بار چھڑا رہی ہے۔

اور ابھی پوچھتی ہے۔ عقل کہاں سے آئے گی ______؟

رملیٰ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

بیوی بن جاؤ ______

تو کیا میں بیوی نہیں ہوں۔

بیویاں ایسی نہیں ہوتیں ______ اتنی کھردری ---- اتنی دور ----- اتنی اجنبی --- اتنی گم صم -----

میں شرعاً اس کی بیوی ہوں۔ اس کو اس بات کا خیال ہونا چاہیے۔

مرد کو محبوبہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو دن رات اس سے کہہ سکے ______ میں تم پر مرتی ہوں۔ تم مجھے اچھے لگتے ہو۔ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی۔ تم مرے لئے دنیا کے خوبصورت ترین مرد ہو ______

اف توبہ ______ یہ فلموں والے جملے بھلا کوئی شریف زادی کہہ سکتی ہے ______

تو پھر شریف زادی فلموں کی ہیروئن کی طرح بار بار روتی کیوں ہے۔؟

میں ----- میں ---- رملیٰ گھبرا کر کھڑی ہوگئی۔ اس کی آنکھوں میں پھر کڑوا کڑوا

پانی جمع ہونے لگا۔
پھر دل کے آس پاس ٹھنڈی برف گرنے لگی۔
آج تم روؤ گی نہیں ------
رملیٰ بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگی۔ کبھی کبھی جھانک کر تیار ہوتے ہوئے معاذ کو دیکھ لیتی
او جب دل رنج والم میں ڈوب جاتا تو آ کر دروازے کا پٹ تھام کر کھڑی ہو جاتی۔
فیصلے کی گھڑی قریب آتی جا رہی ہے ______
تو میں کیا کروں ______؟
جو بھی کرنا ہے آج ہی کرنا ہے ______
تو میں کیا کروں ______
سہاگن بن جاؤں ______ ------
کس طرح ----- کس طرح ----- رملیٰ نے اپنی پیشانی دروازے کے ساتھ ٹکا دی۔
اس کے پاس جاؤ اسے منا کے لاؤ ______ اس سے کہہ دو۔ میں تمہاری تعریف کر سکتی ہوں میں تمہیں ساری رات خوشامد کا جھولا جھلا سکتی ہوں میں تمہیں اپنے بازوؤں میں پناہ دے سکتی ہوں۔ میں تم پر اپنا پل پل نثار کر سکتی ہوں ______
لیکن میرے بن کے رہو ______ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ ایک بیوی کے لئے دنیا کی سب سے بڑی اذیت کیا ہے ______؟
نہیں --- نہیں --- میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتی۔ ان میں سے تو ایک لفظ بھی ادا نہیں کر سکتی۔
میں اتنی بہادر نہیں ہوں کہ یہ سب باتیں کہہ سکوں ______؟
یہ سب باتیں زبان سے کہنے کی نہیں ہیں ----
تو پھر ______
رملیٰ نے گھبرا کر چاروں طرف دیکھا ______
تو پھر ______
سارے دروازے اور کھڑکیاں زور زور سے قہقہے لگانے لگے۔ تو اتنی ہی نادان ہے اتنی ہی بے وقوف ہے ______ احمق ہے یا بدنصیب ______
خدایا میری مدد کر!

رملیٰ دل پکڑ کر پھر بستر پر بیٹھ گئی ------
پل پل گذر رہا ہے ______ چم چم کرتی رات تیرے ٹھٹھے اڑا رہی ہے رات پھر جاگے گی۔ دل جلائے گی ______ سولی پہ لٹکے گی۔ ایک انا کا ناگ نہیں مارا جاتا ______
پر میں کیا کروں ______
جاؤ اس کا بازو تھام لو ______ روک لو اپنے ساجن کو ______ اس کے راستے میں پھولوں کی طرح بچھ جاؤ ______
دروازے دھڑ دھڑ بجنے لگے ______ وہ گھبرا کر کھڑکی میں جا کھڑی ہوئی ______
حلیمی اور انکساری عورت کے زیور ہیں۔ میاں بیوی کے بیچ کوئی انا کی دلدل نہیں ہوتی۔
آج اس کے گلے میں بانہیں ڈال دو ______ کھڑکی نے پتے کی بات کہی ______
میں ______
ہاں تم ______ آج میں کی ندی پار کر لوں۔ اور اس سے کہہ دو مجھے تمہارے باطن کا حسن نظر آ گیا ہے ______
میں --- یعنی میں -----
اتنی گر جاؤں ______؟
یہ گرنا نہیں ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نے کہا۔ محبوب کے قدموں میں رہنا گرنا نہیں ہے۔
اس کے دل میں جگہ پانا ہے ______
مگر میں نے کیا برا کیا ہے ______؟ مجھے کس بات کی سزا مل رہی ہے۔
اسے سزا کیوں کہتی ہو۔ اگر سہہ سکتی ہو تو اسے ایک رویہ جانو ______ ایسا رویہ جو تم نے پہلے پہل اپنے شوہر کے ساتھ اختیار کیا تھا۔
اس سے کہہ دو تم نے جو مجھے سکھانا تھا۔ سکھا دیا ______
میں نے جو ٹھوکر کھانا تھی کھا لی ______
آؤ ______ اب مل کر چلیں ______ اس طرح کہ میں تمہارا سایا بن کے پیچھے رہوں۔
اف توبہ ______
اس آدمی سے ______
اور کیا اس آدمی کے بغیر رہ سکتی ہے تو ______ ذرا غور سے دیکھ اس آدمی کو رملیٰ چل

کے آئی۔کوریڈور میں کھڑے ہوکر دیکھا۔معاذ سج دھج کے کھڑا اپنا جائزہ لے رہا تھا۔

اگر یہ بدصورت آدمی ہے تو پھر اسے دنیا کے میلے میں گنوا دے۔ یہ اپنے پلو میں افسوس کی گرہ کیوں لگائے پھرتی ہے۔

نہیں ______

رملیٰ پھر تڑپ اٹھی۔اسے گنوانے کے خیال سے دل میں ہوک سی اٹھتی ہے۔اور دم گھٹنے لگتا ہے۔

پھر اعتراف کرلے ______

کس بات کا ______؟

محبت کا ______

محبت ۔۔۔۔۔؟

ہاں یہی محبت ہے۔اسی خلش کا نام محبت ہے۔اسی دکھن کو تعلق کہتے ہیں اسی روگ کو رفاقت کہتے ہیں اور یہ محبت عجیب ہے۔کسی وقت بس اپنے آپ چپ چاپ ہو جاتی ہے۔

دیکھو نا کتنا بدصورت آدمی ہے۔مگر تمہارے دل میں گھر کیے بیٹھا ہے۔تم تو اس کے چہرے کی طرف دیکھنے کی روادار نہیں تھیں۔آج اس کے بازوؤں میں مچلنے کو بے تاب نظر آتی ہو۔

محبت کی زبان نہیں ہوتی ______

اور اظہار محبت کے لئے کسی زبان کی ضرورت نہیں ہوتی۔

سوال یہ ہے کہ تو خاک بن کر راہوں میں بچھ سکتی ہے ______ یا نہیں ______؟

رملیٰ نے لپک کر کمرے کا دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی۔ معاذ نے اپنے اوپر اتنی خوشبوئیں چھڑک لی تھیں کہ لپٹیں باہر تک آ رہی تھیں وہ چپ چاپ چلتی ہوئی معاذ کے قریب گئی اور وہاں جا کر کھڑی ہو گئی۔ معاذ نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا ______ اور پھر اپنا آپ درست کرنے لگ گیا۔اف اس کے انداز میں میں کتنی بے باکی اور کتنی سفاکی تھی۔مرد کا یہ روپ بھی ہوتا ہے یہ سوچ کر رملیٰ تھرا گئی۔

اس نے پلنگ پر سوئے ہوئے موجو کو دیکھا۔ وہ گہری نیند سو رہا تھا۔اور پھر ایک قہر کی رات اس کے دروازے پر دستک دے رہی تھی۔

رملیٰ نے بڑھ کر اپنے کپڑوں کی الماری کھولی۔ ایک خوبصورت سا سوٹ نکالا اور غسل خانے مین چلی گئی۔ بڑی سرعت سے کپڑے بدل کر باہر نکلی تو دیکھا معاذ اپنی جیب سے کچھ

کاغذات نکال کے انہیں اپنی اسٹیڈی میں رکھنے جا رہا تھا۔گویا وہ اب بالکل تیار تھا اور باہر جانے والا تھا۔

رملیٰ آئینے کے آگے کھڑی ہو گئی۔اس نے اپنے بال کھول دیئے اور کنگھی سے انہیں سلجھا کے شانوں پر ڈال لیا۔پھر معاذ کی خوشبو اٹھا کے اپنے اوپر چھڑک لی ______

ایک گہری سوچ نے اس کے پپوٹے بوجھل کر دیئے تھے مگر پھر بھی وہ ایک فیصلہ کن انداز میں معاذ کے پیچھے اسٹڈی میں چلی گئی۔

معاذ فائل میں اپنے کاغذ لگا رہا تھا۔اس نے نظر اٹھا کر رملیٰ کی طرف دیکھا اور پھر بے پروائی سے اپنا کام کرنے لگ گیا۔رملیٰ دروازے میں کھڑی رہی۔معاذ نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔رملیٰ کے دل میں غصے کی ایک لہر اٹھی ______

اس نے کمرے کے اندر قدم رکھ لئے اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر لیا۔معاذ نے کام ختم کر کے پھر رملیٰ کی طرف دیکھا۔رملیٰ نہ جانے کن جذبوں سے تلی کھڑی تھی۔مگر معاذ نے اس کی طرف دیکھ کر زیادہ غور کرنا مناسب نہ سمجھا ______ بلکہ اپنے ہاتھوں کے کف کنگ ٹھیک کرنے لگا۔رملیٰ کو امید تھی وہ اس سے اس کے آنے کی وجہ دریافت کرے گا۔پھر دروزہ بند کرنے کی وجہ معلوم کرنا چاہے گا۔مگر وہ تو رملیٰ کو نظر انداز کیے اپنے اوپر خوشبوئیں چھڑ کے بڑا بے نیاز بنا کھڑا تھا ______

رملیٰ بھی اسے دیکھتی رہی۔ بالآخر وہ گھبرا کے رملیٰ کی آنکھوں میں دیکھنے لگا ______

اس کی آنکھیں جذبوں سے خالی تھیں اور اس کی کالی رنگت میں کوئی جلتا ہوا پیغام نہ تھا ______

رملیٰ اس کے چہرے کو غور سے دیکھتی رہی۔پھر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی قریب آ گئی۔قریب آ کے بڑے آرام سے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کے سفید کوٹ کے دونوں کالر پکڑ لیے۔۔۔

ساحل پرسکون سے پہلے ایک طغیانی آتی ہے۔

لہریں اچھل اچھل کر آپے سے باہر ہو جاتی ہیں۔ غصے سے جھاگ جھاگ ہو جاتی ہیں۔

طیش میں آ کر سمندر کے منہ پر زور زور سے تھپڑ مارنے لگتی ہیں ______

چھینٹے شور مچاتے ہیں ______

لہریں اور سمندر آپس میں گتھم گتھا ہو جاتے ہیں۔

بس ایک پل کا ہوتا ہے یہ منظر ______

پھر دوسرے پھروں میں ایک خاموش سمجھوتہ ہو جاتا ہے۔لہریں سمندر کے سینے سے لپٹ جاتی ہیں۔لوٹ پوٹ ہو جاتی ہیں۔سما جاتی ہیں۔اس طرح کہ دوئی کا شائبہ تک نہیں رہتا۔دونوں ایک ہو جاتے ہیں۔سمندر بانہیں پھیلا دیتا ہے۔اور لہر سر ٹیک دیتی ہے۔

محبت کا یہی چلن رہا ہے۔

طغیانی کے بعد سکون ______

اور دکھ کے بعد سکھ ______

رملی کی جب آنکھ کھلی تو اس نے شرماتے شرماتے نظر اٹھائی معاذ اپنی مست آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

رملی نے پہلی بار ان آنکھوں کی خوبصورتی کو محسوس کیا۔سیاہ کالی آنکھیں ______ مڑی ہوئی پلکیں ______ اور ان آنکھوں میں بے پناہ شرارت ______ اس کے ساتھ جیت لینے والا سارا غرور ______

وہ آنکھیں کہہ رہی تھیں تم بہت چالاک عورت ہو ______ اپنے حقوق کی حفاظت کرنا جان گئی ہو۔

رملی نے شرما کر اپنا رخسار معاذ کے ہاتھ پر رکھ دیا ______ جو انگارے کی طرح تپ رہا تھا ______

افوہ! ______

رملی نے گہری سانس لی۔زندگی تو ان آنکھوں کے ساتھ بھی گزر سکتی تھی۔ان انگارہ صفت ہاتھوں کے ساتھ بھی گزر سکتی تھی ______

مگر اس لمحے بغیر نہیں ______

یہ لمحہ جس میں ہار کر میں خوبصورت ہوئی اور معاذ جیت کر خوبصورت ہوا۔

آج رملی نے نیا جنم لیا تھا۔آج کی صبح رملی کے گھر میں نئی طلوع ہوئی تھی۔اس صبح کو اس نے اپنی ادراک کی آنکھوں سے دیکھا تھا۔زندگی کے سارے اندھیرے آپ ہی آپ دور ہو گئے تھے۔رملی ایک نئے نویلے نشے سے مدہوش ہو کر بستر سے نکل آئی۔مٹیالے رنگ کی صبح میں رنگ برنگی چڑیاں چہچہا رہی تھیں۔گویا اسے بدھائی دے رہی تھیں۔

سہاگن مبارک ہو ______

سیج مبارک ہو ______

دولہا مبارک ہو ______

تو جنم جنم رہے شادکام ______ تیری نظر اتارے آسمان ______

رملی ایک دم کھلکھلا کر ہنس پڑی۔اس کا دل چاہا مسکراتی گنگناتی چڑیوں کو لپک کر پکڑ لے پھر ایک ایک کو چوم کر رہا کر دے۔

اس نے لمبی سے انگڑائی لی تو بدن کا ایک ایک عضو مسکرایا۔

پھر وہ باورچی خانے میں چلی گئی۔آج معاذ کا ناشتہ بناتے ہوئے عجیب طرح کی لذت محسوس ہوئی۔اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ کھانے کی چیزوں میں وہ اپنا دل پروس رہی ہے۔

ہائے قرب کا نشہ کیسا دو آتشہ ہوتا ہے۔

معاذ تیار ہو کر میز پر آ گیا تو وہ ناشتہ لگانے لگی۔مارے شرم کے معاذ کی طرف دیکھنے کا حوصلہ نہ ہوا تو محض اسے ایک شرمیلی اور کم گو لڑکی سمجھتا تھا وہ کیا جانتا تھا کہ یہ چپ چاپ سی لڑکی جذبوں کا سمندر ہے اور محبت کی اتھاہ کو جان چکی ہے۔

شرمائے شرمائے انداز میں اس کے آگے مکھن انڈا توس رکھتی چلی گئی۔مگر کبھی کبھی کن انکھیوں سے اس کو بھی دیکھ لیتی۔

" اف آج معاذ کس قدر خوبصورت لگ رہا تھا۔

اس نے پستے رنگ کا دھاری دار سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اندر گلابی سلک کی قمیض تھی آج اس نے ٹائی نہیں لگائی تھی۔ تھوڑا سا گریبان کھلا تھا۔ جس میں اس کے بال نظر آ رہے تھے۔ اس کے ہاتھ صاف ستھرے اور چکنے تھے۔ ناخن قرینے سے کٹے ہوئے سانولہ چہرہ چمک رہا تھا۔

پتہ نہیں خوشی کے مارے ______ یا گذری ہوئی شب کی ابھی روشنی تھی اس پر ______

رملیٰ اسے بار بار دیکھتی اور سوچتی ______ یہی وہ شخص ہے جو اسے پہلی رات انتہائی مکروہ صورت آدمی لگا تھا۔ جیسے دیکھتے ہی ابکائیاں آنے لگی تھیں مگر اب اتنا اچھا کیوں لگ رہا ہے۔ وہی چہرہ ہے۔ وہی نقوش ______ چہرے پر چھوٹی چھوٹی کٹوریاں بھی وہی ______

لیکن اب اسے انسانوں کی شناخت ہوگئی تھی۔ لوگ شکل وصورت سے نہیں انسانوں سے پیار کرتے ہیں۔ محبت کی دنیا میں شکل وصورت ثانوی درجہ اختیار کر لیتی ہے۔

رملیٰ ٹھوڑی پر ہاتھ جمائے اسے ایسے پیار سے دیکھ رہی تھی کہ معاذ چونک اٹھا پھر مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

کیا میں بہت خوبصورت ہوگیا ہوں رمو ______

رملیٰ نے شرما کر نظریں جھکا لیں۔

اس طرح دیوانہ وار مجھے کیوں دیکھ رہی ہو ______؟

پلیز کسی غلط فہمی میں نہ مبتلا کر دینا۔ مجھے تو ابھی تک رات کی باتوں کا یقین نہیں آ رہا؟

آپ کو ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ رملیٰ نے شرماتے ہوئے انداز میں کہا ______ اور کچھ باتیں کرنے کی نہیں بس محسوس کرنے کی ہوتی ہیں۔

معاذ ہنسنے لگا۔

آج دفتر میں جانے کو جی نہیں چاہ رہا ______ شاید یہ پہلا موقع ہے۔ معاذ نے کھڑے ہو کر کہا۔

نہ جائیں ______ ایک دم رملیٰ کے منہ سے نکل گیا۔

ہرگز نہ جاتا مگر میں نے خود ہی آج ایک میٹنگ بلوائی ہے۔ دفتر میں ______ نہیں جاؤں گا تو وہ لوگ کیا کہیں گے۔

اچھا پھر کوشش کر کے جلدی آ جایئے گا ______؟

ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ معاذ نے بریف کیس اٹھاتے ہوئے کہا ______

ویسے کیا کوئی خاص بات آج بھی ہے ______؟ یہ کہہ کر معاذ نے شرارت سے رملیٰ کی طرف دیکھا۔ مگر رملیٰ نے ہنس کر منہ پھیر لیا۔

خدا حافظ ______ رملیٰ نے آہستہ سے کہا۔ پھر دہلیز میں بیٹھ گئی۔ اور دور تک اس کی کار کو جاتا ہوا دیکھتی رہی۔

تھوڑی دیر بیٹھی کل رات کی باتیں دہراتی رہی۔ پھر ایک دم کھڑی ہوگئی۔ آج ہر کام جلدی جلدی ختم کرنا تھا۔ رات کے لئے کوئی خاص کھانا پکانا تھا۔ آج اس نے اپنے ساجن کو منا لیا تھا اسے پرچانا چاہتی تھی۔ اس لئے کھڑی ہوگئی۔ جلدی سے سارے گھر کی صفائی کر والی۔ خاص طور پر سٹیڈی کو صاف کر کے نئے طور پر سجایا۔ موجو کو نہلا دھلا کر کپڑے بدل لیے دوپہر کا کھانا بڑا پر تکلف سا پکا کے معاذ کو دفتر میں بھیج دیا اور پھر تیار ہونے کے لئے غسل خانے میں چلی گئی۔ آج اس نے اپنے لئے ایک خوبصورت سرخ رنگ کا جوڑا چنا جس کے دوپٹے پر جال بنا ہوا تھا۔ پچھلے دنوں اسے اپنے جہیز اور بری کے کپڑے پہننے سے نفرت ہوگئی تھی۔ مگر آج وہ معاذ کے استقبال کو دولہن کی طرح تیار ہونا چاہتی تھی۔ نہانے کے بعد اس نے اپنے لمبے لمبے بالوں کو سکھایا اور شیشے کے آگے کھڑے ہو کر خوب اچھا سا میک اپ کیا۔ آئینے میں اپنے آپ کو دیکھ کر وہ خود شرمائی۔ جب سے اس کی شادی ہوئی تھی۔ وہ اس طرح بن ٹھن کے کبھی نہ رہتی تھی۔ آج معاذ دیکھے گا تو جھوم جائے گا۔

اپنے اوپر بہت سی خوشبوئیں چھڑک کر وہ برآمدے میں نکل آئی ______ آتے ہی ٹھٹک گئی۔ جیسے زمین نے اس کے قدم پکڑ لیے ہوں۔ نہ آگے جا سکی نہ پیچھے ہٹ سکی۔

بے جی ٹیکسی سے نیچے اتر رہی تھیں۔ اور ملازم ان کا سامان اتار رہا تھا۔

یہ ضرور ہے کہ پچھلے چھ مہینوں میں اس نے بے جی کی بہت تمنا کی تھی۔ بے جی کے جانے سے اس کی زندگی میں ایک خلا سا ہوگیا تھا۔ وہ بار بار ان کی خواہش کرتی ______

مگر آج ______ اچانک بے جی کو دیکھ کر اس کا رنگ اڑ گیا۔ ساری تمنائیں زمیں بوس ہوگئیں۔ نہ جانے اس وقت بے جی کا اچانک چلے آنا اس کو برا کیوں لگا ______

آج ______ آج محض آج۔ اگر بے جی نہ آتیں۔ رات ہی تو اس نے معرکہ سر کیا تھا۔ اپنے معاذ کو جیت لیا تھا۔ آج کا سارا دن وہ اس کے ساتھ گزارنا چاہتی تھی۔ بے جی کے آنے سے اس کے دل میں ذرا سا حسد ابھرا ______ اسے معلوم تھا معاذ بے جی کی زیادہ عزت کرتا

ہے ان کو زیادہ وقت دیتا ہے۔ اور اتنے دنوں بعد وہ آئی ہیں تو پھر زیادہ تر ان کے ساتھ ہی رہے گا ______

ان سب باتوں نے رملیٰ پر یوں اچانک حملہ کر دیا کہ وہ برآمدے میں کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔ نہ حسب عادت آگے بڑھ کر بے جی کی پیشوائی کی نہ ان کے ہاتھ سے سامان پکڑا۔

بے جی دھیرے دھیرے چلتی ہوئی اس کے قریب آ گئیں۔

اور بڑی حیرت سے بولیں۔

وو ہٹی! کیا حال ہے تمہارا ______

تب رملیٰ ایک دم چونک اٹھی۔ آگے بڑھ کر بے جی کے گلے سے لگ گئی اور کافی دیر گلے سے چمٹی رہی۔

پھر کہنے لگی ______

بے جی اس طرح اچانک آ کے آپ نے مجھے حیران کر دیا ہے۔ سچ مچ خوشی کے مارے میرے منہ سے بات بھی نہیں نکل رہی۔

لیکن آنا تو مجھے اسی طرح تھا وو ہٹی ۔ میں نے معاذ سے کہلوا دیا تھا کہ اس ہفتے کسی دن آ جاؤں گی۔

اچھا! انہوں نے مجھے نہیں بتایا تھا۔ ویسے بہت اچھا ہوا آپ آ گئیں ______ ہم سب آپ کے لئے بہت اداس تھے۔

موجو کہاں ہے ______؟ بے جی نے ادھر اُدھر دیکھ کر پوچھا۔

پچھواڑے نوکروں کے بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہوگا۔ بلا لاؤں ______؟

نہیں وہ خود ہی آ جائے گا۔ بے جی ٹانگیں اوپر کر کے تخت پر بیٹھ گئیں۔ اور ان کے چہرے پر تھکاوٹ کے آثار نمودار ہوئے۔

رملیٰ نے بے جی کا سارا سامان اٹھا کر ان کے کمرے میں لگا دیا۔ اور پھر بولی۔ آپ کے لئے گرم گرم چائے بنا لاؤں۔

بے جی چپ رہیں۔

وہ باورچی خانے میں چلی گئی۔ چائے کا پانی چولہے پر رکھ کر اس نے اپنے خوبصورت کپڑوں کی طرف دیکھا۔ آج وہ ایک خاص انداز سے معاذ کا استقبال کرنا چاہتی تھی۔ جس طرح محبت کرنے

والی بیویاں اپنے ساجنوں کی راہ تکا کرتی ہیں۔ آج اس کے جی میں بہت اچھی اچھی باتیں تھیں۔ آج وہ صرف معاذ کے پاس بیٹھنا چاہتی تھی۔ اور آج ہی تو تقدیر کے دروازے اس پر کھلے تھے۔

اور بے جی تو خود اس کی ہمدرد تھیں۔ بے جی نے ہی تو یہ سارا موقع دیا تھا۔ افوہ ______

بے جی کو تو ہر بات کا پتہ تھا۔ پتہ نہیں اب کیا ہوگا ______؟

اپنے خیالوں سے الجھتی رملیٰ نے چائے بنائی اور ٹرالی پہ رکھ کے لے آئی۔ بے جی باہر تخت پر نہیں تھیں۔ جانے کہاں اٹھ کر چلی گئی تھیں۔ رملیٰ اپنے کمرے میں آ گئی۔ دیکھا تو بے جی ہر ایک کمرے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ غسل خانے تک دیکھے۔ شاید موجو کو ڈھونڈ رہی ہوں گی۔

موجو تو باہر ہے بے جی ______

اتنے میں موجو ہی دوڑتا ہوا آیا اور آ کے بے جی کی ٹانگوں سے لپٹ گیا۔ بے جی اس کے لئے بے شمار کھلونے اور گاؤں کی سوغاتیں لائی تھیں۔ کھول کھول کر دینے لگیں۔ ایک پوٹلی میں ستو تھے، ایک میں شکر اور ایک میں گڑ ______ رملیٰ نے جلدی جلدی یہ چیزیں پکڑیں اور اندر جا کر خالی کنستروں میں ڈال دیں۔ بے جی جو چیز بھی دیتیں اسے احتیاط سے پکڑ لیتی۔ پھر اندر جا کر رکھ آتی۔

بے جی چائے پی کر لیٹ گئیں۔ رملیٰ جلدی سے ان کی پائنتی کی طرف جا بیٹھی۔

کیا تم کہیں جا رہی تھیں وو ہٹی ______

بے جی نے رملیٰ کا سنگھار دیکھ کر پوچھا ______

نہیں بے جی رملیٰ شرما گئی۔ یونہی ______ بس ______ شام کو کوئی آ جاتا ہے۔ تو تیار ہو جاتی ہوں۔

کوئی بات نہیں بے جی نے کہا ______ اگر تم دونوں کا کہیں جانے کا پروگرام ہو تو ضرور چلے جانا۔

رملیٰ بے جی کے قریب کھسک آئی اور ان کے پاؤں اٹھا کے اپنی گود میں رکھ لئے اور دبانے لگی۔

بے جی آپ کی وہ سہیلی آئی تھی مسز بیگ ______؟

اچھا ______ کیا کہتی تھی۔

حج پر جا رہی تھی۔ آپ سے ملنے آئی تھی۔

اب تو جا چکی ہوگی۔

جی ہاں کہتی تھی وہاں جا کر خط لکھوں گی۔

وہ ہیں نا مسز مسعود ان کے ہاں پوتا ہوا ہے۔ انہوں نے بڑا شاندار عقیقہ کیا تھا۔ آپ تو یہاں تھیں نہیں۔

میں ہو آئی تھی۔

بہت اچھا۔ بے جی نے کہا۔

اور بے جی وہ جو سامنے فلیٹ میں ایک خاتون رہتی ہے۔ وہ ہمیشہ آپ کا پوچھنے آیا کرتی تھی۔

پھر رملہٰ نے رفتہ رفتہ بے جی کو سارے محلے کی چیدہ چیدہ خبریں سنا دیں۔ کہ ان کی عدم موجودگی میں کیا کچھ ہوتا رہا۔

بے جی چپ چاپ سنتی رہیں۔ کبھی کبھی بس ہوں ہاں کر دیتیں۔ رملہٰ نے محسوس کیا بے جی کے چہرے پر بہت سنجیدگی تھی۔ ایسی سنجیدگی اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اس لے دل ہی دل میں ڈر رہی تھی اور اللہ سے دعائیں بھی مانگ رہی تھی کہ اب کوئی اور افتاد نہ پڑ جائے اس نے تو اپنی انا کو کچل کے اپنے ساجن کو منا لیا تھا۔ اس نے تو سر جھکا کے جینے کا ایک انداز اپنا لیا تھا۔ پتہ نہیں بے جی کیوں اتنی خاموش اور سنجیدہ تھیں۔ ان کو تو سارے واقعے کا علم ہے۔

کہیں ۔۔۔۔ کہیں ۔۔۔۔۔۔ پھر اسے جھرجھری آ جاتی اور وہ بے جی کے سوکھے پاؤں اپنے نرم نرم ہاتھوں سے دبانے لگی ۔۔۔۔ پھر ادھر اُدھر کی باتیں کرتی ______ اپنے کپڑوں کو دیکھنے لگتی ______ اور اپنے چہرے کا دھیان کرتی جسے اس نے معاذ کے لئے سجایا تھا۔

حقیقی معنوں میں اسے بتانا چاہتی تھی کہ وہی اس کے من مندر کا دیوتا ہے ______ کہ اوپر سے بے جی آ گئیں۔

پتہ نہیں اب بے جی کیا کریں گی ______

پتہ نہیں اب معاذ کے آنے تک کیا ہوگا ______

وہ ابھی بیٹھی اپنے آپ سے الجھ رہی تھی کہ بے جی نے اس کی گود میں سے پاؤں یوں کھینچے جیسے چھڑائے ہوں۔ اس پر رملہٰ ایک دم چونک اٹھی۔ بے جی کی طرف حیرت سے دیکھا ان کے چہرے پر کرختگی تھی۔

رملہٰ بے بسی کے عالم میں رونے لگی۔

بے جی اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو پلیز معاف کر دیں۔

بے جی تھوڑی دیر چپ بیٹھی اس کے چہرے کو دیکھتی رہیں۔ پھر اپنا ہاتھ اس کے زانو پر رکھا۔ زانو کو تھپتھپایا اور بولیں۔

پتر! چپ کر جا ______ کیوں روتی ہے۔ اب تیرے رونے کا وقت گذر چکا ہے۔ میں تو جب سے آئی ہوں۔ حیران ہو رہی ہوں۔ تجھے شاید معلوم نہیں میں جان بوجھ کر تجھے تنہا اپنے گھر میں چھوڑ کر گئی تھی۔ کیونکہ جب سے تو آئی تھی اس گھر کی کوئی ذمہ داری قبول نہیں کر رہی تھی۔ اور یہ سب میرا قصور تھا۔ میں تجھے کچھ کرنے کا موقع نہیں دے رہی تھی۔ پھر میں جان بوجھ کر کچھ عرصے کے لئے گاؤں رک گئی۔ تاکہ تجھ پر ذمہ داریوں کا بوجھ پڑے اور تجھے پتہ چلے کہ شادی کیا ہوتی ہے ______ آج تمہارا گھر دیکھ کر میں بہت خوش ہوئی ہوں۔ سب کمرے چم چم کر رہے ہیں۔ میلے کپڑے جا بجا ڈھیر نہیں۔ باورچی خانے سے بو نہیں آ رہی ______ بچہ بھی صاف ستھرا ہے۔ سارے محلے سے تم ملتی رہی ہو ______ ادھر اُدھر کی خبریں رکھتی ہو اور یقیناً تم نے معاذ کا دل بھی جیت لیا ہوگا۔

اس فقرے پر رملہٰ نے اپنا سر بے حد جھکا لیا۔

کچھ شرمندگی کے مارے ______

ا کچھ فطری شرم کے مارے۔

بے جی نے اپنا ہاتھ رملہٰ کے سر پر رکھ دیا۔ اور بولیں۔

زندگی تو سب کی ایک ہی جیسی ہوتی ہے۔ کوئی عقلمندی سے اسے جنت بنا لیتا ہے۔ اور کوئی بے وقوفی سے اسے دوزخ بنا لیتا ہے۔ اللہ نے جتنی نعمتیں دے رکھی ہوں۔ ان کی قدر کرنی چاہیے ۔۔۔۔۔ اور اللہ کی طرف سے جو نہیں ملا اس کا بھی گلا نہیں کرنا چاہیے ۔۔۔۔۔۔۔ پتر مجھے یہ دیکھ کر اب خوشی ہوئی ہے کہ تو سیانی ہو گئی ہے جب تیری شادی ہوئی تھی اور ہم تجھے اس گھر میں لے کے آئے تھے۔ تو سب لوگ آ آ کے مجھے مبارکباد دیتے تھے اور سب کہتے تھے ماشاءاللہ آپ کی بہو تو چاند کا ٹکڑا ہے۔ تیری حقیقت اس وقت تھی بھی چاند کے ٹکڑے جیسی ______ جس طرح پتھر کا ٹکڑا بے حس اور فضول ہوتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن جب اسی پتھر کے ٹکڑے کو تراش خراش کے اس کی مورتی بنا لی جائے تو کس قدر خوبصورت ہوتا ہے ______ یہ فطرت کا علم ہے اس کے بغیر انسان ادھورے ہیں۔ ہم چاہیں تو اپنے آپ کو خوبصورت بنا لیں۔ چاہیں تو بدصورتوں میں شامل ہو جائیں۔ آج میں تجھے جس حالت میں دیکھ

رہی ہوں تو دل سے دعا نکل رہی ہے۔

آج تو میری نظر میں دنیا کی خوبصورت ترین عورت ہے۔ وہ عورت جو اپنے شوہر کو اپنا گرویدہ کر لے۔ گھر کو جنت کی طرح رکھے اور بچوں کے ساتھ جان مارتی رہے۔ بلاشبہ خوبصورت عورت ہوتی ہے۔

شدتِ جذبات سے رملیٰ کی آنکھیں بھر آئیں ۔ وہ ایک دم زمین پر بیٹھ گئی۔ اور بے اختیار اس نے اپنا سر بے جی کے پاؤں پر رکھ دیا ______ اس وقت ہنستا ہوا معاذ موجو کی انگلی پکڑے گھر میں یوں داخل ہوا جیسے گھپ بادلوں کی گھٹا چیر کر اچانک سورج نکل آئے اور ہر شے کی اصل نظر آنے لگے۔